

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فتاویٰ حقانیہ

جلد اول

مفت محمد رفیع حقانی صاحب دفتارِ مفت دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
 مفت محمد رفیع حقانی صاحب دفتارِ مفت دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
 جامعہ دارالعلوم دیوبند

پیشکش: مفت محمد رفیع حقانی

عالمگیریہ جامعہ دارالعلوم دیوبند

فتاویٰ حقانیہ مشاہیر علماء و اور رسائل و جرائد کی نظر میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب مدظلہ صدر دارالافتاء الدینی
پاکستان و بہتیم جامعہ غار قریہ کراچی کا فتاویٰ حقانیہ پر عالمانہ تاثرات و تبصروں

نکاحات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب مدظلہ مدبر مفتیان کرام بہتیم حقانیہ
مکرائی و جہانم حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب مدظلہ ترتیب مولانا مفتی محمد حقانی

علمائے اسلام محترم حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب مدظلہ نور اللہ مرقدہ، کو اللہ تعالیٰ قرآنی مسود حضرت
سے نور و خفا، دو ہم دہیں، اخلاص و للہیت، ترویج و کساری میں مصروف کا نور و خفا جس شانہ نے زندگی
کے مختلف شعبوں میں ان سے دین اسلام کی بڑی سنہری خدمات لیں۔ ان کی خدمات و مآثر میں سے عظیم
امعان کا نام دارالعلوم حقانیہ کا قیام ہے۔ حضرت نور اللہ مرقدہ دارالعلوم وچ بند میں دین حانیہ کے امتداد
تجدید سے ۱۹۵۹ء میں اپنے آبائی علاقے کوڑہ خٹک تشریف لائے اور جب تقسیم ہند کے جنگوں اور بہ
دہی کے سبب وہیں نہیں جاسکے تو اپنے بھائی کی مدد میں دہلی شریعہ فرمایا، طلباء کا بکثرت رجوع ہوا
سجدہ پھولی پڑی تو دارالعلوم حقانیہ کی موجودہ جگہ منتقل ہوئے اس طرح بغیر کسی ساجھ منھوے اور ارادے
کے پاکستان کی مس عظیم و بی اد سے کی بنیاد پڑی اور اللہ تعالیٰ نے اس ادارے سے دین کے متنوع
شعبوں میں جوہر جاں دین پیدا فرمائے شاید کوئی دوسرا ادارہ اس پہلو سے اس کی دوسری کر سکے۔ دارالعلوم
حقانیہ نے جہاں دین اسلام کے دوسرے شعبوں میں قلمی تدابیر امور انجام دیتے ہیں وہاں شعبہ فطریہ
اشاعت نور تصنیف و تالیف میں بھی وسائل جماعت سے دوری کے باوجود بڑا مفید کام انجام دیا
ہے الحق ان کے نام سے ایک مؤثر اور علمی ماہنامہ تقریباً ۳۵ سال سے نکل رہا ہے اس کے علاوہ دارالعلوم

تھائی۔ ان کے اشاعت اور بے موقرہ مضمین سے جیسوں علمی تحقیقی تہذیبیں شائیں ہو چکی ہیں۔ اور اب اس بار اس کی منت کے بعد دارالعلوم نے فتاویٰ کا مزید نکتہ بحمدیہ میں چھپ کر منظرِ عام پر آئیات۔
 دارالعلوم خدایہ نے شعبہ انعام کی طرف مکتبِ وفاق کی طرف سے لوگ بکثرت شرعی مسائل کے متعلق سوالات بھیجے ہیں جو بہ سرحمد کے مسائل خاص طور سے یہاں آتے رہتے ہیں اور دارالعلوم کے مفتی حضرت باقاعدگی کے ساتھ ان کا جواب لکھتے رہتے ہیں۔ ان فتاویٰ کی نقول کو محفوظ رکھنے اور ان کو ایک رجسٹروں میں نقل کرنے کا بھی اتمام کیا جا رہا ہے۔ دارالعلوم کے منتظمین نے ان فتاویٰ کی اشاعت کا ارادہ کیا اور شعبہ تخصص کے سرپرست مفتی حضرات کی کمرانی میں درجہ تخصص کے طلبہ کو مختلف برسوں میں جاری شدہ فتاویٰ کی ترتیب دیکھنے کے لیے مختلف حصے حاصل کئے جاتے رہے۔ چنانچہ ترتیب و تحقیق کے واسطے سے تکرار کے بعد یہ علمی خزینہ مرتب ہو کر اب سامنے آیا ہے۔

اس کی جلد اول ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی ابتدا میں مولانا خدابخز آق صاحب کا مرتب کردہ مقدمہ اور آداب افتادہ استنوار سے متعلق ایک پر مغز مقدمہ شامل ہے۔ اس کے بعد جن مفتی حضرات نے یہ فتاویٰ تحریر کئے ہیں ان کا تعارفی نوکدو لکھا ہے۔ ان میں امتداد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سیدالحق صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا مفتی محمد رفیع صاحب، مولانا عبدالمجید ذرونی صاحب، مولانا محمد علی سواتی، مولانا عبدالحکیم لوہستانی صاحب، مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب اور اس فتاویٰ کے مرتب مولانا مفتی محمد عبداللہ تھانی صاحب کے دیگر اہل علم کے سوانح کے ساتھ مل کر ہیں۔

ان کے بعد صفحہ ۱۳۵ سے اس فتاویٰ کی ابتدا ہوتی ہے سب سے پہلے کتاب العقائد و فروع ہے، عقائد اور فروع سے متعلق دوسرے سوالات کے علاوہ اس میں فقہ قادریہ کی کئی پاکستان میں اس کی عمیق رائے سے فقہانہ وحدت و غمخوارہ یہ فروع سے متعلق سوالات کے جوابات بھی آگئے ہیں۔

جلد دوم ۶۶۹ صفحات پر مشتمل ہے اس جلد میں کتاب الاحکام، التعلیہ، کتاب البدن، الزیوم، کتاب الصوم، کتاب التفسیر، کتاب، متعلق بالحدیث، کتاب السلوک، کتاب السیاحہ، کتاب الکراویہ و

الاباحہ اور کتاب الطہارت شامل ہے۔

جلد سوم ۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہے اس جلد میں کتاب المغلوۃ، کتاب الجہانزادہ اور کتاب الزکوۃ تین کتابوں سے متعلق فتاویٰ آگئے ہیں۔

جلد چہارم ۶۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اس میں کتاب الزکوۃ کا بقیہ حصہ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، اور کتاب الطلاق کے مسائل شامل ہیں۔

جلد پنجم ۵۳۸ صفحات پر مشتمل ہے اس جلد میں ان تیارہ کتابوں کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں کتاب الطہات، کتاب الاربابان والذین، کتاب الوقف، کتاب الحدود و قسریات، کتاب الاشرار، کتاب الفتن، والدین، کتاب الجہاد، کتاب الفتناء، کتاب الطہارۃ، کتاب المغسوة، اور کتاب الزکوة۔

جلد ششم ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اس جلد میں مندرجہ ذیل کتب کے فتاویٰ جمع ہیں۔ کتاب الصیغ، کتاب الربا، کتاب الرهن، کتاب الاہارۃ، کتاب المغلقہ، کتاب الشراک، کتاب المضاربت، کتاب الوکالہ، کتاب الخرج، کتاب المہر، کتاب المصہر، کتاب المصہر، کتاب الودیعہ، کتاب الحج، والموت، کتاب المرادۃ، کتاب الذبايح، کتاب المصید، کتاب الاضیغ، کتاب النوجہ، اور کتاب الفرائض، اس طرح تخریر سارے تین ہزار صفحات پر مشتمل ان چھ جلدوں میں ہزاروں سوالات کے عام فہم اسلوب میں جوابات آگئے ہیں۔ ان جوابات کی ترتیب و تحقیق میں جن امور کا خیال رکھا گیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

- ۱۔ ہر جواب کا مراجعہ و مصدر و ادھر فقہ کے مستخرج کتابوں سے حوالہ ذکر کیا گیا ہے۔
- ۲۔ ہر کتاب میں ذیلی اجواب قائم کئے گئے ہیں اور ہر سوال کیساتھ مسئلہ کا عنوان ذکر کیا گیا ہے ہر مسئلہ کی پشت پر اس جلد میں درج کتابوں کی نمبر دست بھی لکھ دی گئی ہے۔
- ۳۔ ہر حاضر کے پیرا کردہ جدید فقہی مسائل کا بھی ایک مستند یہ حصہ اس میں آگیا ہے اس حصہ میں جامعہ حنائیہ کے دارالافتاء سے لکھے گئے جدید مسائل جو ماہنامہ "الحق" میں شائع ہو چکے ہیں نہ سمیت کو محفوظ رکھ کر مختلف ابواب میں درج کئے گئے ہیں۔

جائے۔ اذہواللہ العلیہ السلام۔

لہذا یہی حقیقت کی شہادت ہے مزید سرت ہوئی اور حسب اہم اس پر چند ملاحظہ فرما کر مال کمرہ ہوں۔

لہذا ان راشد و عالم مصلح کو بہت بہت سلام و راجائیں گائیں کہ آئندہ بھی اسی محبوب حق پر کہ توفیق ملے رہے

والسلام!

محمد تقی عثمانی

الحمد لله رب العالمین۔ والسلام علی رسولہ الکریم!

وعنی۔ نواب صاحبہ اجمعین۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ (بانی دارالعلوم خٹائیہ) و نائب اہل بیت

عبداللہ ان تہذیبات تھیں۔ تھے جن پر چوٹی طے تھا کھڑے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ نے اس میں انہیں

مطلقہ لکھیں کہ نہ تو بنایا تھا تو وہ خلک میں ان کے قائم کرو۔ دارالعلوم خٹائیہ نے ہزار ہا علماء پیدا کیے اور

مولانا سید علی نقی نقی فراموش نہ، تھے اسی مروجہ فہم کے تھے جس کا ایک شہرہ یہ تھا کہ یہ کاردارالافتاء

سائبرمان سے اطراف ہا فہم کے دینی سوالات کو جواب دے رہا ہے یہ قانونی دارالعلوم خٹائیہ کے

رہبروں میں سے ایک ہیں۔ تھے اور حضرات اہل بیت کی قمی کے انہیں مدد ان کے فائدہ ہونے کے سے شائق

کیا ہے۔ اللہ خانی حضرت قدس سرہ کے فاضل صاحبزادے مولانا امجد علی قدس سرہ صاحب مولانا مصباح الحق

صاحب (مستقر دارالعلوم خٹائیہ) کو بڑے فخر حاصل تھا کہ وہ مولانا صاحب نے اپنے مدد سے کی ایک فہم کے

دارالعلوم خٹائیہ کے مختلف مفتی حضرات کے کچھ ہوئے ہیں لیکن چونکہ یہ تمام فرائض اللہ بڑے حضرت مولانا

عبدالحق صاحب قدس سرہ کی فرائض میں کچھ تھے چنانچہ اس نے اس کو انہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور

مجھے کانٹا تھا انی تھا یہ زرا حائما ہے مفتی لونگی میں ہر مفتی کا انداز و اسلوب جدا جدا ہے اور بعض جلد

اس میں جو اہل علم وافرہ کے لئے مختلف کی تلاش باقی رہتی ہے لیکن یہاں تک میں قرآنی کلمہ
جس کا تعلق ہے اس کے لئے تجویز کالی ہے کہ وہ اعلیٰ حق پر جسے مستعد اور اس کے پوری ہوئے
ہیں۔ اور اس سے شریعت دینا نامہ الحق صاحب تفسیر و تفسیر میں ممکن کر دلی میں جاری ہے۔
برایں یہ علم وافرہ کے نتیجے میں ایسا اعلیٰ علم حاصل ہے۔ اور اس کے ساتھ علم وافرہ کی برائی کرے
گا۔ اور اعلیٰ علم وافرہ سے مراد حق الحق صاحب اس علم قرآن کے مستطیع صاحب۔ اس کے لئے سہارا ہو
سہا حق ہیں

فتاویٰ حقانیہ میرزا حسن احمد لجنات کابریہ حقانیہ

[illegible]

ہاں سے اخلق مشقہ۔ انہ صاحب میں خود اللہ تعالیٰ قوی مہر فرماتے ہیں اس عظیم فیض سے۔ اس صاحب جلیلہ کی طرف اس کی نزاکت بھی دو بار یہ لکھی جاتی ہے کہ لکھی جاتی تھی جب تک قوی دیا ہے تو
تو یہ دو مستحق کو پہنچانے مسئلہ میں غلطی اس کتاب میں ہے اگرچہ انہ خوارست عقیدت میں معاملہ مغنی کے دینے
ہوئے تو قوی کے برعکس ہو جائے تو مگر حق تعالیٰ کی طرف انہی بہت کی نسبت کرنا ہی گئی جو اللہ تعالیٰ نے ہیں
یعنی حمیٰ تو مغنی اور مستحق وہ اس کے لئے قابل کا درجہ ہے (ص ۱۰۰، ص ۱۰۱) اس کا معنی یہ ہے کہ قوی کے
پورے بیرونیات عینا ہی خوارست ہوتی ہے نیز کہ وہ کسی کو اس میدان میں انہ کی جرات نہیں کرانی
چاہیے اس امر میں نہ ہی اپنے میں شرعی تقاضوں سے صرف نظر کرتے ہوئے نہ قوی انہ کو انہ کو نہ لکھی

تعمین کر رہے ہے جو عدالت کی مدین کے ذمے میں آتا ہے اس منصب کی اس عینیت سے خاکہ ہو کر اختلاف اہل علم کی اکثریت کسی امر میں فتویٰ صادر کرنے سے کتراتا کرتی تھی بلکہ بعض فتوائی دینے سے کلی احتجاج کیا کرتے تھے اور ملت صالحین میں منصب افتاء کی ذمہ داری ان اہل علم کو سونپی جاتی تھی جس کے علم و لدل اور مانت و امانت پر سب کا پوری طرح اتفاق ہوتا کیونکہ اسراف کے ہاں کسی کے منصب افتاء پر ناظر ہونے کے لئے کچھ صاحب علم ہونے کو کافی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ یہی قریب تکہ ہر دور میں اور اب بھی سے منصب افتاء کے لئے چند ہستیاں منتخب ہوا کرتی تھیں۔ درانی کی علمی رائے لڑائی فتویٰ کا اوجہ رکھتی تھی (بہن) کی ایک طویل فہرست مرتب ہو چکی ہے)

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ فتویٰ کے لئے صرف علم معنویات کے ذخیرہ یا کتب کے مطالعہ پر اراعت کو قیود قطعاً نہ کیا جائیگا بلکہ اور نہ درجہ درجہ علم کا حال تو تقریباً ہر کوئی بات نے بعد ۱۱ سے منصب افتاء پر ناظر ہونا چاہیے تھا۔ لیکن تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر فن کے لئے خصوصاً ہمارے متفق و کار ہوتی ہے جس کے لئے اہل فن کی رہنمائی اور ان کے علمی فائدہ سوجھ بوجھ کی ضرورت ہوتا ہے۔ ائمہ فکھ کے فتاویٰ کے اس میدان میں دارالعلوم فتاویٰ انور و خٹک نے ایک بہترین باب کا اضافہ کیا ہے جسے "فتاویٰ فتاویٰ" کا مودیا گیا ہے۔ "فتاویٰ فتاویٰ" دارالافتاء دارالعلوم فتاویٰ سے جاری ہونے والے ان فتاویٰ کا قانونی پر مشتمل ہے جن میں کچھ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کے خود نوشت ہیں جبکہ بعض دوسرے مفتیان کرام اور اساتذہ کرام کے تحریر کردہ ہیں اس مجموعہ میں ایک اضافی چیز یہ دیکھنے میں آتی کہ بعض ایسے مضامین و مقالات جو عامہ مباحث میں شامل ہوتے ہیں وہ بھی شامل کر کے اس فتاویٰ کا حصہ بنائے گئے ہیں۔ فتاویٰ فتاویٰ کے شروع میں فقہی مباحث پر مشتمل ایک باب مقدمہ لکھا گیا ہے جو بجائے خود ایک عظیم مقام کی حیثیت رکھتا ہے مقدمہ میں فقہی مباحث کے مقدمات و حقیقہ و سوسمت احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ کچھ صاحبان تمام مفتیان کرام کا تعارف بھی پیش فرمایا گیا ہے جن کے تحریر کردہ فتاویٰ اس مجموعہ میں درج ہوئے ہیں۔ فتاویٰ فتاویٰ اپنے بہترین صورت میں نہ صرف ایک کتاب کاغذ اور عمدہ کتابت کا باعث مس باطنی کے ساتھ ساتھ ظاہری دکھائی کا مستحق بھی ہے۔ "فتاویٰ فتاویٰ" اپنی تحقیق و تخریج اور سلاست و روانگی تحریر کے پیش نظر علماء و طلباء اور ذہنی شغف رکھنے والے عوام الناس سب کیسے یکساں مفید ہے۔

دعا ہے کہ اس عوام خواص کیلئے اس مفید اور کرارین و درمیں اور جملہ معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین و لازم کی علی اللہ احد۔ ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ (جون ۲۰۰۲ء)

باب سار گھنٹہ ۱۱ بجو کا فتاویٰ فقائے ہر جہاں کی تاثرات

نکاح و نکاح۔ حضرت مولانا محمد امجد علی دہلوی دکنی مفتی، امام
نکاحی، استقامت۔ حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ تریبہ۔ مولانا مفتی، انہ فتاویٰ

زیر تبصرہ "فتاویٰ فقائے" ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو حضرت قدس سوانہ مہد حق محمد بن ابوبکر
تیس سرور اور ان میں مفتیان، امام دارالعلوم دہلوی کی علمی، فقہی اور فہم اور نصیرت کے سبب حق بن بکار ہے
یہ فتاویٰ چھ ختم ہیں، اس پر مشتمل ہے جن کی مجموعی حفاظت ساز ہے جن ہزار صفحات سے زائد ہے۔ فتاویٰ
فقائے کی شہرت، یہ بھی فقہی تریبہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان جلدوں کو جس سبب میں تصنیف کیا گیا ہے۔

ان فقہاء کے لئے کفر و کفر، تبصرہ فتاویٰ اس میں شامل ہیں۔ فتاویٰ فقائے کی شہرت، یہ بھی
یہ کام شہرہ سے دور افتادہ رہنے والے کے لئے ہے، اس لئے اسے اور دارالعلوم دہلوی کے جہت سے حضرت مولانا مفتی
مدظلہ کی زیر نگرانی انجام دیا گیا ہے۔ اس فتاویٰ کی ایک نوبت یہ ہے کہ اس میں دور حاضر کے جدید مسائل
کو اس نوبت سے حل کیا گیا ہے کہ دیکھنے والے کو چاہئے اسے کوئی بھی مسئلہ کا جواب دینے کی جگہ نہیں رہتی
حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نوعیت کے دارالافتاء اعظم
لقبیت زبد الدہلی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اسلاف اور اکابرین کے موم کے ہی فتاویٰ ہیں، خدا تعالیٰ میں
تھے حضرت فاضل العالی اکابرین میں، وہاں ہر مومن پر عالم اسلام کو بھی علم پر لازم ہے حضرت قدس علم فقہ
مدظلہ اور ان کے بھائی غلام تھے ہی ساتھ ساتھ فقہیات بصیرت میں بھی ملتا تھا۔ حضرت مولانا کے فتاویٰ
دیکھ کر اگر کوئی کہہ دے کہ حضرت مولانا دینے والے وقت صرف فقہی جزئیات کو ہی مد نظر میں رکھتے تھے بلکہ مسائل
میں درپہ بھی آپ کی تحریریں نظر دیتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کے فتاویٰ کو انام کی زبان میں ایک خاص
بریت ماس میں حضرت کی مثال، حقین اور دور افتادہ کی کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

آپ کی مولویہ جتنی ہوتی کہ سال کوئی ناکارہ اب چورا سمجھایا جائے اس لئے بواب کھلتے وقت

بات کھل کر بیان فرماتے اگرچہ بیان طویل ہو جاتا۔

نئی نئی دہلی دہلی کی شہرہ رکب دینے لگا ہے اور دہلی سے استقامت فرماتے تھے۔

ۛ۔ فقہی میں دھیاما کا یہ عالم تھا کہ خود کو کیا دور العلوم تھا یہ کے دیگر سنتیاں بھی جب متوفی کھتے تو انہیں اپنے سامنے سامنے کا حکم فرماتے۔

حضرت مولانا مفتی غلام ابرار صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۷۹ء میں سالانہ مجلسوں کے دوران ناظم دارالعلوم حضرت مولانا سلطان محمود صاحب نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کا یہ بیجا مجھے پہنچایا کہ بیٹوں میں یہاں رو کر دارالافتاء کی خدمت سرانجام دو کے تو مجھ پر یہ بوجہ بہت بھاری لگا خود یہ جرات نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی فتویٰ تصویب کے بغیر اسے اس دور حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں اس سے کسی سائنس و تجربات پیش کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔ تب میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو مسئلہ بھی تم لکھو گے تو پہلے مجھے سناؤ گے۔ یہ اس لئے ان کو کوئی حد یہ مسئلہ خود اس میں آجائے اس سے آپ کا مقصد انحصار مسائل نہیں بلکہ اعتبار خود تھی۔ چونکہ کسی بھی مسئلہ کا جواب آپ کو سنائے بغیر بھیجے کی مجھے اجازت نہیں تھی اس لئے میں مسائل کے جواب لکھ کر حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں پیش کرنا انہیں آپ کا تائید فرماتے تو سائل کو وہ جواب بھیج دیا۔ لیکن اس کی کفرانی کرنے کے بعد جب اتفاقاً پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے سننے کا وقت کہتا ہے اس لئے سنائے بغیر ہی بھیج دیا کر رہا۔

ۛ۔ حضرت شیخ الحدیث مسائل کے بیان کرنے یا لکھنے میں اسوں حالات کو اس کے نتائج و عواقب کا بھی غور رکھتے تھے اور مسئلہ کو سنا سنہ ذکر جواب دیا کرتے تھے ذکر حاشیہ میں بدھوتی پیدا نہ ہو اور لوگ شریعت کے کسی مسئلہ کا مذاق نہ اڑائیں۔

حضرت مولانا مفتی غلام ابرار صاحب لکھتے ہیں:

ۛ۔ ۱۹۷۹ء میں اور انصاف کی سلاسل تعلیمات کے دور میں بھی وقت عمری کو بارے میں فتویٰ دیا جس میں فقہ دہری کی روایت کو مضموع ثابت کرنے کے بعد لکھا کہ عرب فقہاء دہری کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں لاور بدعت قبیح ہے جب آپ تو یہ جواب دیتا تو فرمایا کہ جواب فقہاء دہری کے اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہمارے پچانوہ نے اتفاق میں لوگ نہایت تیز دین کی وجہ سے فقہاء دہری کے ایسے حاشیہ ہیں کہ ایسے سخت الفاظ کے نتیجے میں کہیں ٹھٹھ میں آ کر فقہاء لکھنا اور سب دشمن پر بدھوتہ آئیں اس لئے ان الفاظ میں بڑے ترسیم کرنا فقہاء دہری کی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ اس کی بدعت میں شک کیا ہے۔

۷۔ اسی طرح ایک موقع پر اسی سڑک کی تعمیر میں ایک پرانی قبر مرگ کی زد میں آتی تھی، لکھتے ہیں کہ قبر کو مسدود کر کے سڑک سے صاف کر دیا گیا تھا۔ لیکن مقدس اہل اس پر خوش نہیں تھے، آپ سرکاری اہلکاروں نے دانا معلوم سے فتویٰ لکھا، چاہا تو میں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ چہ بانی قبر مسدود کر دینے شرعاً جائز ہے لیکن علماء سے اس فتویٰ سے لوگ مطمئن نہیں، ان کے لئے بد مذہبیوں کی بدعت شدید ہوگئی اور معلوم کو بھی فریق شیعہ گزینے سے اسے اس اعتبار سے فتویٰ دیا جائے کہ قبر کو اچھڑا کر اس پر سے سڑک کھول لی جائے۔ چنانچہ آپ کے حسن تدبیر اور حرم احیاء کی بدعت کو ایک بھی قبر پر نہ ہوئی، لوگ بھی شرعاً یہ عقائد سے قطع کر گئے۔

۸۔ ایک دفعہ اسی صاحب نے تھوڑے کے مسائل کے بارے میں سوال کیا تو معرفت شیخ الحدیث صاحب نے جواب میں فرمایا ”حدیث قدسہ اور حلالہ چوتھہ تک ہی جواب کی دوسری کتاب دانا دانا کا عنوان ”مرکز الیقین“ ہے، وہی ایک ہے صرف راستے جدا ہیں، ایسا دورے کے مسائل تفہیم اور تحفظ فقہی مذاہب کا بھی ایک سالہ ہے، حقیقت مضبوط اور بالکلیہ سب کو ایک ہی کتاب سے دلی پہنچتے ہیں سب ہی ایک ہے۔“ اب کے پانی سے دیکھ کر میری آنکھیں پانی سے نہایت جدا ہیں، منزل اور مقصد سب کا ایک ہے، غرض لوگ، سندھ و عرب و مصر کے ان علماء اور فقہاء مذاہب کو فرقہ واریت پر صحن کر کے دیکھ کر گھبراہٹ کرتے اور دھڑکھڑاتے ہیں، مسئلہ ان کو ایسے لوگوں سے ہوا، شاید یہاں پہنچے ”امامنا“ ”العلیق“ شیخ الحدیث نے فرمایا۔

۹۔ اسی نے مذکورہ آپ مسائل کے جوابات نہایت مادیہ اور آسان انداز میں دیا کرتے تھے اور اس میں جواب نہایت خاصیت سے اجسام فرمایا کرتے تھے تاکہ کسی قوم کا تنگ و تنہا نہ رہے۔

(ماہنامہ ”الافتاء“ صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰

قادیان دورۂ بین میں مقتدیان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کی اقسام و طبقات نامہائیں
 فقہاء کرام اور ان کے طبقات سننی کے شرائط و ادب مستثنیٰ مسیحیت کی ایک ہم سرکن اور مومنہ ت پر میر
 حاصل بحث کی گئی ہے۔ قرآن ائمہ تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے علم اور انہیں کے شخصیں کے
 لئے خصوصاً اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ اگر ایسے ادارے جہاں شخصیں نے ائمہ کرام کو جاب دہ اس
 عقد کے کو مقررہ رسم اعلیٰ کیا۔ کہ تھوڑے تھوڑے کے اصاب میں داخل کرویں تو طلبہ کے لئے بہت ہی مفید ہے
 گا اسی طرح قادیان کی اہمیت ضرورت اور اس کی ہر غی پر مولانا انوار الحق قادیانی کا وہ مقالہ بھی قابل دید اور
 دل علم کے لئے سربسب استفادہ ہے۔ ”قادیانی تھانیہ“ کے عقد کے ایک اہم جزو ہے مولانا انوار الحق
 حضرت شیخ قدس سرہ کے وہ صاحبزادے ہیں جنہیں حضرت کی خدمت کا سب سے زیادہ موقع ملا ہے۔ سفر
 و حضر میں اکثر مولانا انوار الحق ہی حضرت اقدس کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس تہجد و تہجد کو انہی طرح تہجد و
 ہے کہ جب حضرت شیخ اقدس نے انھوں کے آپریشن کے سلسلے میں دہرہ تشریف لائے تو اس وقت بھی
 مولانا انوار الحق صاحب ہی آپ کے خادم تھے۔ مولانا انوار الحق صاحب نے عقد میں شامل کئے
 جانے والے مقالے میں قادیانی عظمت کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ یہ اتنا عظیم کام ہے کہ جس کی نسبت
 حق سبحان تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا ہے **فبیتکم فیہ** تکذابیۃ مولانا
 انوار الحق نے اپنے مقالے میں جن جن موضوعات پر اظہار خیال فرمایا ہے ان میں قضاء و افتاء میں فرق
 منصب ائمہ کی عظمت، منصب ائمہ، خطرات اسلامی مملکت میں اور افتاء کو قیام اور ان کی ضرورت اور
 اہمیت مسلک حنف میں قادیانی کی عظمت اور حدود اور اہل علم و تھانیہ میں اور افتاء کا قیام شامل ہیں۔ مولانا انوار
 الحق مدظلہ جامعہ دارالعلوم تھانیہ کے نائب مستشار اور رکنائے اہل بیت ہیں۔ وہ دینی مسائل و مسائل میں زیادہ سے
 کچھ دورہ کرنے والے علم و تحقیق ہیں۔ قادیانی تھانیہ کی طرحت اور اس کی در تہد و تھانیہ میں ان کو بعد
 قابل قدر ہے۔

مؤخر تصنیفیں اور قادیانی تھانیہ کی جماعت و اشاعت پر سورین سے ایک تشریح ہے اور یہ کہ
 آنکھ جماعت میں اس امر کی وضاحت فرمائی کہ کون کون سا قادیانی کون کون کا ہے؟ تاکہ اس طرح سے
 حضرت شیخ کے اپنے قادیانی کا علم ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت نے اپنے اس مبرک سے اتنے
 قادیانی صادر فرمائے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کی تصویر قادیانی ہے جیسا کہ قادیانی دارالعلوم، یونیورسٹی و

[illegible]

نہیں ہوا اس لئے کہ

الحمد لله رب العالمين

ہوں، جامعہ دارالعلوم دہقانہ داس کے بانی و مجتہد اساتذہ و درغضلا، کچا ردار مشی اور تارخی ہا ہے۔

۱- بی، استاذ العلماء، محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نورانی مدظلہ العالی سے بانی و مؤسس تھے اور ان کی اس جگہ جانشین محمد امجد العلماء، مولانا محمد رفیع صاحب دست برکات تھے ان کے جانشین ہیں۔ جب سے جامعہ فقہانیہ قائم ہوا تب سے فقہ افغانی اور فقہ کا شعبہ بھی قائم ہوا اور مفتیان کرام کے فقہی و تحقیقی علمی ہوا سرے از سر نو اس سال سے دارالعلوم فقہانیہ کے نصف صدی پہ مشتمل فتویٰ کی ترتیب دہ وین کا کام شروع ہوا۔ علماء و مفتیان کرام ہمارے انھیں کے طلبہ و حضرات مولانا مسیح الحق صاحب کی سرپرستی میں اس عظیم علمی و دینیاتی اور فقہی استعداد کی ترتیب دہ وین میں لگے رہے۔ بالآخر وہ عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا فتویٰ فقہانیہ کی صورت میں ۱۰ جلدوں میں منظر عام پہ آ گیا ہے۔

وہاں مدارس ہوں با دارالافتاء اہل تشیعہ دین کا تحفظ و دفاع اور اسلامی تمدن و تہذیب و ثقافت کی حفاظت دین کی دعوت و اشاعت نیز اس پر غرضی بلکار کا فقہی و فقهی جواب دہ ہے جو فقہ کی زبان ہو۔ اس پہلو سے فقہی تہذیب ہے۔ اسلامی مسائل سے مردم واقفیت کا۔ خان بھی اس کا ایک جزو ہے اس روح کا فقدان مسلم معاشرے کی بچپن میں مٹی ہے۔ فتاویٰ حجازی نے الحمد للہ اس ضرورت کی تکمیل کر دی اور ممی و دینی اور فقہی قیادت و ریاست کو برقرار رکھے ہوئے ماحول اور مرد و بچپن میں اٹھنے ہوئے جہاد، اضطراب کی کہ اس دور غیر کی تیاریوں اور ایثار و فداؤں کا فخر رکھا اور ایک بھڑکے ہوئے فقہی انسانیت پیدا کی صورت میں ایک معصوم علمی پیشکش کے طور پر سامنے آئی۔ فتاویٰ حجازی کی توجہ و تدوین میں امت و تہذیب جماعت ہوا اس کا سچا ملحق صاحب بر غلہ کی مساعی، معاونت، مضامین کرام با نفوس فتویٰ بروہی کے لئے قابل قدر اور ہر لحاظ سے لائق تحسین ہیں۔

شہزاد علی نعمت، عمو و خجی کی کتاب، مضبوط جلد بندی اور کثیرین کاغذ، دارالافتاء، دارالطحاوی، لاہور، پاکستان، 2200/- روپے بھجج کر

فقیر اعصر شیخ الحدیث و تفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زکریا خان صاحب مدظلہ

دیکھیں دارالافتاء ہمارے سرچشمہ احسن العلوم مکتب اقبال کراچی

دارالعلوم دہلی دہلی کے مسلک کے ترین ادارے ہندوستان میں ہے شہر میں شمالی ان کو روز افزوں رکھے ان میں بعض مدافعی خود چاند کا صندوق اور کامیاب وارث ہمسہ بن کر فجر حویلی کی طرف شہر اور سایہ دار چہرہ ان میں چاند دارالعلوم خانیہ کو زہر خشک صوبہ سرحد بھی ہے جس کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب تھے۔ موصوفی جامع علمی اور علمی بلند ہوں کی آئینہ دار حیات چادروں پر قدردانوں کے جملہات آپکے ہیں۔ دارالعلوم خانیہ کا بیرون دور ہر کوئی جگہ سرگزشتی اور ہر سانس اور اس کا روزہ روزہ روح اور ایمان کی سعادت و لذت حکمت اور حسن پہنچانے کا حامل ہے۔ حاسنی میں دارالعلوم خانیہ نے نصف صدی سے زیادہ قیمتی اوقات اور گھنٹہ گھنٹہ کے زوایوں میں جن محققین فقہ اور مفتیان نے القاء کا عظیم منصب نبھایا ہے ان کے ترانہ قدر و ثناء کی کمال تحقیق احسن ترتیب اور بیرونہ بیعت سے آراستہ ہو کر حصہ شہود پر آچکا ہے۔ جو ختم جلدوں پر اسلامی فقہ کا یہ انسائیکلو پیڈیا اور فنی فقہ کا یہ دان مسلم اور مسلک دہلی دہلی کے بیرون حق اور شد و سوانے والا یہ فتاویٰ نمونہ ہے عرصے میں جامع طباعت سے آراستہ ہو کر اعلیٰ طور سے شکر و سپاس اور داد و تحسین لے چکا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میرے مسکن و محکمہ یادگار سلف اور فخر الخلف زکیم مت سعادت مولانا استیلا حق صاحب مدظلہ کی خصوصی تربیت کا یہ حامل دائرہ معارف بہت نمونہ ہے عرصے میں مابین فتاویٰ کی سرفہ سرفہ نال میں اچانہ قدم چھوڑ چکا ہے مولانا موصوف مدظلہ نے کرم و بلائے کرم کرنے ہوئے سب سے پہلے مجھ صاحبزادہ فقیر کا یہ نام نہ خیر ارمان فرمایا۔ اور یہ بھی خوشی ہے کہ میرے عزیز مولانا مفتی عبداللہ عظیمی مدظلہ مفتی و استاد شعبہ تخصص فی الفقہ نے اس نام پر شہر اور بیرونہ سلاستیں صرف کر کے کٹائی کی ب کی ترتیب تدوین اور حسن طباعت میں معراج ترقی تک پہنچانے کی سوز و شفقہ اخلاقی میں حق تعالیٰ اس عظیم اور مستند فتاویٰ کو دارالعلوم خانیہ کیلئے ارزا اور پوری امت کیلئے مایا فقہ اسلام اور سچ اسلام کا ترجمان اور آئینہ دار و خیرہ کا مدیارت فرمائے۔

نہ کا شکر و کرم ہے کہ جہاں تک میں نے نظروں ان اور تحقیق و تجسس کیا تو فتاویٰ خانیہ پر حسرتی خطبات اور خطبات کے کافی مددک مخلصانہ ہے اللہ تعالیٰ اس مجلس ائندہ خدمت کو قبول فرمائے و دارالعلوم خانیہ کے حوزہ شریف سے۔ صاحبزادہ ترقی و بہت سے۔ رہہ ہندوستان (حسن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لحضرة الجلالة وعظمته والسلام على خاتم المرسلين

[illegible]

کے خصوصی کی تدفیک پہنچنے کی سلامیت لازمی ہے جسے تقدیر ایک تعریف میں ”فہم غرضاً انکم تے میر کیا گیا ہے اور حدیث میں ہے ”تقریباً کا ایک عظیم سرمایہ قرار دیا گیا ہے۔ من بعد اللہ بد خیراً یفتحه فی الدین (علیہ السلام) یہ سانس اور مفتی اور قاضی کے منصب کے تقاضوں کو بہت ہی نازک بنا دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمادے کہ دارالعلوم کو روزانہ سے حق تعالیٰ نے ان خدمات بفضل و کمال سے مہینہ و شہرت سدسین و عقیان عطا فرماتے ہیں کہ بوجہ رسوخ تقویٰ و تدبیر پر پورا اعتماد دیا جاسکتا ہے۔۔۔ لو اس جگہ غنائی میں ایسے درجنوں علماء و ائمہ ہیں اور عقیان کلام کی محنت اور محنت سوزی شائستگی اذ غلطی ان سب کو اپنی عین میں ملنا انہیں مختار ہوتے ہیں نہ وہیں محنت و محنت۔۔۔ کتاب کے آغاز میں قصہ و فتاویٰ جسے متعلق غرض کی مباحث، اخذ و فائدہ اور کے مذہب فقر و اجتناب و بھی ایک مقام پر میں روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ اس سے ماٹنا ہی استفادہ کر سکے، نقیص کلام کے فقر سا جو بھی دینے کے ہیں اصل مبادیات اور اصول کی تصحیح اصل مبادی کو اس سے طبعیت پر تیز دیکھتے، اضافی حوالوں کی تعبیر بند و مضامین کے اخذ و کلام کی کوشش کی گئی ہے۔۔۔ ان عقیان کلام کی اکثریت وہ ہے جن کی ماوری زیادہ و دشواری تھی، ان سے تحریر کر کے جوابات میں اردو سے معادہ کو اکثر سلاست اور تکریم و تانت کی پاسداری نہیں کی جاتی جبکہ فتویٰ کا اصل مقصد ہی حکم و مسئلہ بیان کرنا ہوتا ہے نہ کہ مضمون نویسی اور عقلی غصوت و طغیان کا مظاہرہ تاہم حتیٰ الوسع فتاویٰ کے زمینیں اور اکثر مذہب ناچیز نے بھی اردو عبارات کی تصحیح اور غلطیوں کے تدارک کی سعی کی ہے اس کے باوجود عبارات کی اصلاح کی بڑی کوشش ہے اور اگر قارئین اس کی تقصیر و غلطی اور غامضوں کی تشبیہی فرمائیں تو اس میں اس کا ناز ہو تا رہے گا بلاشبہ لکھنے۔۔۔ یہ فتاویٰ دارالعلوم کے بزرگ و شائستہ و مشفق کی علمی کاوشوں کا ثمرہ ہے، یہی محرم و تخصص فی الفقہ والاقتل کے درجنوں محدث و فضلاء ان کے ماننے دارا مانتہ اور مشرفین کی کثرت و بیانیہ ترویج و تحقیق میں کئی مجال کا مشاغل ہیں جن کا ذکر مقدمات کتاب میں آ رہا ہے اور پھر عزیز کرم مولانا مفتی حجازی و مفتی انصاری نے کچھ کئی مسائل اس کتاب میں صحت کئے۔

اغرض کتابت و اشاعت کے مراحل اور تصحیح و تنقیص حدی سے ناز و مصر پر محیط عظیم شاہکار ان نادر معارف اور ایک بڑی قیمتی کثرت کو مفتیوں سے حضرت شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سب کی اس سعی کو قبولیت سے نوازے اور امت کی تحفہ و انشاد کا فہرہ اور ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین

محمد شفیع

غلام احسن دارالعلوم حقانہ اکوڑہ خٹک

۲۲ جنوری ۱۴۲۰ھ



فہرست مضامین جلد اول

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸	السنۃ	۱۵	مقدمہ شریعت کی بنیاد
۲۹	سنت اور حدیث میں فرق	۱۸	علم کی اقسام
۲۹	سنت کا نجیت	۲۰	فقہ کا لغوی معنی
۳۲	الاجماع	۳۰	فقہ کی اصطلاحی تعریف تقدیم کے لیے
۳۳	اجماع کہ کا مشہور ہے	۲۰	مناقرین کی تعریف
۳۳	اجماع کا نجیت	۲۱	حکام شرعی کی قسمیں
۳۷	اجماع کہ شرطوں کے شرائط و اوصاف	۲۱	علم فقہ کا قسم
۳۸	اجماع کی اقسام	۲۱	فقہ کے تدوین
۳۹	دین کا کوئی کثرت کے لیے شرائط	۲۲	تدوین فقر کے لیے کیسی کا قیام
۳۹	اجماع کا قسم	۲۳	طریقہ استدلال
۴۰	القیاس	۲۳	ضعیف حدیث کے قیاس پر تقدیم
۴۱	قیاس کی ضرورت	۲۳	درجہ تدوین
۴۱	قیاس کا ثبوت قرآن کریم سے	۲۶	فقہ کے مآخذ
۴۵	قیاس کے ارکان	۲۶	القرآن الحکیم
۴۶	الاستحسان	۲۶	
۴۷	استحسان اور فقہاء اسلام		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۳۶	پیش نظر پہلے ہی قیامت کا	۳۸	امام شہ ولی اللہ اور استخوان
		۴۸	استخوان کا مشر و عیبت
۱۳۷	کتاب تدوای جانیا	۴۹	عرف و عادت
		۵۰	عرف کی تعریف
۱۳۸	اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنا	۵۱	مقبول عرف کے لیے شرائط
۱۳۹	قرآن مجید کی توہین کو جب کفر ہے	۵۲	الاستصحاب
۱۴۰	کلمہ طیبہ کو کالی دینے والا کفر ہے	۵۳	استصحاب کی اقسام
۱۴۱	اسلامی نظام کو غور و نظر آ کر کفر ہے	۵۴	مصلح مرسلہ
۱۴۲	شاہ محمد رسول کی توبہ کا حکم	۵۵	مصلح مرسلہ کی شرائط
۱۴۳	انصار کرام کے اہل بیت میں توہین آمیز کلمات کہنا	۵۶	امام مامکث اور مصلح مرسلہ
۱۴۴	حجۃ صدیق اکبر کا مسکن کفر ہے	۵۷	ذخیرہ فقہ کی تقسیم
۱۴۵	سب شیعیان موجب فسق ہیں	۵۸	فتویٰ کا لغوی معنی
۱۴۶	امیر معاویہ کی شان میں گستاخی جانور ہیں	۵۹	افتد کی اصطلاحی تعریف
۱۴۷	سوا بیست سنی کا مشورت	۶۰	طلاعت افتاء
۱۴۸	علماء دیوبند کو دہانے کے حکم	۶۱	فتاویٰ دیوبندی میں
۱۴۹	عالم دین کی تمغہ کرنا موجب کفر ہے	۶۲	فتاویٰ دیوبندی میں
۱۵۰	کسی سلطان کو کلمہ کہنے کا حکم	۶۳	مفتیان صحابہ کرام کی اقسام و طبقات
۱۵۱	درویشی کہنے والے کو کالی دینے کا حکم	۶۴	فتاویٰ دیوبندی میں
۱۵۲	سنن اور فرائض کی توہین موجب کفر ہے	۶۵	سابعین فقہاء کے طبقات
۱۵۳	بتروں کے تاجداران کو ترلاشنے	۶۶	مفتی کے شرائط و آداب
۱۵۴	دولے کو کفر کہنے کا حکم	۶۷	آداب مستفتی
۱۵۵	سنت نبوی کی توہین کفر ہے	۶۸	فتویٰ کی اہمیت اور جامعہ حائیر
۱۵۶	نماز کی حقیر کرنا	۶۹	مفتیوں کی اہمیت اور جامعہ حائیر
۱۵۷	ملا کر کے حق میں توہین آمیز کلمات کہنا	۷۰	مفتیوں کی اہمیت اور جامعہ حائیر

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۰۰	انبیاء و کرم کے افعال و اقوال کو	۱۰۴	مسجد کے متعلق نازیبا کلمات کہنا
	جہنم نامہ کہنے والا کافر ہے	۱۰۸	جہنم ثمرات کا منکر کافر ہے
۱۰۱	اللہ تعالیٰ کے لیے زور جیتا اور	۱۰۸	حضرت خضرؑ کی صفی
	ولادت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے	۱۰۹	انبیاء و کرم اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ بھی معلوم تھے
۱۰۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیعت و	۱۱۱	نفرات ابیاد حضرت کے خلاف نہیں
	بصیر ہونے کے عقیدہ کا دعوت	۱۱۲	سنہ تقدیر پر ایمان نہ فرمائی ہے
۱۰۲	مطالع النبی سے متعلق ایک	۱۱۳	حیات عینی کا عقیدہ نہیں قرآنی سے ثابت ہے
	صیغہ نیا و قدح کی حقیقت	۱۱۵	عیسیٰ کے متعلق چند شہادت کا ازالہ
۱۰۳	حضور پر مینہ نہایت درود بھیجے گا حکم	۱۱۶	سہ عقیدہ کے متعلق عقیدہ نبوت درست نہیں
۱۰۴	اگر میں نے نبیوں کی خدمت روزگار	۱۱۸	عقیدہ حیات الانبیاء کا ثبوت
	قرآن کو عمر نامہ کہہ گا	۱۱۹	حضور کا حکم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے
۱۰۴	لا الہ الا اللہ ایوب خاصہ رسول اللہ	۱۲۰	بیعت ماکون و مایکون کا حکم
	کاف اکل کافر ہے		اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے
۱۰۵	امام غزالیؒ کے قول سے انکار کرتے ہیں	۱۲۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خود نہیں
۱۰۵	اہل فتنہ کہتے ہیں میں شرعی عقیدہ	۱۲۲	یا محمد اور رسول اللہ کہتا
۱۰۶	عبد اللہ بن ابی بنی رسول کے	۱۲۳	حیات حضرت خضرؑ کا عقیدہ
	جنتی ہونے کا عقیدہ رکھنا	۱۲۵	امام مہدیؑ کے آنے کے منکر کا حکم
۱۰۷	آنحضرتؐ کی سفارش سے انکار کرتے ہیں	۱۲۶	کرامت کی حقیقت
۱۰۸	بعض لوگوں پر مذہب قبر حشف ہو سکتا ہے	۱۲۷	کرامات ابیاد کا حکم
۱۰۹	جو دن مرتے والے پر مذہب قبر حشف کا عقیدہ	۱۲۷	قرآن کریم کو مخلوق بنا کر ہے
	جمع کلمات تک قبر کی حفاظت کرنے	۱۲۹	انبیاء و کرم کو قرآن کی طرف خوب
	سے مذہب قیسر نہیں ہوتا		کہنے سے ایمان داخل ہو جاتا ہے
۱۰۹	حائم برزخ میں جسم و روح		پشتونان میں حضورؐ کو برکیت
۱۱۱	کو مذہب و خواب ہوتا ہے	۱۲۹	الاطلاق موجب کفر نہیں

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۹۳	نہرانی پانی کے اوراق کو بھارنا	۱۸۱	قرین نہا بلع پھوس سے
۱۹۳	اور بے رحمی کرنا موجب کفر ہے	۱۸۱	سوال و جواب کی وضاحت
۱۹۳	عمر پر مال کا عقیدہ رکھنا موجب کفر ہے	۱۸۲	قبر یا برزخ منساب و ثواب
۱۹۴	رقص و مرد کو طعن اور پانچ بجے کا حکم	۱۸۲	میں دونوں برابر ہیں
۱۹۵	بزدل پر لعنت بھیجا جائز نہیں	۱۸۲	قبر کو سجود کرنے کی اقسام کی تفصیل
۱۹۶	شریعت مطہرہ پر فیصلہ تسلیم کرنے سے	۱۸۳	قبر اللہ کی خوشنودی کیلئے مال اور ذبح کرنا
۱۹۶	نکار کرنے والا دائرہ لٹکا کرے طاری ہے	۱۸۳	جانور قمری پر طے جا کر ذبح کرنا
۱۹۷	مجھے شریعت کا ضرورت نہیں دیکھنے کا حکم	۱۸۵	قبروں پر پھوسوں کی پادریں چڑھانا
۱۹۹	غلط اور رسولوں سے برائت	۱۸۵	اور چسپاخی روشن کرنا
۱۹۹	کا اعلان موجب کفر ہے	۱۸۶	پیر اور شہداء کو سجود کرنے کا حکم
۱۹۸	نماز میں سوئی لٹکا تصور دل میں لانا	۱۸۶	قبر یوسی کا حکم
۱۹۹	صور لٹکا شریعت و سلم کا سایہ نہ	۱۸۷	قبر کا لون کرنا اور سونے کی ٹی بدل پر لٹکا
۱۹۹	ہونے کے عقیدہ کی وضاحت	۱۸۷	تود کی حیثیت کے اختلاف سے شام و صبح کا پکا
۲۰۰	سی خوش باقلمب کو اوراق انبیاء	۱۸۸	فت شدہ بزرگی کو حاضر و ناظر سمجھنا
۲۰۰	مصرف سمجھنا شرک ہے	۱۸۹	اولیاء کرام کو معرفت فی الامور
۲۰۱	کسی مخلوق کے بارے میں اللہ کے ہر	۱۸۹	سمجھنا موجب کفر ہے
۲۰۱	عبارتوں کا عقیدہ رکھنا خلاف اسلام ہے	۱۸۹	خیر اللہ کے مطلق یقین منا
۲۰۱	شیخ عبدالقادر جیلانی سے متعلق شرک و کلمات	۱۹۰	فی اللہ خود کا عقیدہ رکھنا
۲۰۲	جنت کی بیانیٹس دنیا میں ممکن نہیں	۱۹۰	مناسب و مشکلات میں خیر اللہ کو پکارنا
۲۰۳	تقویت ایمان اور پتہ ہدایت کی وضاحت	۱۹۱	پہلے سے اللہ اور جیلانی نینا
۲۰۴	مرا کو سقیم کی ایک عمارت کی وضاحت	۱۹۱	کا وظیفہ پر دھنا شرک ہے
۲۰۸	دروازہ کی دنیا میں ولایت کا حقیر غلط ہے	۱۹۱	حضرت علیؓ کو شکل کش سمجھنا کفر ہے
۲۰۸	بعض صالحین کو موت و فوات	۱۹۱	دار الحی مرزا کو جائز اور گنہگار سمجھنا
۲۰۸	تہنات اللہ حیوات کی خوشخبری ملنا	۱۹۲	ضروریات دین سے استہزاء کرنا کفر ہے

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۲۲۹	والدین اور اولاد کو کافر ماننا	۲۰۹	شاہ اسماعیل شہید اور آپ کا تعقیف
۲۲۲	توبہ سے حقوق اللہ معاف ہو سکتے ہیں حقوق العباد نہیں	۲۱۰	تقویۃ الایمان کا تذکرہ
۲۲۳	والدین کے نافرمانی کی کوئی عہد امت قبول نہیں ہوتی	۲۱۰	دنیا میں جنت میں زمین تیار کرنا ممکن نہیں
۲۱۰	شب معراج نبوت باری تعالیٰ کے عقیدہ کی وضاحت	۲۱۰	ماہ صفر میں نزولِ بیات و اوقات
۲۱۱	حضور علیہ السلام کے نام کے ساتھ دوپڑے کو دم کہنا	۲۱۰	کا عقیدہ رکھنا درست نہیں
۲۱۲	معراج نبوی سے انکار کرنا	۲۱۱	قیامت میں کسی بڑا بڑا کا منہ اب انہی ہوتے ہے
۲۱۳	قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں	۲۱۱	غائب جماعت کا تارک منافق ہے
۲۱۴	قربت کا دم یہ عزیز ہو جانے کی صورت میں قبر کا عذاب و عقاب	۲۱۲	بے دین و نماز پڑھنے والے کا حکم
۲۱۵	زیارت قبور کے موقع پر بعض غیر شرعی رسوم کا ذکر	۲۱۳	کوئی شخص عمل کی وجہ سے کسی سماں سے بدعت نہیں لے جاسکتا
۲۱۶	اسلام مکمل شایعہ حیات ہے	۲۱۴	یہ چیز مجھ سے خدا کی نہیں لے سکتا کہتا موجب کفر ہے
۲۱۷	قرآن کریم کے مستند ہدئی کا حیدر رکھنا	۲۱۵	غزوہ کو جو ہر امر میں کھنا کھرا کا باعث ہے
۲۱۸	گناہ و ورغ میں ہمیشہ رہیں گے	۲۱۵	تکلیفِ مسلم میں احتیاط ضروری ہے
۲۱۹	رضا اللہ تعالیٰ عنہ میں اہل بیت ہونے والے	۲۱۶	فخر حق کو مستور نہ کرنا تعقیف کہنے والے پر توبہ لازم ہے
۲۲۰	گناہ کا سزا دینے کے لئے تعقیف	۲۱۶	حدیث نبوی کے مستحکم کا ایمان منہایت نہیں رو سنت
۲۲۱	اسلام مکمل شایعہ حیات ہے	۲۱۷	تو تسلیم بالاعمال میں جائز ہے
۲۲۲	قرآن کریم کے مستند ہدئی کا حیدر رکھنا	۲۱۸	معتوہ کے اندھا کھم
۲۲۳	گناہ و ورغ میں ہمیشہ رہیں گے	۲۱۹	کی سق و فاجر کی تعریف
۲۲۴	رضا اللہ تعالیٰ عنہ میں اہل بیت ہونے والے	۲۲۰	فقی و فوجیہ جب کفر نہیں
۲۲۵	گناہ کا سزا دینے کے لئے تعقیف	۲۲۱	قتل عمد سے توبہ قبول ہے
۲۲۶	اسلام مکمل شایعہ حیات ہے	۲۲۲	کسی ملام کو ناحق قتل کرنا گویا
۲۲۷	قرآن کریم کے مستند ہدئی کا حیدر رکھنا	۲۲۳	توبہ و توبہ کرنا گویا
۲۲۸	گناہ و ورغ میں ہمیشہ رہیں گے	۲۲۴	توبہ و توبہ کرنا گویا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۵۲	ذاتِ باری تعالیٰ کے وجود کا تصور مضر عقیدہ نہیں	۲۳۹	حضور علیٰ السلام کے والدین کے متعلق ہونے کا عقیدہ
۲۵۲	تیری عبادت میں رغبت ہو گئے کا حکم	۲۴۰	غنا بجزیرہ کی کیفیت کیا ہے؟
۲۵۵	مترند کے دوبارہ صفایا جانے کے بعد اس کی سابقہ شکایات کا حکم	۲۴۱	سرخ اعمال کی تحقیق
۲۵۶	انٹے کی حالت میں ارتداد کا حکم	۲۴۲	معجزہ اور کرامت کی حقیقت
۲۵۶	ارتداد مکروہ کا حکم	۲۴۳	انیسویں کلام تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں
۲۵۷	عورت کے ارتداد کا حکم	۲۴۳	صحابہ کرامؓ سے شطاکا سرزد ہونا عدالت کے متنافی نہیں
۲۵۷	مترند کو کب قتل کیا جائے گا؟	۲۴۳	منہ جرات صحابہؓ
۲۵۸	مترند کے مال کی تقسیم کا حکم	۲۴۴	سبع موعود سے پہلے یوں ہی مراد میں
۲۵۹	اللہ تعالیٰ کیلئے مکان ثابت کرنے والے کا حکم	۲۴۴	الوجہ علیٰ کا عقیدہ رکھنا شرک ہے
۲۶۰	کفر انقیاد کرنے کا مشورہ دینے والا خود کافر اور مجناں ہے	۲۴۸	عیسائیوں کا ایمان کی تعریف ہے
۲۶۰	رضا یا کفر کفر ہے	۲۴۸	اعتراض اور اس کا جواب
۲۶۰	رضا یا کفر کفر ہے یا نہیں؟	۲۴۹	کنارہ کو جنم میں داخل کیے
۲۶۱	اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کے کفر پر راضی ہونے کی نسبت کرنے کا حکم	۲۵۰	بہانہ پر اعتراض کا جواب
۲۶۲	اللہ تعالیٰ کی طرف حقارت کی نسبت کرنے کا حکم	۲۵۰	قرآن سے جماع کیا ہوگا کہنے سے لڑو کم کفر کا حکم
۲۶۲	حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف زنا کی نسبت کرنے والے کا حکم	۲۵۱	وارثی کی توہین کرنے والا کافر ہے
۲۶۳	اللہ تعالیٰ کی بعض افعال میں محبت سے ایمان رکھنے والے کا حکم	۲۵۱	اذان اور غزوہ کی تعین کرنے والے کا حکم
۲۶۴	ارتداد سے نکاح فساد نہیں ہوتا ہے	۲۵۲	قبر سے سبق پر آسمانی پیکر ہے
۲۶۵	آسمان کے وجود سے انکار	۲۵۲	کہنے کا شرعی حقیقت
		۲۵۲	زنتہ اور اجتہاد کا حکم
		۲۵۲	بیانات غیب کا حکم نہیں جانتے
		۲۵۲	حکمت شرعی میں ایمان لانے کی شرعی حقیقت

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۱۰	قیامت کے دن تواریخ میں کون سا کتاب ہوگا	۲۶۸	قرآن کریم کے بناء و ذکر خواص کا شرعی حکم
۳۱۱	آسمان اور زمین کا حقیقی	۲۶۹	ڈیروں کا نظریہ استقامت اور
۳۱۲	علاقہ سفر کی شرعی حیثیت	۲۷۰	اسلامی نقطہ نظر سے
۳۱۳	حضرت براء رضی اللہ عنہ کے فرائض کے بارے میں ایک استفسار کا جواب	۲۷۱	ذین کورائیس وغیرہ کو
۳۱۴	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت فلول میں جا کر تسبیح کرنے کا حکم ہو تھا	۲۷۲	عبادت و انصاف وغیرہ کو کفر نہیں
۳۱۵	بربر مائشی تحقیق زمانہ کوئی ہے	۲۷۳	اللہ تعالیٰ کیسے لفظ خدا استعمال کرتے تھے
۳۱۶	کاشف شرعی حیثیت	۲۷۴	دادی کو کوری کی دم کہنے والے کا حکم
۳۱۷		۲۷۵	کسی بھی نبی کی اشارت یعنی فرض
۳۱۸		۲۷۶	کبانی سے تو بین کن الکفر ہے
۳۱۹		۲۷۷	خاک کو گندھیا اور کتے پر ہتھ
۳۲۰	چاند تک انسان کی سالی اور اسلام	۲۷۸	پس کچھ کا حکم
۳۲۱	کائنات پر انسان کی فیضیت	۲۷۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی
۳۲۲	اس فیضیت کی وجہ بارائیت کا اٹھانا ہے	۲۸۰	نبی علیہ السلام کی توہین کرنے کی سزا
۳۲۳	انسان کی فطرت میں جنت ہے	۲۸۱	تو حاکم پر حضور پر دم نکال جانے تو
۳۲۴	کائنات میں تعزنی اور انکار کیا جائے تو	۲۸۲	سنو نقد پر کے بارے میں
۳۲۵	علوم کا ظہور اور تکمیل حضور	۲۸۳	میں ایک استفسار
۳۲۶	کی ذات اقدس پر ہوئی	۲۸۴	ایمان میں کسی عیب کا مستند
۳۲۷	امت، رحمت، رامت، اجابت	۲۸۵	اور اس کی تحقیق
۳۲۸	اصل علوم علوم برزوت تھے	۲۸۶	ایمانی کامیات جب رسول کا مطلب
۳۲۹	جو مسلمانوں کو کرے	۲۸۷	ظہور و انعام ہدیٰ اور نزل
۳۳۰	مادہ اور روحانی علوم کا پورا	۲۸۸	عیسائی کے بارے میں فتویٰ
۳۳۱	تھوڑے حضور کے بعد ہوا	۲۸۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان
۳۳۲	مخلوق پیدا ہوا اور اسلامی تعلیمات	۲۹۰	لانے والے جو مسلمان تھے
۳۳۳		۲۹۱	کیا قاتل ہمیشہ ایم میں رہے گا

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۳۲	قرآن کریم میں تیرہ وقت اور سورہ براءہ کا طوطا شاعر	۳۳۳	قرآن کریم میں تیرہ وقت اور سورہ براءہ کا طوطا شاعر
۳۳۲	خدا کی تعریف خالصہ تعریفی اور سائنسی مشہد ہے	۳۳۵	خدا کی تعریف خالصہ تعریفی اور سائنسی مشہد ہے
۳۳۲	قرآن کریم کا بنیادی مقصد	۳۳۵	قرآن کریم کا بنیادی مقصد
۳۳۳	قرآن کریم میں علوم کلاسیکی وغیرہ	۳۳۵	قرآن کریم میں علوم کلاسیکی وغیرہ
۳۳۶	اسلام اور عہد حاضر کے سائنسی کارنامے	۳۳۶	اسلام اور عہد حاضر کے سائنسی کارنامے
۳۳۶	انکشافات کا عہد	۳۳۶	انکشافات کا عہد
۳۳۶	مذہب اور سائنس کے حدود و کار	۳۳۶	مذہب اور سائنس کے حدود و کار
۳۳۶	فطری جہش	۳۳۶	فطری جہش
۳۳۶	سائنس کی درانداز اور سائنس دانوں کا بیڑا	۳۳۶	سائنس کی درانداز اور سائنس دانوں کا بیڑا
۳۳۶	حکایات کی حقیقت اور خدا کا اعتراف	۳۳۶	حکایات کی حقیقت اور خدا کا اعتراف
۳۳۶	اطیم مذہب کا حدود اور بعض	۳۳۶	اطیم مذہب کا حدود اور بعض
۳۳۶	تفسیر کائنات میں مذہب کی رہنمائی	۳۳۶	تفسیر کائنات میں مذہب کی رہنمائی
۳۳۶	بہت سے مخلوق کی تائید و توثیق	۳۳۶	بہت سے مخلوق کی تائید و توثیق
۳۳۶	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عروج و پر واز کا مسند	۳۳۶	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عروج و پر واز کا مسند
۳۳۶	تسیر مخلوقات معرفت خدائی کا ذریعہ	۳۳۶	تسیر مخلوقات معرفت خدائی کا ذریعہ
۳۳۶	تفسیر و انکشافات اور قرآن	۳۳۶	تفسیر و انکشافات اور قرآن
۳۳۶	نعمتیں کا حق اور تقاضا	۳۳۶	نعمتیں کا حق اور تقاضا
۳۳۶	چاند تک رسائی اور اسلام کا موقف	۳۳۶	چاند تک رسائی اور اسلام کا موقف

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۵۹	باب الفرق الاسلامیہ وغیرہا	۳۵۹	طبیعیاتی علوم اور امام غزالیؒ کی اصولیات
۳۵۹	اہل السنۃ والجماعہ کی تعریف	۳۵۸	حسن و قبح کا دار وحدانہ کا اصول استعمال ہے
۳۵۹	ڈاکٹر عثمانی کا حکم	۳۵۹	ایکادہ اشترار اور ربانوی عالم
۳۵۹	محمد بن عبد الوہاب نجدی	۳۶۰	شہید جبریل کی سائنسی فتنہ سامانیاں
۳۸۰	اودیس کے متبعین کا حکم	۳۶۲	چاند اور ستاروں کی تغیر
۳۸۱	فرقہ پھر بیگانہ عقیدہ	۳۶۲	نوریت انسانی کے تجسس کا قابل تسلیم جواب
۳۸۲	بدروزی فرقہ کے عقائد و نظریات	۳۶۲	لا محمد و کائنات اور سائنسی اختلافات
۳۸۳	گستاخ رسولی سلامی شیعہ کی سزا	۳۶۳	عالم غیب
۳۸۵	فرقہ آغا خان کے عقائد و نظریات	۳۶۵	خلیق کائنات کا حصہ و تغیر کائنات کے خلف نقاب
۳۸۶	شیعہ کے کفر اور اسلام کی حقیقت	۳۶۹	مذہب اور سائنس کے مصادف اور سرچشمے
۳۸۷	فرقہ اشاعہ مشرک کی مخم نموت	۳۶۷	سائنس اور مذہب میں کوئی تضاد نہیں
۳۸۷	کے متعلق تاویل فارسی	۳۶۷	تخلیق تعلیمات کا اصل موضوع
۳۸۸	شیعہ کے بعض کفریہ عقائد	۳۶۹	چاند کی تغیر میں اسلام کا موقف
۳۸۸	بیانی مذہب اختیار کرنا کفر ہے	۳۶۹	نظام ملکی اور ائمہ ملت
۳۸۹	مخم نموت کے وقت کے تعین کا تحقیق	۳۷۰	آسمانوں کا وجود
۳۹۱	قادیانیوں کا کفر قرآن وحدیث کے روشنی میں	۳۷۱	اسلام کے کچھ عجیب و غریب مادی تریکیات ہیں
۳۹۲	قادیانیوں کے دلائل اور ان کے جوابات	۳۷۱	مسلمانوں کے خلف کے اصل ذمہ دار
۳۹۲	مشرکوں کا کفر ہودی فرقہ بھی کافر ہے	۳۷۲	تفسیری بدوید کے ہولناک نتائج
۳۹۸	لاہوری ذائقہ بھی کافر اور غدار اور اسلام ہیں	۳۷۲	
۳۱۰	شیعہ مذہب اختیار کرنے سے نکاح پر اثرات		چاند تک انسان کی سہانی
۳۱۰	ذکر کی فرقہ کے بارے میں		چند شبہات کا ازالہ
۳۱۰	بریلوی فرقہ کا تذکرہ		★ ★

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۳۷	انگریزوں کے مدد پر انجیل	۲۳۲	مولانا غلام محمد پیر اور ان کے پیکروں کو کانفرنس پر مباح نہیں
۲۳۸	موجودہ شرعی تعلقات سے حماحت	۲۳۲	موجودہ ایوان کے مجلیسوں کے جہت پر مستحضریات
۲۳۹	لاہوری فرقہ کی منافقت	۲۳۸	قاویہ بانوں کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات قائم کرنا ناجائز ہے
۲۳۹	اسلام کے نام پر اسلام دشمنی	۲۳۹	علامہ عنایت اللہ شرقی کے بارے میں میں ایک استفسار کا جواب
۲۳۹	اسرائیلی سے تعلقات	۲۳۹	روزی و نایت کے بارے میں ایک مسئلہ
۲۳۹	قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ	۲۳۹	بہبود کا ذکر قرآن میں
۲۳۹	اللہ تعالیٰ کی مدد	۲۳۹	قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ مسائل اور آئین میں ترمیم کا قادرانوں کے بارے میں حوالہ آزادی غرض کا مکمل متن
۲۳۹	مسلمانوں کی فتح مبین	۲۳۹	قاویہ بانوں کے فتح مبین
۲۳۹	قاویہ بانیت کے بارے میں قومی اسمبلی متفقہ فیصلہ اس کی کوئی تلافی	۲۳۹	تصویرت کی مخالفت مستقیم نمونہ مثنوی کتاب اور توہین انبیاء مسلمانوں کی تکفیر سینچ پھود انگریز کی ادا حث اسک اور قوم سے خداری قومی اسمبلی میں اقرار کجاست
۲۳۹	ایشیہ محمد صالح القزاز مولانا مفتی محمود علامہ طبر احمد عثمانی مولانا مفتی محمد شعیب علامہ شمس الحق اعظمی مولانا قاری محمد طیب قاسمی مولانا امجد علی خان مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کبریا سادات دارالعلوم دیوبند مولانا سید ارمین شاہ فیصلہ مولانا سید محمد رفیع خورشیدی	۲۳۹	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۰۶	عجائبات	۴۹۲	مولانا غلام غوث ہزاروی
۵۰۶	معاشرتی معاملات	۴۹۳	مولانا ابو علی مودودی
۵۰۷	اسلامی اصطلاحات اور شعائر کا تفصیل	۴۹۷	مولانا محمد انجمی سسیدی
۵۰۸	اسلامی دیگر کوہر مذہبی حقیقت	۴۹۸	مولانا محمد شرف صاحب
۵۱۰	آئینہ نبیاء سے منتخب	۴۹۹	مولانا قاضی عبدالکریم صاحب
۵۱۲	آدابِ نبوت اور کتبِ معطر کی آدابِ قرآن	۴۹۹	مولانا امین احسن اسلامی
۵۱۰	بہائیت	۴۹۹	مولانا محمد طاسی
۵۱۲	غیر اسلامی مسیح و نافرین	۴۹۸	مولانا عبدالمجید علی
۵۱۱	بہائیت کے سرچشمہ اور عقائد	۴۹۸	مولانا مفتی محمد رفیع زروئی
۵۱۱	استعماری مفاد کا انکار	۴۹۸	مولانا حبیب اللہ
۵۱۱	اسلامی حکومتوں کا قرین	۴۹۸	مولانا منظور احمد بیگ
۵۱۳	قرنی حسن و قری اور ان کا مطلب	۴۹۸	مولانا حفصہ احمد نصاری
۵۱۳	فتنہٴ قرض و انکارِ صحابہؓ	۴۹۸	شاعرِ اسلام ابدار حفیظ جالندھری
۵۱۳	آئینہٴ ماضی پر مبنی ہے	۴۹۸	مولانا مہر القادری
۵۱۵	مطالعہٴ سہری اور عثمانی عدالت پر مبنی	۴۹۸	مولانا عبد اللہ وس
۵۱۷	دفاعِ صحابہؓ اور سمارت	۴۹۸	ڈاکٹر محمد حمید اللہ پیرس
۵۱۷	دفاعِ صحابہؓ کی مسلمانوں کا فتنہ	۴۹۸	ڈاکٹر حفصہ حسن مصطفیٰ
۵۱۸	اہل الجوارہ قتل کی سبب سے زبردستی	۴۹۸	ڈاکٹر سعید عبد اللہ
۵۲۵	زوریت کا ذکر پر مبنی	۴۹۸	مولانا محمد شریف جالندھری
۵۲۹	شیعہ متحرکات کا قرین	۴۹۸	مولانا محمد علی الحکیم کانپوری
۵۳۰	مگر کی نصاب سے خلافتِ راشدہ کا خراج	۴۹۸	مولانا محمد علی سید بھٹی
		۵۰۲	مطالعہٴ اہل بیت کا ایک سری جائزہ
		۵۰۳	دینی دنیا کے ہر شیعہ میں ملتا ہے جو کلمہ سلطان

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۳۵	فتنہ انکار حدیث	۵۳۰	سستی کونوٹیشن
۵۳۵	مستربین حدیث کے لیے ہدایت	۵۳۱	سستی سوار اعظم پر سرسبز نریادتی
۵۳۸	فتنہ انکار حدیث	۵۳۲	انتہائی مقدمات پر
۵۳۸	فتنہ اعتدالی		جینی کلمہ اسلام
۵۳۸	انکار حدیث اور انکار حق نبوت	۵۳۵	مجددین اور مجددین حدیث کا جائزہ
۵۵۰	میں یا بھی مسالمت		تقدیر پر ہیست
۵۵۳	رسول کا شرف منصب	۵۳۵	منصب رسالت
۵۵۷	اکبر کی زیریں سنہ ۱۱۱۱ھ	۵۳۷	سنت رسول اور مستشرقین اور
۵۵۷	دینی خدمت کا جبر ناک زمانہ		تجدد زود طوقہ
۵۵۹	بے دیوار کے بے دین ترجمان	۵۳۷	سنت حدیث کے بارے
۵۵۹	منصب بہتاد		میں منافقانہ کردار
۵۶۰	سلف کے بے حرج	۵۳۸	تقریر سنت جاریہ و غیر جاریہ
۵۶۰	صحابہ کرام کے بے وحشی	۵۳۸	پروردگار کی نصیر سے ہلک
۵۶۰	شبان رسالت پر دست و پائی	۵۳۹	آزاد اجتماع اور شخصی نامے
۵۶۱	رسول کا شرف منصب	۵۳۹	ہوام کو فیصلہ کرنے کا حق
۵۶۱	رسول کا شرف منصب		رسول کا شرف منصب
۵۶۱	رسول کا شرف منصب	۵۴۰	بارہ میں مکرر محبوب خان کو غلط فہمی
۵۶۱	رسول کا شرف منصب	۵۴۱	طہریت پر پائیت نہیں
۵۶۲	اکبر منصب رسالت پر		تجربہ کار کے لئے اور تجویز پریت
۵۶۲	اسلامی مشہور کی کوئلہ و ترقی یافتہ اداسی	۵۴۱	کی کہاں تک اہمیت ہے
۵۶۳	انارکھ کی تعبیر	۵۶۰	اجارہ دار خان نہیں مگر اہلیت شروع ہے
۵۶۳	اکبر کی رسالت کا شہر	۵۶۰	انہیں اور اجتماع
۵۶۵	نوشی شفاقت اور کچھ	۵۶۲	خلاصہ بحث

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۷۷	آؤلفہ محمدیدہ با نقیہ فیہ فرنگ	۵۶۵	سباحت یا اتحاد
۵۷۷	علماء اور مسلمانوں کی تشویش	۵۶۶	حسب جدیدہ یا ماڈرن اسلام
۵۷۸	عصر حاضر کے تقاضے اور اسلام	۵۶۶	سلفیت و فاداری
۵۷۸	مغربی برائیوں کو عصر حاضر کا	۵۶۶	تفہیم
۵۷۸	تقاضا نہیں کہا جاسکتا	۵۶۷	اگہری عقائد و بیانات
۵۷۹	اسلام کا جوہر و قسب	۵۶۹	دیگر اصلاحات
۵۷۹	تحقیق و ریسرچ کا اصل ہدف	۵۷۳	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تبصرہ
۵۸۱	ہمارے عقائد و شہادت کی تائید	۵۷۳	اکبر کا تفسیریل چشمن کوئے والے
۵۸۲	ڈاکٹر فضل الرحمن کے بعض علمائے خیالات		
۳۸۵	ماڈرن ازم یا پالیٹیک گائیڈ بک	۵۷۵	تجدد و اصلاح کے نعروں کے اصل حقیقتے
۵۸۶	قرآنی اصطلاحات کی نئی لغت	۵۷۵	ماہم اسلام میں قدیم و جدید کا معرکہ
۵۸۶	پہچانیت کی تجدید	۵۷۶	مغرب کے بارے میں محدثانہ راستہ
	◆	۵۷۹	تجدد و اصلاح کے علمبرداروں کے اعلیٰ عزائم



مقدمہ

(۱)

فضیلتہ الشیخ مکیل اسلامہ قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خاتم الانبیاء . مسابقت
دنیا بھر میں جتنے بھی علوم رائج ہیں لوگ ان کی تحصیل میں ہمہ وقت مصروف و مشغول رہتے ہیں
اس کے حصول کے لیے جان مال اور وقت قرب کر دیتے ہیں اس کے لیے بڑی بڑی یونیورسٹیاں کھڑی
کھول کر کالج وغیرہ بناتے جاتے ہیں جن پر حکومت اور حواص کی ایک نظیر رقم صرف ہو کر ہے ان
اداروں میں بڑے بڑے پابندے و سلسلے علوم کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ علوم عقلیہ | اس قسم کے علوم صرف عقل سے متعلق ہوتے ہیں عقل کا اس میں کوئی دخل نہیں
ہوتا، اس کا سارا دار و مدار عقل ہی پر ہوتا ہے جیسے علم ریاضی، علم نجوم وغیرہ۔
ان علوم میں بعض عقل کذب اور جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں سمجھائی کا ان میں شائبہ تک نہیں ہوتا
مثلاً سحر، جادو وغیرہ۔ اس لیے ایسے علوم کا حصول شرعاً ناجائز اور حرام ہے بلکہ بعض محسوس
بیمانی پر مبنی ہوتے ہیں مگر ان کے حصول کا کوئی نفع نہیں ہوتا، اس میں صرف وقت کا ضیاع
ہوتا ہے، نہ آخری فائدہ ہوتا ہے اور نہ تباہی فائدہ، اور دینی علوم کا حصول شریعت میں
ممنوع ہے البتہ جن علوم کے ساتھ کوئی دینی یا دنیاوی منفعت وابستہ ہو تو ان کا حصول
مطلوب ہے۔

۲۔ علوم نقلیہ | ان علوم کا تعلق عقل سے ہوتا ہے، عقل کی اس میں کوئی گنجائش نہیں
ہو کہ ان امور اور روایات سے وہ علوم ہم تک پہنچے ہیں، جیسے احادیث
مبارکہ اور تفاسیر آیات قرآنی، ان علوم کے لیے ذہنی کی تقاضات نہایت اور ملاحظہ کی قوت ہی

کافی ہوتی ہے، اس میں غور کرنے کی کوئی حاجت نہیں، ہونا ان علوم کا حصول دینی فریضہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

نَظَرُوا لِلَّهِ أَمْرًا وَسَمِعُوا لِلنَّبِيِّ
فَوَعَا هَاشِمًا إِذَا هَا كَمَا جَعَلَهَا۔
اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے
میر کی کوئی بات سنی پھر اس کو غفور و کریم اور
دوسروں کو اسی طرح سنایا جیسا کہ اس نے
سنا تھا۔

ان علوم کے ماہروں کو محدثین و مفسرین کہا جاتا ہے۔

(۳) مجموعہ علوم عقیدہ و تعلیم | ان علوم کا تعلق نہ نقل سے ہوتا ہے اور نہ نقل سے بلکہ

دو تہوں برابر کے شریک ہوتے ہیں ان کو اشرف العلوم کہا

جاتا ہے، اس میں علم الفقه اور علم اصول فقہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان علوم کے حاملین کی

تعلیم ان الفاظ میں کی ہے :-

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ لَكَ فِي خَلْقِكَ طَائِفَةٌ
لَيَسْتَفْتِيكَ فِي الْمَذَهِبِ وَالْفِرَقِ وَالْفِرَقُ
إِذَا دَخَلُوا إِلَيْهِمْ رَءُوسَ الْوُجُوهِ (سورة التوبة)

ای حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

مَنْ سَأَلَكَ بِمِثْلِ مَا يَفْقَهُهُ فِي
السُّنَنِ وَالْحَدِيثِ

ان علوم کے ماہروں کو فقہاء کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلامی احکام و مسائل کے

جاننے اور سمجھنے کے لیے ایسے لوگوں سے پوچھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا،

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الْأُمُورِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُونَ (سورة فصل آیت ۱۰۰)

ایماح مفسرین، اہل ذکر سے مراد علماء و فقہاء اُمت ہیں جو ان کے احکام و مسائل کا

علم رکھتے ہوں اور جب یہ حضرات مسئلہ کا حل بیان کریں تو ان کی اطاعت شرعاً مطلوب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور

وَأَبْلَيْتُمُ الْقِسْوَ لَ وَأَوَّلِ الْأَمْرِ | اس کے رسول اور اپنے ارباب اختیار کی
مُسْكُم۔ (مسوۃ النساء ۵۹) | اطاعت کرو۔

فقہ کا لغوی معنی | فقہ کا لغوی معنی ہے کسی شے کو کھولنا، اس کو واضح کرنا اور کسی چیز کو جاننا
اس سے فقہ ہے، فقہ اس عالم میں کو کہا جاتا ہے جو شرعی احکامات
کو کھول دے، اس کو واضح کر دے اور اس کے متعلق کامیاب ہو سکے، اسی طرح مسائل
کی پیچیدگیاں دور کر دے اور انہیں سمجھائے۔ فقہ فقہ اگرچہ مطلق جانتے اور کھولنے کے
معنی میں آتا ہے مگر اب یہ لفظ علم شریعت کے ساتھ مختص ہو گیا ہے۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف | فقہ کی اصطلاحی تعریف مختلف ادوار میں مختلف رہی ہے۔
امام خوالی رحمہ اللہ نے فقہ کو چھ اولیٰ میں فقہ کا مفہول مذکور ہے
خاصہ تک محدود تھا، بعد ازاں بعض نکاح و طلاق و ریج و میراث کی تفصیلات جملہ فقہ
کہا جاتا ہے، پھر اُس وقت رافعات کی تعلیم کے علم، آفات نفسانی، اعمال کی خرابیوں کے اسباب اور
ان کی وجوہات کو جاننے اور معلوم کرنے، دنیا کو تعمیر اور آخرت کو بڑی شے سمجھنے خوف خدا کو دل پر
غالب کرنے کا نام فقہ تھا۔ (اجہاد العلوم للعلماۃ ج ۱ ص ۲۷۰) بیان مابلی من لافنا علوم
اس لیے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ کی تعریف یہاں کی ہے۔

هو معرفة النفس مائها وما عليها۔ (التوضیح والتلویح ج ۱ ص ۱۸۸)
اسی طرح بہت جامع تعریف ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے کہ انفقہ فہم غرض التکلیف
یعنی تکلیف کے کلام کے مقصد کو سمجھنا اور اس کی تہذیب پہنچنا۔

بھی دیکھئے کہ جب حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فقہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ فقہ
کے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔

انما الفقیہ المحدث من الدیاء للزاهد | بزرگ فقیر وہ شخص ہے جو دنیا سے بیزار ہو
فی الآخرة، البصیر بعبوب نفسه۔ | آخرت کی رغبت رکھتا ہو اور اپنے محبوب پر
دارالافتاء علامہ عبد الوہاب رحمہ اللہ (ص ۳۴)

فقہ کی تعریف علم انشاء، تصوف، ادب و مشرت اور دینی علم قدس کو شامل ہے۔
مگر مرنور زمانہ کے ساتھ ساتھ حضوں کے ہیلا سونے کی وجہ سے علم
متاخرین کی تعریف | متاخرین علم تصوف نے اہل علم کی شکل اختیار کر لی تو فقہ کا مفہول

کچھ محدود ہو گیا، اس لیے متاخرین نے اس علم کی مختلف تعریفات کی ہیں مگر مشہور و معروف قرینیت جو
ہے وہ یہ ہے کہ :-

العلم بالاحکام الشریعۃ الفرعیۃ المکتبۃ | فقہ اُن فروعی احکامات کے جاننے کا نام ہے
مزاد لہا: التخصیصۃ بالرد علی ما ذکرہ فی کتابہ ^{مختار} | جو در تفصیل سے مستنبط ہوں۔

احکام شرعی کی قسمیں | اسلامی احکامات کا دو قسم ہیں،

۱) اعتقادی: جو عقیدہ سے متعلق ہوں ان احکام کو دینی بھی کہا جاتا
ہے۔ (۲) عملی: ان احکامات کا تعلق صرف عمل سے ہوتا ہے ان کو احکام فروعی اور ظاہری بھی کہا جاتا
ہے۔ متاخرین کی تعریف میں الاحکام الشریعۃ الفرعیۃ کی قید سے اختلافی احکامات خارج
ہو گئے اس لیے احکام اعتقادی سے بحث ظلم ایک مدعی میں ہوتی ہے جو کہ ایک مستقل علم ہے۔
علم فقہ کا حکم | جاتا ہو بغیر اس کے کوئی شخص شریعت کے مطابق کام نہیں کر سکتا اور ضرورت
سے لرزدہ ظلم حاصل کرتا، کرواگے عبادات اور جمہیات سے کچھ جائیں فروعی کفایت ہے، اس میں
تجربہ حاصل کرنا اور جمیع اقوال و عمل سے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق اور یتیم کا
حصول مستحب اور مذکورہ ہے۔ اس کے علاوہ جن شخصیات کو امت میں شیعوں سے تعلق ہے
جدا ہے بخاریت ہو یا نوکری، ملازم مستند ان کے مسائل کو حاصل کرنا اور ان کو باقی بھی فروزی ہے نہ کہ
فرائض میں موثر ہو سکتے ہیں جائے۔

فقہ کی تدوین | صحابہ کرامؓ کے آخری دور تک اعجاز دینا کے کوٹے کو نیچے میں چل چکا تھا اور ہر
مسئلہ اسلام کا رول بالاحکام، لوگ اپنے مسائل کا حل اخذات صحابہ کرامؓ سے پوچھتے تھے۔

ان میں جو حضرات منصب اجتہاد پر فائز تھے وہ لوگوں کو ان کے مسائل کا حل بتلاتے تھے۔ ایسے ہی
یہ سلسلہ چلتا رہا، جب صحابہ کرامؓ کا دور ختم ہوا تو اس عظیم منصب کو ان کے اہل تلامذہ و حضرات
تابعین نے سنبھال لیا، اُس وقت سات مقامات پر بڑے بڑے دارالافتاء موجود تھے۔ (۱)
مدینہ منورہ (۲) مکہ معظمہ (۳) کوفہ (۴) بصرہ (۵) دمشق (۶) مصر (۷) یمن۔ ان سات مقامات
میں مسائل کا حل نکلتا تھا اور لوگ اس پر عمل کرتے تھے۔

قرآن سائر مقامات میں سے کوئی ایک ایک خصوصیت کا حامل تھا، یہاں حضرت عبداللہ بن
مسعودؓ اور دوسرے اہل صحابہ کرامؓ کے تلامذہ موجود تھے۔ وہ علم فقہ و حدیث کا مرکز تھا، دنیا کے

الطراف و اوصاف سے لوگوں تک و حضرت کے حصول کے لیے آتے تھے اور یہاں سے اپنی علمی
تشنگی دور کر کے اپنے اپنے ملائقوں میں امانت دینے کے لیے واپس چلے جاتے تھے۔
امام ابوحنیفہؒ بھی انکا عظیم درگم کے ایک ستارہ اور دین و دنیساں عالم علم تھے۔ مسند امام کو
بہت شہرہ و فقیر و محدث امام حماد بن ابی سلیمانؒ اس دور قائل سے رحلت فرما گئے تو آپ کے چنانچہ
کے لیے امام ابوحنیفہؒ کا انتخاب کیا گیا اور آپ اس منصب پر فائز ہو کر یہاں کے استاد اور
مفتی مقرر ہو گئے۔

علامہ غزالیؒ نے لکھا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اربعینؒ نے علم فقہ کے
ابواب و مسائل پر مشتمل کوئی تصنیف نہیں کی تھی، ان کو اپنی یادداشت پر اعتماد تھا لیکن امام ابوحنیفہؒ
نے متاخرین کے سو حفظ کے پیش نظر یہ ضرورت محسوس کی کہ دنیا کے جتنے بہت حالات کہ جو
سے مسائل فقہ کو درون و مرتب کیا جائے۔ اس کہ دوسری جہتی کہ مسلمانوں کا دنیا کی دیگر اقوام اور
غائب کے ساتھ اسطرز اتفاقا جہاں مختلف قسم کے رواج جزئہ پر چکے تھے، مختلف قسم کے
پختہ پیدا ہو چکے تھے، وضع حدیث کا فقہ بھی سراٹھا چکا تھا اور عالم میں بہت تغیر و تبدل پیدا
ہو چکا تھا جس کو روکا آسان کام نہ تھا، اہل علم حضرات رفتہ رفتہ دنیا سے جا رہے تھے کہ لوگ
زوال کی طرف گامزن تھے، انہیں اس امر پر اگر اس علم کو ایک جگہ جمع نہ کیا گیا تو یہ ضائع
ہو جائے گا، علم و فضل کے جو خزانہ اس وقت حیات ہیں ان کے علم و غرامت سے فائدہ
اٹھانا ضروری ہے ورنہ آئندہ اس بارگاہ کو اٹھانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

تدوین فقہ کے لیے کمیٹی کا قیام | اس کام کے لیے امام ابوحنیفہؒ نے اپنے ہزاروں تلامذہ
میں سے چالیس وہ حضرات جو علم و فضل و فہم و فراست،
زہد و تقویٰ اور زکاوت میں اپنی مثال آپ تھے کا انتخاب کیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی، اس
کمیٹی کے صدر خود امام ابوحنیفہؒ تھے، اس کمیٹی میں ہر علم و فہم کے اہل بریں حضرات شامل تھے اہل بری
علمی ہمارے کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ، خدا ترسی اور فرض شناسی جیسے تمام اوصاف کے ساتھ
مستقیم تھے، اس کمیٹی کے جملہ ممبران درجہ افتادہ پر فائز تھے کمیٹی کے سلسلہ پیشی بولنے
والے ہر مسکن پر پوری آزادی اور شرح و بسط کے ساتھ بحث و بحث تھی اور ہر ایک کو اپنی
بساط کے مطابق اپنی راستہ پر دلائل پیش کرنے کا پورا اختیار حاصل تھا، ان حضرات کے
علاوہ بھی دوسرے محدثین اور فقہاء اکثر آراء ان حدیثی ائمہ فقہی ابحاث کو سنتے تھے انکو

اپنے اپنے علم و صواب کے مطابق کہتے اور منہ کا پر جتن دیا جاتا تھا، اس سبب سچی کے باوجود پھر بھی اس یا ایسے کوئی کئی ہیں دس، نو اور ایک ایک مخصوص سچ قائم تھا جس میں امام ابوہریرہؓ، اناؤ، اقر، امام محمد بن مسلم، الشیبانی، امام عیسیٰ بن مبارک، عاتق، ازول، قاسم بن معن، اسد بن ہریرہ اور نود امام اعظم ابوحنیفہؒ سب مل تھے۔

طریقہ استدلال | علامہ ابن حجرؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے طریقہ استدلال و استنباط کے بارے میں لکھا ہے۔

بیٹک اولا اپنے قرآن کریم سے استدلال کرتے تھے اگر قرآن میں نہ پاتے تو سنت رسول کو لیتے تھے اور اگر وہاں بھی نہ پاتے تو پھر قول صحابہؓ کو لیتے تھے اور اگر ان میں اختلاف ہوتا تو ان حضرات کے اقوال میں جس کا قول قرآن و سنت کے زیادہ قریب ہوتا اس کو لیتے اور ان کی مخالفت نہ کرتے تھے اور اگر ان میں سے کسی کا بھی قول مروی نہ ہوتا تو تابعین میں سے کسی کے قول کو نہیں لیتے تھے بلکہ ہی خارج ہوتا کرتے جیسا کہ تابعین نے جہاد کیا تھا۔

اولاً و یاخذ بما في القرآن فان لم يجد فيه ما لم يجد يقول المصدقة فان اختلفوا اخذ ما كان اقرب الى القرآن والسنة من اقوالهم ولما يصرح عنهم فان لم يجد لاحد منهم قولاً ولم يأخذ بقول احد، من اتبعه بل يتقدم ما جهده وادخله في باب من باب الفصل العاشر عشر

ضعیف حدیث کی قیاس پر تقدیم | مسائل کے استنباط میں رائے اور قیاس پر ضعیف حدیث کو بھی ترجیح دیتے تھے اور بھی رائے و

قیاس کو کسی ضعیف حدیث پر بھی مقدم نہیں کیا، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:-
اصحاب ابی حنیفہ مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفہ ان ضعیف الحدیث دون احسن من القیاس ولواکف (علامہ موقعین ج ۱ ص ۱۱۷)

طریقہ تدوین | جو حکام امام ابوحنیفہؒ نے اس کئی کے ہر ممبر کو یہ اختیار دے رکھا تھا کہ وہ آزادانہ طور پر اپنا موقف پیش کرے اور حدیث و آثار العلماء کے اجماع

اور قیاس کی روشنی میں آزادی کے ساتھ گفتگو کرے۔ ایک سو تھہر پر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے خود ان کو یہ اختیار دے رکھا ہے اور ان کو اس امر کا مادی بنادیا ہے کہ وہ کسی سے مرعوب نہ ہوں اور ایک دوسرے کے دلائل حق کی سرے دلائل پر بھی ٹکرتی نہ ہوں تاکہ بات بالکل واضح اور صاف و شفاف ہو کر سامنے آئے۔ بحث و تجویز کے بعد جب کسی مسئلہ پر سب کا اتفاق ہو گیا تو پھر اس کو کہنے کا حکم فرماتے۔ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں :-

روى الامام ابو جعفر الشيرازي عن شقيق البلخي عن رواته شقيق البلخي انه يقول كان الامام ابو جعفر نفس اربع الناس واجل الناس واكرم الناس واكثرهم احتياطا في الدين وابعدهم عن القول بالمنطق في دين الله عز وجل حاله كان لا يصح مسألة في العلم حتى يجمع اصحابه عليها ويعقد عليها مجلسا فاذا اتفق اصحابه عليهم على موافقتها للشرعية ذل لا يوافقوا اذ غيره منعه في الباب الفلاني .

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۱)

اس طرح بعض مسائل پر کئی کئی دن بحث و مذاکرہ کرتے تھے اس کے بعد کبھی باکروہ مسئلہ میں

لکھا جاتا تھا، علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں :-

امام بن عمرو فرماتے ہیں کہ کئی کے بعد امام صاحبؒ کے سامنے کس مسئلہ کے جواب میں اختلاف کرتے تھے کوئی ایک جواب لانا تو دوسرا کوئی اور جواب لانا پھر اس مسئلہ کو امام صاحبؒ کا خدمت میں پیش کرتے اور آپؐ سے اس کے بارے میں دریافت کرتے تو آپؒ تحقیق جواب تحریر فرماتے پھر آخر میں اس کو حشر میں لکھا جاتا۔

قال اسد بن عمرو كانوا يختلفون عند ابي حنيفة في جواب المسئلة فيأتان هذا الجواب وهذا الجواب ثم يرفعونها اليه ويستلونه عنها فيأتان الجواب من مكتب ابي حنيفة وكانوا يفتنون في المسئلة ثلاثة ايام ثم يكتبونها في

الذی یولی - رعتہ مہ نصب الرایۃ ^{۱۱} | اس طرح ایک ایک مسئلہ پر تین تین دن بحث و
تعمیق ہوتی تھی۔

مگر ملازم ابن طایرین جبرائیل نے قریباً ایک لکھا ہے کہ

فکحت اذا وقعت واقعتہ شادوہم و
ناظرہم و حادوہم و ساعہم فی جمع
ما عندہم من الاخبار و الاثر و
یقول ما عندہ و ناظرہم شہرا و
اکثر حتی یتفقوا فی الاصول
فیثبتہ البیوی سفح حتی اثبت
الاصول علی ہذا اجتہاد شوری
لا اشد الاضرب ینالہ -

رد المحتار ج ۱ ص ۶۲

کوئی بات بھی ہو۔

اعتقاد کا عالم یہ تھا کہ بحث کے دوران اگر کبھی کارکن قاضی حافی نہ ہوتے تو آپ فرماتے
کہ جب تک حافی نہ آجائے اس مسئلہ کو ملتوی کر دو، اُن کے آنے کے بعد جب دوسرے
ممبران سے اتفاق ہو جائے تو آپ فرماتے کہ اب اس کو لکھو۔

یہ فرقہ حنفی صرف ایک شخص کو راتے نہیں بلکہ ان چالیس جہاں الفہم حضرت کی
شوری کام تر کر وہ قانون ہے ماضی جب تک کوئی مشورہ خوب نہیں دیکھتا
کے مراحل طے نہ کر لیتا آج اس کو روبرو میں کھتے سے پیش کر دیتے، حتیٰ کہ ایک دن قاضی
ابو یوسف سے فرمایا۔

وہاں یا یعقوب لا تکتب کل ما تسمع
حتی فانی قدادی (لنہ لیس) ر تن کہ
غدا واری لنانی غدا و اترکہ فی غدا -
رعتہ مہ نصب الرایۃ ^{۱۱}

اسے یعقوب ابو یوسف مجھ سے سنو گی کو فوراً نہ لکھو
اسے کہیں کبھی آج کے دن ایک مسئلہ کے بارے میں ایک
بات نہ رکھا ہو، دو گلاس کوڑک کر تا ہوں دو گلاس خیرات
رکھا ہوں اور پرسوں اس کو چھوڑتا ہوں۔

کسی بھی مسئلہ پر کوئی کے ہمہ گیر کو اپنی رائے پیش کرنے کی بھڑی آزادی حاصل تھی اور خوشی سے اپنی اپنی آراء پیش کرتے تھے اور اس پر خوب بزرگ و قدر ہوتی تھی، اس کے بعد آخر میں اسے قبول کیا جاتا۔

انام ابوحنیفہؒ نے جس طریق پر تدریس فقہ کا کام کیا وہ ایسا عظیم اثر ان کا رہا ہے جس کی نظیر غیر اسلامی تاریخوں میں بھی نہیں ملتی، اس طریقہ تدریس سے آج کے مسلمانانِ پاکستان نے پانچ لاکھ مسائل استنباط فرمائے۔

علامہ غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس پانچ لاکھ مسائل میں پڑتیس ہزار مسائل کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی معاملات سے متعلق ہیں۔

فہمہ کے ماخذ

جیسا کہ فقہ کی تعریف میں ذکر کیا گیا ہے کہ المستنبط عن الأدلة الشرعية ہے بولہ شریعت سے ماخذ ہو۔ یہاں اولہ کا کس قدر ذکر کیا جاتا ہے۔ علمائے فروع احکام شریعت کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے بحقیقت یہ ہے کہ ان چاروں ماخذ میں قرآن و سنت و روایا دی اصول ہیں اور باقی دو یعنی اجماع و قیاس ان دونوں کے تابع ہیں۔ اس لیے جو اجماع و قیاس قرآن و سنت کے معارض ہو تو وہ ناقابل اعتبار ہے۔ اس لیے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ان الاحکام تؤخذ من نص او حسن علی نص۔ (اسلامی فقہ کے اصول و مسائل جلد دوم) رد جہلہ احکام شریعت یا تو نص سے اخذ کئے جاتے ہیں یا اس امر سے اخذ کئے جاتے ہیں جو نص پر معمول ہو۔

یہ چاروں دلائل فقہداریت کے دلائل متفق علیہ ہیں مگر ان کے علاوہ بھی چند ماخذ ہیں جو فقہ کرام کے دلائل مختلف فیہ ہیں بعض دلائل کو ایک فقہ و جہتہ ماخذ کا درجہ دیتا ہے مگر دوسرا فقہ ان کو ماخذ تسلیم نہیں کرتا۔ یہاں ان ماخذ کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

القرائن الحکیم احکام شریعت کا سب سے پہلا اور اصل الاسرار ماخذ قرآن کریم ہے اصول فقہ کا کتابوں میں اس کو لکھنا اب کے ناکارے یا کیا جاتا ہے اور یہ قرآن کریم کا ایک نام ہے اس کے علاوہ اس سلسلہ میں ذکر کیے جاتے ہیں

جن پر مشہور ترین پانچ اسماء ہیں یعنی القرآن، الفرقان، المکتاب، المدائن، التقریل۔
قرآن کریم میں یہ اسماء باجماع ذکر نہ کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں جزئیات اور غریبات کا ذکر نہ کیا گیا ہے۔ اکثر اصول و قواعد اور کلیات اور
علامت الہیہ نے السواغات میں لکھا ہے۔

قرآن کریم اختصار کے باوجود ایک جامع کتاب
ہے اور یہ جامعیت تب تک نہیں ہو سکتی ہے جب اس میں
کلیات ذکر نہ ہوں، اس لیے کہ شریعت طبعاً کامل اور
مکمل ہو سکتی ہے اور اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ
نے ایوم املت لکم دینکم، و اتقوا کل من
نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کیا ہے اور
فرمایا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارا جزو جزا
اور اس پیچھے احکامات کا تفصیلات اور جزئیات
خلفاً و قدامت صلوٰۃ کا قرآن میں ذکر نہیں کیا ہے
بلکہ اس کو سنت نے بیان کیا، اسی طرح زکات،
زیچ و زکوٰۃ، قسام و صدقہ وغیرہ پیچھے رہا

القرآن علی اختصارہ جامع دلائل کو
جامع الاصول و فیہ امر کلیات
دین الشریعۃ تحت تمام نزولہ
لقولہ الیوم املت لکم دینکم (الایۃ)
وانت تعلم ان الصلوٰۃ والزکوٰۃ والیوم
واشیاء ذلک لم یبین جمیع احکامہ فی
القرآن انما بینہما المستغنی و کفایت
انہما دین من الایۃ و لتعود فی القصاص
والحدود وغیرہا۔

والمواضع جہہ ص ۳۱ المسئلۃ الخاصۃ

کہ جزئیات کا ذکر بھی قرآن میں نہیں مگر احادیث نے ان کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

علامہ شافعی ایک اور مقام پر ذرا واضح اور مزید الفاظ میں لکھتے ہیں۔

قرآن میں اکثر شرعی احکامات کلیہ ذکر ہیں لیکن
جہاں میں حکم کا ذکر ہوا ہو تو کسی کلی سے لے لیا
گیا ہوگا۔

تعریف القرآن بالاحکام الشریعۃ اکثر
شعری لا جزئی، وحیث جاء بجزئی فیلغی
من الکلیۃ، والمواضع جہہ ص ۳۱

قرآن کریم اگرچہ کسی تعداد یا تعریف کا محتاج نہیں اسی لیے کہ یہ ایک پوری کلام ہے
مگر بعض مصلحتوں کے بخیر نظر علیہ اصول فقرے یوں تعریف کیے ہیں۔

قرآن کرم اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
ہو اور مصاحف میں محفوظ ہو اور ہم تک تواتر

هو القرآن المنزل علی رسول اللہ علیہ وسلم
المکتوب فی المصاحف المنقون عنہ
نقلہموا تواتراً بلاشبہ۔

(نور الانوار ص ۵۸۰) ۱ کے ساتھ بلاشبہ کے منقول ہو۔

قرآن کا کتنا جعفر ماخذ ہے | قرآن اگر یہ فعل کا ماخذ ہے مگر خصوصیت سے آیات الہامیہ کا ماخذ ہیں پر مستحق کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا تائید کسی نے یا کسی نے سینکڑوں سے متجاوز ذکر کئے ہیں جو کہ فقہ کا ماخذ ہیں اور ایک فقیہ کے لیے اس پر عبور رکھنا ضروری ہے۔

بہارت کے لیے شرائط | مگر اس عبور کے لیے مرتبہ تیز روں کا علم ضروری ہے (۱) تاسخ و منسوخ کا علم یعنی اس فقیہ کو یہ معلوم ہو کہ کونسی آیت ناسخ ہے اور کون سی منسوخ۔

(۲) مجمل و مفہوم کا علم یعنی فقیہ کو یہ علم حاصل ہو کہ ان آیات میں کون سی آیت مجمل ہے اور کون سی منسوخ۔

(۳) خاص و عام کا علم ایک فقیہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو یہ جہز ہو کہ کوئی آیت اپنے مفہوم کے اعتبار سے خاص ہے اور کو عام ہے۔

(۴) محکم اور متشابہہ کا علم اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ ان آیات میں کون سی آیت متشابہہ ہے اور کون سی محکم ہے۔

(۵) نوعیت کا علم اور اس کا ماننا بھی ضروری ہے کہ ان آیات میں جو اور کونسی آیات میں ان میں امر کی نوعیت کیا ہے اور کون سا امر و نہی کا مقتضی ہے اور کون سا فرضی مستحب یا باعزت کا تقاضا کرتا ہے اور جن آیات کا تعلق نواہی سے ہے اس میں کونسی نہی حرام کا تقاضا کرتی ہے اور کون سی کو بہت تحریم یا کو بہت تخریبی کا۔

نفسہ کا دوسرا ماخذ سنت ہے سنت کا انوکھی معنی ہے عہدہ اور عادت ۔

طریق زبان میں یہ لفظ حبیب جو کہی قید کے استعمال ہو جائے تو عمدہ طریقہ ہو

میں سیرت کے معنی میں ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔
من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجرمات عنہا ومن سن فی الاسلام سنة سیئة فله وزرها ووزرها عنہا ۔
جو شخص نے اسلام میں ایک اچھی سنت جاری کی تو اس کے لیے اس کا اجر ملے گا اور جو لوگ اس پر عمل پیرا ہوں گے اس کو بھی اور میں نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کا وبال اُن کی پر ہوگا ۔

(۱) ما یحدہ شئ | اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا بھی۔
اور فقہ کی کتابوں میں سنت کا اطلاق کسی عمل پر ہوتا ہے جو فرق اور واجب نہ ہو مگر اصطلاح میں سنت کا اطلاق وسیع بیان پر ہے کہ

السنة تطلق على قول الرسول صلى الله عليه وسلم وفعله وسكوته وحمل اقوال النعابة وافعالهم۔
سنت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، سکوت، رہنمائی اور ان کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و افعال پر بھی سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۲) سنت اور حدیث میں فرق | اس بارے میں علماء امت کے اقوال مختلف ہیں۔۔۔
مرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ پر ہوتا ہے اور سنت عام ہے اس میں قول و فعل اور تقریر وغیرہ سب شامل ہیں۔
(۲) مگر بعض حضرات کے ہاں حدیث اور سنت دونوں مترادف ہیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔

المراد بالحدیث فی عرف الشریع ما اُضيف الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زعمه النظر مشم | حدیث سے مراد شریع کی روشنی میں وہ ہے جس کی اضافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو۔

اب جس طرح اقوال کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے تو افعال و تقریرات اور صفات کی نسبت بھی ہوتی ہے۔ اس لیے طاعلی قاری فرماتے ہیں۔
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اقوال و افعال، تقریرات و صفات چاہے عام یا بیدار کام، ہوں یا عالم خواب میں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ حرکات و سکنات حدیث کہلاتی ہیں سنت و حدیث باہمی مترادف ہیں“

(۳) جبکہ بعض حضرات کی ایک تیسری رائے بھی ہے ان کے ہاں سنت خاص ہے اس کا اطلاق صرف اعمال پر ہوتا ہے۔ اور حدیث عام ہے جس کا اطلاق تمام امور پر ہوتا ہے۔

سنت کی بحیثیت | علامہ ترمذی رحمہ اللہ نے سنت کی تعریف تشریح کی ہے کہ قرآن حکیم فقہ فقیر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس نقشہ فقیر کے مطابق

تیار کی ہوئی عمارت ہے۔ فقہ و کتاب کے ساتھ انجمنیں رسول پر جیسے کے اصول پر اسی وقت سے برابر ملحوظ رہا ہے جب سے ہدایت الہی کے مسئلہ کا ابتداء ہوئی ہے۔ اسی تیار عمارت و زمانہ کے تقاضا کی مناسبت سے عہدت کے تعبیر میں انجمن کی بنائی ہوئی ہدایت کو قطعاً نظر انداز کرنے سے اہل نقشہ کے مطالبات نہیں ہو سکتی۔ فقہ اسلامی کا مذہبی پس منظر ص ۹۴

تو جس طرح قرآن کریم کا ماننا اور اس کو حجت تسلیم کرنا ضروری ہے اسی طرح سنت کو حجت ماننا بھی اشد ضروری ہے، ورنہ اصل قرآن پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس لیے قرآن کریم کلیات سے بحث کرتا ہے، اس کے جزئیات اور تشریح کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے گئے، قرآن کریم خود اس کی بحیثیت کا داعی ہے، مشقہ ۱۰۰

وَالْحُجُجُ إِذَا هُوَ ۖ فَاصْلُ حُجُجِكُمْ	قسم ہے ستاروں کی جب وہ غروب ہو جائیں
وَمَا هُوَ ۖ وَمَا يَطُوقُ النَّهْرَ ۖ	ترتیباً سے ساتھ دھنچے والے رسول ہندوؤں
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ	سے جسکے اور نہ قطار دست پر ہے، اور نہ آپ
(سورۃ البقرہ آیت ۱۳۶)	اپنی انسانی خواہش سے یا جسے بتاتے ہیں، ان کا

ارشاد خالص وہی ہے۔

پہلے وہ وحی طور قرآن ہو یا غیر منقول و سنت دونوں کی وحی منزل میں ائمہ ہدیہ ہے۔
 ۲۰ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بَلِّغُوْا مَا نَزَّلَ الْاِلٰهُ فِيْكُمْ
 مِّنْ ذِكْرِهِۦ ۚ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰)

اس آیت میں لفظ مَا عام ہے، اس میں بھی وحی منقولہ اور غیر منقولہ دونوں شامل ہیں۔
 اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقوال و افعال اور تقررات سے قرآن کریم کی جو بھی تبلیغ و تشریح کریں گے وہ قرآن ہی سے ماخوذ ہوگی، علامہ شافعی فرماتے ہیں :-

لَيْسَ فِيْ احْسَنَةِ الْاَوَاصِلَةِ فِي الْقُرْاٰنِ	سنت میں کوئی بھی ایسا عمل نہیں جس کی اصل
اِغْمَاعِيْ تَبِيْهٍ لِّهٖ وَتَفْصِيْلٍ ۚ	قرآن میں نہ ہو بلکہ سنت قرآنی کی وضاحت
وَالْمَوْحِقَاتِ بِهٖم مَّا الْمَسْئَلَةُ الْاَتِيَّةُ	اور اس کی تفصیل ہے۔

اس کی حیثیت تفسیر و تشریح میں ہے، شارح یا مفسر تو متن کے مراد کی وضاحت کرتا ہے اس کے خلاف نہیں کرتا، علامہ شافعی نے لکھا ہے کہ :-

فَكَانَ الْمَسْئَلَةُ بِمَنْزِلَةِ التَّفْسِيْرِ وَالتَّوْحِيْحِ	سنت قرآن کریم کے احکام کی تفسیر اور اس کی
--	---

احکام الکتاب۔ والمواقف جہم المسئلة الثالثة | شرح صحیح ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب تشریح و تفسیر عطا کرتے ہوئے
 ارشاد فرمایا۔

قُلْ لَوْ لَا اِنَّهٗ بِتَبَيُّنِ الْاَشْيَاءِ مَا
 اَنْزَلْنَا لِيُتَبَيَّنَ لَكُمْ اَشْيَاكُمْ
 (سورة النحل آیت ۸۹)

ہم سخت پس پردہ قرآن، نازل فرمایا تاکہ آپ
 واضح کر دیں لوگوں پر پس پردہ قرآن، جو ان کی
 طرف بھیجی گئی ہے اسی لیے کہ وہ اس میں خود
 متذکر رہیں۔

اسی آیت کریمہ کے تحت علامہ شاہ علی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔۔
 فلا تجد في السنة امرًا إلا والمقران قد
 دل على معناه دلالة اجمالية او تفصيلية.
 والمواقف جہم مسئلة الثالثة
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا
 الرَّسُولَ وَادْعُوا إِلَى مِمَّا رَزَقَكُمْ
 فِي الْحَيَاةِ دَعْوَةً إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ لَكُمْ
 تَوْفِيقٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ
 خُبْرٌ قَوَّيْتُمْ فَأَنْزَلْنَاهُ

(سورة النساء آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے
 رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی ترغیب
 اصحاب عرب کی بھیجی گئی ہے۔ تاکہ ان کی چیز
 و معاملہ میں نوازیدگی ہو جسے تو اللہ اور رسول کی
 طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور عیادت کے دل پر
 ایمان رکھتے ہو یہ ترغیب اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔

علامہ شاہ علی المواقف میں لکھتے ہیں۔۔
 الرد على الله هو الرد على الكتاب والرد
 على الرسول هو الرد على سنة -
 والمواقف جہم مسئلة الثالثة
 اس کے علاوہ بھی قرآن مجید کی ایسی بے شمار آیات ہیں جو اس بات پر دلائل کرتی
 ہیں کہ جس طرح قرآن تحت ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی تحت ہے۔
 اور اس موضوع پر علماء امت کی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔

الاجماع تیسرا ماخذ اجماع ہے، اجماع کا معنی معنی ہے عزیمت اور اتفاق کرنا۔ قبلہ امت نے اجماع کی مختلف تعریفات کیں۔ علامہ قاضی شوکانی فرماتے ہیں :-

اتفاق مجتہدین ائمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بعد وفاتہ فی عصر من الاعمصار یعنی اس
صورت الامور۔ (ارشاد الفقہ ص ۱۷۷)
التیسیر ص ۳۳۸

امام غزالی نے یہ تعریف کہی ہے :-

اتفاق ائمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاصۃ علی الامر من الامور الدینیۃ۔
(امت صافی ج ۱ ص ۱۷۷)

علامہ آمدی نے اس تعریف پر مختلف درجہ بات استراض کیا ہے :-
(۱) اس تعریف میں اتفاق سے امت محمدیہ کے الفاظ میں جو قیامت تک آنے والوں کو شامل
ہیں جن میں اس بات کو بہرہ رنگا نامشکل ہے کہ امت کا کس بات پر اتفاق ہو چکا ہے۔

(۲) اگر بالفرض امت سے کوئی تہید علاوہ ہے تو ممکن ہے کسی زمانہ میں امت کے ائمہ اربعہ
مکمل و متحد نہ ہوں اور لازماً محامد الناس کے کسی دینی مسئلہ پر اتفاق کو اجماع کیا جائے تو شرعاً
پر صحیح نہیں۔

(۳) تعریف میں محامد الامور الدینیۃ کی قید سے عقلی اور معاشرتی مسائل پر اجماع نادر
ہو جائے گا جو عقلی نہ ہو۔ صحیح نہیں۔

علامہ آمدی نے امام غزالی کی تعریف پر اعتراضات کے بعد اجماع کی یہ تعریف کہی ہے :-
الاجماع عبارة من اتفاق جمیلة اهل
الحل والقد من ائمہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم فی عصر من الاعصار
حکم وادعیۃ من اسواق۔
(الاحکام فی اصول الاحکام ص ۲۸۸)

اور اسی قسم کی تعریف قاضی بیضاوی نے بھی کی ہے۔ اور اسی طرح کی تعریف کرتے ہوئے

سَاءَ ذَٰلِكَ مَجْئِئًا

اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

(سورة النساء آیت ۱۵)

(۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَرْوَاحَ الَّذِينَ مَاتُوا

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور
اپنے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم
پسے سے اصحاب الہدیٰ ہیں۔

دسورة النساء آیت ۵۹

(۵) يَذْكُرْكَ بَغْتِلًا مِنْ أُمَّةٍ وَاسْطًا
يَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

اسی طرح ہم نے بتایا تم کو بہترین اُمت
تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔

دسورة البقرة آیت ۱۴۳

علامہ ابو بکر الصاحب الرضائی قریب باری سے اجماع اُمت کی توحید کے لیے استدلال
کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

(۱) فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى صِحَّةِ

یہ آیت اجماع اُمت کی صحت پر درود جوہ سے

اجماع الامة من وجهين احدهما

دلالة کرتی ہے (۱) اللہ تعالیٰ نے اس اُمت

ومثله ياها باعلاوة وانها فيا رز ذلك

کو صحت عدالت کے ساتھ تصدیق کی ہے ایسے

يقضون تصديقها وبعلمكم بصحة

کہ بہترین اُمت ہے اور یہی صحت ان کی

تو لہذا ان لاجماعا على الضلال

تصدیق کی متضمنی ہے اور اس کے قول پر صحت کا

والوجه الآخر قوله يتكونوا شهداء

تقاضا کرتا ہے اور ان کے اجماع پر گواہ کے لیے

على الناس على التحفة عليهم

مثالی ہے (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

لا تكلموا من بعد موتوا بقولهم

ہے لہذا وہ گواہ نہ آئے علی الناس لکم تم لوگوں پر

نہایت ہو۔

علامہ رازیؒ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ۔

فدل على ان الاجماع في حال حصل

یہیں یہ آیت اس بات پر دلالت ہے کہ بیشک جو

من الامة فهو حجة الله عز وجل

اجماع کسی بھی حال میں اُمت محمدی علی اللہ علیہ وسلم

غير صائغ لاحد تركه دلائل المنعرج

کا منہ بند ہو جائے تو وہ حجتہ اللہ ہے کوئی بھی

عنه ومن حيث دلت الآية على

اس کو ترک نہیں کر سکتا اور نہ اس سے نکلا جاتا

صحة المصدر اذا دل على دالة على

ہے جس طرح یہ آیت قرون اولیٰ کے اجماع کی

صحة اجماع اهل الاقصاء۔ | جمعیت پر وال ہے کسی طرح ہر دور کے اجماع پر ہی
(حکام القرآن ج ۱ ص ۱۵۷ بقولہ) | دلالت کرتے ہے۔

اسی مرتبہ اعلیٰ پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرابت کے
حوالہ سے لکھا ہے کہ۔

”اجماع امت کے تحت ہر حصے پر ایک دلیل ہے کیونکہ جب اس امت کو
اللہ تعالیٰ نے تہذیب قرار دے کر دوسری امتوں کے بالمقابل ان کی بات کو سخت
بنادیا تو ثابت ہو کر اس امت کا یہ مسئلہ (اجماع تحت) ہے اور اس پر عمل
واجب ہے اسی طرح کہ صحابہ کا اجماع تابعین پر تابعین کا اجماع تبع تابعین پر
تحت ہے۔“ و معارف القرآن جلد ۱ ص ۲۷۷

دہم (ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَعْتَبُكُمْ بِأَحْسَنِ مَا فِي سِفَرِي ۚ وَلَا تَلْعَنُوا قُلُوبًا (سورۃ آل عمران آیت ۷۵) | اللہ کا دین کو سب سے سبب قبولی سے تمام لو
اور نفرت نہ کرو، (آپ میں یہ بیوٹ نہ ڈالو)

امت محمدیہ علی ما جب امتیہ و اسلام کے اہل حق فیصلوں کی مخالفت کرنا ان میں بیوٹ ڈالنے
کے مترادف ہے جو شرعاً ممنوع ہے، تو گویا ان کا اجماعی فیصلہ ایک جمعیت شرعی ہے اس
لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی مخالفت کو ممنوع قرار دیا۔

احادیث سے جمعیت اجماع | اجماع امت کی جمعیت کے بارے میں اتحد روایات مختلف
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ وہ قرآن و سنت کی حد

تک پہنچتی ہیں یہاں ان میں سے چند ایک کو درج کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا معاملہ مسئلہ پیش آجائے جس کے
بارے میں قرآن کریم اور سنت رسول میں کوئی وضاحت نہ ہو تو ہم پر اس کے حل کے بارے
میں کیا طریقہ اختیار کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

مشاورۃ الفقہاء والعابدین۔ | کہ تم اس معاملہ میں متقی اور پرہیزگار لوگوں کا
(جمع، الترمذی ج ۱ ص ۲۸۷ رقم الحدیث ۴۴۲) سے مشورہ کرو۔

یہ روایت وضاحت کے ساتھ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ فقہاء عابدین کی رائے اور ان کا

الامام واجب الاتباع تحت ہے۔

(۲) اسی طرح ایک اور روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزَالُ امْرُؤٌ هَذَا الْاُمَّةَ مَسْتَقِيمًا حَتَّى يَقُومَ | اس امت کی حالت ہوش و رست بہت گئی
العبادۃ فَمَنْ مَجَّ بِهَا اُمَّةً اسْتَبَاحَ عِلْمُهُ | یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

یہ تو جو نہیں سمجھا کہ ساری امت خود پر ہو مشاہدات اور پیشگوئی والی روایات سے ثابت ہے کہ بعض لوگ غیر حق پر بھی ہوں گے۔ لہذا اس روایت سے معلوم ہوا کہ امت کے ایک جماعت کو کفار و بدایت یافتہ پر بھی ہوں گے اور اس کی وجہ سے واجب الاتباع ہوگی۔

(۳) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد درج ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْعَلُ اُمَّةً اَوْ اَافَالَ اُمَّةً قَدْ | اللہ تعالیٰ میری امت کو ایسا نہیں بنا کرے گا
عَلَّ ضَلَالَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلَّ الْجَمَاعَةِ | ذل اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا
وَمَنْ شَفَعْتُ عَلَى النَّاسِ |

جامع الترمذی ج ۱ ص ۲۸

بُيُوتُ الْعُرَى بِابِ مَرْوَى ج ۱ ص ۲۸

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کی صحابہ کرام نے روایت کی ہے جن کی تابعین نے بھی اس کو ترسیل روایت کیا ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے الودائع کے خطبہ میں سب صحابہ کرام نے سنے مانے فرمایا۔

ثَلَاثٌ لَا يَغْلِبُ عَلَيْهِمْ قَلْبُ مُسْلِمٍ اَخْلَاصُ | تین خصوصیات کی موجودگی میں کسی مسلمان کا دل تباہ
دَعْوَةُ اللَّهِ وَالنَّصِيحَةُ لِنَفْسِهِ وَلِزَوْجِ | نہیں کرے گا (۱) اللہ کی خاطر عمل میں اخلاص ہو۔
بِجَاهِهِمْ فَادْفَعْتُمْ تَحِيظَ مَوْتِ | یہ مسلمانوں کیلئے خیر خواہی ہو (۲) اور مسلمانوں کی
وَرِثَتِهِمْ. رَهْنُ اَنْ مَلَبَجَةً صُلَا | جماعت کی اتباع فارم کیونکہ ان کی دعا کیلئے
کِتَابُ اَسْمَاعِلَ بَابُ لَفْعَةِ يَوْمَ النَّحْرِ | سے ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مذکورہ بالا تین روایات اور آیت قرآنی اس امر پر وال ہیں کہ جماع امت تحت ہے ان کے علاوہ آثار صحابہ کرام تابعین تابعین اور تعامل امت بھی تحت اجماع پر ولادت کرتے ہیں اور اس کو قرآن اسلامی کے ایک نام و خدا کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اجماع کرنے والوں کے شرائط و اوصاف | چونکہ اجماع ہر ایک کا محترم نہیں بلکہ اس کے یہ وہ لوگ درکار ہیں جنہوں نے اصل عقد

ہوں مگر ان میں بھی ایسے اوصاف کا موجود ہونا ضروری ہے کہ وہ اصل عقد کہلا سکے مستحق ٹھہرائے جاسکیں اور لوگ ان کے فیصلہ پر عمل کر سکیں اور وہ بغور و تدقیق بجانب ہوا اجماع کرنے والوں میں مندرجہ ذیل شرائط و اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے ۔

(۱) قرآن کریم میں پوری ہدایت رکھتا ہو صرف ترجمہ جان لینا کافی نہیں ۔
(۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر روایت و درایت پورا ہو رکھتا ہو ۔
(۳) معاصر کرام کی زندگی سے واقفیت اور ان کے اجماعی فیصلوں کا علم رکھتا ہو ۔
(۴) قیاس و اجتہاد کے ذریعہ اصولوں و مسائل کے استنباط کے اصول و قواعد کا علم رکھتا ہو ۔

(۵) زمانہ کے حالات ، تقاضوں ، رسوم کی عادات و اطوار ان کے فہم و دراج اور ان کے مزاج سے واقفیت رکھتا ہو ۔

(۶) اجماع میں ایسے لوگ ہوں جو جدید مجتہدات اور ان کے تقاضوں کے نیشن و قرآن سے واقفیت رکھتے ہوں تاکہ وہ پیش آمدہ معاملات پر پوری توجہ سے غور و فکر کر کے اپنی رائے دے سکیں ۔

اس لیے کہ کسی فنی مسئلہ کے لیے اس فن کے ماہروں کا ہونا ضروری ہے ۔

<p>الاجماع معتبر فی فتون اعلم ہوں اجماع اہل ذلک الفع العارفين پہ دون من غیر ہم فامعتبر فی الاجماع ذات اہل الفقہیۃ قول جمیع الفقہاء و فی المسائل کا سوالیۃ قول جمیع ائمہ و فی المسائل النحویۃ قول جمیع النحویین و من اہل ذلک الخت صوفی حکم المونم ۔</p>	<p>فتون علم کے لیے ان لوگوں کا اجماع سمجھا ہے جو اس فن کے ماہر ہوں ان کے علاوہ کسی دوسرے کے اجماع کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ یہ مسائل ہر جمیع فقہاء کا قول معتبر ہوگا اصول مسائل میں جمیع مابین کے قول کا اعتبار ہوگا نحو کے مسائل میں تمام نحویین کا قول معتبر ہوگا ان کے علاوہ لوگ عوام الناس کے درجہ میں ہیں ۔</p>
--	--

(محققان ان مولانا محمد امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ اسلافی کا ترجمہ ہے منظر مشاہد)

(۳) اجماع سکوتی، بعض مجتہدین ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی مسئلہ پر اتفاق کریں اور وہ بات انھیں شہرت پاجلے کہ اس زمانے کے ہر مجتہد کو اس کی خبر ہو جائے اور وہ خوب غور و فکر کے بعد اس پر اپنی رائے کا اظہار نہ کرتے ہوئے سکوت اختیار کر جائے اور اس فیصلے کے ساتھ اختلاف نہ کرے۔

حکم اول در دو قسم کے اجماع کا بحث ہونا متفق علیہ ہے البتہ تفسیری قسم کے اجماع اور اجماع سکوتی کی بحیثیت مختلف فیہ ہے، اکثر حنفیہ، حنابلہ اور بعض شافعیہ اس کو حجت قطعی مانتے ہیں جو بخبر مالکیہ و شافعیہ صحیح کو خود راہِ راست بھی رحمانہ بھی اس اجماع کو حجت نہیں مانتے۔ اور بعض فقہاء کے ہاں یہ حجت قوی سے قسمی نہیں۔

اجماع سکوتی کے ثبوت کے لیے شرائط | اجماع سکوتی کے ثبوت اور اس کو اعتبار دینے کے لیے چند شرائط ہیں۔۔

۱) سکوت اختیار کرنے والوں کی طرف سے دلالت، اشارۃً یا مراحۃً کوئی ایسا قول مرزی نہ ہو جس سے ان کی مخالفت یا موافقت کا پتہ چلتا ہو۔

۲) مسئلہ یہ غور و فکر کرنے کے لیے کافی وقت موجود ہو مگر اس کے باوجود انہوں نے سکوت کیا ہو۔

۳) مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہو۔

۴) سکوت کرنے والے مجتہدین علما و ہوں۔

۵) وہ مجتہد ہی تولیٰ فصل کو امتنا و امتحان کرے کہ وہ کسی پر بھی نہ رہے اور ہر ایک کو اُس کی خبر ہو۔

ان شرائط کی موجودگی میں اجماع سکوتی معتبر ہے ورنہ نہیں۔

حکم اجماع کا حکم، احباب کی مشورہ پر علما و امت متفق ہو جائیں تو اس کو ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ اب وہ مسئلہ قطعی الثبوت بن گیا ہے۔

اجماع حکم شرعی کو ثابت کرتا ہے، قیاس کی طرح مظہر نہیں قدرت ہے، ممکن ہے اختلاف وقت حکم کا ہو تا ہے ذاتی حکم ثابت نہیں کرتا، اس کے لیے صرف قرآن و سنت کافی ہے بنا براین وجہ بعض علما و اصول سے اجماع کو بھی قیاس کی طرح مظہر منکر کہا ہے۔

وضاحت اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عام کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ

ادلہ اور میں تین دلائل و قرآن، سنت و جماع (ثبوت منہم میں اور تیس منہم ہوا کہ ثبوت ذات کا ہوتا ہے)۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل اصول اور فقہاء ذات حکم اور وصف حکم دونوں پر حکم کا اطلاق کرتے ہیں، وہ ذات حکم کی طرح وصف حکم کو بھی حکم کہتے ہیں، اس لیے انہوں نے وصف حکم پر حکم کا اطلاق کر کے اجماع کو ثبوت منہم قرار دیا ہے اور نہ اجماع صرف وصف حکم کے لیے ثبوت ہے ذات حکم قرآن و سنت ہی سے ثابت ہوتا ہے۔

القیاس | فقہ اسلامی کا چوتھا مذہب قیاس ہے، قیاس کا لغوی معنی ہے انداز و گمان۔ برابر کرنا۔ یہاں کہہ جائیگا کہ قیاس غفل یا غفلت کا انوکھ ہے۔ ایک جوتے کو دوسرے جوتے کے ساتھ برابر کرنا۔ تو قیاس شرعی میں بھی فرع کو حکم میں اصل کے دلائل اور برابر کیا جاتا ہے۔

اور اصطلاحی تشریف مختلف الفقہاء کے ساتھ یوں کی گئی ہے۔

(۱) علامہ ابوالحسن البہرہ فرماتے ہیں:

تحصیل حکم بالاصل فی تفرع لا یشتبہ فی حلیۃ الحدیث عند المجتہد۔
یا اطلاق فقہ کے اصول و مبادی حدیثاً

(۲) علامہ ابو بکر باقلانی فرماتے ہیں:

حمل معلوم علی معلوم فی اثبات حکم
یہذا اذ لقیہ علیہما موباع ینہجا
رسمی فقہ کے اصول و مبادی حدیثاً

اسی حساباً قول الاصولیہ منہم منہم فرماتے ہیں۔

تقدیر تفرع بالاصل فی احکام و سنت
ذکور کا تصور سنت یا قیاس

اس کے علاوہ بھی مختلف تعریضات کی گئی ہیں، ان میں سے حاصل یہ ہے کہ جس امر پر حکم ثابت ہے اس میں شریعت اسلامی کی تصویب و قرآن و سنت ہے کوئی حکم ثابت نہ ہو اور نہ فرع علت و معلوم ثابت نہ ہو اور نہ ساتھ مشابہ ہو تو اس اصل حکم اس فرع کو دے دینا قیاس کہلاتا ہے۔

قیاس کی ضرورت | بعض لوگ جو قیاس کے سکر میں ان کا کہنا ہے کہ قیاس کی ضرورت ہی کیا ہے، ہمارے پاس قرآن و سنت ہمارے لیے کافی ہیں ان دونوں میں سب کچھ ہے، بلکہ قیاس کا عمل سب سے پہلے شیطان نے کیا تھا اور شیطان عمل ممنوع ہو کر ہے مشروع نہیں لہذا قیاس کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اس سے کام لینا ممنوع ہے۔

اس کے برعکس اگر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیاس کی ضرورت ہر زمانہ میں رہی ہے اور رہے گی۔ قرآن و سنت اگرچہ بنیادی مافذ ہیں مگر قیاس سے ثابت شدہ مسائل قرآنی و سنت کے مسئلہ پر قیاس کیا جاتا ہے کوئی نیا حکم نہیں گھڑا جاتا۔ قیاس کی ضرورت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآنی و سنت میں کثافت بیان کیے گئے ہیں جزئیات کم ہیں اور وہ کلیات اپنے ظاہر مفہوم سے محدود ہیں، بلکہ ہر زمانہ کے حالات کے نئے تقاضے ہوتے ہیں، ایسی ہی بیرونی تبدیلیاں ہوتا رہتا ہے، نئی نئی ایجادات و اکتشافات اور سائنسی ترقیات سامنے آتے ہیں جو قدیم زمانہ میں نہ تھیں، ان کے وجہ سے نئے نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کا حل قرآن و سنت تو ان کلیات اور اصول میں غور و فکر کر کے اس کے مفہوم کو سمجھنے اور ان کی طرے و کیفیت حاصل کرنے کے بعد فراغ رائے مسائل میں حکمت کی مشابہت کی وجہ سے حکم ثابت کیا جاتا ہے، ایسے اس طریقہ نام کے کوئی دوسرا طریقہ ان جدید مسائل کو حل کرنے کا نہیں ہے ورنہ ہم ایک ان مسائل میں اپنے ذہنی و بھائی کا رنگ بھروسے گا اور بول شریعت اسلامی کا ستیا اس ہو جائے گا۔

جہاں تک سید سے پہلے شیطان کے قیاس کرنا تعلق ہے تو یہ مسئلہ ہی بے بیاد ہے، اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرات ملائکہ سے تخلیق آدم کے بارے میں مشورہ لیا تھا، جو کہ انسان سے قبل اس کو نبی پر صرف رشتہ کا وجود تھا جو فتنہ پرور اور مقصد پرست تھا، اس بنا پر ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان پر قیاس کرتے ہوئے ممانعت کا مشورہ دیا، لوگوں کا سب سے پہلے قیاس کرنے والے ملائکہ ہی۔ بخلاف اس کے امت کے معتد رعا میں کوئی ایسا مشاغلہ ایسا نہیں جو اس نظر پریشہ کا قائل ہو۔

تو قیاس کی ہر روز اور زمانہ میں بہت اہمیت اور ضرورت رہی ہے اور رہے گی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور جو کہتے ہیں ان کا انکار حنا و زور تعصب کی وجہ سے ہے۔

قیاس کا ثبوت شرعی | قیاس کوئی ایسا عمل نہیں جس کو بے بنیاد اور خود ساختہ قرار دیا جائے قرآن و سنت میں اس کی اساس موجود ہے آیات مباہکہ کی

کثیر تعداد اور قولی، فعلی اور تقریبی روایات میں کہ اس کی مشروعیت پر دال ہیں اور ان سے وضاحت کے ساتھ اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد ہے :-

لَعَنَ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ ثَمَرَهُمْ لِتُحْشَرُوا عَلَيْهِمْ (سورۃ المائدہ) | اسے انکھٹوں وانوں! اعتبار کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل بعیرت کو اعتبار کرنے کا حکم دیا ہے اور فقہانوں نے اس اعتبار کا منہی بولی کی ہے۔

رد الشی الخی نظیر ای الحکم علی الشی بما
هو ثابت لنفسہ |
توضیح و تلویح ج ۲ ص ۱۱۱ باب القیاس |
کسی شے کو اس کی بغیر کی طرف بھرنے یا منہی اس
شے پر وہ حکم لگا جو اس کی بغیر میں ثابت ہے۔
(اور اس کا نام قیاس ہے)

(۲) اسی میں اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَذُرُوا زِينَتَكُمْ فَإِن تَذَكَّرْتُمْ
فَإِنَّ شَيْءَ فِتْنَةٍ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولُ
إِن كَفَّكُمْ فَكُفُّوا مَعَهُ وَتَوَوَّأْتُمْ
أَنَّا حَبِيرٌ۔

رسولہ النساء آیت ۵۹ |

اس آیت میں جب غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں چاروں اہل شرعی کا ذکر ہے۔

فَإِن تَذَكَّرْتُمْ فَإِن تَذَكَّرْتُمْ | قہر چھٹے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع کا ثبوت ہے،

اور فِتْنَةٍ | لفظ اللہ و الرسول والے جملے سے قیاس کی مشروعیت ثابت ہو چکی ہے۔

وہ اس طرح کہ اسے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت

کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو البتہ امراء کی اطاعت اللہ اور رسول کے موافق ہونے

ہوئے پر موقوف ہے اور امراء کو حکم دیا گیا کہ فَإِن تَذَكَّرْتُمْ | اگر کسی حکم میں بہادر

ناہین نزاع پیدا ہو جائے جس کے بارے میں قرآن و سنت کا صریح حکم نہ ہو تو ایسے

امر میں حکم ثابت کرنے کے لیے اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو، اس رجوع کا مطلب

یہ ہے کہ قرآن و سنت کے صریح حکم پر قیاس کر کے اسی غیر مخصوص امر میں حکم کو ثابت کر دے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

أَنَا أَنزَلْتُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
لَتَشْكُرُنَّ يَوْمَ يُنْفَخُ الْكِتَابُ كَأَنَّ الْأَشْيَاءَ
لَهُ حَالٌ

بیشک ہم نے ان کو اس کتاب کو حق کے ساتھ ہی
نازل کیا ہے کہ تم اس کی تعریف کرو گے اور
کے مابین اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے وقت
کے مطابق فیصلہ کریں۔

(سورۃ النسا آیت ۴۸)

قیاس کی ضرورت کے لیے علامہ ابن رشد قرطبی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے
ہیں کہ یٰۤاَکْرَافُ، فقہ سے مراد استنباط اور قیاس سے حاصل ہونے والے نتائج ہیں۔
(بحوالہ اسلامی فقہ کے اصول و مبادی ص ۱۵۷)

قیاس کی حجیت کا احادیث سے ثبوت | قیاس کی حجیت کے لیے احادیث مبارکہ میں بھی کافی
ذخیرہ موجود ہے جو اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے
کافی ہے اس ذخیرہ میں احادیث قولیہ، فقہیہ اور تقریریہ فقہیوں پائی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بہت زیادہ مشہور ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے آپ کو یمن کا والی مقرر کیا تو الوداع کہتے وقت آپ سے پوچھا۔

یہاں تعضی یا معاضہ افعال بکتاب
اللہ قال فان لم تجد فی کتاب
اللہ قال فیسئد رسولہ قال
فلم تجد فیہما قال اجتهد برأئ
تقال الحمد لله الذی وفق
رسولہ رسولہ بما یجبت
ورضی۔

اے معاذ! جب تمہارا سامنے کوئی معاملہ
اور مقدمہ پیش ہو تو کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو
گے؟ تو آپ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے
ساتھ اس پر آپ نے فرمایا اگر قرآن میں معاملہ کا
حل کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو آپ نے عرض کیا
اللہ کے رسول کی سنت کے ساتھ آپ نے
فرمایا اگر ان دونوں میں اس مسئلہ کا حل نہ پاؤ
تو آپ نے عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کرو
گا، اس پر آپ نے فرمایا سب غرضیں اس
ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کے رسول
کو اس بات کا توفیق دیا کہ اس سے وہ خوش ہوتا
ہے اور اس کو پسند کرتا ہے۔

{ بوداؤد ج ۲ ص ۱۳۹
باب اجتہاد
قہۃ القضاء }

(۲) اسی طرح ابن ماجہ میں بھی ایک روایت یوں مذکور ہے :-

۵، حکم۔ رجاکم فان جتهد فانصاب فلهما
جواز ثلث اخطاء فسطح اجسر
واحد۔
(ابن ماجہ ج ۱۹ ابواب الاحکام)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس نفیس کوئی مسئلہ کر دھرے مخصوص مسائل پر قیاس کر کے ان غیر مخصوص مسائل کو حل فرمایا۔

غزادی شریف میں ہے کہ ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ بہت کمزور ہے اس میں نہ تو سودی پر بیٹھے
کہ طاقت ہے اور نہ وہ حج کے لیے سفر کرتے کے قابل ہے تو کیا میں اس کی طرف سے
حج کر سکتی ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

كان علي من ذين انقضيه
قالت نعم فان قلت يا الله
الحق ان انقضيه
رعيهم بخلاف جـ

اگر تمہاری ماں پر کسی کا قرض ہو تا تو کیا تم اس
کو ادا کرتی؟ اس نے عرض کیا ہاں ضرور ادا کرتی
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
اس بات کو یاد رکھتا ہے اور یہ کہ تم اس کے
ذین دقرض کو ادا کر دو۔

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی ادا نہ کو عام قرض پر قیاس کر کے
جواب دیا جس سے معلوم ہوا کہ قیاس تحت شریعت ہے۔

صحیح ابی کریم سے قیاس کا ثبوت
علامہ

علامہ امت نے لکھا ہے کہ قیاس کے دلیل شریعی ہونے پر صحابہ کرام
پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور چنانچہ صاحب کشف الاستار

ان مدرك الاجتهاد بالقياس اجماع
بصاحبة فقهاء مناهن تتبع
لنصوص في مجرى اجتهادهم
نزهة عن لوايقسون لفرع

ہشک قیاس کے دلیل شریعی ہونے پر صحابہ کرام
کا اجماع ہے صحابہ کرام کے اجتہاد انت
میں تتبع کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے
کہ وہ فرع کو اصل پر قیاس کرتے

عن الاصل (کنز العمال ص ۴۰۰) | ۲ | تھے۔

(۱) حضرت ابوکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب کلمہ کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:-

اقول فیہا ہدائی فان یکن صواباً | ہذا اس مسئلہ کے بارے میں اپنی رائے
ضمن اللہ وان یکن خطاً فمنی | سے کہتا ہوں اگر وہ صحیح ہے تو یہ قطعاً
ومن الشیطان ومنہاج الاصول۔ | کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو
والکتاب المرسل بع النقیام | میرا اور شیطان کا طرف سے ہے۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دادا کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:-
اقضی فیہ براءۃ۔ | یہاں اس معاملہ کے بارے میں اپنی رائے سے
منہاج الاصول، الکتاب الرابع اقیاس | فیصلہ کرتا ہوں۔

(۳) جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس اس عورت کا معاملہ پیش آیا جس کو طلاق کا
اعتیار دیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ:-

ہیں اس بارے میں اپنی رائے سے نفوی دیتا ہوں اگر صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کی
حرف سے ہے اور اگر درست نہ ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے
ہے اللہ اور اس کے رسول اس سے بری ہیں۔

(۴) خود حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ کو بعبرہ کا دالی مقرر کرتے وقت ایک شاہی
نرمان میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی تحریر فرمایا تھا:-

عرف الاشباہ والنظائر وقس الامور | آنے والے مسائل کے نظائر اور اشباہ کہے
بوالیث۔ | منہاج الاصول، الکتاب | معصیت حاصل کرو اور ان میں اپنی رائے
الن بع النقیام | سے قیاس کر کے فیصلہ کرو۔

منہاج بالا آیات، احادیث اور اعمال و اقوال صحابہؓ قیاس کے دلیل شرعی ہونے پر
دال ہیں اور اس سے بھی طرح واضح ہو جائے۔ ہے کہ قیاس جوت شرعی ہے اور اس سے
احکام مستنبط ہو سکتے ہیں۔

قیاس کے ارکان | قیاس کے چار ارکان ہیں:-
(۱) اصل (۲) حکم (۳) فرع (۴) علت مشترکہ

(۱) اصل وہ مسئلہ ہے جس میں حکم منصوص ہو اور نہ مسائل میں حکم کے اثبات کے لیے اس کے طرف اختیار پایا جاتا ہو۔

(۲) حکم وہ امر جو دل کا وجہ سے کسی معاملہ کے لیے ثابت کیا جاتا ہو جیسے قرمت، حلت، کراہت وغیرہ۔

(۳) فرع وہ نیا مسئلہ جس میں حکم منصوص نہ ہو بلکہ اس میں حکم کے اثبات کے لیے اصل کا اختیار پایا جاتا ہو۔

(۴) علت مشترکہ وہ مشترک وصف جو اصل اور فرع میں پایا جاتا ہو اور اصل میں حکم کے لیے شریع علیہ السلام نے مؤثر قرار دیا ہو۔

قیاس کا اصل مدار | قیاس کے لیے تین چیزوں کا ہونا چاہیے ضروری ہے :-
(۱) اصل جسے جنس علیہ کہا جاتا ہے (۲) فرع وہ نیا مسئلہ جس کا حل مطلوب ہو جسے جنس کہتے ہیں (۳) علت وہ شے مشترکہ جو دونوں کے مابین پایا جاتا ہو جس کا وجہ سے فرع میں اصل کا حکم جاری کیا جاتا ہو اگر قیاس کے اندر سارا دار و مدار علت ہی پر ہوتا ہے۔

علت کے ماخذ | کسی اصل میں حکم کے لیے علت کا پہچان یا تو قرآن کریم سے ہوگا کہ قرآن نے اس کو علت ٹھہرانے کے لیے تصریح یا اشارہ کیا ہو یا حدیث نے اس کا الفاظ صریح یا بالفاظ کنایہ علت کا ذکر کیا ہو، اگر ان دونوں میں اس کا کوئی پتہ نہ ہو تو علت کا تین اجماع امت سے ہوگا اور اگر اس سے بھی معلومات نہ ہوں تو پھر مجتہد اس حکم کی علت معلوم کرنے کے لیے خود دستور کرے گا تاکہ اجتہاد اور استنباط سے علت حکم کا پتہ لگا یا جاسکے۔ مگر یہ چار طریقے علت کے ماخذ شمار کیے جاتے ہیں اور ان کے ذریعہ ہی جنس علیہ میں علت حکم کا شش کیا جائے گا۔

الاستحسان | قیاس کی دو قسمیں ہیں (۱) قیاس علیہ (۲) قیاس منصوص
قیاس منصوص کا درمیان نام استحسان کہلاتا ہے۔

استحسان کی تعریف | استحسان من سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا چاہنا، اور اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ سے کی گئی ہے۔ چنانچہ علامہ

ابراہیم ابن ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

استحسان یہ ہے کہ مجتہد کا کسی مسئلہ پر اس کے
نظارہ والے حکم سے قوی دلیل کا بنا ہوا ہو
عدولی کرنا ہو۔ میں حکم اول سے اعتراف
کا متعلق ہو۔

(۱) الاستحسان هو ان يعدل المعتد
عن حكم المسئلة بمثل ما حكم به في
نظائرها لوجه اقوى يقتضي
العدول عن الاول -
والفقه الاسلامي في توحيد الجديد
للشيخ زرقاء ص ۹۰ م

کسی مسئلہ کے حکم کو قوی وجہ کہ بنا پر اس کے
نظائر سے الگ کرنا۔

۲۰ مجمع المسئلة عن نظائرها ما هو
اقوى. (فتا اسلامی کا بیچین نظر ص ۱۲۲ م)
۳۰ العدول من قياس الى م
اقوى العدول في مسئلة من مثل
حكم به في نظائرها الى خلافه بوجه
هو اقوى - (منهاج السؤل الاستحسان)

ایک قیاس چھوڑ کر اس سے زیادہ قوی قیاس
ب اختیار کرنا مسئلہ کے نظائر میں جو حکم موجود ہے
کسی قوی وجہ کی بنا پر اس کی کچھ بڑھ کر اس کے
خلاف حکم دیکھنا۔

احناف، مالکیہ اور حنبلیہ اس کی دلیل شرعی کے طور پر ثابت
استحسان اور فقہاء اسلام

ہر کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ استحقاق کا قول اختیار کرے۔ استحسان
در حقیقت لذت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے نا

(الرسالۃ ص ۲۹۹ باب استحسان کا بیان)

ورمہاج الاموال میں قریباً ایک کلمہ ہے کہ

من استحسن فقد شرح ای وضع بخلاف
حیلاً - (منهاج الاموال - الاستحسان ص ۳۰)

مگر درمیری طرف تحقیق شوافع فرماتے ہیں کہ

ان الحق ما قاله ابن اعجاب وانشاء الیہ
الامداد لیتحقق الاستحسان فخلق فیہ -
(منهاج السؤل بقرۃ اسلامی کا بیچین نظر ص ۱۲۲ م)

اس سے معلوم ہوا کہ استحسان کی حرمت اور قابل اعتماد ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہوگا

امداد ہوگی شفعہ و دل شرمی ہے۔

امام شاہ ولی اللہ اور استخنان | امام شاہ ولی اللہ کے مشہور قول کی طرح امام شاہ ولی اللہ نے بھی استخنان کی نفی گفت کی ہے بلکہ اس کو دین میں تخریب کاری قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

و موت اسباب المتحریف | تحریف کے اسباب میں سے استخنان
الاستحسان۔ (محکم دلائل وبراہین) | ہے۔

لیکن فہم ہے کہ ان حضرات کا استخنان سے مطعون استخنان مراد نہ ہو بلکہ وہ استخنان مراد ہو جس میں شرعی اصول و ضوابط کی کوئی رعایت نہ کی جائے اور اپنے نفس کی خواہش کے سوا کسی کوئی مسئلہ مستنبط کیا جائے جو تحریف فی الدین کے مترادف ہے۔

بہر حال امدادی احکامات میں استخنان کے ذریعہ مستنبط احکام کا کافی سارا ذخیرہ تئیں فقہ میں موجود ہے اور فقہاء امت نے اس کو بطور دلیل شرعی استعمال کیا ہے اور اسی کے ذریعہ بے شمار مسائل مستنبط کئے ہیں۔

استخنان کی مشروعیت | استخنان کوئی قیاس نہیں کہ اسے نظر انداز کر دیا جائے بلکہ قدیم بنی الاقوامی قوانین میں بھی ایسی روایات ہوتی تھیں جن سے

استخنان کا منہم واضح ہوتا ہے، یونانیوں کے قوانین میں اسے پایا گیا (۶۵۱ء تا ۳۲۳ء) کے نام سے اور رومیوں کے قوانین میں آئینہ (۱۳۹ء تا ۱۸۴۸ء) کے نام سے۔ اول موجود ہیں جس سے استخنان منہم ہوتا ہے۔

قرآن کریم نے بھی اس اصل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فَبَشِّرْ بِمَا دَعَىٰ ذُوَيْنِ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِنَ اَنْتَقُوْا | آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری دی جو
فَبَشِّرْ بِمَا دَعَىٰ ذُوَيْنِ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِنَ اَنْتَقُوْا۔ (سورہ الزمر - ۱)

قرآن کریم میں ایک اور جگہ اس بارے میں ارشاد ہے۔

فَاْمُرُوْهُم بِمَا كُنْتُمْ يٰۤاٰخِیْنَہَا۔ | آپ اپنی قوم کو حکم دیں تاکہ وہ اس کام کو
(سورہ آل عمران - ۱۰۱) اختیار نہ کریں۔

استخنان کے اندر بھی اس کی ایساں اور اس کو اختیار کرنا مخصوص مؤاخذہ وراس میں یسرہ یعنی آسانی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ارادہ کرتا ہے۔

يَرْبِيَهُ اللَّهُ بِكُمْ لِيُكْسِرَ ذُلُّ الْمُؤْمِنِينَ
بِكُمْ الْفُرَاتِ - رسدہ الفروایت -
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی کسر کو اچھا اور بہتر دین قرار دیتا ہے۔
عین دین کسر الیوس -
کہ تمہارا اچھا دین آسان ہے۔

والاشباہ والنظائس

لہذا دین میں آسانی اور کسر کے بارے میں جتنی بھی روایات انکار صحابہ و تابعین مروی ہیں ان سے استثنائ کی ضرورت ملتا ہے۔

عرف و عادت عرف دوم و درواج قدیم زمانہ سے قانون کے لیے ایک مانعہ چلا آ رہا ہے، روئی قوانین میں بھی اس کو قانون سازی کے لیے بطور اصل استعمال کیا ہے، اسلام نے بھی یعنی غروی احکامات میں عرف و عادت کو مانعہ کا مقام دیا ہے، علامہ ابن عابدین حرمانہ فرماتے ہیں کہ۔

والعرف في الشرع له اعتبار
لذا عليه انكم قد يداد
عرف کا شرع میں اعتبار ہے اور اس لیے اس پر کبھی کبھی حکم کا دار و مدار ہوتا ہے۔

(رسائل ابن عابدین) و انك في الرسالة الاولى

خج کہ عادت و عرف کی تبدیلی و تغیر سے بعض احکام شرع میں بھی تغیر و تبدل واقع ہوا ہے جس کی مثالیں کتب فقہ میں کثرت موجود ہیں، علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں۔

واعلم ان اعتبار العادة والعرف جمع اليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا له املا
فقال في الاصول في باب ما تترك به
الحقيقة تترك الغيرة بدل لا لا تعال
والعادة... ثابت بالعرف ثابت بدليل
شرعي وفي المسئلة الثابت بالعرف
الاثبات يا تعال۔

جان لو کہ بیگ عادت اور عرف کو اعتبار دے کر کافی سارے مسائل میں ان کے عرف رجوع کیا جاتا ہے حتیٰ کہ انہوں نے اس کو اصل بنا دیا ہے اور انہوں نے انہوں میں لکھا ہے کہ عادت اور عرف کی بناء پر حقیقت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ عرف کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ دلیل شرعی کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ کی طرح ہے اور موجود میں ہے کہ عرف کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ نص کے ساتھ ثابت شدہ مسئلہ کی طرح ہے۔

{ رسائل ابن عابدین ۱۰۲: ۱۰۳ }

اور امام شافعی نے بھی ائمہ اربعہ کے خلاف فتویٰ دیا ہے کہ اگر کسی نے عذر کو تشریح کر کے امر کا مادہ یا حکم قرار دیا ہے، آیت پر عمل کرتے ہیں۔

یعنی مادہ تشریحیہ و حکم تشریحیہ کے اعتبار سے امام شافعی نے ایک اہم مقام پر آیت کو سمجھا دیا ہے۔

نہج من المسلمین العاصدۃ امر بالعدل والحق۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فاسد رسوم سے منع کیا اور صحیح اور درست رسوم کی اجازت دی۔

عرف کی تعریف فقہاء کرام نے عرف کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں اطول کے عرف کی تعریف ابن تیمیہ نے بیان کی ہے کہ ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔
و ان علماء ابن ماجہ نے فرماتے ہیں۔

العادة عبارة عما يستقر في النفوس من الأمور المتكررة المتقبولة عند انطباع السليقة. رتب في ابن ماجہ (۲۱)
عادت، اس کمرام سے عبارت ہے ہر نرس میں استقامت یہ کہ اسے اور طبائع سلیمہ اس کو قبول کریں۔
(۲) امام بخاری نے فرماتے ہیں کہ۔

عرف وعادت ہے کہ کوئی فعل یا عمل عادی ہو تو ان کے لغوی میں ہی صحیح جائز ہیں ہر جائز کو فطرت سلیمہ سے قبول کر لے اور اسلامی دنیا کے مسلمہ الشیعہ لوگ اس کے عادی ہو جائیں بشرطیکہ وہ فعل شرعی کے خلاف نہ ہو۔
(اسلامی فتنہ کے : مولیٰ و مبادی و مسائل)

(۳) امام ابو ذرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

العرف ما اعتاده الناس من معاملات عرف وہ ہے کہ لوگ اپنے معاملات میں اس و استقامت علیہ امور محمد (اسلامی عادت کہ رسول و مبادی و مسائل) کے عادی ہو چکے ہوں اور اپنے امور کو اس پر قائم کر چکے ہوں۔

مقبول عرف کیلئے شرائط مگر عرف و عادت مصفاً مقبول نہیں جو عرف عند الشریعہ مقبول ہو اور اس کو مادہ فعل کی حیثیت حاصل ہو۔
فقہاء کرام نے اس کے لیے چند شرائط ذکر کی ہیں۔

- (۱) ن حرف منصوبی حکم کے معائنہ نہ ہو۔
 (۲) معاشرے میں اس کو ایسا مقام حاصل ہو کہ اس کا کرنا امر ضروری ہو۔
 (۳) عرف معاشرے میں عام اور غالب ہو۔
 (۴) اسی حکم کے وقت وہ عرف موجود ہو۔
 (۵) متعلقین ان عرف کے خلاف کو معاہدہ یا شرائط نہ لگائیں۔

(فقہ اسلامی کے اصول و مبادی ص ۱۹۲)

الاستصحاب [یعنی توانا کر کے احتیاطات میں شکیحاب بھی بطور ماخذ استعمال ہوتا ہے لیکن یہ کوئی مستقل ماخذ نہیں ہے اس لیے اکثر حضرات نے ماخذ فقر میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس وقت کارآمد ہوتا ہے جہاں کوئی اور ماخذ موجود نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ما قبل میں جو چیز ثابت ہو یا ثابت نہ ہو اس کو اب بھی اپنے خیال پر رد کیا جائے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے تا وقتیکہ کوئی دلیل تصریح نہ ہو اس لیے کہ اس کے پاس سے اس ظن غالب رہے کہ یہ صحت ثبوت یا عدم میں بدستور باقی ہے۔

تعریف اصطلاحی | اس لیے امر میں نے اس کی تعریف یوں کی ہے :-

ما ثبت فالزم من
 ان منی فالمتقبل بما لا
 يوجد ما یفیدہ حول المأمول من عدم
 الاصول۔ (املائے فقہ کرمولہ جاریہ ص ۲۱۰)

اور دوسری تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے :-
 الحکم ببقاء امر متحقق لم یظن صدقہ
 الاشياء وانما ظن بمرامہ
 المقاضاة الشائنة

ظاہر این قیوم و خداوند اس کی توضیح یوں کرتے ہیں کہ :-

ثابت شدہ امر کو ثابت شدہ ہی رہنے دے اور غیر ثابت شدہ کو غیر ثابت شدہ
 کو اس وقت تک کہ کوئی متغیر دلیل ملے نہ آجائے، اس کو الاستصحاب کہا جاتا ہے
 اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص پر کسی کا دس ہزار روپے قرض ہے اس کی قرض پر گواہ

اچھی ہیں اور دونوں کے مابین تحریری ثبوت بھی ہے تو یہ قرضہ اس کے ذمہ ہی ملے گا
بعد میں جتنی رہے گا جب تک اس کی ادائیگی پر کوئی دلیل مستحضر ہی نہ ملے گی
یہاں ہے

استصحاب کی اقسام | فقہ کے اس مآخذ کی چار اقسام بیان کی جاتی ہیں :-
۱) استصحاب بملأۃ الاصلیہ یعنی انسان تکالیف سے

اس وقت تک بری الذمہ ہے جب تک اس کے سکوت ہونے پر کوئی دلیل پیش نہ کی جائے
مثلاً کوئی کسی پر قرضہ کا دعویٰ کرے اور دوسرے شخص اس کا منکر ہو تو جب تک مدعی کوئی دلیل پیش
نہ کرے اس وقت تک منکر بری الذمہ ہے

(۲) استصحاب شخصی یا عقلی یعنی تشریح یا عقلی کسی امر کے بارے میں ثبوت یا عدم ثبوت
کے برابر رہے گا حکم کر دے تو وہ اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک کوئی دوسری دلیل اس
حکم کو تبدیل نہ کرے ۔

مثلاً کسی شخص کو وراثت میں کچھ زمین ملی ہے تو وہ اس وقت تک اس کا مالک متعین ہوگا
جب تک زوال ملک کا کوئی ثبوت قائم نہ ہو ۔

(۳) استصحاب حکم اصلی کسی امر شرعی کے بارے میں جائز یا ناجائز ہونے پر کوئی دلیل
شرعی کے موجود ہونے کی صورت میں وہ حکم اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کوئی دوسری
تبدیل کرنے والی دلیل موجود نہ ہو ۔

مثلاً جیسے مافی الامراض میں منقید اور کارآمد مشیلہ ملال ہیں اور دنیا کے جیسے عورتیں حرام ہیں
مگر وہ اشباہ اور حقیقتیں جن کی ملال اور حرام ہونے پر دلیل موجود نہ ہو ۔

(۴) استصحاب وصفی یعنی جس امر کے ساتھ کوئی صفت زمانہ ماضی میں لگ چکی ہو تو وہی
صفت مستقبل میں بھی اسی طرح ہوگی ۔

استصحاب و صف میں اختلاف | پہلی تین اقسام میں اگرچہ فقہاء کا بیشتر اختلاف موجود
ہے مگر اصولی طور پر سب متفق ہیں البتہ استصحاب

وصف میں اختلاف زیادہ ہے ۔

ماکملہ اور احاف کے ہاں استصحاب وصف تو کسی امر کے دفع کرنے میں منقید ہے مگر
کوئی امر ثابت نہیں کر سکتا ۔

مطلب یہ ہے کہ جو حقوق اللہ و ذمہ داریاں اول سے ثابت شدہ ہوں وہ ختم نہیں ہوتیں اور نہ ذمہ داریاں قائم نہیں ہوتیں۔

مثلاً ایک شخص فقیر و محتاج ہے تو اس کی بیوی اس وقت تک اس کی منکوحہ مسکینہ جب تک اس کے ثروت ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو یا عدالت حالات اور شواہد کے مطابق اس کے مرنے کے نتیجہ پر نہ پہنچی ہو، البتہ اگر کسی نے اس کے لیے وصیت کی یا اس کا مورث وفات پا گیا تو اس کو میراث میں حصہ نہیں ملے گا اور نہ وصیت کا حائل ہوگا اس لیے کہ یہ نئی ذمہ داری ہے جو اس پر قائم نہیں ہوتی۔

مگر شواہع اور حدیث اہل اس قسم کو بھی دفع اور ثبوت دونوں میں حوزہ قرار دیتے ہیں اس لیے ان کے ان فقہ و الخیرانی اہلک کا بھی مالک ہوگا اور وراثت اور وصیت کا بھی مالک ہوگا۔

مصلح مرسلہ فقہ اسلامی میں مصلح مرسلہ کو بھی بطور ماخذ ذکر کیا جاتا ہے جن کو استصلاح بھی کہا جاتا ہے جس میں مرفہ ضرورت اور مصلحت کو بنیاد بنا کر مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔

(۱) تعریف: علمائے شریعت نے الموافقات میں اس کی تعریف یہی ذکر کی ہے:

المصالح المرسلہ وہی التي لم يشهد لها اصل
بلاعتبارها بالشروع ولا بالنقل وان كانت
على سبيل المصالح ومقتضاها الصقول بالقبول
والموافقات ج ۱ ص ۳۶ فصل ۲

(۲) دوسری تعریف یہ بیان کی گئی ہے:

المصالح المرسلہ وہی التي لم يشهد لها
اصل شرعی من نفس اجماع ولا باعتبار
ولا بانفاء۔ ومنها ما لا يحصل

مصلح مرسلہ وہ ہے کہ اصل شرعی چلہ وہ
نفس و قرآن و سنت بہمرا اجماع نہ آئے
اختیار کی گواہی دے اور نہ ان کو لغو کرنے
کا۔

مصلح مرسلہ کی شرائط مصلح مرسلہ فقہ اسلامی کا ماخذ تب ہی سکتے ہیں جب اس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں۔

۱۔ مصلح اُن مصلح کے مشابہ ہوں جن کا شارع علیہ اسلام نے اعتبار کیا ہے۔

(۲) ان مصالح کا حصول یقینی ہو۔

(۳) ان مصالح میں جو علوم پایا جاتا ہو وہ علوم و ملک کے فائدہ کے لیے ہو کسی خاص شخص یا جماعت کے لیے نہ ہو۔ (الموا فقات ج۱، مکتبۃ القسم الاسلامیہ - مسئلۃ الثامنۃ)

امام مائیت اور مصالح مرسلہ | ائمہ مجتہدین میں سے امام مائیت نے مسائل کے استنباط کے لیے مصالح مرسلہ سے بہ نسبت دوسرے ائمہ کو ترجیح دی

کے نزدیک کام لیا ہے اس لیے یہ اصل راجحہ انہی کی طرف منسوب ہے اگرچہ دوسرے ائمہ مجتہدین نے بھی اسی کی افادیت سے انکار نہیں کیا ہے۔ اس بات سے امام غزالی کا استہسان اور استصحاب کو سو بھی دلائل میں شمار کرنا بھی بے جا ہے عمل رہ جاتا ہے اسی لیے کہ دوسرے ائمہ مجتہدین نے بھی مصالح مرسلہ سے کسی نہ کسی عنوان کے تحت ضرورت کی خاطر کام لیا ہے۔

ان مائیت کے علاوہ دوسرے مائیت مثلاً شرائع من قبلنا، تعامل، اقوال صحابہ، اکل نانق ذراخ، تعامل ابن حبرہ وغیرہ بھی ہیں۔

فقہاء اسلام نے فقہ کی تدوین کے لیے او کو بنیاد بنایا ہے مگر وہ بعض کہنے کے بعد یہ تمام کا مائیت چار بنیادی اصول کے تحت داخل ہو جاتے ہیں اور دوسرے بے فائدہ و غرض کہنے کے بعد وہ چاروں اصول بھی صرف دو یعنی قرآن و سنت کے تحت داخل ہو جاتے ہیں۔ ہم نے یہاں اس مقدمہ میں ان کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے تفصیل کے لیے مذکورہ مطبوعات کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، ملامت نے ان پر مستقل کتابیں تحریر کی ہیں۔

ذخیرہ فقہ کی تقسیم | ان مائیت سے اب تک جتنے مسائل مستنبط ہوئے ہیں ان کے کتب فقہ میں مدد ملتی ہیں اور فقہ اسلامی کا یہ ذخیرہ کتب تین اقسام پر مشتمل ہے راسخ و شروع و غافلہ

فتاویٰ ان حوادث اور واقعات کے کل مجموعہ ہے جو مختلف حالات اور ازمیز میں مائیت کے سامنے پیش ہوئے ہیں اور جنہیں ہم نے ان مائیت کے تحت حل تلاش کر کے کلامت کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں کوئی مجموعہ کو فتاویٰ حل کرنے والے کو سختی اور حل طلب کرنے والے کو مستغنی کیا جاتا ہے بلکہ یہ عمل افکار کے نام سے بھی موسوم ہے۔

چونکہ فتویٰ فقہانہ بھی مائیت کے قبلی سے ہے اور یہ اب جم فتویٰ اور افکار کا تعریف لغوی و اصطلاحی اور آداب و ضوابط کا ذکر کرتے ہیں۔

فتویٰ کالغوی معنی

نکت میں فتویٰ دو طرح پر جا جاتا ہے۔ اول شیخ الغامد الفتویٰ (۲) یعنی الغامد الفتویٰ۔ لیکن قول اول زیادہ صحیح ہے۔ مصباح النیرۃؒ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کا معنی صحیح نہیں ہے اصل میں قائد کا معنی ہے۔ صاحب قاموس نے دونوں کو جائز کھلے، جبکہ دیگر محققین نے کھلے ہے کہ: ان اختیارات بالذکر ان الاخصوصۃ وان الفتویٰ بالسرائر لا تكون الا مفتوحة۔ (المصباح ۱۲ ص ۱۵) یہی فتویٰ کا استعمال جب بارہ ہو تو معنوم الغامد ہوگا اور جب واحد سے ہو تو مفتوح الغامد ہوگا۔

عربی زبان میں فتویٰ کے بجائے فتیہ زیادہ استعمال ہوتا ہے مگر محض اور مقصد دونوں کا ایک ہی ہے۔ جیسا کہ ان منظور نے لسان العرب میں کھلے: الفتویٰ والفتیاء اسمان یوضعان من موضع الاختار الا ان لفظة الفتیاء اکثر استعمالا فی کلام العرب من لفظة الفتویٰ الخ لسان العرب ج ۵ مثل (لیکن استعمال دونوں کا درست ہے۔ فتویٰ کا جمع الفتاویٰ اور الفتاویٰ آتا ہے۔ (مصباح اللغات ۲۸)۔ اگرچہ صاحب مصباح النیرۃؒ بکسر الواو الفتاویٰ کو اصل قرار دے رہے ہیں اور شیخ الواو الفتاویٰ صرف تحقیق کے لیے جائز کہا ہے لیکن آج کل عموماً بفتح الواو پڑھا جاتا ہے۔

ملوۃ اشتقاق فتویٰ کے اشتقاق میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک فتویٰ المشتق من ملوۃ اشتقاق سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کرم، سخاوت، مروت اور زور اور فتویٰ فتویٰ کو بھی فتویٰ اس لیے کہا جاتا ہے کہ مفتی اپنی سخاوت، مروت اور عالمانہ ثروت سے کام لے کر کسی دینی مسئلہ کو حل کرتا ہے۔ جبکہ بعض کے نزدیک فتویٰ دراصل الفتی سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے الثابت القوی، ایک مفتی مسائل کو چونکہ اپنے دلائل سے ثبوت اور ثبوت جیسا کرتا ہے اس لیے فتویٰ گویا مدلل ثبوت والا جواب ہے۔

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں: الفتویٰ مشتقہ من الفتی وهو الثابت القوی وبعبتہ بمع لان الفتی یعقو السائل بجواب حادقہ۔ (مقدمہ رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۸) اسی سے اقتاد ہے۔

الافتاء افتاء لغت میں ہوا الجواب لای سوال کاں سوا ان کان متعلقاً بالاحکام

انشریعہ اور بغیر ہا من المعاملات الاخریٰ اند نبویۃ الحنفیۃ والمصباح ج ۱ (۵۱)
یعنی فتویٰ سوال کا جواب دینے کو کہا جاتا ہے، سوال چاہے احکام شرعیہ کے متعلق ہو یا کسی
دنیاوی امور کے بارے میں ہو۔ جیسے قرآن کریم کا برداشت ہے: **فَوَسَّطْنَا فِيهَ الْبَيْنَ بَيْنَ
الْقَبِيلَتَيْنِ فَتَبَّحَ النَّفَرَاتِ**۔ (سورۃ یوسف ص ۱۲۱) اور عزیز مصر کا اپنے وزیر سے یوں کہنا
يَا زَيْدُ اسْلَمْنَا الْفِتْنَةَ فَيَكُونُ بَيْنَ يَدَيْكَ (سورۃ یوسف ص ۱۲۲) ان دونوں آیات میں دنیاوی امور
کے بارے میں سوال لفظ فتویٰ سے کیا گیا ہے۔

امام رازوی رحمہ اللہ کے اٹھ معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، معنی الاول افتاء
المشاكل من مكرام رازي کے ہاں فتویٰ اور قضیہ دونوں افتاء کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔
بنابرہی منقہ منقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ کائنات بقوی بیباہہ حاشک و یصید
نویا فتیا۔ (البشری لا اصول افتاء من تفسیر کبیر سورۃ النساء)

عام راغب اسبابی فرماتے ہیں، الفتيا والفتوى، الجواب عما اشكل من
الاحکام۔ (معجم لغات ص ۱۱۱ کتاب النعام)

تو گو یا کہ فتویٰ اس شرعی مسئلہ کے حل کو کہا جاتا ہے اور مفتی حل کرنے والا ہوتا ہے،
بجائے فتیہ وہ مسئلہ ہے جو اپنی مشکل کو حل کرنے کے لیے مفتی سے سوال کرتا ہے۔

افتاء کی اصطلاحی تعریف | مفتین علمائے افتاء کی اصطلاحی تعریفوں کی
سے، **هو الاختيار بحكم الله تعالى من مسئلة**

دينية بمقتضى الأدلة الشرعية من مثاله عنه في امس نزل من جهة العموم
والشمول لاصح وجه الانعام۔ (المصباح شرح اصول افتاء ج ۱ ص ۱۱)

یعنی نے یوں تعریف کر ہے: **هو بيان حكم الله تعالى بمقتضى الأدلة الشرعية**
صل جهة العموم والشمول۔ (الاحصاء الشرعی والتفاوتی ص ۱۱)

علامہ قرآنی کہتے ہیں: اخبار حکم الله تعالى في الامور والا باحة
والفروقی ج ۱ ص ۵۳

مگر ان سب تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ **”امرہ تعالیٰ کے احکامات کو بتا دینا“**
لطائف افتاء | علامہ عبدالحی احمد گزنی نے دستور العلماء میں فتویٰ کے سلسلے

میں سات اہم نکات بیان کئے ہیں، ہر ایک معنی کو اپنے پیش نظر

دیکھنے جائیں۔

(۱) افتاء مجددی اصل فقہی سے ماخوذ ہے، باعتبار ثلاثی مجرد کے افعال غیر متصرف میں سے ہے، اس میں اشارہ یہ ہے کہ ایک مفتی بنیادی اصول اور نصوص میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا البتہ فروعات میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۲) افتاء ایک متعدی فعل ہے اس لیے مفتی کا علم بھی متعدی ہونا چاہیے۔

(۳) افتاء باب افعال سے ہے جو ثلاثی مزید قیہ کے الجواب میں پہلا باب ہے اس لیے اس میں عبرت یہ ہے کہ جرح شخص درج افتاء کو پہنچ گیا اس کے سامنے کامیابی کے اور مزید الجواب بھی کھیل گئے۔

(۴) مفتی کے لیے مناسب ہے کہ وہ صاحب قنوت ہو، کیونکہ فتویٰ اور فتوے کے فرمانِ اُخرت ہے، اس لیے مفتی نہ فتویٰ پڑھنے والے سے کسی قسم کا صلہ یا لالچ کرے اور نہ فتویٰ کی کثرت سے کسی قسم کے مال یا بیزاری کا اظہار کرے۔

(۵) افتاء کے اول و آخر میں الف ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ مفتی کو ابتداء سے انتہا تک امور دینی کے بارے میں استقامت و صداقت کا پسیدہ کرنا چاہیے۔

(۶) افتاء کی باعتبار اس حد عددی قیمت ۲۸۲ ہے جس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ مفتی کے پاس اصول و فروعات کی کتابوں کی تعداد اس سے کم نہ ہو، چنانچہ کتب کا ہر باب و باب کے لغوی و مطالعہ کے بعد تحقیق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کتب افتاء کی تعداد بھی اس عددی قیمت کے برابر ہے۔

(۷) افتاء میں پانچ حروف اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مفتی کا ہر باب و باب کی پانچ کتب پر نظر رکھنے کے علاوہ اسلام کے ارکان خمسہ کا بھی پورا پورا خیال رکھے۔

(دائرة المعارف اردو جلد ۱۱ ص ۱۸۸)

فتاویٰ دو زبانوں میں | فتویٰ اور افتاء کو عرفیاً کیا جاتا ہے، مگر اس کا تاریخی دور زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسائل

کا حل راہِ ولایت آپ کی ذاتِ اقدس سے وابستہ تھا، جب کبھی صحابہ کو کوئی مسئلہ پیش آتا تو دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر اس کا حل طلب کرتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی یا کبھی ذاتی اجتہاد سے صحابہ کو اس مسئلہ کا حل بتا دیتے۔ مگر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض نفیس تعظیم قرآن کریم کے ساتھ ساتھ قانون سازی، فتاویٰ اور قضاء وغیرہ کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے اس لیے آپ کے زمانہ اقلید میں فقہ کی ذرا باقی حد و ترتیب تھی اور اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے فیصلے، فتاویٰ عموماً ایک دستور اور اصول رنگ میں تھے، اس لیے بعض صحابہ ان کو محفوظ کر چکے تھے جس کی لاتعداد مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں، مثلاً:-

(۱) آپ نے سود اور ربا کے تعین اور جاننے کے لیے اور متحقق الامین اس اشیاء کی باہمی بیع کے لیے اشیاء مستہ کے بارے میں فرمایا، الحظۃ بالخطۃ، والتعین بالتعین، والذهب بالذهب، والفضۃ بالفضۃ، والتمر بالتمر، والتس بالتمس، مثلاً بشل بیدا، بیو والفضل ریلو۔ (مشکوٰۃ، مشکوٰۃ باب الریو)

یہ حدیث اگرچہ بظاہر صرف چھ اشیاء کی بیع کے بارے میں حکم بیان کرتی ہے کہ ان اشیاء کی باتھوں ہاتھ اور برابر خرید و فروخت جائز ہے، مگر خود و فکر کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث میں ہر دم منی شے کی تجارت باہمی منی سے کرنے کا حکم بیان ہو رہا ہے۔ اس لیے امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث سے تعین ربا کے لیے ایک اصل نکالا کہ جس چیز میں تعدیت، درجیت، برائے کی بیع کا فریضہ کا رہا ہے اور اگر کسی میں زیادتی کا ارتکاب ہو تو وہ ربا (خود) ہے۔

(۲) دوسری مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ لا خرفا جت نفعاً شیئاً حرام۔ (مسند سود از مفتی محمد شفیعؒ)

یہ اسامی جواب ہر اس نفع کو شامل ہے جو قرض دینہ و مقروض سے لینا چاہے خواہ وہ نفع بدنی ہو یا مالی۔ یا قرض کے بدلہ میں مقروض نے کوئی چیز دین رکھوائی ہو اور قرض پسند اس سے کسی بھی قسم کا نفع لیتا ہو۔

یہ سب اس حدیث کے تحت میں آتے ہیں: اس قسم کے اسامی جوابات کافی تعداد میں جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جوابات جس طرح دی غیر متشکوکی شکل میں تھے اسی طرح وہی متنبہ بھی موجود ہیں مثلاً:-

(۱) یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمُبِيعِ الَّذِي يَأْتِيهِ الْبَايِعُونَ بِكُلِّ غَيْرٍ أَوْ فِي الْخَبْزِ (سورۃ البقرہ)
(۲) يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُعْقِرُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُ مِنْ شَيْءٍ

۳۰) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْبَسُوا لِبَاسَكُمْ كَمَا لَبَسْتُمْ يَوْمَ الْمَعْرِجَةِ (سورة البقرہ)

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات وحی علیہ قرآن آیات کی شکل میں ہوتے تھے یا پھر وحی بھی یعنی احادیث غیر متلو کی شکل میں ہوتے تھے لیکن کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات اجتہادی صورت میں ہوتے تھے اور مسئلہ کا حل اپنی رائے سے فرمایا کرتے تھے لیکن بعد میں قرآن کریم یا وحی فرماتے اس کی توثیق ہوجاتی تھی۔

چنانچہ موصوفی نے الاحکام میں امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسئلہ میں اجتہاد فرماتے تو بعد ازاں قرآن کریم اور وحی سے یا تو اس کی توثیق ہو جاتی یا پھر اس کے خلاف ہوتا، اگر خلاف ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اجتہاد ہی مسئلہ چھوڑ دیتے۔

اس قسم کے کئی واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد فرمایا اور بعد میں مجتہب اللہ کبھی تو اس کی توثیق ہو جاتی اور مسئلہ کو ایسے حالی پر چھوڑ دیا جاتا اور کبھی اس کی تردید نازل ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ترک فرما دیتے گویا کہ آپ اپنی حیات میں میرے صحابہ کرام کے مسائل کو اتنا وحی کی روشنی میں حل فرماتے اور کبھی اجتہاد بھی فرماتے تھے تاہم دور میں فتویٰ صرف آپ ہی دیا کرتے تھے اور صحابہ کرام اسی کو یاد فرمایا کرتے تھے جو اب تک کتب حدیث کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں اگرچہ بعض صحابہ کرام کو آپ نے فتویٰ دینے کی اجازت دی تھی۔

فتویٰ دو صحابہ کرام میں | بعض صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی فتویٰ دیا کرتے تھے مثلاً حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ۔

(الطبقات لابن سعد جلد ۲ ص ۱۱۱)

امام شعبہؒ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چھ اصحاب علم نیاگیا۔ ان میں حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ علم میں ایک دوسرے کے برابر تھے، ان میں بعض بعض سے افتد کرتے تھے۔ اور حضرت علیؓ حضرت ابی ابی کوثرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایک دوسرے سے مشابہت فی العلم کہتے تھے اور ایک دوسرے سے کتاب کرتے تھے۔ (طبقات ابی سعد جلد ۲ ص ۱۱۱)

علاوہ اذقیع فرماتے ہیں کہ اگر ان حضرات کے فتاویٰ کو جمع کیا جائے تو ہر ایک کے فتاویٰ کی ایک ایک جلد بن جائے گی۔

بعض علماء نے ان صحابہ کرام میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عباسؓ، حضرت حواہ بن الہنیہؓ کو بھی شامل کیا ہے۔

مقتلین میں ان صحابہ کے علاوہ کئی دوسرے صحابہ بھی شامل ہیں، اگر ان صحابہ سے زیادہ فتاویٰ منقول نہیں ہیں مگر وقت ضرورت ایک یا دو مسئلوں یا اس سے زیادہ کے بارے میں فتاویٰ منقول ہیں، اگر ان تمام کے فتوؤں کو جمع کیا جائے تو ایک چھوٹی جلد بن جائے گی۔ ان صحابہ میں حضرت ابوذر، حضرت ابو العشر، حضرت ابوسلمہ الخدنی، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح،

حضرت سعد بن زید، حضرت حسن و حسین، انامہ حضرت علی، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوالویب، انصاری، حضرت ابوطولہ، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت براء بن عازب، حضرت اسامہ بن زید، حضرت عقیقہ، حضرت سفیان، حضرت ابی جہیمہ، حضرت اسامہ بنت ابی بکر وغیرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ (اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۱۳۱۲)

تو اگر آپ سنی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد صحابہ کرامؓ نے دین کے مرکزوں کی طرح اس اہم اور انتہائی ضروری کام کو بھی سمجھا اور اس کی پیدائش فرمائی، اس کی ترویج اور اشاعت میں بڑھ چڑھ کر کام کیا جس کی وجہ سے دینی کایہ اہم شعبہ آج تک زندہ ہے۔

فتاویٰ دور تابعین میں | حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد فتویٰ کا کام حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوسیدہ خدریؓ، حضرت

ابوہریرہؓ اور حضرت حابر بن عبداللہؓ کے سپرد ہوا۔ ان حضرات میں آخری صحابی جن کے ہاتھوں میں یہ منصب باقی رہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ تھے، ان حضرات کے ہاں کبار تابعین جن میں قتادہ، سعید اور دیگر حضرات شامل تھے۔ نے فتویٰ کی تربیت پائی۔

(المصباح فی رسم الفتی و مسائلہ الخ ج ۱ ص ۱۲)

یہ حضرات اپنے وقت کے عظیم مفتی اور قاضی شمار کئے جاتے ہیں اور ان کے فتاویٰ آج بھی بطور دلیل پیش کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے زمانے کے بعد اس منصب نبویؐ کو حضرات تابعین نے سمجھا اور محمدؐ کے سلسلہ کار میں ان حضرات نے گمشدہ نبویؐ کی آبیاری اپنے ذمے لے لی اور اس کام کو

مختلف بلاد (شہروں) میں جو مسلمانوں نے اپنی فتوحات کے زمانے میں آباد کیے تھے، شروع کیا۔

ان فقہاء تابعین کی دو قسمیں ہیں۔

تابعین فقہاء کے طبقات

(۱) وہ تابعین جو اپنا سارا وقت روایت حدیث میں صرف کرتے تھے اور فقہی مسائل کے استنباط میں کوئی توجہ نہیں دیتے تھے مگر ان مسائل کو جو قرآن و سنت میں صراحتاً ذکر ہوئی یہ حضرات رابطے اور قیاس میں انہماک کو کمزور سمجھتے تھے اور فتویٰ و استنباط مسائل سے بلا ضرورت خوف زدہ رہتے تھے مگر پھر بھی اس سے بڑا کام مشکل تھا، اسی طرح بعض کبار صحابہ کو امام بھی کسی واقعہ کے حدوث سے قبل اس کے حل کو ناپسند فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ لا تعجلوا بالیلة قبل نزولہ۔

اسی طرح حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابی عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی قبل نزولِ حادثہ میں تسکین اور بحث کی کاپیت کے اقوال مروی ہیں۔

(۲) دوسرے وہ فقہاء تابعین تھے جنہوں نے اپنے آپ کو فقہ اور فتویٰ نویسی کیلئے وقف کر رکھا تھا، یہ حضرات صرف روایت حدیث اور آثار پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ منسوخ کے حل میں اجتہاد سے بھی کام لیتے تھے اور آنے والے واقعات کے حل کی کوشش فرماتے تھے اور بعض نے توفیق کو کتاب کا شکل میں بھی مدون فرمایا جیسے: امام شافعیؒ و امام مالکؒ۔

راصول افتاء ص ۱۷۷

چونکہ یہ حضرات مختلف بلاد میں آباد تھے اس لیے ان کو وہاں کا امام تصور کیا جانے لگا، چنانچہ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیان بن ابی نعیم، سعید بن السیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، عبید اللہ بن عبد اللہ بن قیس بن مسعود، خارج بن زید، ابوبکر بن عبد الرحمن بن عمار بن ہشام اور سلیمان بن یسار جہم امام فقہاء اسبعمہ کے نام سے موصوف ہیں، انہوں نے فرمایا:

إذا قيل من في العلم بجماعة

روايتهم ليست من العلم خارجة

فقل هو عبید اللہ، عروہ، قاسم

سعید، ابوبکر، سلیمان وخارجة

ان کے علاوہ ابان بن عثمان، مسلم بن حجاج، ابراہیم بن محمد، اور تاج محمد بن عمرو وغیرہ مدینہ منورہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ (اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۲۱۰)

ملکہ مکرّمہ میں عطاء بن ابی رباح، خالد بن یزید، ابیہ بن کثیر، مجاہد بن جسر، سعید بن جبیر وغیرہ تھے۔ (اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۲۱۰)

بصرہ میں عمرو بن سلمہ الجرمی، ابو مریم الحنفی، کعب بن اسود، حسن بصری وغیرہ۔ ان کے بعد ابوبکر السخّانی، یحییٰ بن عقیل، قاسم بن رمیثہ وغیرہ فتویٰ لاکام کرتے تھے اور ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ معاذ بن کرام کے بعد کوفہ میں عطاء بن یسار، ابو ہریرہ، مسروق بن ادرج، شریح بن العاصی، عطاء بن سیدان بن ربیعہ، ابی سہید بن عقیل، عاصم بن قیس، ابو جعفر وغیرہ مدینہ منورہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ان کے بعد ابیہ بن کثیر، سعید بن جبیر وغیرہ۔ ان کے بعد حماد بن ابی سنیان، سہیل بن معمر، سلیمان بن ابراہیم وغیرہ۔ عراق کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ، قاسم بن معمر، مدنیان الشافعی وغیرہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۲۱۰)

مشائخ کے اہل فتویٰ میں ابو ادریس الخولانی، شریح بن مسلم، عبد اللہ بن ابی کریم، ابو جعفر بن ذویب، اعجازی وغیرہ شامل ہیں۔

مصر میں یزید بن ابی حبیب، بکر بن عبد اللہ بن الشیخ، ان کے بعد عمرو بن الحارث، ابیہ بن سعید، سعید بن جعفر وغیرہ اور دیگر فقہاء فتویٰ دیتے اور حدیث سنہاں پکے تھے۔

حصبہ میں طرف بن مازن، قاسم بن سعید، عبد اللہ بن جابر، اور قتیبہ بن یونس وغیرہ کو فتویٰ چلتا تھا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے جب بغداد شہر تعمیر کیا تو اس میں ہبید المدکرّام، عطاء بن عظام اور کثیر تھلہ میں محدثین بٹھادیئے جن میں ابو سعید، قاسم ابن سلام، ابو ثور، ابراہیم بن خالد، کلجی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۱۰)

مفتی کے شرائط و آداب

مسئلہ: خدا پر بیٹھے والے ہیں۔ ہندو شرنو کا پایا یا مال ضروری ہے۔ مثلاً مفتی نور و سنت کا ہر عالم ہو اس لیے کہ عالم کو فتویٰ دینا شرعاً درست نہیں اسی کے پیش نظر ہم محدثین و محدثین کے شرع فرماتے ہیں۔

لا یجوز، فقہیاً الذی لیس عالم یا کاتب یا شیعہ (علامہ موضح ص ۲۵۶)
 (۱) مفتی مسلمان ہو۔ (۲) عادل و دہندہ اور خدا ترس ہو۔ (۳) قاضی کا فتویٰ دینا مشروع ہے۔ (۴) تلامذہ ہر حال میں کافے۔ (۵) مفتی قسطنطنیہ میں رہے۔ (۶) مفتی کا قاضی ہونا بھی ضروری ہے۔ علامہ سید قطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

<p>شریعت اسلامیہ وسدادتہ ولزوم منها بلوغہ وعقلہ فیحد فتویٰ لہ حق و لیسکاتہ وغیرہ لیسکاتہ (مخطوطی علی امور مختار ج ۲ ص ۵۸)</p>	<p>مفتی کے لیے سخاوت اور عادلانہ ہونا شرط ہے اور فتویٰ کے لیے اس کا باطل اور ماقبل ہونا لازم ہے۔ (۱) کافر یا مشرک اور غیر مکتف کا فتویٰ ضروری ہو گا۔</p>
--	---

الذی اس میں ترک کوئی تہید نہیں پایا ہے وہ عراقی کی طرف میں ہوا یا بڑھاپے کی طرف میں البتہ علمی ہوش فانی ہے۔

صاحب معین الحکام فرماتے ہیں۔

<p>ولا یجوز لہ ان یشکر کثرت البعد و ان لا یسخر لہ لحدۃ نہ یوفق لمصواب فی حادثة مالا یوقی انکسیر و الجھتہ (زمین الحکام ص ۳۱)</p>	<p>مگر افسوس کہ کثرت البعد کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ جھوٹا علم ہے۔ آدمی کو کسی ماہ نے میں آدھ تو صواب کی توفیق ہوتی ہے جو ہی بڑی عجز ہے کو مامع نہیں ہوتی۔</p>
--	---

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ کو صحابہؓ کے سو فود چھوٹے ہوئے بھی حضرت عبداللہؓ نے جاسسٹ
 سے مشورہ دینے سے حالانکہ وہ کم سن تھے۔

اسی طرح مفتی ہیں۔ بیدار مغزی، خوب ضبط اور اہل اعتبار جیسی صفات کا ہونا بھی ضروری ہے۔
 علامہ ابو نعیم احمدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

دبشترط، یقیناً وہ وقت ضبطہ واعینہ اجتہادہ۔ (ابن حزم ج ۲ ص ۲۶۶)
اسی طرح مفتی میں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اخیاء و سلاطین اسرار اور روز واد کی طرف مائل نہ
ہوں نامور صاحب نور الہدای فرماتے ہیں :-

ومن شرائط المفتی کون المفتی کایمیں
الایلاخیاء و اعوان السلاطین والاعوانہ
رفتاوی نور الہدای ص ۱۹۵

ایک مفتی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی ماہر مفتی کا شاگرد نہ ہو جسکا ہوا اور اس کی عمرانی میں
قوی فہمی کی تربیت حاصل کی ہو۔ (مفتی محمد شفیع)

اس لیے کہ صرف کتب دینی پر اعتماد کرنا ہی کافی نہیں بلکہ معتد علمائے کرام کی محبت و ترویج
بے بشرطہ ان کو اس فہم میں جہادیت ملے بھی حاصل ہو۔ اور ان میں ایک انسانی حکم بھی
موجود ہو تو وہ شخص فتویٰ دینے کا اہل ہوگا ورنہ نہیں۔

ایک مفتی میں دو اور اہم فہمی کی صفت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ علامہ ابن عابدین عارفہ
لکھتے ہیں کہ :-

قلت ولھذا شرط کلام فان ما سئلا
والماضی ان من غفلتہ المفتی یلزم ضرر
عظیم فی هذا الزمان۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۱۵۴)

مفتی میں فہم کہ داری کے ساتھ رد و باری اور نرم و سختی کا ہونا بھی ضروری ہے۔

مفتی کے لیے یہ بھی لازمی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے عرف کو جانتا ہو یعنی زمانہ کے عرف سے
واقف ہو، اس لیے کہ اگر ایک طرف ظاہر از روایہ ہو اور دوسری طرف عرف (امم) کے خلاف ہو
تو مفتی عرف کو چھوڑ کر ظاہر از روایہ پر فتوے نہیں دے سکتا ہے۔ علامہ ابن عابدین عارفہ
فرماتے ہیں کہ :-

ولھا الغیۃ لبس المفتی ولا قاضی انت
یحکم علی ظاہر الدعوی و یترک العرف
و هذا امر یجوز فیما قلنا ان المفتی لا ینفق بخلاف
مرفعہ منہ (رم المفتی ص ۱۴۴)

قدیم میں ہے کہ مفتی اور قاضی ظاہر و باہر پر فیصلہ کر
سکتے ہیں عرف کو نہیں چھوڑ سکتا، ورنہ ہمارے کہنے
میں مرجع ہے ترجیح مفتی اپنے زمانہ کے
عرف کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتا۔

بلکہ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ :-

من جہل یا ہل زمانہ فہو جاہل۔ | بھراپنے زمانہ کا عرف نہ جانتا ہو تو وہ بھی
رسم المغف مشک | جاہل ہے۔

یعنی مفتی مالک کو دیکھ کر مبتدی بار کے حالات و حیثیت کے مطابق آسانی فرمائی دے تاکہ لوگ دن سے متفرق نہ ہوں لہذا مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سہل، آسانی اور رغبت پر عمل کرنے کا فتویٰ دے اور عوام الناس کے لیے آسانی پیدا کرے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :-

وفي عمدة الأحكام من كشف البزوي | اور عمدة الأحكام میں بزوی کی کتاب کشف
يتعجب للمفتي الانخذ بالرخن يسرا | سے منقول ہے کہ مفتی کے لیے مستحب ہے کہ
على العوام مثل التوضي بعد الحمام | عوام پر آسانی کی غرض سے وضعت پر فتویٰ
والمصلحة في الاماكن الطاهرة يدون | دے مثلاً ٹھوس کے پانی سے وضو کرنا اور
المصطفى - رعتد الجليل مشک | پاک جگہوں پر بدایں نماز کے نماز پڑھنا۔

بلکہ جو لوگ محتاط اور خواص ہیں ان کو عزیمت پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس لیے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

ولا يليق ذلك باصل العزلة بالانخذ | اور یہ نصحت گوشتہ نشینوں کے لائق نہیں بلکہ
بالاحتياط والعزل بالعزيمة او لا | ان کے حق میں بہتر یہ ہے کہ وہ احتیاط پر
بهم - رعتد الجليل مشک | کار بند رہیں اور عزیمت پر عمل کریں۔

اغلاق سے بچنا اور محفوظ رہنا بھی مفتی کے لیے ضروری ہے کہ اس سے اغلاط کم واقع ہوں اور جس مفتی سے بکثرت غلطیاں واقع ہوتی ہوں وہ قابل اعتماد نہیں رہتا۔ علامہ سید احمد رضا فرماتے ہیں :-

وذكر في الملتقى اذا كان صوابه اكثر من | اور ملتقط میں ہے کہ جب ملحق صواب اغلاط
خطاه حذالة ان يفتي وان لم يكن من اهل | سے زیادہ موقوفہ قسویٰ دینے کا اہل ہے اگرچہ
الاجتهاد - مصحف طائفة الفتا - ج ۲ مشک | وہ درجہ اجتہاد پر فائز نہ ہو۔

اگر ملحق مقلد ہو تو سب سے بڑھ کر اس میں یہ وصف جو نا ضروری ہے کہ اس کو اپنے امام کے مستنبط مسائل و قواعد اور امام کے طرز اسلوب پر مہارت حاصل ہو۔

علمہ سید احمد علی فرماتے ہیں کہ بعضی زمخوردی شگفتہ مزاج اور متواضع ہو کر خود کو حجت مزاجی، ضروری و فکر اور اتانیت مفتی کے لیے سخت معرب ہے۔ مفتی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جواب انجینان کے ساتھ جواب دے، جب تک وہ خود مطمئن نہ ہو تو جواب دینے سے پرہیز کرے، انکس سے جواب نہ دے۔ اسی طرح اگر مفتی مسئلہ ہو تو اس کتاب سے جواب دینا ہوتا ہے اُسے اُس کے مصنف کا مال معلوم ہونا چاہیے، سوال کا جواب اطمینان کے ساتھ جواب دے گا (درکیم المفتی ص ۵۱)

آداب (۱) فتویٰ دینے کے آداب میں سے یہ بھی ضروری ہے کہ مفتی کتب مذہبیہ سے مزین جزیرہ کو کتاب کشن کرے جب تک صریح جزیئہ نہ ملے، بعض کلمات و تعلیقات سے جواب نہ دے۔ (۲) اہم امور ضرورت پر جانے لینی کافی تلاش ہونے تک کرنے کے بعد بھی جزیئہ نہ مل سکے تو جواب میں یہ لکھنا مناسب ہوگا کہ جزیئہ نہیں ملا لہذا جواب قواعد سے لکھا جاتا ہے، حضرت تھانویؒ کا یہی طریقہ تھا آپ فرماتے ہیں کہ "خود سے جواب لکھنا ہوں تو اس میں یہ اعتبار کرنا ہوگا کہ یہ کھود پتا زحوں کہ خود سے یہ جواب لکھا ہے جزیئہ نہیں ملا"

(اشرف المسولات ص ۳۲ بحوالہ تصفیہ حکماء جلد ۲ ص ۳۳)

(۳) اور نہ صرف ایک بزرگ ایک کتاب میں دیکھ کر اس پر فتویٰ دیا جائے بلکہ متعدد کتابیں دیکھ کر تحقیق کے بعد فتویٰ دیا جائے اس لیے کہ ممکن ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی ہو چکی ہو، مثلاً شائبہ رسول کی توبہ کی قبولیت کے مسئلہ پر کئی کتابوں میں احادیث کا مذہب عدم قبولیت لکھا ہے مگر ان احادیث کے ان اس کی توبہ قبول ہوگی۔ (تحقیق رسالہ ابن عابدین)

(۴) جواب ظاہری عبادت کے موافق دینا چاہیے اگرچہ حقیقت میں معاصر کچھ اور ہو گا یہ توضیح لازمی ہے کہ یہ لکھا جائے کہ بناء بر صورت مستور یا صورت مستور کے مطابق جواب دیا ہے۔

(۵) مفتی کو جواب واضح، صریح اور سلیس زبان میں دینا چاہیے، الفاظ کے پیچھے پڑنے سے اصل مقصد فرات ہو جاتا ہے۔ سلیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو سوال کیا جائے اس کا بلا تکلف صاف صاف جواب دینا چاہیے، گول اور پیچیدہ الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہئیں، کثرت اور تصنع جو بالکل بطور عادت ثانیہ کے ہو گئے ہیں بالکل غلطی کے خلاف اور نہایت تکلیف دہ چیزیں ہیں۔ (ملفوظات اشرفیہ ص ۱۹)

(۶) جو مستثنیٰ معترض یا معاند ہو، درمختار استغناء یا اعتراض کی طرف سے سوال کیا ہو، عمل کرنے کا قصد نہ ہو تو اس کو جواب نہیں دینا چاہیے اس سے خاموشی بہتر ہے کیونکہ اس کو جواب دینا مفید نہیں۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ معاند کو جواب دینا مفید نہیں بلکہ خاموشی بہتر ہے مگر مولوی کوکب آتا ہے جو خوش اٹھتا ہے جس کو غرض اعتراض ہی مقصود ہو اس کو کہہ دینا چاہیے کہ جاؤ یونہی گھبراوے ہو جھٹکا چاہے اس کو سمجھنا چاہیے۔ (تحفۃ العلماء جلد ۲ ص ۲۵۲)

(۷) ہر مسئلہ پر فتویٰ دینے سے گریز کرنا مناسب ہے بلکہ فتویٰ کا جواب نہایت خود دہلکے کے بعد دینا ضروری ہے کہ کہیں فتویٰ مقاصد کے اٹھنے کا ذریعہ نہ بن جائے، اگر مقاصد کا خطرہ ہو تو اس سے خاموشی بہتر ہے۔

حکیم الامت فرماتے ہیں بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ کم کوئی فقہ صحیح ہو مگر معضی ہو جاتے ہیں مقاصد کی طرف جہاں حرام کو ان کی اطلاع ہوئی اور انہیں کھڑی ہو جائیں گی، اس لیے ایسے مسائل کو بیان نہیں کرتا چاہیے، میں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے کہ ظلم دین بعض لوگوں کو ضرر ہوتا ہے فتویٰ بیان بھی ضرر سے بچانا مقصود ہے۔

(۸) اگر کسی استفتاء میں کوئی فقہ الخیر سوال پوچھا گیا ہو مثلاً کسی عالم دین، واعظ یا کس شخص کا کوئی عقیدہ بیان کر کے اس کے بارے میں سوال ہو تو اس میں اس طرح جواب دیا جائے کہ ایسا عقیدہ کسی عالم دین یا مسلمان کا نہیں ہو سکتا اگر اس شخص کا یہ عقیدہ ہو تو وہ خود زبانی یا تحریراً لکھ کر پڑھیں یہی طریقہ حکیم الامت کا تھا۔ (تحفۃ العلماء جلد ۲ ص ۲۵۵)

(۹) اگر فتویٰ لیا ہوا اور ایک کاغذ پر جواب تمام نہ ہوتا ہو تو دوسرے کاغذ پر لکھنے کے بعد دونوں کاغذات کو ٹھہر کر بے یادوں پر بستہ کر کے ناکر تحریر کا مشیر نہ رہے۔

(۱۰) فتویٰ مختصر اور جامع ہونا چاہیے طوالت کی ضرورت نہیں اس لیے کہ فتویٰ سے غرض مستثنیٰ کو شرعی حکم بیان کرنا ہے کوئی مناقشہ مقصود نہیں۔

(۱۱) تاہم جہاں اختصار و فصاحت اور بیان مطلوب میں فعل ہو تو وہاں طوالت کے ساتھ فتویٰ دینا واجب ہے مثلاً کسی شخص کے کسی موجب کفر عقیدے کے بارے میں پوچھا جائے تو بغیر یہ شرط یا اقرار کہ فتویٰ نہ دیا جائے۔ اور اسی طرح اگر وہ طوالت کے بارے میں پوچھا جائے تو بغیر وضاحت اور تفصیل کے فتویٰ نہ دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۱۶۷)

۱۲) فتویٰ دینے میں زمانے اور مکان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ زمانہ اور مکان سے فتویٰ ہر حال میں جائز ہے بشرطیکہ حکم شرعی کسی خاص شہر کے عرف پر مبنی ہو اور جدید ہفت نص شرعی کا مخالف نہ ہو یا حکم شرعی کسی خاص صنف پر مبنی ہو اور وہ صنف زمانہ کی وجہ سے متغیر ہو جائے۔

(اصول الدعوہ ص ۱۶۹ المطلب الرابع الفتویٰ)

۱۳) ضرورت اور مصلحت کی بناء پر فتویٰ میں سخت لفظ لکھنا اور سختی کے ساتھ فتویٰ دینا جائز ہے بشرطیکہ فتویٰ دینے کے بعد روایں لکھے کہ اس بات پر علماء ان کا اجماع ہے اور جو شخص اس کے خلاف کرے گا کنگہ لگا ہوگا۔ (اصول الدعوہ ص ۱۷۱ المطلب الرابع الفتویٰ)

اور جواب نہیں آتا تو لزومات لفظ میں لکھے کہ میں نہیں جانتا اس لیے کہ لا ادری کی نفعیت علم ہے مامام مالک سے ۳۸ مساقی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ۳۶ کے بارے میں لا ادری فرمایا۔ (اصول الدعوہ ص ۱۷۱)

(۱۴) صنفی فتویٰ دیتے وقت مزاج جو غیر عقل کرے اور جرائم کے نقل کرنے میں بھی معتبر کتابوں پر کفار کرے۔ (امین اسلام ص ۱)

(۱۵) صنفی فتویٰ دیتے وقت غیر مشہور اور غیر معروف کتابوں سے اقتباس کرے ہاں اگر معتبر کتابوں سے ان کا تائید ہو تو ہونے کوئی حرج نہیں۔

<p>دعایٰ ہذا آخراً من مکتب الفریقی النبی لم تشنہر حتی تنظر علیہ الخواطر علیہم صحتہ حاقبہا۔ (بعد من انفا ص ۲۲۰)</p>	<p>اسی ہند پر غیر مشہور کتابوں سے فتویٰ دینا حرام ہے یہاں تک کہ عقل اس کو قبول کرے اور اس کی صحت کو بہتر چل جائے۔</p>
--	---

(۱۶) مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ جواب استفسار کے مطابق دے استفسار سے خارج جواب سے پرہیز کرے تاکہ مستفتی کو اصل مقصود حاصل ہو۔ (اصول الدعوہ ص ۱۷۱)

(۱۷) مفتی جب جواب لکھ کر دیتا ہے جواب دے تاکہ مستفتی کو الہامی یا قلبی حاصل ہو سکے۔

علامہ حافظ ابن القیم فرماتے ہیں، ان رد کو دلیل الحکم و ماخذہ املک من خلاف۔ کہ صنفی فتویٰ اس کے جواب کی دلیل اور اس کا ماخذ ذکر کرے۔

(۱۸) صنفی جب فتویٰ لکھتا شروع کرے تو ضروری ہے کہ یہ لکھے یا الجواب وبالله التوفیق لکھے اور آخر میں وقفہ اعلم و هو الموفق لکھے۔

علامہ محطاف وحی نے لکھا ہے کہ،

یہی ان یکتب غضب جو یہ دانتہ اعلم
وقیل یکتب فی العقائد والله الموفق۔
وطحاوی علی الدیالمین آرم ۱ ص ۴۲

مفتی کے لیے مناسب ہے کہ جواب کے آخر میں
واللہ اعلم کے الفاظ تحریر کرے اور اگر مسئلہ کا تعلق
عقائد سے ہو تو آخر میں واللہ الموفق لکھے۔

۱۹) مفتی کو چاہیے کہ جواب لکھنے وقت اپنا دل اللہ کی طرف متوجہ کرے اور محتاج محض ہی کر
بیٹے آپ کو قصہ اگے آگے پیش کرے اور کثرت سے دعا کرے۔ بلیقہ بالذات ان یکتب
الذی عاد۔ (اعلام ص ۳۲ ص ۲۴۱)

۲۰) مفتی کو چاہیے کہ فقیر خلق اور استغفار قلب کی حالت میں فتویٰ دے، شرفیہ کی حالت
اسی طرح غمی و غمی، تکلیف، غم، غم اور ہموک و بیاس کی حالت یعنی ہر اس حالت میں جس میں
طبیعت اعتدال سے الگ جاتی ہے فتویٰ دینا جائز نہیں البتہ اگر اعتدال سے نہ نیچے تو بھی بعض
ایسے حالات میں فتویٰ دینا جائز ہے۔ (شرح المہذب ج ۱ ص ۴۲)

۲۱) جس فتویٰ کا تعلق ایمان و اقرار یا اس جیسے دیگر امور سے ہو تو جب تک لافظ کے احوال
اور صورت یا کسی مقبر و معتد عالم سے جو ان الفاظ عرف کا ماہر ہو اور پھر کہ معلوم نہ کرے تب تک
جواب نہ دے۔ (شرح المہذب ج ۱ ص ۴۲)

۲۲) فتاویٰ میں تساہل کرنا حرام ہے، جو شخص تساہل میں معروف ہو تو اس سے استفادہ کرنا بھی
درست نہیں۔ تساہل میں یہ داخل ہے کہ کا حق استغناء دیکھنے سے قبل جواب لکھنے میں جلد بازی
کرنے، اسی طرح مسائل نے سوال نہ کیا ہو اور مفتی جواب دینے لگے، البتہ اگر سوال کا پہلے سے
علم ہو تب تو جواب دینے میں جلد بازی کرنا درست ہے۔ اسی طرح تساہل میں یہ بھی شامل
ہے کہ حرام اور مکروہ جیسوں کو تلاش کرنے لگے اور درمیان میں کوئی غرض فاسد ہو۔
(شرح المہذب ج ۱ ص ۴۲)

۲۳) مفتی جب فتویٰ مکمل کرے تو اپنے ہم نشین علماء و فاضلہ کو رد چاہے وہ اس کے شاگرد
ہی کیوں نہ ہوں بطور مشورہ کے مسئلہ اگر اشکالی ہو تو فتویٰ اور انصاف کے ساتھ اس سے
بحث و مباحثہ کرے اور جو حق بات سامنے آئے اسے بلا تاخیر قبول کرے۔

(مقدمہ شرح مہذب، فصلی آداب الفتویٰ والفتی)

۲۴) اگر فتویٰ میں کسی کتاب کی عبارت نقل کی ہو تو اس کتاب کی جلد نمبر، صفحہ نمبر اور اگر ہو سکے
باب اور فصل بھی تحریر کرے، اور اگر اس کتاب کے مختلف الطبع نسخے ہوں تو طبع (پرینٹ)

کا نام بھی تحریر کرے۔

(۲۵) اگر کسی کتاب کی عبارت دوسری کتاب میں دیکھی ہو تو اولاً تو خود اس کتاب میں دیکھ کر نقل کرے وہ نہ صورت دیگر اس کتاب کی عبارت بحوالہ کتاب ثانی لکھے۔ مثلاً ایک مسئلہ مفتی نے امداد الفتاویٰ میں جو اثر شامی دیکھا ہے اور ثانی مفتی کے پاس ہے نہیں تو وہ مسئلہ کے جواب میں یوں تحریر کرے: **ههكذا في رد المحتار بحوالہ امداد الفتاویٰ**۔

(۲۶) مفتی جواب دینے میں جہاں روی سے کام لے نہ بہت باہر کے لکھے اور نہ بہت بلی، اور نہ ہی ایک جواب میں مختلف قسم کی روشنائی استعمال کرے تاکہ جمل ساری کا حتمال نہ رہے بلکہ ایک ہی قسم کے قلم اور روشنائی سے جواب لکھے۔ (مقودہ شرح مہذب ج ۱۱ باب الفتویٰ)

(۲۷) جواب لکھنے میں استفسارات کی ترتیب کا خیال رکھے یعنی پوچھنے سے اس کا جواب پہلے سے علیٰ هذا الترتیب البتہ مسائل اور حواشی کا خلاصہ لکھ سکتا ہے بلکہ تاخیر کرنے سے بیکار لفظ ہوتا رہتا ہے۔ (البحر اوراق جلد ۶ ص ۱۷۱)

(۲۸) اگر استفسار ایسی سوال کے درمیان یا آخر میں جگہ خالی ہو جس میں جملہ ساری ہو سکتی ہو تو مفتی از خود وہاں لکھے: **..... یا کراں (۲۸) کا نشان لگا دے تاکہ جواب دینے کے بعد کوئی شخص اس میں دخل دے نہ کر سکے جو آئندہ کسی فتوہ اور ضار کا باعث نہ بنے۔ اگر سوال کے مختلف اجزاء ہوں تو مفتی اجزاء کی ترتیب کا خیال رکھے ہوئے ضرور جواب لکھے تاکہ مستفتی پر التباس نہ آئے۔ اور اگر بالفرض تحریری جواب میں مسئلہ اور فساد کا اندیشہ ہو مثلاً مسئلہ کا تعلق قضاء کے ساتھ ہو یا تحریری فتویٰ انگیزی کا باعث بنے اور تو زبانی جواب دینے پر اکتفا کرے تو پھر جواب نہ دے اس لیے کہ کسی مسئلہ کا تحریری جواب دیلا دینی نہیں۔ اگر کسی واقعہ کا ہذا فتویٰ کو علم ہوا وہ استفسار واقعہ کے خلاف ہو تو اس صورت میں جواب دینے سے گریز کرے اور اس پر صحیح صورت حال کے موافق جب سوال ہو جائے تو پھر جواب تحریر کرے، سوائے کہ بعض اوقات لوگ عمن دیہادی انرا من کی نگاہ کے لیے فتویٰ کی آکر لیتے ہیں جس سے فقہ کا کھلتا اندیشہ ہوتا ہے۔ (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ص ۱۱)**

(۲۹) اگر مفتی کے سامنے کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جو وہ فریقوں کے مابین متنازع ہو اور وہ متنازعہ مشہور ہو تو وہ چاہئے کہ کسی جلد سے کام لے کہ اس سے ایسا ندامت پھڑپھڑاؤ اور اس طرح کے مسائل میں الجھنے سے پرہیز کرے۔

(۳۰) اگر مستفتی کی نیت استفسار کی نہ ہو بلکہ اعتراض کی ہو تو اس کو بالکل جواب نہ دے۔
 (۳۱) اگر مفتی کے پاس وراثت کا مسئلہ آجائے تو اس میں بہت احتیاط سے کام لے، اس لیے کہ میراث کا مسئلہ بسیار اوقات نزاع و دو شکوکے کا باعث بن جاتا ہے لہذا اچھی طرح تحقیق کر کے مستفتی سے وراثت کی تعداد معلوم کر کے جواب لکھے اور آخر میں یہ چند اضافہ لکھے۔
 ”یہاں پر صحت و اقامہ مذکورہ اگر وراثہ کی تعداد و صورت منقولہ کے موافق ہے تو جواب یہ ہو گا تاکہ مفتی عند اللہ اور عند الناس راخوذ نہ ہو۔ درجہ وراثہ کے تعین کو اہلک لکھ کر رکھے۔“

(۳۲) اپنے دیشے ہوئے فتوے کی ایک نقل اپنے پاس رکھئے تاکہ بوقت ضرورت فقہ سے پہنچنے کا ذریعہ بنے اور ایک علی سر یا یہ بھی تیار ہو جائے۔
 (۳۳) مفتی کو چاہیے کہ مسئلہ کا جواب لکھنے کے بعد اس پر نظر ثانی کرے تاکہ غلط و لغت اس جواب سے نکال جائے اور اگر تصحیح کی ضرورت ہو تو جواب کو درست کیا جاسکے۔ (کچھ مہذب جلد ۱۴) فتویٰ دینے میں نہ جملہ اصول و احکام کا لحاظ ضروری ہے، بغیر اس کے فتویٰ حاد و کرنا اثر فقہ اور فساد کا باعث ہوتا ہے، جبکہ اسلام نے فقہ اور فساد سے منع کیا ہے۔

آداب المفتی

مستفتی ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی عالم دین سے کسی دینی مسئلہ کے بارے میں حل دریافت کرے۔

جو کہ دین سارے کا تعلق ادب اور احترام کے ساتھ ہے اور دین نام ہی ادب کا ہے اسی لئے فقہاء نے مستفتی کے لیے چند آداب مقرر فرمائے ہیں جن کو ملحوظِ ناظر رکھتے ہوئے مفتی سے مسئلہ کا حل دریافت کرنا ضروری ہے۔ اور وہ آداب درجِ ذیل ہیں۔

۱۔ مستفتی کو جب کوئی حادثہ پیش آئے تو اسے چاہیے کہ وہ کسی معتمد مفتی سے مسئلہ کا حل طلب کرے۔ اگر اپنے شہر میں قابل اعتماد مفتی نہ ملے تو مسئلہ کا جواب معلوم کرنے کیلئے کسی دوسرے شہر کا سفر کرے۔

۲۔ مسئلہ کا حل کسی دوسرے شخص سے دریافت کرے جو فتویٰ دینے کا اہل ہوا اس کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ لوگوں میں اس کی شہرت عام ہو یا بقولِ مثنویین ملکہ کر وہ خود

دعویٰ کرتے کرانا احسن ملفوظی۔

۳۔ مفتی کے سامنے ادب و احترام سے بیٹھے، گفتگو میں بہت سے کامزے اور نہایت سے مفتی کے چہرے کی طرف اشارہ کرے۔

۴۔ استفتاء کے وقت مفتی سے یہ نہ کہنے کہ جس کے بارے میں آپ کو کیا رائے ہے یہ اس کے بارے میں آپ کے نام یا امام برتاشافیؒ کو کیا رائے ہے۔ بلکہ مفتی کے سامنے بنام مسئلہ پیش کرے اور اس کا مل پر بھیجے، ان کے مسئلہ کی امام معین کے مذہب کے بارے میں دریافت کرنا جو تو تب یہ کہنا بجا ہے کہ اس بارے میں فلاں امام صاحب کا کیا رائے ہے؟

۵۔ مفتی کے جواب دینے کے بعد یہ نہ کہے کہ میرا بھی وہی خیال تھا یا میری بھی رائے ہے اور یہ بھی نہ کہے کہ فلاں شخص سے بھی یہ کہا تھا، اور نہ یہ کہے کہ اگر آپ کا فتویٰ فلاں شخص کے موافق ہو تو کھیں ورنہ نہ سمجھیں۔

۶۔ مفتی سے اس کی حالت یہ تمام ”اگے یا پیچے“ کسی دوسری حالت میں مسئلہ کا حل نہ پوچھنا اور طرح میں وقت مفتی کو دل کسی اور کام میں مشغول ہو کر اس وقت بھی مسئلہ کا حل دریافت کرنے سے اجتناب کرے۔

۷۔ اگر سوال تحریری طور پر نہ مقصود ہو تو اگر خود لکھ سکتا ہو تو پیچ کسی ایسے نائب سے لکھواتے جو سوال کی عرض و حمایت کو پوری طرح واضح کر سکتا ہو اور وہ صاف مختصر اور خوش خط لکھ سکتا ہو۔

۸۔ مستفتی کے جواب میں یہ بھی داخل ہے کہ مفتی سے دہلی فتویٰ کا مطالبہ نہ کرے، البتہ اگر اسی مجلس میں دہلی کا مطالبہ دینا ہو تو یہاں پہلے مفتی کے فتویٰ کو قبول کرے پھر بعد میں دہلی طلب کرے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس قسم کا مطالبہ مفتی کے کسی دوسری مجلس میں کرے۔

۹۔ مستفتی کو چاہیے کہ اپنے مسئلہ کو سوال کی شکل میں بڑے سائز کے کاغذ پر واضح کر کے لکھے۔ بڑے کاغذ پر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات جواب تفصیل طلب ہوتا جس کا مفصل جواب لکھنا ضروری ہوتا ہے، لہذا جبکہ چھوٹے کاغذ پر جواب بھی مختصر کرکے دیا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ وہ جواب مستفتی کے روبرو نہ لایا جائے، اس لیے استفتاء قبول

بڑے کاغذ پر لکنا ضروری ہے۔

- ۱۔ استفتاء میں دعا ئیر کلمات لکھنے جا بیٹیں۔ اگر کسی معین شخص سے سوال کرنا مقصود ہو تو ظاہر اس کے لیے دعا ئیر کلمات لکھے ورنہ دعا ئیر کلمات عمومی، غافلوں میں بکھر کر رہے۔
- ۱۱۔ اگر فریاد، جواب مطلوب ہو تو مستحق کو چاہیے کہ کاغذ کھول کر رُزات اویب کے ساتھ صفحہ کے سامنے رکھے، اس کا کاغذ کھولنے کی تکلیف نہ دے، ورنہ ہی اس کو بند کر کے درخت دے۔



فتویٰ کی اہمیت

— اور —

جامعہ حقانیہ میں دارالافتاء کا قیام

مترجمہ: امام غفرلہ النورانی، صاحب دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم، اذ بعد!

کائنات عالم میں اللہ تعالیٰ کا ہر تصرف اور حکم بیشمار حکموں، اسرار و معجزہ اور بظاہر و باطن کا خزانہ ہے۔ جب تک کسی مافل، مانع اور ذی شعور شخص نے اس میں توجہ و فکر کیا تو اس کی عقل میراں ہو گئی اور آخر کار اسے یہ کہنا پڑا کہ تَعَبُّدٌ لِّمَنْ لَا يَعْلَمُ لَسْنَا اِتْلُثْ اِثْنِ الثَّعْلِیْمِ اَتَعْلِیْمِ ۔

اللہ بجز مالتی آفات نے صرف اخلوقات حضرت انسان کے لیے ایک ایسا عجیب و غریب اور نفرت کے مطابق قانون اور نظام نازل فرمایا کہ جس پر عمل کرنے سے بنی نوع انسان کے تمام مسائل حل ہو جائیں۔ اس میں امرو غریب، سب اور غیر سید، آقا و غلام، خوبصورت اور بد صورت، لاکھوں اقلیات نہیں اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ افندی سکھ یا اسلامی قانون کے تحت مل نہیں سوا۔ اس لیے ہر امت اسلامی میں جہاں حکم قضاء کے قیام کا حکم ہے وہاں حکم افتاء کا قیام بھی انتہائی ضروری ہے۔

قضاء و افتاء میں فرق | قضاء اور افتاء قریب قریب دونوں ایک ہی ہیں، بیشتر شرائط اور اصول میں دونوں برابر ہیں، اس لیے فقہاء کرام نے جہاں قاضی یا قضا کے شرائط و آداب بیان کیے ہیں تو وہاں افتاء میں یہ بات وضاحت کے ساتھ کہی ہے کہ یہ علمہ شرائط مفتی کے لیے بھی ہیں اور جہاں مفتی کی شرائط کا ذکر ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ قاضی ان شرائط میں مفتی کا مانند ہے، البتہ قاضی اور مفتی میں فرق صرف اتنا ہے کہ قاضی اکثر اوقات میں معاملات کے مسائل حل کرتا ہے تو مفتی عبادات کے مسائل، دوسرا فرق یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ لوگوں پر جبراً نافذ کیا جاتا ہے کیونکہ قاضی قوت نافذہ کا ملک ہوتا ہے اس کے برخلاف

فتویٰ کو لوگوں پر حبراً نافذ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ مفتی صرف مجتہد ہوتا ہے۔

یہاں میں پہلے قصداً اور اعتقاد کے معانی واضح کر کے بعد میں انسانی عظمت و اہمیت پر مختصراً بحث کرنے کی کوشش کروں گا۔ قصداً کا فتویٰ معنی ہے کسی چیز کو مضبوط بنانا، اور شرعی معنی ہے کہ اسلامی معاملات اور مسائل میں فیصلہ دینا۔ اور فتویٰ معنی ہے کہ فتویٰ معنی فتویٰ کرنا، واضح کرنا اور بیان کرنا ہے، اور یہی معنی قرآن کریم کی سورۃ یوسف میں استعمال ہوا ہے، اور ارشاد درباری ہے: **يُؤْتِيكَ مِنْهَا مِصْرَيْنِ ثُمَّ يَذَرُكَ شَيْعًا يَذَرُكَ يَتْلُو آيَاتِهَا فِي عِصَابٍ** اور فتویٰ کا اصطلاحی اور شرعی معنی ہے کسی شرعی مسئلے کا جواب دینا، اور یہی معنی اس ارشاد درباری کا ہے: **يَسْتَفْتِيكَ اللَّهُ لَعَلَّ اللَّهُ يَفْتِيكَ بِ آيَاتٍ** یعنی حکم پر پہنچتے ہیں آپ سے سو آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ حکم بیان فرماتے ہیں تم کو لالہ کا لالہ

جب فتویٰ کا معنی معلوم ہو جائے یعنی شرعی مسئلے کا جواب دینا تو اس کے بعد فتویٰ کی اہمیت سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

منصب افتاء کی عظمت | فتویٰ یا افتاء ایک عظیم اور اہم بالمشان امر ہے اور اس کی عظمت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فتویٰ کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اور ارشاد درباری ہے: **يَسْتَفْتِيكَ اللَّهُ لَعَلَّ اللَّهُ يَفْتِيكَ بِ آيَاتٍ** اور سورۃ النساء میں: **يَسْتَفْتِيكَ اللَّهُ لَعَلَّ اللَّهُ يَفْتِيكَ بِ آيَاتٍ** اور آپ سے امور آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے یعنی حکم بتاتا ہے تم کو لالہ کا لالہ

فتویٰ کی عظمت نشان کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتویٰ اور اس میں مسئلہ کے جواب کی نسبت اپنی ذات اقدس کی طرف فرمائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ پھر اس عظیم اور بزرگوار عہدہ کو نبھانے رکھا اور ہمارے ہمارے جاری کیے، اگرچہ اس وقت فتویٰ یا مفتی کی اصطلاح رائج نہ تھی، لیکن ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ فتویٰ کا اصل معنی کسی شرعی مسئلے کا جواب دینا ہے، اس اعتبار سے پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں مسلمانوں کے جواب دہ فتویٰ ہی تھے اور آپ اپنے زمانے کے مجیب اور مفتی اعظم بھی تھے۔ چونکہ نظیر رسول مفتی سے ہر جہاں ہوا افضل ہے، اسی وجہ سے آپ رسول کے منقذ نام سے یاد کیے جاتے ہیں، اگرچہ حضور علیہ السلام اپنے زمانے کے قاضی القضاۃ اور مفتی اعظم بھی تھے اور آپ کے نزدیک حدیث نبوی کے نام سے یاد کئے جاتے تھے، حضور علیہ السلام کے بعد یہ

یہ منصب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپرد ہوا مگر زیادہ نازک اور پرخطر ہونے کی وجہ سے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ یہ کام کسی اور صاحب کے سپرد کیا جائے اور خود اسی ذمہ داری سے بچ جائیں۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فتویٰ دینے والوں کی تعداد بہت کم رہی۔

علامہ ابی القیم رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق "اعلام الموقعین" میں صحابہ کرامؓ میں سے مطلق حقارت کی تعداد ایک سو بیس سے کچھ اوپر بتاتی ہے۔ اندر بھی ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے کئی سو میں زیادہ فتویٰ دینے والے کئی سات حضرات تھے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں، حضرت عمرؓ بن الخطابؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

منصب افتاد اور خطرات | منصب افتاد اگرچہ ایک عظیم مقام ہے لیکن اس سخت کے ساتھ ساتھ اس پر عظیم خطرات بھی موجود ہیں کیونکہ بلند مقام

پر جوتھے والا جب گناہ سے توبہ نہ کرے تو بلند مقام ہی سے گرتا ہے۔ تو منصب افتاد کی عظمت کے پیش نظر اس میں لاپرواہی سے فتویٰ دینا یا غفلت کرنا باعث ہدایہ ہوتا ہے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میں نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گنا اچھی فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔ (ابو داؤد ص ۱۱۱ کتاب العلم)

(۲) یہ بھی آپؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے فتویٰ دینے پر زیادہ جرات مند وہ ہوگا جو کلمہ تم میں سے جہنم کی آگ پر جرات مند ہو۔ (مقدمہ داری باب ۱۷۵)

(۳) علامہ ابن قیمؒ نے بغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ذکر اہی نقل کیا ہے کہ جو شخص بغیر علم کے لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے تو اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

(اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۱۱۱)

(۴) یہاں تک کہ اگر کوئی شخص فتویٰ دیتا ہو اور تحقیقت میں وہ فتویٰ دینے کا اہل نہ ہو تو مالک وقت کو اختیار ہے کہ وہ اسے فتویٰ دینے سے روک دے بصورتہ کہ حکم بھی اسی گاہ میں برابر کا شریک ہو گا۔

ما فخر ابو قحیم نے کلمہ ہے کہ من ائمتنا من الدین واللعن باہل المفتوی۔ فہو اخص من ومن اقرہ من ولاۃ الامور علی ذلک فہو اللہ ایضاً۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۱)

در بارہ ایسی برکتیں لوگوں کو فتویٰ دینے لگے اور وہ فتویٰ دینے لگا اب یہ ہر نووہ سنگار و نافرین
سچہ اور جو صاحب اختیار شخص کی کو اس منصب پر مقرر رکھے گا وہ بھی سنگار و نافرین

کی سخت وعید کی وجہ سے اس کی نظر منصب میں اکابرین امت بیت امتیاء کرتے تھے۔
۵: چنانچہ بن ابی ہاشم نے فرماتے ہیں کہ میں نے اندازہ صحابہ میں سے ایک سو میں صحابہ کرام کو
ایسا پایا کہ جب ان میں سے کسی سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ اس مسئلہ کو ایک سے
دوسرے اور دوسرے سے دوسرے کی طرف بھیجتے۔ یہاں تک کہ سائل اول مشول ہی کی خدمت
واپس آجاتا۔ (مباحث فی احکام الفتویٰ ص ۱۷۷)

۶: حضرت ابن مسعود اور حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو مفتی ہر مسئلہ کا جواب
دے تو وہ مجنون ہی ہو سکتا ہے۔

۷: اسی طرح حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی محدث بن ابی بکرؓ کے پاس ایک آدمی فتویٰ پوچھنے
کے لیے آیا تو آپؐ نے اس کو جواب دیا کہ میں ابھی طرح نہیں جانتا اس پر سائل نے کہا کہ میں
آپؐ کے علاوہ کس اور کو اس منصب کا حق نہیں سمجھتا تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ لا تتخص
انی طویل لیستی و کثرتہ الناس حویلی۔ (اعلام الموقعین ص ۲۰۷) یعنی تم میری لمبی درجی
اور میرے گرد لوگوں کے بوجھ دست دیکھو۔

۸: امام شعبہؒ اور حسنؒ دونوں حضرات کا بھی یہی رویہ تھا کہ میں سے کسی شخص کسی
مسئلہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر یہ مسئلہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوتا تو آپؐ خود اسے حل نہ
فرماتے بلکہ اس مسئلہ کے حل کے لیے بدرجہا صحابہؓ کو جمع کرتے۔ (راہ فتویٰ شرح المسبب)
۹: امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ علم ضائع ہو جائے گا تو میں بھی
بھی فتویٰ نہ دیتا۔ مستفی حضرت کو بھی شفقت کے مسئلہ حل ہوتا ہے اور ان کے میرے برابر عائد
ہو جاتا ہے۔

۱۰: امام مائتہ فتویٰ دینے میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ بعض اوقات چار سو مسائل میں سے
کسی ایک کا بھی جواب نہ دیتے۔ (شرح محمود دوم مفتی ص ۱۷۷)

۱۱: امام محمد بن قسطلؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے آپ کو امتیاء لیے ہیں یا تو اس
سے ایک عظیم کام ہر پر ٹھٹھا لیا اور اسے چاہیے کہ جب تک شدید عورت نہ ہو فتویٰ دینے کی
وقت نہ کرے۔

۱۲) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں فتویٰ دینے سے احتراز کرتا ہوں۔ اس میں کو میرے بارے میں مشترک اور علماء نے پیشابادت دی کہ میں فتویٰ دیتے کہ اہل بول تہ میں نے استسقاء کا جواب دینا شروع کیا۔
اسلامی مملکت میں دارالافتاء کا قیام | لہذا ان خطرات کے پیش نظر دارالافتاء کا قیام اور اس میں نیچے جوئے اور ہر مفتیان کی تقرری حکومت

اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اور حکومت کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان دارالافتاء کی پوری نگرانی کوئے، اہل افتاء کو مؤثر کرے اور کم علم، عدم صلاحیت رکھنے والے، غیر عادل، فسق و فجور میں مبتلا اور میلہ باز مفتیان پر پابندی لگا کر ان کو فتویٰ دینے سے روکے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا تھا۔ مدبر بشی نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

”اسلام میں اس کا ایک خاص حکم تھا جس کو نام اقتدار تھا اس کا طریقہ تھا کہ نہایت قانون دان یعنی فقہاء، ہر جگہ موجود رہتے تھے اور جو شخص کوئی مسئلہ دریافت کرنا چاہتا تھا اس سے دریافت کر سکتا تھا، اس لیے کوئی شخص بہ عذر نہیں کر سکتا تھا کہ وہ قانون کے مسئلہ سے ناواقف تھا۔ یہ طریقہ آغاز اسلام میں خود بخود پیدا ہوا اور اب تک قائم ہے لیکن حضرت عمرؓ کے دور میں جس پابندی کے ساتھ اس پر عمل رہا زمانہ مابعد بلکہ ان سے پہلے حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں بھی نہیں رہا۔ اس طریقے کے لیے سب سے ضروری امر ہے کہ عام اجازت نہ ہو بلکہ خاص قابل لوگ افتاء کے لیے نامزد کر دیئے جائیں تاکہ ہر کسی کو اس غلط مسائل کی ترویج نہ کر سکے، حضرت عمرؓ نے اس شخص کو ہمیشہ ملوث رکھا جن لوگوں کو انہوں نے افتاء کی اجازت دی تھی مثلاً حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، معاویہؓ، جابرؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابو ہریرہؓ اور ابو الدرداءؓ وغیرہ ان کے سوا اور لوگ فتویٰ دینے کے مجاز نہ تھے۔ سناہ دی ان کے زمانہ الخلفاء میں لکھی ہیں، سابق وعظہ فتویٰ موقوف برادرائے خلیفہ وعظہ کی گفتہ۔
 فتویٰ می داؤد“ (انصار دین ص ۲۲)

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ اس معاملہ میں سے سخت بچے کہ کوئی غیر ملوث شدہ شخص فتویٰ دینے کی جرات نہیں کر سکتا تھا حتیٰ کہ عمر راشدہ مفتیان کے فتاویٰ کا بھی پانچ پڑاں ہوتی تھی

علامہ غفرانیؒ کے میل کر مزید لکھتے ہیں :-

”بلکہ ان کو یہاں تک امتیاز ملے گا کہ تقریر شدہ مفتیوں کی بھی پابندی کرتے رہتے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بار بار پوچھا کہ تم نے اس مسئلہ میں کیا
فتویٰ دیا؟ اور جب انہوں نے اپنا جواب بیان کیا تو فرمایا اگر انہوں نے اس مسئلے کا
اور کچھ جواب دیتے تو آئندہ تم بھی فتویٰ دیتے (جیسے) کے مجاز نہ ہوتے؟ (امام غفرانیؒ)

مسئلہ احناف اور فتویٰ کی عظمت | است سہو کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ اسلام

میں اکثر فردعی مسائل میں مجتہدین کا اختلاف رہا ہے لیکن یہ اختلاف مجتہدین کے کسی ذاتی مفاد و اغراض پر مبنی نہ تھا بلکہ یہ اختلاف مسائل کی
بنیاد اور اصل نوعیت کی وضاحت پر مبنی تھا، اور خصوصاً مسئلہ احناف میں مسئلہ بنیاد واضح
کرنے کے ساتھ یہ بات بھی مد نظر ہے کہ گزشتہ مسخر میں قوی دلیل کے باوجود ضعیف دلیل پر عمل نہ
کیا جائے، یہاں تک کہ علمائے احناف نے ضعیف کے مقابلے میں قوی دلیل پر عمل واجب قرار
دیا ہے اور قوی کے مقابلے میں ضعیف دلیل پر عمل کو ناجائز قرار دیا ہے، دلیل کی قوت بعض
اوقات مابعد اور حدیث کے اعتبار سے ہوتی ہے اور بعض اوقات جبود علمائے کرام کے
اتفاق رائے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہی ضوابط
کی معرفت اپنے ہی فتویٰ اور تحقیق کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اپنے دامائے تحقیق و اتفاق میں مسائل کی تحقیق و
جستجو کی ہے۔ اس وقت کے مجتہدین اور جدید علماء کرام کی شوری بنائی یہ شوری عادات کے اعتبار
سے کم و بیش ہوتی رہتی تھی، لیکن سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
دار تحقیق و اتفاق کے محققین اور مشاوریں کو تعدد و پیچیدگی تھی۔

حضرت العلامہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی مجلس شوری کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی
کتاب مناقب الامام اعظم میں لکھتے ہیں کہ: امام الامام نے اپنے مذہب کی بنیاد کے لیے
ایک شوری یا کرسی مسمیٰ کے، جنہاں وہ تحقیق میں فقط اپنے آپ پر اعتماد نہیں کیا تا کہ دین مقدس
میں صحیح و جہاد ہو جائے اور دین کی صحیح خبر خواہی کی جائے، ایک ایک مسئلہ پر شوری ہی بحث
ہوتی تھی اور امام الامام اپنی شوری کے ارکان سے مابعد مسئلہ کے بارے میں دلائل کا پیرچھتے
بعض اوقات ایک مسئلہ میں ایک ہیجہ تک بلکہ ہیجہ سے بھی زیادہ بحث جاری رہتی اور کمال

تحقیق و تحقیق کے بعد مسئلہ جب مدلل ہو جاتا تو امام ابو یوسفؒ کو حکم فرماتے کہ اب اس مسئلے کو خلیفہ کریں۔ کیا امام اعظمؒ نے کبھی نہیں سے فتویٰ دیا اور نہ فقط اپنی رائے سے۔

علامہ اسد بن افرات اپنی کتاب سن السنخانی میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب کی شوریٰ کے وہ ارکان جو کہ میں مدون کر سکتے تھے چالیس افراد تھے ان میں سے دس حضرات معتقد ہیں کہ امام سے مشہور ہیں جن میں امام ابو یوسفؒ، امام زفرؒ، داؤد الطائیؒ، اسد بن عمروؒ، یوسف بن خالدؒ، یحییٰ بن زکریاؒ، قائل و ذریع ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے فتویٰ اور تحقیق میں کمال احتیاط کا یہ تجربہ فقط اگر ظالمہ امت نے درج نہ ہوتا۔ میں ان کو چیتہ مطلق اور امام اعظم کے لقب سے ملقب کیا۔ اعظم کا لقب کسی اور مجتہد کو نہیں دیا گیا۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ اپنی کتاب الاستبصار والافتاؤں میں لکھتے ہیں: هو کا الصدوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن الصادق رضی اللہ عنہ اول من ائمت من الرجال والحنیفة اول من دون الفقہ یعنی امام اعظم جملہ ائمہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں یعنی حضرت سید بنی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں وہی شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا و ایمان لائے اور امام اعظم بھی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی کہ یہی حال امام ابو یوسفؒ کا تھا جو اپنے وقت کے مجتہد تھے آج نے بھی اجتہاد میں امام ابو حنیفہؒ ہی کی اتباع کی اور بالآخر اپنے اجتہاد پر اکتفا نہیں کیا یہ ان کے احتیاط کی دلیل ہے اور اس احتیاط کا نتیجہ نکلا کہ اسلامی دنیا میں قاضی القضاۃ کا لقب سب سے پہلے آپ ہی کو ملا۔

امام سبائیؒ اپنی کتاب الانساب میں لکھتے ہیں: فاولہم واجلہم ای من: عضاء الشوریٰ قاضی القضاۃ خلیفہ العراقین حافظ احادیث ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم و هو قول من دعی انہ خلیفہ القضاۃ فی الاسلام و او من وضع الکتاب فی اصول المقعد و اصلی المسائل و ذکرہا۔

حضرت مولانا خلدی محمد طیب صاحب منصب افتاء کی اہمیت بیان کرنے کے لئے لکھتے ہیں: "منصب افتاء علمی سلسلوں میں سب سے زیادہ مشکل و تحقیق اور اہم ترین سمجھا گیا ہے فقہ کا لکھنا و متاغل جزئیات اور ان کے متعلقہ احکام میں تھوڑے تھوڑے فرق سے حکم کا

تفاوت محسوس ترا صیقل علم کو چاہتا ہے جو ہر عالم کے بس کی بات نہیں جب تک فرقہ سے کامل مناسبت نہ ہو و ذکاوت خاص قسم کی عقلیت اور قلب میں مادہ ثقہ نہ ہو۔ اس دور سے مدد ملی دینیہ میں افتاء کے لیے شخصیت کا انتخاب نہایت پیچیدہ مسئلہ سمجھا گیا ہے جو کافی غور و فکر دینا موجب تنہاء کے بعد ہی حل ہوتا ہے اور پھر بھی تجربات کا فائدہ چاہتا ہے۔

رقیادی دارالعلوم دیوبند (۱۳۷۰ھ)

انگریزوں نے قادیانیوں کو کئی بھڑوں کا قیام نہیں کر سکتے تھے کہ اس کا بلی بچا ہوا ہے اور اسے قادیانیوں کی اجازت دی جائے۔ انھیں حکومتی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے صوبائی اور تاجی انتہوں کی عمر مار رہے تھے۔ اب اس کی وجہ سے ابوالفضل الدہلوی نے اپنے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو ملک سرحد پاکستان ابھی تک اصنافی دارالافتاء والاقتا سے محروم ہے اور نہ ہی دارالافتاء ہے۔ انظر میں اس کام کی کوئی اہمیت ہے اس لیے دارالعلوم نے تحقیق و جان منوی اور غیر ان منوی کے مابین امتیاز پیدا کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے اپنے ابن دارالافتاء قائم کر کے قابل قدر اور مستند مفتی کو ممالک کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے مقرر کیا ہوا ہے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں دارالافتاء کا قیام | الحمد للہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ علوم دینیہ کے میدان میں اس

تدارک کا امکان نہیں اور اب عالم میں جامعہ حقانیہ کی عقلیت و شرافت اتنی اعلیٰ ہو چکی ہے کہ شاید جامعہ حقانیہ کی طرف سے یہ رسالہ ان دور افتادہ کسی اور ادارہ کو یہ عظمت حاصل نہ ہو۔ یہاں بعد از مدیت نصرت غرض ہے کہ حقانیہ کی یہ آفاقی شہرت و منزل و اسباب کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اشرف الکرم اور عصر حاضر کے بزرگ ولی کامل ابوالحقانیہ الدینی و سیدی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ صاحب نور القدر قدس سرہ کے انشاء میں مجاہدہ اور دعاؤں کی برکت سے حقانیہ کی تالیفیں کئی بار جامعہ منصوبہ تھا اور یہ کوئی بڑا کام بلکہ حضرت شیخ ابوالحقانیہ عالم اسلام کے عظیم دینی مرکز دارالعلوم دیوبند سے غرضت اور پھر وہاں تدریس مشائخ میں مصروف رہنے کے دوران زلفان لایچھیوں میں اکوڑہ تنگ شریف لٹنے اس دوران پر مشتمل ایک دہند تقسیم ہو گیا اور ملکی حالات نے دوبارہ دارالعلوم دیوبند جانے کی اجازت نہ دی اور دیوبند سے ساتھ آئے ہوئے طلباء اور قریب و جوار کے لشکریہ علوم میں جو یہ حضرت شیخ

کو اپنے گھر سے محض ایک چھوٹی سی مسجد میں اشاعت کا ہر علم و معارف کا جامع حلقہ کی تاسیس پر مجبور کر دیا، رفتہ رفتہ علماء کا انجم بڑھتا گیا اور تنگی مسجد کی وجہ سے درس و تدریس کا سلسلہ چھپا جاری رکھنا نا ممکن ہو گیا، شاید یہی وجہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث کے دل میں اللہ کی عزت سے کوئی ایسا اہم ہو گیا تھا کہ مسجد سے باہر کھلی جگہ میں تقاضا کی بنیاد رکھی جائے۔

اس مختصر سی مسجد کے دیگر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دارالعلوم کو جمہوری کی حالت میں نہایت اعزاز میں درخود نانا اللہ کے فضل و کرم سے دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث پر لوگوں کا اعتماد بڑھتا گیا جس کی وجہ سے اطراف و اکناف سے مجاہد اسلام کثرت سے آئے گئے، لوگوں مسائل و سبب سے واقفیت حاصل کرنے اور اس مسئلہ کے شکوک و شبہات کے ازالہ کے لیے دن رات دارالعلوم آتے اور حضرت شیخ الحدیث ان کے مسائل شریعت مطہرہ کی روشنی میں حل فرماتے تھے۔ اوجھ علاقہ کا وہ ایسی دہرہ واریاں تھیں زیادہ ہو گئیں کہ حضرت کو کڑی مسائل مل کر سنے اور فتویٰ دینے کے لیے وقت مکان مشکل ہو گیا، درحقیقت حضرت کو فتویٰ کے حصول کے لیے انتظار کرنا پڑتا۔ چنانچہ اس ضرورت شدیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دارالعلوم میں باضابطہ طور پر دارالافتاء کا شعبہ قائم کیا گیا اور پھر اللہ دارالعلوم کے قیام سے بڑے کراچ تک لائقہ افتاء کی کاجرا ہو چکا ہے، جبکہ بعض مسائل کی ذیاتی سوال کیسے جواب حاصل کر لیتے ہیں اس کے علاوہ بڑے مسائل اور ان کے جوابات دستروں میں درج کیے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب اپنی زیادت علیہ میں شعبہ افتاء کے علاوہ دیگر شعبہ جات کے نگران و انچارج غرضی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ کے خصوصی احسان اور عزت کے اخلاص، خصوصیت و عزت کی برکت سے دارالعلوم ہر شعبہ میں ترقی کرتا رہا، ہر کام فائز ہے، دارالعلوم میں کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔

دارالعلوم حقانہ کے اوائل میں مہربان بک و لڑا افتاء تھا بعد میں کام کی بنیاد کی وجہ سے دوسرا دارالافتاء قائم کیا گیا جس میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کی صوابیہ کے مطابق جیہ علیہ اور مفتی حضرات افتاء کی ذمہ داریاں نبھانے پر مامور ہیں۔ دارالافتاء میں ریکارڈ شدہ فتاویٰ کی ترتیب کام حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب نائب مفتی جامعہ حقانہ کی نگرانی سے درجہ شخص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کے علیہ تحقیق و تخریج اور صفحہ کمرات کی صورت میں شروع ہو کر کافی حد تک ہو چکا تھا کہ حضرت مفتی صاحب موصوف اپنی مجبوریوں کی وجہ سے دارالعلوم

سے تشریف لے گئے اور یہ کام کچھ عرصہ کے لیے روک گیا۔

اب پیر محمد عروجی و شری بلار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مسیح الحق صاحب مدظلہ ہستم جامعہ حقانیہ کے حکم پر اور ان کی سرپرستی میں نوجوان عالم دین اور جامعہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے ناسخ و مولانا مفتی محمد راشد صاحب حقانی اور شعبہ تخصص کے بعض علمائے دین رات ایک کر کے ایک کمرے کے جاری شدہ فتاویٰ کی دوبارہ چھان بین کی اور سارا وہ ذخیرہ جو در اول سے روچکا تھا مرتب کیا۔

اظہار تشکر | اس عظیم کام کے جلد ملاح کی تکمیل پر جم الشرحل شانہ کے حضور سید و پرہیزگار اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ سب کریم نے اس کی تائید اور عظیم علمی خدمات کو مکمل کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ان حضرات نقیانی اور شعبہ تخصص کے علماء کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شب و روز محنت اور محنت سے کام کر کے اس بارگاہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

ہماری دعا ہے کہ وہ امن ان حضرات کی مساعی میں ملے کہ اپنی بارگاہ اور دنیا میں عزت سے نواز کر اس فتاویٰ حقائقہ کو شریف قبولیت سے نوائیں اور یہ سلسلہ مزید درجہ کا ترقی یافتہ قائم و دائم رہے کہ ہم سب تمام جامعہ حقانیہ کی مغفرت کا فریاد بنے۔ آمین

وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ

مولانا حافظ انوار الحق عفی عنہ
 نائب ہستم جامعہ دارالعلوم حقانیہ
 ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / ۵ جولائی ۲۰۰۱ء

مفتیان حضرات کا مختصر سوانحی خاکہ



شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمانہ سال ۱۹۱۰ء تا ۱۹۲۰ء کو لاہور کے ایک ممتاز مدرسہ مولانا صاحب مدرسہ کمال دہلوی صاحب مدرسہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ایک تحقیق کے مطابق آپ کے آباؤ اجداد کا وطن علی غرضی (پنجاب) ہے۔ لیکن یہ کہ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ جہاد کی غرض سے ہندوستان آئے والے جہاد میں کے ساتھ آئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہو سکے۔ آپ کے والد ماجد اپنے قبیلہ کے خوشحال اور صاحب ثروت افراد میں شمار کئے جاتے تھے، دینی خدمت کے ساتھ تجارت اور کاروبار ان کا توجہ معاشی تھا، سزا دینے میں آپ نے دینی غیرت و حمیت کی خاطر مسکرات، بدعات اور غیر شرعی امور کے خاتمے کے لیے علماء کا بھرپور ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ اپنے دور کے عظیم مجاہد حاجی صاحب ترکمانی کے ساتھ تحریک جہاد میں مدد و معاون رہے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت | گھر کے پائیزہ مائیں اور والدین کے زہد و تقویٰ کی برکت تھی کہ بچپن ہی سے آپ کے دل میں دینی تعلیم کی تحصیل کا داعی پیدا ہو گیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین اور مائیں کے مشہور بزرگ حاجی صاحب قصابان اور نمازی بزرگ مولانا عبدالحق صاحب وغیرہ سے حاصل کی۔ آپ نے تھوڑے سال کی عمر میں مزید تعلیم کے لیے سفر کیا اور مختلف مقامات پر

بنہ اور سندہ کرام میں تعلیم حاصل کی، یہاں تک کہ آپ ^{۱۳۳۵ھ} کو ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند شریف سے نکلے، وہاں درس نظامی کی باجماعہ کتابوں کی تحصیل کی اور ^{۱۳۵۰ھ} میں سندہ فراغت حاصل کی۔

دیوبند میں اساتذہ کرام | دارالعلوم دیوبند میں جن اساتذہ کرام سے آپ نے استفادہ کیا ان میں سر فہرست شیخ العرب والعجم حضرت مولانا

سید حسین احمد مدنی ہیں ان کے علاوہ شیخ الادب حضرت مولانا اعجاز علی دیوبند کی حضرت مولانا محمد ابراہیم جیلانی، مولانا رسول خان دیوبند، مولانا احمد حسین دیوبند، مولانا مرتضیٰ حسن، مولانا عبدالسمیع دیوبند کا وغیرہ سے بھی آپ نے نمونہ اخذ حاصل کیا۔

تدریس کا آغاز | دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ اپنے آبائی گاؤں کو واپس آئے اور شریف نے آٹھ اور یہاں بی ایک چھوٹی سی مسجد (جواب حقیر

مولانا جلال الحق کے نام سے مشہور ہے) میں مختلف علوم و فنون کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تدریس شروع کی اور سچ دشام درسی و تدریسی میں مشغول رہے، جامعہ کو دور دراز اور قرب و جوار سے ننانوےین علوم وغیرہ کی طلبی پس بھیجنا سنے کے لیے بہت گئے اور آپ کا حلقہ درس و بحث ہونے لگا، طلباء کی شرکت کی وجہ سے آپ کے والد غلام نے اپنے خرچ پر ایک مدرسہ جدید عالم دین کو بطور معاون مدرسہ مقرر کیا

ان ہی دنوں آپ نے انجمن تعلیم القرآن کے نام سے ایک اسلامی سکول کی بنیاد رکھی اس کی ایک ابتدائی تقریب میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی دارالافتاء شریک ہوئے اور افتتاح کیا، حضرت مدنی اس کام پر بہت خوش ہوئے اور کامیابی کے سبب دعاؤں کییں۔

دارالعلوم دیوبند میں تدریسی | یہاں آپ کا سندہ دینی دن بدن وسیع ہوتا رہا اور سندہ

دارالعلوم دیوبند میں درس و تدریس کی پیشکش کی جسے آپ نے خوشی قبول فرمایا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوی علمی استعداد سے نوازا تھا اس لیے بہت جلد اعلیٰ درجہ کی تدریس پڑھانے لگے اور آپ کا شمار اکابر اساتذہ میں ہونے لگا۔

دارالعلوم حقانیہ کافیہ | دارالعلوم دیوبند سے آپ ^{۱۳۳۵ھ} کو رمضان المبارک کی عید تہ میں

اگرچہ خلیفہ شریف مانتے تو اسی دوران ۱۹۴۱ء میں ہندوستان تقسیم ہو گیا اور مسلمان پاکستان کو
 اس ہندو ہندوستان کو جانے گئے تو راستے میں لوٹ مار اور قتل و غارت گاہا اور نرم ہو گیا جسکی
 وجہ سے آپ کا دارالعلوم دیوبند واپس جانا مشکل تھا، اس پر حضرت مدظلہ نے حکومتی سطح پر
 آپ کو بھگت دے دیو بند پہنچانے کا خصوصی انتظام بھی کیا مگر آپ کے والد صاحب اس پر
 آمادہ نہ ہوئے اور آپ کو دیوبند جانے سے روک دیا۔

اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ جلد ہی اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم دیوبند کی پہلی
 ایکٹ جسٹس فیض جادی ہو گیا، آپ نے نہایت جلد و سامان کے عالم میں تو کھڑے علی اللہ رحمۃ
 بے باق سلسلہ ۱۳۶۶ھ کو دارالعلوم خٹک کی بنیاد رکھی۔ جس کی ابتدا ایک چھوٹی سی جمعیت
 ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے منظور تھا کہ یہ اورہ علوم و ساریات کا گنجینہ بنے گا۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ
 دارالعلوم خٹک کی تعلیمی اعلیٰ اور دینی خدمات کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کے متمم
 مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیوبند ثانی کا خطاب دیا۔

بیعت و سلوک آپ عارفانہ با ائد عظیم مجاہد حضرت عالمی صاحب زرگنوی رحمۃ اللہ کے
 دست حق پرست پر بیعت کر چکے تھے، ان کے انتقال کے بعد آپ نے
 اپنے مشفق استاد حضرت مدظلہ سے بیعت لی اور سلوک کے حلقہ داخل ان سے ملے گئے۔

دیگر خدمات آپ اپنی پوری زندگی دین اور علوم دینی کی ترویج و اشاعت میں گزار دی ہیں
 درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے قلمی و سبائی اور سماجی خدمات
 میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ بدعات و رسومات کے خلاف حکمانہ اذکار میں کام کیا
 جہاں دیکھا جس کے نتیجے میں اکوڑہ خٹک اور اس کے گرد و نواح سے بدعات و غیر شرعی رسومات
 کا خاتمہ ہو گیا۔ فقہ حنفی کا اور فقہ قادیانیت کے تقاب۔ اور تحفہ ناموں رسالت کے
 لیے دیگر علماء حق کے دروش بدوش کام کیا۔

اس کے علاوہ آپ نے ملی سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیا اور ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۹ء
 کے عام انتخابات میں بھاری اکثریت سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور ان میں شریعت
 کے نفاذ کے لیے اٹھک کوشش کی۔

۱۹۸۸ء میں جب نفع عام سلسلے کی ایک شروع ہوئی تو باوجود عداوت اضعف اور پیرزادہ
 کے آپ نے اس میں دیگر علماء کے شانہ بہ شانہ کام کیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ ان حضرات

ہیں آپ کا بہت بڑا حضر ہے۔

طرز فتویٰ اور احتیاط حضرت الشیخ علاؤ الدین جس طرح ایک عظیم محدث و مدرسہ مست دان اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے جلتے جاتے تھے اسی طرح عوام و عوام میں ایک عظیم تقیر اور محافل مفتی کی حیثیت سے جگہ جاتے تھے، لوگ آپ سے بالمشافہ ہزاروں مسائل کا حل طلب کرتے تھے، اپنے ذہنی تازہ حالت اور گہرے جنگشہ بھی آپ ہی سے حل کروانے جتے۔ یہاں مختصر آپ کے انداز فتویٰ اور اس میں احتیاط کے پسند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ آپ کی عمر بڑھ کر کوشش برقی کر سائل کو اس جواب پر راسخ کیا جاسکے اس لیے جواب لکھتے وقت بات کھل کر بیان فرماتے اگرچہ بیان حویل ہو جاتا۔

۲۔ فتویٰ لکھتے وقت آپ فقہ حنفی کی مشہور کتب بدائع الصنائع، ہدایہ اور رد المحتار سے استفادہ فرماتے تھے۔

۳۔ فتویٰ میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ خود تو کیا دارالعلوم حقانیہ کے دیگر مفتیان میں جب فتویٰ لکھتے تو انہیں اپنے سامنے سناٹے کا حکم فرماتے۔

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۰۹ء میں ساراہہ پٹنہ میں کے دوران ناظم دارالعلوم حضرت مولانا سلطان محمود صاحب نے حضرت شیخ الحدیث صاحب کا یہ پیغام بھیج دیا کہ پٹنہ یا کراچی میں یہاں رہ کر دارالافتاء کی خدمت سر انجام دو گے، تو مجھ پر یہ بوجھ بہت بھاری لگا، خود یہ برأت نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی فتویٰ تصویب کے بغیر دے دوں۔ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں اس سے قبل مسائل و جزئیات پیش کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا، جب میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو مسئلہ بھی تم کھو گے تو پہلے مجھے سناؤ گے، یہ اس لیے کہ اگر کوئی جدید مسئلہ ہو تو وہی میں آجاتے۔ اس سے آپ کا مقصد استفسار مسائل نہیں بلکہ احتیاط ملحوظ رکھنا تھا، چونکہ کسی بھی مسئلہ جواب دینے کو سناٹے بغیر ہونے کی مجھے اجازت نہیں تھی اس لیے میں مسائل کے جواب کچھ کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں پیش کرتا، اگر آپ تائید فرماتے تو مسائل کو وہ جواب بھیج دیا جاتا، لیکن دس دن لگوانی کر سنے کے بعد جب اعتماد

بیدار ہو گیا تو فرمایا کہ مجھے سنئے گا وقت کم طلب ہے اس لیے سننا نہ پیرا ہی بھیج دیا کرو۔

۴۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مسائل کے بیان کرنے یا کہنے میں ماحول حالات و راسم کے نتائج و عواقب کا بھی لحاظ رکھتے تھے اور مصلحت کو سامنے رکھ کر جواب دیا کرتے تھے تاکہ معاشرہ میں بد مزگی پیدا نہ ہو اور لوگ شریعت کے حکم کا مذاق نہ اڑائیں۔

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب لکھتے ہیں :-

۵۔ ۱۹۷۰ء میں دارالعلوم کی سالانہ تعطیلات کے دوران میں نے قضاء عمری کے بارے میں ایک فتویٰ دیا جس میں میں نے قضاء عمری کی روایت کو منسوخ کر دیا۔ اس کے بعد کھارکوہ قادیانہ قضاوی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور بدعت فقہ ہے۔ جب آپ کو یہ جواب سنایا تو فرمایا کہ جواب تو ٹھیک ہے مگر میں کوئی شک نہیں لیکن ہمارے پٹھانوں کے علاقہ میں لوگ نہایت تہین کہتے ہیں کہ یہ قضاء عمری کے ایسے عاشق ہیں کہ ایسے سخت الفاظ کے متوجہ نہیں کہیں ملیں میں اگر فتنہ و فساد اور سب و شتم پر نہ اتر آؤں اس لیے ان الفاظ میں یوں مریم کو دانا قضاوی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہمارے اسلاف نے اس کو بدعت میں شمار کیا ہے۔

۶۔ اسی طرح ایک موقع پر کسی مڑک کی تعمیر میں ایک پرانی قبر مڑک کی زد میں آئی تھی حکومت اس قبر کو مسمار کر کے مڑک کو سبھا کرنا چاہتی تھی لیکن قاضی لوگ اس پر غور نہیں کرتے۔ جب سرکاری اہلکاروں نے دارالعلوم سے فتویٰ لینا چاہا تو میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا اگرچہ پرانی قبر کو مسمار کرنا اندرونی شریع جائز ہے لیکن ہمارے اس فتویٰ سے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے بلکہ مذہبی جنون کی وجہ سے شاید یہ لوگ دارالعلوم کو بھی فرتق شمار کریں گے، اس لیے اس انداز سے فتویٰ دیا جائے کہ قبر کے اوپر

ہیں جتنا کہ اس پر سے مرکز گزار لی جائے۔ چنانچہ آپ کی اس ہیئت پر جو ذکر اور احتیاط کی بدولت مرکب بھی تعمیر ہوئی اور لوگ بھی مشرک عقائد سے بچ سکے۔

۷۔ ایک دفعہ کسی صاحب نے تصوف کے مسائل کے بارے میں سوال کیا تو حضرت شیخ الحدیث صاحب نے جواب میں فرمایا: ”مسئلہ تاویر یا ورسلہ جشیہ ایک ہی تالاب کی دو مختلف نہریں ہیں دونوں کا مخزن: اور مرکز ایک ہے۔ پانی ایک ہے صرف راستے مختلف ہیں اور سرے مسائل تصوف اور مختلف فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ حقیقت، خلیفہ اور مائیت سب کو ایک ہی تالاب سے پانی پہنچتا ہے۔ سب سے ایک تالاب کے پانی سے دنیا کی سیر الہ کرتے ہیں، صرف اتنے جہاں میں منزل اور مقصد سب کا ایک ہے، بعض لوگ راستے طور پر تصوف کے ان مسلوں اور فقہی مذاہب کو فرق و امت پر عمل کر کے دُپ کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے ہیں، مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔“ (ماہنامہ الحق شیخ الحدیث نمبر)

۸۔ اس کے علاوہ آپ مسائل کے جوابات نہایت سادہ، و آسان الفاظ میں دیتے تھے اور اس میں حوالہ بات کا خصوصیت سے اہتمام فرمایا کرتے تھے تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب دارالعلوم حقانیہ کے قدیم اساتذہ میں سے ہیں، دارالعلوم میں اوتھان درجات کی کتابیں پڑھایا کرتے تھے، موصوف علیہ السلام، اہل اصول و فقہ میں یدِ لدنی رکھتے تھے اس لیے ہر آخرین، مختصر الحقانی، مطہر، احادی اور کنوز و توضیح جیسی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہیں، دوسری حدیث کی، بصر کنا میں بھی آپ کے پاس ہمارا کرتی تھیں لیکن مذکورہ کتب میں آپ طلباء کو بلا وجہ عیدہ سے بھی کھینچ لاتے تھے۔

پیدائش آپ صلیب بنوئے سوات کے ایک پسماندہ گاؤں ہاجکٹھ میں پیدا ہوئے۔ چونکہ قریب
 اٹھارہ سو دیہات میں تارکخ پیدائش لکھنے کا رواج نہیں تھا اس لیے آپ کی
 تاریخ پیدائش دستیاب نہیں ہو سکی۔ تاہم جناب بدایت الرحمن صاحب رشتہ کرپنیر می اور
 آپ کے ایک مہمعلم عالم دین مولانا عبدالکرم صاحب ماکن کلیانی کے بیان کے مطابق وفات
 کے وقت آپ کی عمر ۹۰ سال تھی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سن ۱۸۸۷ء کے لگ بھگ
 پیدا ہوئے تھے۔

خاندانی پس منظر ایسا رنگ کے بیان کے مطابق آپ سلسلہ "مختون" تھے اور پختونوں کے
 ایک ذیلی قبیلے "اغور" خیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قوم جوہیاں قوم
 بھی نہایت شہرت رکھتی ہے سوات میں آباد ہے۔

اغور خیل قبیلہ حقیقت میں ایک بزرگ کے نام کی طرف منسوب ہے جو اغور بابا کے نام
 سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا سر کرپنیر کے مشہور قصبہ کاگرام میں واقع ہے۔ یہی اغور بابا غور خیل
 قوم کے جدِ اجداد ہیں یہ قوم برسوں سے بنوئے سوات آباد ہے۔

ابتدائی تعلیم ابتدائی تعلیم آپ نے مختلف مراحل سے گزر کر حاصل کی، آپ اپنے خاندان
 کے پہلے فرد ہیں جن کو اللہ رب العزت نے علم دین کا وہ فرحند عنایت فرمایا۔

آپ کو طبع وین ماس کے کاشوق اچھا رہا۔ تھانہ "مختون" میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے حلاق
 کے متعلق عالم سے پڑھا، اس کے بعد شوقِ علم کی بدولت آپ نے اپنے علاقے میں دینی پڑھنے شروع
 دیکر وغیرہ میں مختلف علماء سے مختلف ابتدائی کتبیں پڑھیں۔ اس کے بعد سن ۱۹۲۵ء میں کچیل درس
 نظامی اور علومِ نبوت کے حصول نے آپ کو آبائی وطن چھوڑنے اور سفر کی محققیاں اور سوسائٹی بدست
 کرنے پر مجبور کیا اور آپ نے اپنے وطن سے ہزاروں میل دور ہندوستان کی مشہور علمی و دینی درس گاہ
 دارالعلوم رضیہ دہلی میں داخلہ لیا جس کے اس وقت، رحمہم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب تھے
 اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کے لگ بھگ تھی، دارالعلوم رضیہ میں آپ نے پورے سات سال
 دین الہی سے وابستگی پیدا کرنے میں صرف کیے اور دورہِ مدیت تمت آپ نے یہیں استفادہ کیا
 اور وقت کے حکیم عالم بن کر واپس اپنے گاؤں لوٹے۔

ابتدائی اساتذہ کرام آپ کے مدرسہ مولانا عبد الکریم صاحب کے بیان کے مطابق تین

سے زائد تلامذہ تھے۔ سید جبار صاحب، باپڑہ، دہلوی محمد فاضل صاحب پٹیل اور مولوی محمد رفیع الدین صاحب پٹیل۔ ان کے نام قابل ذکر ہیں۔ جبکہ ہندوستان جانے کے بعد علی جن علی کے سامنے آپ کے زانوئے
تہجد کیا ان میں حضرت علامہ مولانا عبد الغفور صاحب آف سوت مدظلہ دارالعلوم امینئہ دہلی
اور بعد ازاں صدر مدظلہ دارالعلوم حقانیہ کولہہ ضلع امون نامکندہ دہلی صاحب آف ہزارہ
مولانا محمد بخش مرحوم آف شرفی پنجاب دہندہ دستان کے اسماء گرامی ناموں میں سے ہیں۔

دورہ حدیث کی سعادت ہندوستان کی مابین نازیوی دور وسطہ دارالعلوم امینئہ دہلی
سے سند فراغت حاصل کی حدیث کی کتابوں سے
آپ نے بخاری شریف، ترمذی شریف، تفسیر مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے
پڑھیں جس کے ساتھ شریف اور ابورؤف شریف حضرت مولانا رفیع الدین صاحب سے پڑھیں۔

فراغت کے بعد علاقائی تقاضی کے عہدہ پر ترقی دارالعلوم امینئہ دہلی سے تعلیم
پہنچنے کے بعد آپ نے کولہہ ضلع امون نامکندہ دہلی میں آپ نے مدرسہ کاتھاریہ، علیہ عمرہ وغیرہ آمد
تہذیب و تمدن میں آپ کو ریاست سوات کے عہدہ قضا کی پیش کش کی گئی جو آپ نے قبول
کر لی جس پر آپ کو ریاست سوات کا قاضی مقرر کر دیا گیا اور آپ لوگوں کے فیصلے شریعت کے
مطابق کرتے گئے جس سال تک آپ اس عہدہ پر فائز رہے بعد میں سیاسی اختلاف کی بنا پر
قضاء کے عہدہ سے آپ کو معزول کر دیا گیا۔

دارالعلوم حقانیہ سے وابستگی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب دارالعلوم
آپ کو دارالعلوم حقانیہ کے آداب و دعوت دی جو آپ
نے قبول کر لی اور ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۸ء میں آپ کی آمد ہوئی۔ بعد میں
آپ کی اعلیٰ علمی و تحریری صلاحیتوں کے بخاطر دارالافتاء دہلوی میں آپ کے سپرد ہوئی
گئیں جو آپ نے نہایت اہم طریقے سے نبھائی۔ ان کے فتاویٰ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

کتاب میں محفوظ ہے، موصوف ہر مسئلہ پر نہایت جامع اور وسیع روشنی ڈالتے اور نہایت سلیس انداز میں فتویٰ کو برہنہ کرتے، تحریر نہایت شستہ ہوتی تھی۔

ارشاد الی شریعت کو آپ نے بعض وجوہات کی بناء پر مستحفاظ دے دیا اور جامعہ اسلامیہ والاؤزہ خلک پہلے گئے وہاں تقریر یافتہین میں ان کی دوسری زندگی کا سلسلہ جاری رکھ سکے۔ اور ایشوال ۱۳۹۱ھ کو حقانیہ میں آپ کی دوبارہ تقرری ہوئی اور رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ کو سکندرشاہ کو دیئے گئے مجموعی طور پر تقریباً چودہ سال آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں انعام و تہمت لیس کی خدمت انجام دیں۔

دارالعلوم حقانیہ سے سکندرشاہ کی وجوہات حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب مودانا مودودی کے تقریرات اور ان کی تحریرات و آراء سے بہت زیادہ متاثر تھے جس کا اظہار آپ کی محافل کے علاوہ مودادورنہ درجہ میں کرتے تھے۔ دارالعلوم حقانیہ کا ماحول اکابر علما و دہرہ کے افکار و نظریات کے زیر اثر تھا اس لیے ان کی تدریس صلاحتوں کی بناء پر حضرت شیخ الحدیث صاحب حتیٰ لو مع آپ سے صرف نظر کرتے تھے۔ شیخ ابوسعید بن سید بن محمد مدنی قدس سرہ العزیز و حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا سینیہ گل بادشاہ طہیڈ و غیرہ سب اکابر دارالعلوم حقانیہ سے نہایت عمیق تعلق تھا اور مودودی تقریرات، لکھے کی بناء پر انہیں دارالعلوم حقانیہ سے الگ کرنے پر مجبور تھے۔ ادھر آپ اپنے خیالات کی نزدیک و شاعت کرتے ہوئے بعض طلباء کو ہم خیال بنانے کی کوشش میں رہتے لیکن مجموعی طور پر آپ کو سر میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی، صرف اسی پرپس نہیں بلکہ جماعت اسلامی کے محلات اور رسائل میں مضامین اور مستقل تصانیف کے ذریعہ بھی اکابر علماء امت کے مودودی حقائق پر اعتراضات کے جوابات اور ان کا دفاع کرتے گئے، اور دارالعلوم سے علیحدگی کے بعد تو آپ کی تحریرات میں جذباتی رجحان کا ثبوت بھی ملتا ہے اور اصلاح کے مسئلہ توقف سے متصادم موقف کی شہادت سے ترنہائی کر رہے تھے۔

آخر کار حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ العزیز مدنی کو برہنہ کی خواہش اور ان حالات کے پیش نظر رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ کو انہیں دارالعلوم حقانیہ سے الگ کر دیا۔

اسی کے بعد راولپنڈی وغیرہ کے مختلف مدارس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور بالآخریت مدرسہ مدرسہ حدیقۃ العلوم میں منتقل ہو گئے اور زندگی کے آخری لمحات تک اسی مدرسہ سے وابستہ رہے۔

آپ کے تلامذہ کی فہم ست بہت طویل ہے، دارالعلوم حقانیہ میں قیام کے زمانہ میں **ملائے** ہزاروں طلباء و فضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔ دارالعلوم حقانیہ کے موجودہ نامور اساتذہ ہیں سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب لدائی اور مولانا عبدالحلیم دیروی استاذ و تفسیر دارالعلوم حقانیہ وغیرہ بھی آپ کے شاگرد ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ

ولادت آپ یکم شوال المکرم ۱۳۳۳ھ بمطابق اپریل ۱۹۱۶ء بروز جمعہ بوقت طلوع فجر مولانا حبیب اللہ صاحب کے گھر زروں ضلع سواتی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم مولانا حبیب اللہ صاحب ایک پتلا اور تبصر مایم دین تھے بعض فنون اور کتابوں میں آپ کا لکھی ہر اتنی زیادہ تھی کہ صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں کے علاوہ بلوچستان اور افغانستان کے طلباء بھی آپ کے صلفہ و صف میں پہنچنے اور کسب فیض کرتے اور آج بھی ان علاقوں کے بڑے بڑے علماء بلاد اسلام بالواسطہ اند کے شاگرد ہیں۔

چونکہ گھر میں علم حاصل تھا اس لیے آپ کو حصول علم کے لیے ابتدائے میں سفر اختیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ فنون کی تمام کتابیں، از ابتدائے تا انتہاء اپنے والد محترم ہی سے پڑھیں۔ ۱۳۴۷ھ میں جب آپ کے والد محترم وفات پھگئے تو آپ نے منطق و فلسفہ اور ریاضی کی تعلیم کتابیں حضرت مولانا محمد رفیع خان بہادر صاحب عرف مارکونک مولانا صاحب، مولانا عزیز مر صاحب، بیکمر اور حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب شاہ منصور اور بعض دیگر اساتذہ سے پڑھیں اور مولانا صاحب صاحب سے آپ نے محدث کبیر حضرت مولانا نعیم الدین غورخستوی قدس سرہ سے پڑھیں اور

۱۹۵۵ء کو اکابر اسلام نے کچھ دستاویزات سے نوازا مولانا غوثی کے علاوہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی و قائم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے بھی آپ کو کتب حدیث پڑھانے کی اجازت فرمائی۔

پندرہویں اور اٹھارہویں سال سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے گاؤں زردلی میں آیاتی دینی گاہ میں پڑھانا شروع کیا، ایک سال کے بعد کوشہ خٹک کی معروف دینی درس گاہ جلعوہ سلاٹ

کے متعلمین کا دعوت اور اصرار پر بحیثیت مدرس جامعہ اسلامیہ تشریف لائے ایمان آپ نے مدرسین کے ساتھ ساتھ افتاء کا کام بھی شروع کیا اور سات سال تک بحیثیت مدرس دینی غزوات انجام دینے کے بعد بعض انگریز دیوبند کے بڑے مفتعلی پور دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ چلے گئے۔ یہاں آپ صدر المدرسین اور استاذ الحدیث کی حیثیت سے لائے گئے تھے، چنانچہ تین سال تک مختلف مکتبہ فنون کی کتب کے محذوہ صحیح مسلم، درمنہن الی وافیہ آپ کے زیرِ درس رہیں اور ساتھ ساتھ افتاء کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

۱۹۶۶ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیوبند تالیف دارالعلوم حقانیہ کوشہ خٹک آنے کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی۔ ۱۹۶۸ء میں دارالعلوم حقانیہ میں آپ کی تقرری ہوئی اور آپ دارالعلوم حقانیہ تشریف لے آئے۔ اس سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب نے ایک دفعہ مولانا مسیح الحق صاحب سے فرمایا کہ جب حضرت مولانا مرحوم نے مجھے دارالعلوم حقانیہ آنے کی دعوت دی تو میں، تنہا و کاسوچہ ہی رہا تھا کہ رات کو خواب میں دیکھا کہ دارالعلوم حقانیہ کے بیرونی گیٹ پر ایک بڑا بورڈ یا میٹر لگا ہے جس پر نہایت نمایاں الفاظ میں آیت کریمہ سن و تعالٰیٰ لکھا تھا آمنّا لکھی ہوئی ہے اس کے بعد فوراً شرح حدیث ثواب اور دارالعلوم آنے کی دعوت قبول کر لی۔

دارالعلوم حقانیہ میں تقریباً تیس سال ۱۹۶۶ء سے ۱۹۹۵ء تک درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دی اس طویل عرصہ میں آپ نے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھائیں، مولانا نواز جامع مسجد دارالعلوم میں آپ خود پڑھاتے، ایک دن (نادر فخر کے دربار) آپ پر فاضل کمال پور جس سے زبان اور جسم کا کچھ حصہ متاثر ہوا، سر ممکن علاج معالجی کے باوجود آپ تدریس و افتاء کے فرائض انجام دینے کے قائل نہ ہو سکے اور دارالعلوم حقانیہ آپ

اعلیٰ خدمات سے محروم ہو گیا۔

بیعت آپ ﷺ میں قصبہ الارشاد حضرت مولانا خواجہ عبدالحکیم صدیقی سے قادری
چشتی نقشبندی تینوں سلسلہ میں بیعت ہوئے، جلد ہی شیخ کی طرف سے بیعت
کرنے کی اجازت ملی گئی، چنانچہ اصلاح باطن کے لیے علماء اہل علم اور عوام کی کثیر تعداد آپ سے
بیعت ہوئے گئے۔

تصانیف ایک مقبول مدرس ہوئے کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ مصنف بھی ہیں۔ آپ
کی کئی تصانیف و تالیفات طبع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں جو کہ علمی و دینی حلقوں
بے حد مقبول ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں: (۱) حلیۃ القاری شرح صبح البخاری جدید حصہ
(۲) منهاج السنن شرح جامع الترمذی جلد (۳) العقائد اسلامیہ (۴) البشیر و الناصی
(۵) مسائل حج (۶) رسالۃ التوسل۔۔۔ ان کے علاوہ آپ کے سیکڑوں فتاویٰ معاملات
اور دقیق علمی مضامین بھی دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان ماہنامہ ”الحق“ میں چھپتے رہے ہیں جن کو
مجموعہ انشائی حقانیہ میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

تقدار و افتاء ایسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ آپ ایک جید مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ
بہترین مفتی بھی ہیں، دارالعلوم حقانیہ میں زمرہ دراز تک مدرس مفتی کے عہدے
پر فائز رہے ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کی علمی عظمت و مرتبہ کی وجہ سے ملک اور بیرون ملک میں
آپ کے فتاویٰ کسی بھی مسئلے میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نہایت محقق و مکرر جامع فتویٰ رکھتے
ہیں جو کہ فقہ پر آپ کے عبور کا بین ثبوت ہے۔ اتنے بڑے دینی ادارے کے مدرس مفتی ہونے
اور ہزاروں فتاویٰ رکھنے کی بنا پر اگر آپ کو مفتی اعظم سرحد کہا جائے تو یقیناً اس میں کوئی مضائقہ
نہ ہوگی۔

چونکہ آپ دارالعلوم حقانیہ میں عمرہ و زکات دارالافتاء کی خدمات پر فائز رہے ہیں
اس لیے آپ کے فتاویٰ کی تعداد و راسخ کے واسطے تمام مضائقہ کرام سے فراہم ہے۔ ہر
ایک علمی کا فتویٰ لینے کا اجازت ایک امران ہوتا ہے۔ ہر امر سے فتویٰ ملنا جھگڑتا ہے۔ حضرت مفتی
محمد رفیع صاحب اہل علم کے ہزاروں فتاویٰ کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کے فتاویٰ کا اندازہ

اور خصوصیت محسوس کی گئی وہ مختصر انقطاع میں درج ذیل ہے :-

(۱) آپ کے تمام فتاویٰ میں تہارت ہی ایجاز و اختصار ہوتا ہے اور آپ اعصاب سے بھی بہتر تہی فرماتے ہیں۔ تاہم فتوٰ کی نوعیت کے اعتبار سے اگر ضرورت محسوس فرماتے ہیں تو بقدر ضرورت تفصیل بھی فرما دیتے ہیں، لیکن آپ کے جن فتاویٰ میں ایجاز و اختصار ہوتا ہے ان میں حضرات کو ان کے سمجھنے میں کوئی دقت یا دشواری پیش نہیں آتی بلکہ ایجاز و اختصار ہی علم حضرت کے لیے ایک عجیب علمی رونق اور کشش کا باعث ہوتا ہے۔

(۲) کمالی فقہیت سے ہر بار ایک نچوڑ ذکر فرما کر مسئلے کو جامع بنا دیتے ہیں تاکہ اس بنیاد پر اپنی اپنے لیے مفاد استدلال نہ کر سکے اور مسئلہ بھی پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس اقیانوس کو دیکھ کر ہر عابد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا فتویٰ ایک قانونی دستاویز اور آئینی دفعہ کی طرح جامع اور مختصر ہوتا ہے۔

(۳) آپ کے فتوٰ میں یہ بات درود و دشمن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ آپ کو فقہی جزئیات پر مکمل عبور حاصل ہے، آپ فتویٰ دیکھتے وقت پہلے مشیر فقہی جزئیات سے استدلال کرتے ہیں گویا فتویٰ نویسی میں آپ انہی جزئیات کو بنیاد و اساس بناتے ہیں۔ ہاں اگر کسی مسئلے میں قرآن پاک کی کوئی واضح نص یا احادیث مبارکہ میں سے کوئی صحیح حدیث موجود ہو جو حکم کو ذکر کرتی ہو تو اس کو بھی بطور دلیل کے ذکر فرماتے ہیں۔ اور اگر کسی مسئلے میں قرآن و حدیث سے کوئی واضح حکم موجود نہ ہو یا کوئی فقہی جوئیر موجود نہ ہو تو آپ قواعد کلیہ و اصول کا سہارا لیتے ہیں اور ان کے مطابق حکم فرماتے ہیں۔

(۴) مسند افتاء پر فائز ہوتے ہوئے یہ ضروری نہیں کہ آپ کا فتویٰ جزئیات کے نقل کرنے تک محدود رہے بلکہ کبھی کبھار آپ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش رو فقہاء و مفتیان دینی کے اختلاف کا اظہار فرما دیتے ہیں، تاہم بغیر کسی سند اور حوالے کے فتویٰ نہیں دیتے بلکہ اس میں مضبوط دلیل کا سہارا لیتے ہیں۔

(۵) آپ کے فتویٰ میں یہ بات نمایاں نظر آتی ہے کہ جہاں کہیں حوالہ دینے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو زیادہ تر شامی، عالمگیری، بدائع الصنائع، البحر الرائق اور دوسرے تعلیم فقہی و فرائض

کا سہا دیتے ہیں، تاہم جدید مسائل میں حضرت مغاویٰ علاؤ الدین کی تحقیقات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ جو کہ آج کا دور جدید و وسبہ اہل سنت نے سمیٹے حاصل کیے آئے رہتے ہیں ایسے مسائل میں بھی گہرائی علم کی طرح آپ کے فاضل بھی موجود ہیں، مثلاً ایسے لوگ انعامی پڑھنا تو وغیرہ وغیرہ۔

حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیم زر و بلوچی صاحب دہلوی

ولادت اور اہل بیت کی تعلیم آپ شہزادہ کو ملا نا خلیل الرحمن کے ہاں مرتضیٰ زر و بلوچی مولوی میں پیدا ہوئے۔ انہی کی کسبندی میں آپ تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پانزوی تک سکول پڑھنے کے بعد فتاویٰ روایت کے مطابق فارسی علم اور صرف و نحو کے ابتدائی رسائل اپنے والد بزرگوار سے شروع کیے، والد بزرگوار نے جب اپنی فراست ایمانی سے آپ کے چہرے پر نہ انت و فطانت کے آثار دیکھے تو فرمایا کہ میرا یہ بچہ انشاء اللہ بہت بڑا عالم و فاضل بنے گا کیونکہ اس کی جبین سے علم و فضل کا نور جھلکتا دکھائی دے رہا ہے۔ آپ نے عزائم انہماک کر اور عزائم پسند طبیعت کے مالک تھے، اسی وجہ سے ہمہ تن اور ہمہ وقت مطالعہ کتب میں مصروف رہتے

مختلف فتاویٰ رسائل، فارسی نظم اور کافیر تک کتابیں اپنے علاقہ میں پڑھنے کے بعد علاقہ صحیحہ شہر اپنے گئے اور وہاں پر مقام و کسبہ اور جلالہ میں شرح جامی اور التفسیر و تفسیر کی تکمیل۔ ان ہر دو مقامات پر علم نحو و صرف کا مشہور درس ہو کر رہا تھا اور مختلف مقامات کے طلباء یہاں پر صرف و نحو کی کتابیں پڑھنے کے لیے آتے تھے۔

بعد ازاں آپ علاقہ دوارہ ضلع پشاور کے موضع قمر پور آئے۔ یہاں پر مشہور عالم دین مولانا صاحب حق صاحب قمر پور سے منطق کے چند رسائل اور بعض بڑی کتابوں میں درس کیا۔ یہاں کا درس علم منطق میں مشہور تھا اور دور دراز سے یہاں پر پڑھنے والے علم منطق اپنی علمی تکیا بنا لیتے۔ جو کہ اس زمانے میں اس علاقہ میں باقاعدہ مدرسہ و مدرسہ کا رواج نہ تھا صرف مسجدوں

میں علی در کس ہوا کرتے تھے، اس لیے طالب علم دین ان درسون میں شرکت کے لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں مختلف کنایا میں پڑھتے۔ کچھ جاتے۔ اس لیے حضرت صدر صاحب رحمہ اللہ نے کچھ عرصہ وضع شاہ منصوریں مولانا ذوق صاحب عرفہ ماموئی صاحب سے استفادہ کیا، علاوہ ازیں مردان میں مولانا سید خان صاحب سے بھی بعض روایات کے مطابق مستفید ہوئے۔

موضع کڈی جوڑ موالی کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں پر استاد ذوق صاحب مولانا جبار زوق صاحب سے علم خواہ کوئی دوسری کتابیں میں درس لیا۔

مختلف مواضع اور درسون میں شرکت کرنے کے بعد آپ علاقہ جمہ کے مشہور موضع نور غنشی تشریف لائے اور یہاں پر علامہ مردان حضرت مولانا قطب الدین صاحب نور غنشی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، مولانا قطب الدین صاحب کی نگاہ شفقت ہمیشہ آپ پر مرکوز رہی، اس لیے کہ آپ نہ صرف ایک ذی استعداد اور ذہین و فطین طالب علم تھے بلکہ علامہ صاحب حضرت صدر صاحب کے ناما مولانا شاہ صاحب کے شاگرد بھی تھے۔ یہاں پر ان سے آپ نے حکم العلوم، ملاحسی، نورالانوار، غلامی، قاضی مبارک، انوار عامر، اندلیالی جیسے اہم کتابوں میں درس لیا، حضرت علامہ صاحب کو اپنے اس ہونہار شاگرد و اندلیلیہ شاگرد کی زبانت و فغان پر از حد ناز تھا، بعض کتابیں باوجودیکہ آپ کے پاس وقت نہیں تھا، آپ کو پڑھائیں اور مفروضہ میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

صحیح چمن کر لہی بہاروں پر ناز تھا

وہ آگئے تو ساری بہاروں پر چھا گئے

بعد ازاں آپ موضع گڈر اور ضلع ہزارہ شریف سے گئے اور وہاں پر حضرت مولانا غلام نبی صاحب رحمہ اللہ محشی رحمہ اللہ سے متعلقہ اور دوسری فنون کی کتابوں میں درس لیا، حضرت صدر صاحب ان کے ہاں قسری مدت رہے، ان کی خدمت میں پیش چمن رہے۔ بیوہ وجبت کہ آپ کو ان سے استفادہ کا کافی موقع ملا، آپ نے ان سے شرح عقائد سبعہ، اہل عقائد، اہل عقائد، متبذی، قصد اور قصد وغیرہ کتابیں پڑھیں، اور ان کی زلف کے آخری نجات تک ان سے

والہستہ رہے۔

گیدڑ پرست واپسی پر آپ اپنے ماموں مولانا محمد صاحب قدس سرہ کے ساتھ بنگول
چل گئے اور وہاں پر مختصر اجماع، معمول، مشکوٰۃ شریف، غلامین اور بہت باب پانچویں
ان نام: واریت، ضعف و نقاہت اور بیماری آپ کے بدن کو جو ذرا ٹھنک رہی تھیں اس
کے باوجود پتہ بجا اور آپ کے شوق علم کے سبب زنجیر یا بونے کی بجائے ریشہ کی دیوانا
ہونے اور جو ماضی دور کے مفسود کی قوش میں نکلے تھے اس کے عیوں میں گھس رہے تھے۔
دستِ طلب تمام کتابوں میں برآمد

یا تن درسد بخاناں یا جانِ دین برآید

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ | فتون کی تکمیل کے بعد آپ نے جامعہ اسلامیہ برصغیر
اور اعلیٰ مدارس اسلامیہ میں پڑھائی اور کتب فقہ، تفسیر، حدیث، مجاہدیت، سیر، اشعار
اور مولانا بیگمیں احمد علیہ السلام اور مولانا محمد حسین علیہ السلام کی تصانیف میں مولانا
احمد علیہ السلام کی کتاب "در مولانا مفتی محمد شفیع علیہ السلام سے پڑھیں۔ موقوف علیہ اور درویش
پر حکم آپ نے ۱۳۵۵ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

تدریسی سفر کا آغاز | ۱۳۵۵ھ میں آپ نے مدرسہ زمزمیہ دہلی سے اپنے تدریسی سفر کا آغاز
کیا، جہاں ابتدائی سالوں کی تدریس آپ کو تنویر کی گئی
اور بہت جلد آپ کا شمار کامیاب مدرسین میں ہونے لگا۔

۱۳۵۶ھ میں جب تقسیم ہند میں آ کر آپ دوبارہ دہلی آجائے اور اپنے ہی گھر میں
محمدی مسجد بھائی خیر میں سب سے پہلے درس شروع کیا، اور دراز سے طلباء آپ کے در میں
شرکت کے لیے آئے۔ بیضاً لا شریف اور خیالی و شریح عقائد میں ملتق اور تمام مسائل کی پرا
کی تدریس میں آپ جو بہت شہرہ تھا۔ اس کے بعد آپ کچھ عرصے کے لیے متحدہ ضلع انک
تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر جامعہ اسلامیہ اکوڑہ شملک میں خود مختار تدریس پر
مامور ہوئے۔

دارالعلوم حقانیہ امجد | خرابی صحت کی بنا پر آپ جامعہ اسلامیہ سے اپنے قانون آگئے اور وہاں پر بشرط مصیبتی پڑھاتے رہے اور نوید معاشی کے طور پر مطلب کھول۔ جب حضرت شیخ اویس مولانا عبدالحق صاحب کو معلوم ہوا تو آپ کو مؤرخہ ۱۳۶۵ھ کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹک بے آئے مگر یہاں بھی خرابی صحت درپور تدریس میں حائل رہی اور چار ماہ بعد مؤرخہ ۱۳۶۷ھ کو دارالعلوم حقانیہ دوبارہ اپنے قانون تشریف لے آئے اس دوران آپ اپنے ملاقات میں مصروف رہے۔

دارالعلوم منظر العلوم کھٹہ کراچی | علاج معایذ اور تہذیبی آپ دہرا کی خاطر آپ کراچی تشریف لے گئے محدث حضرت محمد علی صاحب دہرا بیعت ہونے کے ساتھ آپ کے خصوصی مراسم تھے اس لیے انہی کے مشورہ اور تعاون سے آپ دارالعلوم منظر العلوم کھٹہ میں مدینہ تدریس ہو گئے۔

دارالعلوم حقانیہ دوبارہ تشریف آوری | کراچی سے واپسی کے بعد کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں رہے، اس کے بعد حضرت شیخ اویس مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کی خواہش پر ۱۳۶۷ھ کو دوبارہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور تادم والیس دارالعلوم حقانیہ میں بیعت دین میں اور اعلیٰ کلمات اللہ کے لیے کوشاں رہے اس دوران دو سرے اداروں اور مدرسے بڑی بڑی پیشکشیں ہوئیں جنہیں آپ سے یہ کہہ کر ٹھکرایا کہ میرا مقصد حصول دین سے نہ کہ حصول معاش، اور خدمت دین یہاں پر بطریقہ حق ہو رہی ہے۔ یہاں دو دفعہ حدیث میں تسلیم تشریف، تجارتی تشریف جملہ باتیں میں بیضاوی اصول فقہ میں توسیع توسیع اور تسلیم قبضہ زبردستی میں، ان کے علاوہ فروع عقائد میں ایضاً جلالین شریعت بھی پڑھائیں۔

بیعت والادب | دوران قیام دیوبند آپ کا تعلق بیعت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے ساتھ تھا۔ بعد ازاں آپ شیخ اویس حضرت مولانا نعیم الدین صاحب غورخستانی کے ملنے والادب میں داخل ہوئے، قریب تھا کہ شیخ آپ کو خلافت سے نواز دیتے کیونکہ آپ نے تمام اسباق مکمل کر لیے تھے، لیکن شیخ حکومت موقوف

آپ بچا اور یوں اپنے شیخ سے خلافت کی تختہ دل میں ہی ہو گئی۔

طلب اللہ شاہ حضرت مولانا خواجہ عبدالحکیم صاحب مہدی آن غابو الہی کے ملحقہ اہدوت میں علماء و مصلحان شامل تھے اور خود شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بھی آپ کے خلائق میں سے تھے اس لیے جب کسی آپ صوبہ سرحد کے دورہ پر تشریف لاتے تو ایک رات قیام کے لیے ضرور دارالعلوم حقانیہ و روضہ فرماتے اس دوران علماء، علماء اور مریدین و مسترشدین کا ایک بڑا مجمع بن جاتا، اشرفیہ لاہور و فریب منظر پیش کرتا۔ چنانچہ اپنے دونوں شیوخ و شیخ الاسلام مولانا حبیب الرحمن صاحب اور شیخ الحدیث مولانا نعیر الدین غوث شستہ کی (ک) وفات کے بعد آپ نے حضرت خواجہ صاحب سے بیعت کا خدیہ ظاہر کیا تو پہلے ہی مراقبہ میں حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو خلافت سے انواراں بعد ازاں سفر افغانستان کے دوران مجددی خاندان کے مشہور بزرگ اور ہر طریقہ شریعت میں مہر و نواز مولانا محمد ابراہیم جان الجود کی سہجی آپ کو مسلسل نقشہ بندیہ مجرورہ میں اجازت دی تھی اور زور بھی عطا فرمایا تھا۔

سفر سعادت ہر مسلمان کی طرح آپ کی بگاہ ویریزہ تھی کہ مہدی دجی دیاہر صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل امین کی زیارت عیب ہو، ایک بچے کا شوق رسول کی طرح آپ کے دل میں بھی یہ تڑپ تھی کہ ایک بار اس جہالت مستعار میں راج بیت اللہ سے شرف یاب ہو جائوں چنانچہ دس مال تک آپ مسلسل درخواست دیتے رہے تاکہ آپ کی منظوری آئی اور شادان و خلائق اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئے۔

تلا مندرہ آپ اپنے مضبوط مانتہ اور قری استعداد کے باعث دو بار طالب علمی ہی سے فارغ اوقات میں طلبہ کو کتابیں پڑھانے دے پھر فراغت کے بعد تواتر اس مہم فریضہ کا طرف متوجہ ہو گئے، سوائے ان اوقات کے جن میں آپ صاحب فراموش رہے تعلیم کو تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا، تو اس حساب سے قضا طائز سح کے مطابق آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے جن میں خصوصیت کے ساتھ مجاہد کبیر اور چلو انقاسان کے علاوہ مولانا جلال الدین حقانی، مولانا محمد یونس خاص، مولانا سید شیر علی شاہ صاحب شیخ الحدیث والتفسیر و فاضل حدیث و تفسیر مولانا فضل الرحمن بن مولانا مفتی محمد صاحب، مولانا عبد الغنی صاحب ایم ایس اے جن مولانا سید علی صاحب

مراد ناسبہ انی حق برائی کو پائی، مگر نا احمہ دل متانی شہید قابل ذکر ہیں۔

اندازِ فتویٰ | عیسائے تغیر و حدیث، نقد اور حقائق و معقولات میں ائمہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ و
 ارفع مقام سے قرار دیا، اسی طرح فتاویٰ کی اکثر کتابیں میں بھی آپ کے فیوضِ خالصہ میں
 فتاویٰ کا فہم و فہم است، وہ نگیری، ہدایہ، اجازات، اور وضعِ فقہ کی بعض عبارتیں آپ کو بڑے محکم
 پر محکم اذنت، وغیرہ آپ کا ضمیر نہ تھا اس لیے آپ کے فتاویٰ کی تعداد بہت قلیل ہے۔ آپ کے
 فتاویٰ زیادہ تر عقائد و کلیات کے متعلق ہوتے اور انہی اختلافات کے حساب میں آپ جواب تحریر فرماتے
 اور خاص کردہ مکررہ انداز مسائل جن میں علماء و مدرسین حضرت کو الجھنیں پیدا کرتے تھے آپ ان کو چھٹیوں میں
 حل فرما دیتے، اس لیے ظاہر ہے کہ وہ فتاویٰ عام اذان کے فہم سے بالاتر ہوتے، لہذا عالمِ استفادہ
 کے متعلق آپ کا جواب انتہائی واضح و دو ٹوک اور مدلل و مفصل ہوتا۔

تصانیف | گو کہ آپ علمی دنیا میں ایک جہت کی شخصیت کے مالک تھے اور ایسے لطیف و باریک
 نکات و دیدار و دس بیان فرماتے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی، لیکن اس کے باوجود
 آپ نے کبھی کسی تصنیف یا تالیف کا ارادہ ظاہر نہ فرمایا۔ چنانچہ راقم نے ارادہ کیا کہ آپ کی بیانات ہی
 میں آپ کے عقائد و عقائد بندہ سے آپ کی تفسیریں اور دینی افادات کو کران پر کام شروع کیا جا
 اور غرضی حضرت صدق صاحب کی قیادت میں اس ضرورت کی طرف مبذول فرمائی، لیکن حضرت کی
 خاکساری و اعظم ہو کہ باوجود اس علمی تقویٰ و تحقیق کے ارشاد فرماتے کہ تصانیف اکابر کی بیسیوں
 تصانیف کی موجودگی میں میری کسی تصنیف یا تالیف کی کیا وقعت ہوگی اور نہ معززات کی تصنیف
 یا تالیفات میں کوئی نئی تشنگی باقی ہے کہ میں اس کو پُر کردوں، لیکن بالآخر بندہ کے شہید ہونے پر
 آپ نے مایہ پوری مسلم شرافت کتاب ایمان کا کافی حصہ بندہ نے دورانِ درس تعلیم کیا تھا
 وہ مسودہ، اگر محترم کے حوالہ کیا، آپ نے اس پر نظر ثانی اور اس کی تہیض کمنے کا اقرار کیا، یہ سب
 بقول شاعر ہے

مَا مَكَتْ مَا يَخْنِي النَّاسُ مِنْ أَلَمِهِ

تَجَرَّبِي الرِّيَاسَ بِمَا لَا تَسْتَعِينِي

یعنی آپ نے کلمے کا ارادہ فرمایا، مگر نا معلوم وجہ کی بنا پر دین میں باقی درجہ فرمایا

ہو گیا آخر دنیا چار ماہ اسی درود قریب میں شہادت پہنچا حال کا مکتبہ تخیل رہا۔

(۱) آسانی ترمذی دورانِ تعلیم دارالعلوم دیوبند آپ نے اپنے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدظلہ العالی سے ترمذی شریف کے فادات اور مالی تعلیم کیے تھے بعد میں اس کی تخریج وغیرہ کا کام شروع کیا ہے، انشاء اللہ بہت جلد دیوبند طاعت آرا سنیوں کو ملے۔

(۲) تفسیر مسہم شریف آپ کے تلامذہ دورانِ درس آپ سے مسلم شریف کی تحریر تعلیم کرتے رہے، بندھنے بھی کتاب لایمان کا کافی حصہ لکھیں گے، اس کے علاوہ کتاب اربابان اور مقدمہ مسہم شریف بعنوان کتاب البیوع بندھ کے پاکی محفوظ ہے۔

(۳) تقریریں بیضاوی شریف تفسیر بیضاوی شریف پر آپ کے درسی افادات دورانِ آپ کے مختلف تلامذہ کے پاس موجود ہیں۔

(۴) حل مغلقات مسلم النہیوت تنویر و توضیح اور مسلم الثبوت سے مشکل مقامات کی توضیح و تشریح پر مشتمل افادات۔

(۵) مباحث کلامیہ بخاری ج ۲ بخاری شریف میں جہاں پر کلام سے متعلق بحث ہے حضرت صدر صاحب نے اپنی شانِ محکمہ سے بہت خوبصورت اور مفید انداز میں اس کی تشریح کی ہے۔

(۶) آسانی شریع عقائد و خیالی آپ جس وقت اپنے گاہوں میں درس دیتے تھے اس وقت کے تلامذہ نے شرح عقائد و خیالی کے فادات آپ سے تعلیم کیے۔

(۷) افادات حلیم راقم نے یہ مختصر رسالہ جو کہ بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح اور مسلم شریف کے باب النہار و اکبر پر مشتمل ہے اور ساتھ ساتھ حضرت صدر صاحب کی مختصر شرح بھی اس میں شامل ہے، شائع کیا ہے۔

آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں جسے صاحبزادہ مولانا فضل محمد ایمان دارالعلوم دیوبند میں مدرس ہیں اور دو بے دو صاحبزادے محمد اطمین اور عبدالحق تجارت وغیرہ سے ولادت ہیں۔

ان کے منسلک ہونے کا ذکر بھی سورج جانتے کیلئے حدیث بعد السنہ سے ملے گا صاحبزادہ محمد ایمان دارالعلوم دیوبند۔

سفر آخرت | ۶ جنوری ۱۹۷۲ء کو آپ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے آپ کا نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں کا تعداد میں علماء، صلحاء، مصلحانہ اور عوام ائمہ اس نے شرکت کی۔ رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی محمد علی سواتی رحمہ اللہ

نام و نسب و جائے پیدائش | مولانا محمد علیؒ ۱۹۱۹ء کو جناب خیریت اللہ صاحب نام و نسب و جائے پیدائش کے گھر موضع نوازہ شیکر ضلع سوات مالکانہ ڈویژن میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اور اساتذہ | آپ نے ابتدائی تعلیم سوات میں حاصل کی آپ کے اساتذہ ہیں مفتاح الدین صاحب کے استاد گرامی نمایاں ہیں۔ ان حضرات سے آپ نے مطول فقہ اہل اہل شریعت عقائد، کافہہ اور شرح جامی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

اعلیٰ تعلیم اور اساتذہ | اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ۱۹۴۲ء میں آپ مظاہر العلوم بہاولپور (ہند) تشریف لے گئے، وہاں آپ نے تین سال تک مزید تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث سے فراغت کا سند حاصل کی۔

دورہ حدیث میں آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا محمد زکریا صاحب، حضرت مولانا عبدالحق صاحب، کامل پورٹی صدر الدرسین مظاہر العلوم اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہتم مظاہر العلوم جیسی نابھ مرادگار ہستیاں شامل ہیں۔

تدریسی خدمات | فراغت کے بعد ایک سال آپ نے دارالعلوم بہاولپور میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، تقسیم ہند کے بعد جب اپنے وطن پاکستان آ گئے اور حکمت آباد چار سہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو کہ آٹھ سال تک جاری رہا۔ ۱۹۵۵ء میں بحیثیت مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آپ کی تفریحی ہوائی اور آخری دم تک یہاں سلسلہ تدریس جاری رہا۔

اولاد آپ کی اولاد میں مولانا محمد احمد، مولانا عبدالکرم اور مولانا صدیق احمد شامل ہیں۔ دارالعلوم حنفیہ کے فاضل ہیں۔

فقہی مقام آپ اپنی وقت کے نامور فقہ تھے۔ ہدایہ آخرین جیسے مشکل کتاب پر مباحثہ میں خاص مہارت رکھتے تھے جس کی وجہ سے دور دراز کے طلبہ آپ سے ہدیہ پڑھنے کے لیے جامعہ دارالعلوم حنفیہ آئورہ شمل آتے تھے۔ آپ اپنے وقت میں ایک خاص طبقے کے اندر غنت کے امام سمجھے جاتے تھے۔

فت کے علاوہ آپ علم معانی اور علم غور سے بھی خاص شغف رکھتے تھے۔
سفر آخرت آپ کو احوالِ شمسہ کو آپ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ آخرین آتے اور اس سے فارغ ہو کر اچھڑی رہے تھے کہ دول کا دورہ پڑا اور کتاب ہی پر سہ رکھ کر بیٹھ گئے اور دوبارہ نہ اٹھ سکے۔ یوں آپ اہل برس کی عمر میں آپ اپنی رب کے پاس پہنچ گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃً وسیعۃً

حضرت مولانا مفتی قاضی النور الدین صاحب مدظلہ

نام و نسب مولانا قاضی النور الدین صاحب قاضی زین العارفین کے گھر سے تھے اور کٹر دیندار تھے۔ آپ بیہ ایم تھے قاضی زین العارفین صاحب قاضی لطیف الدین کے فرزند تھے نسب کے لحاظ سے آپ سنی مذاہب میں سے ہیں۔

نمائندگی پس منظر قاضی صاحب کی عمر برسات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، آپ نے بابا و اجداد علمی خانہ سے اچھی شہرت کے حامل رہے ہیں۔

قاضی صاحب کے آباؤ اجداد اشاعتِ دین کے لیے مدینہ منورہ سے نکلے اور بلخ، بخارا میں علم دین کی روشنیوں میں بھرتے ہوئے فرغانہ کی طرف چلے گئے۔

آپ کے آباؤ اجداد اپنی علمی بصیرت کی وجہ سے طبعی الدین بابر کے دربار میں نمایاں مقام پر پہنچے اور ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو قاضی صاحب کے اسلاف منصبِ قضا

ہر فائز تھے۔

پہلے افغانستان اور پھر خلیفہ الدین بابر کے ساتھ ہندوستان آنے کے بعد آپ کے اسلاف مختلف ادوار میں منصب قضا پر فائز رہے اور حق کی اشاعت کرتے رہے۔ بابر کے لیے مختلف خدمات اور دوا دیوں کی وجہ سے بابر کے دربار میں صاحب مقام لوگ تھے۔ قاضی انور الدین صاحب خود بھی منصب قضا پر فائز تھے اور کورہ خشک میں اپنے فرائض بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

ابتدائی تعلیم | آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز اکورہ خشک ہی سے کیا اور دارالعلوم خانہ میں عصری تعلیم کے شعبہ "تعلیم قرآن سکول" سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ تعلیم القرآن مکمل میں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے مدبر متعلم القرآن میں جاری کردہ "درجہ عربیہ" مولانا قاضی حبیب الرحمن صاحب فاضل دیوبند سے پڑھا۔ اس درجہ میں صرف نحو، منطق، فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں پڑھانی جاتی تھیں، یعنی ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں۔ کافہ شرح جامی اور ہدایہ الحکیم وغیرہ اکورہ خشک ہی میں حضرت مولانا سید محمد کرم علی شاہ المعروف بابا چاگل صاحب سے پڑھیں۔

اساتذہ کرام | آپ کے ابتدائی اساتذہ کرام مندرجہ ذیل ہیں:-
(۱) شیخ غلام سید صاحب، (۲) شیخ محمد صاحب، (۳) شیخ غلام بیگ صاحب، (۴) شیخ عبدالمطیب صاحب۔

یہ حضرات تعلیم قرآن سکول میں آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں آپ کے والد ماجد مولانا قاضی زین العارفین صاحب قاضی حبیب الرحمن صاحب حضرت مولانا سید مبارک شاہ صاحب اور شیخ عبدالحکیم صاحب قلیل ذکر ہیں۔

قاضی صاحب نے فارسی نظم کی کتابیں مثلاً گلستان، بوستان، چھند لعلی، سکندر نامہ، یوسف زلیخا اور شہنوی مولانا روم وغیرہ شیخ عبدالحکیم صاحب سے پڑھیں۔

آپ نے دورہ حدیث شریف دارالعلوم خانہ سے مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی، علم حدیث میں آپ جن حضرات سے فیضیاب ہوئے ان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق

صاحب، صدقہ المدینین مولانا عبد الحلیم زردوئیؒ اور مولانا مفتی محمد یوسف صاحب کے اسلئے
کامی قابل ذکر ہیں۔

تدریسی خدمات | فراغت کے بعد ۱۳۲۷ء میں آپ کا دارالعلوم حقانیہ میں بیجا پختیت
مدرس و نائب مفتی تقریر، ملاحظہ بعد میں مفتی مقرر ہوئے۔

قاضی صاحب نے افتاء میں مولانا مفتی محمد یوسف صاحب، مولانا عبد الحق قندھاریؒ
اور مولانا عبد الحلیم زردوئی صاحب سے استفادہ کیا ہے۔ ۳۰ جزئی تدریس میں آپ نے صرف
نوا فقہ، اصول فقہ، علم معانی اور علم بیان کی کتابیں پڑھائیں۔ بیجا پختیت مدرس مفتی تفریباً
دس سال آپ نے مادہ علمی دارالعلوم حقانیہ کی خدمت کی۔

افتاء و قضاء | قاضی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کے دوران ہی افتاء کا
کام شروع کر دیا تھا، اُس وقت سے لے کر تادم تحریر بندگانِ حلقہ کے سنا زماں کو قرآن و سنت
کی روشنی میں حل فرما رہے ہیں، آپ یہ سب خدمات بلا معاوضہ انجام دیتے ہیں اور مقصود صرف
رہلئے اللہ ہے۔

انداز فتویٰ | آپ کے اکثر فتاویٰ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب کے فتوؤں سے ماخوذ
ہیں۔ کچھ وقت تک قرآن میں مولانا مفتی محمد یوسف صاحب کے تحریر کردہ
فتوؤں کو برسرِ میں درج کرتے تھے، بعد ازاں ترقی دے کر آپ کو مفتی مقرر کیا گیا، لہذا بیان
میں آپ پر مولانا مفتی محمد یوسف صاحب کا اثر زیادہ ہے لیکن آپ اپنی ذمہ داری پر بھی نظر رکھتے
ہیں۔ اب بھی علاقے میں آپ کے فتویٰ اور فیصلے کو اہمیت دی جاتی ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ فتاویٰ میں آپ کے مباحثوں کے کلمے ہستہ فتاویٰ کا ایک ٹراؤنچرہ شامل ہے۔
۱۳۸۸ھ میں بعض ناواقی مجاہدین اور معاشی تقاضوں کی وجہ سے از خود جامعہ دارالعلوم حقانیہ
سے الگ ہو گئے۔

تعمود و ملوک میں آپ سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہر مولانا
بریلویؒ۔ حیدر اعظمی صاحب مہاجر مدنی مدینہ منورہ سے پہلی مرتبہ جب اکوڑ و ٹنگا قرآن
لائے تو آپ نے ان کے دستِ حق پرست بریلوی کی، اور مریدی کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز پانچ سال کی عمر میں اپنے والد محترم سے کیا اور
ابتداءً ہی تعلیم اہل انساب میں پڑھنے کے بعد غرضیہ علم کے لئے دارالعلوم حجازیہ شریف
اسوات میں داخل ہوئے اور یہیں سے ۱۹۶۷ء میں سند اخذ حاصل کی۔

اسندہ کرام | آپ نے اپنے والد مجرم کے علاوہ بہت سے دیگر سادہ فرائض سے اعظم کی بیاسی بھائی شربت و غور مولانا بنارس خان سے چرمی شرح ملایا مولانا عبدالمطیف صاحب سے معتقودات مولانا بہادر صاحب عرف بارتونک مولانا صاحب اور مولانا محمد نذیر صاحب حق صاحب کلیمپوری سے اور ہم بلافت مولانا علی محمد بولانی سے حاصل کیا۔

سیرت فرشتے کے بعد آپ نے ایک سال جامع مسجد رضوی میں اور دو سال، رنگشہ میں گزارے، اس کے بعد کشتہ کر جامعو دارالعلوم نظامیہ اکوڑہ ٹنگ میں بحیثیت مدرس آپ کی تقریریں اور سات سال تک علم و فضل کے عقائد کیجئے رہے۔ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب برتیری رحمانہ کے جامعہ دارالعلوم نظامیہ سے چلے جاتے۔ کئے بعد افتاء کی اہم دوسرے ادارے بھی آپ کو سونپ دی گئی، فتویٰ دینے میں آپ بہت زیادہ استیلا سے کام لیتے تھے، اور خوب غور و خوض کے بعد فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب
نقشبندی رحمہ اللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔

تصانیف | مولانا سید وحید نے درسی و تدریسی کئی ساٹھ ساٹھ تصانیف تصانیف

اور یہ کہ مرہ سے شیخ طوسی مانگتی تھی آپ کو اسے ازنی اسناد اور اجازت حدیث سے نوازے۔

اساتذہ | آپ کے اساتذہ میں ولی کامل حضرت شیخ الحدیث مولانا ماجلی صاحب حضرت مولانا عبدالحکیم زردوئی، شیخ المنصور حضرت مولانا احمد علی دہرئی، انور شاہ حضرت مولانا نصیر الدین غوث غشتی وغیرہ اکابرین شامل ہیں۔

تدریس | تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۵۸ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ ہی میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور بعد ازاں صلاحیتوں کی بدولت ابتدائی کتب سے کتب حدیث کی تدریس تک پہنچ گئے جو کہ آج تک جاری و ساری ہے۔۔۔ درجہ و تدریس کے

ساتھ ساتھ ۱۹۵۹ء میں آپ نے ماہنامہ الحق کے اے ایم سے ایک ویڈیو علمی بریلے کا آغاز کیا جسے بہت جلد ہی ملک اور بیرون ملک مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی اور تاہم تحریریں آپ ذاتی سے جاری ہے۔

تحریکات اور ملی خدمات | درس و تدریس کے ساتھ آپ نے مختلف تحریکات میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ صدر محبوب خان کے دور حکومت میں جب ان کی اہم کے والی ڈاکٹر فضل الرحمن کے قتلے نے مراٹھا یا قرآپ نے اس کا بھرپور تعاقب کیا جس پر ماہنامہ الحق سے ملے شائع شدہ آپ کے ادارے نے دال ہیں۔

۹۴۔ میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ نے اس تحریک میں اپنی والدہ خرم اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور دوسرے اکابر عہد کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حضرت مفتی صاحب نے قومی مجلس میں اس مسئلہ کی ترجیحی کرتے ہوئے ”قانونت کے بارے میں ملت اسلامیہ کا موقف“ جو سنایا تھا اس کا اکثر حصہ آپ ہی نے لکھا تھا۔

۹۵ء میں جب تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی تو اس میں بھی آپ نے قیادہ کردار ادا کیا جس کی پاداش میں آپ نے بری فوج جیل میں قید و بند کی صعوبتیں خود بخود پیشانی برداشت کیں۔

تصنیف و تالیف | ادبی، سیاسی اور دارالعلوم کی انتظامی ذمہ داریوں کے برہم کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی نمایاں کردار ادا

کیا ہے، آپ کی خدمت میں ذیل تصانیف عام میں سے مدقبول ہیں۔

- (۱) قادیانیت کے بانیوں میں سب سے زیادہ اہمیت کا مقام (۱) شریعت بدلنا مفسر کرنا
(۲) کلمہ دہانی آخرت (۳) قوی دینی میں اسلام کا محرک دین اسلام اور عصر حاضر
(۴) دعوت حق ۲ جلد (۵) نظام اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی
(۶) شرح شامل ترمذی۔

انداز فتویٰ درس و تدریس، ماہنامہ الحق کی ادارت اور دیگر معارفیات کے باوجود آپ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے پوچھے گئے مسائل کے جوابات بھی دیا کرتے تھے، انکی آپ کے اکثر فتاویٰ مفت روزانہ خادم الدین اور دینی جہان شائع ہوتے رہے ہیں۔۔۔ جس طرح آپ کی طبیعت تحقیق پسند ہے تو وہی رنگ آپ کے فتاویٰ پر بھی غالب ہے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ عربی اور اپنے موضوع کے حامل پبلوں کو شامل مکتے ہیں۔

اسی حوالہ سے آپ کے چند اہم مضامین: اقتضایا حدود و تولد فی غارہ فی انصاریہ، حق، حقوق، انسانی اور خصوصاً خواتین کے حقوق وغیرہ پر ماہنامہ الحق میں شائع ہوئے ہیں۔ جو کہ افادہ عام کے لیے "فتاویٰ حقانیہ" میں بھی شام کیے گئے ہیں۔

سی سی خدمات (۱) درس و تدریس، تصنیف و تالیف، ماہنامہ الحق کی ادارت اور دارالعلوم سی سی خدمات کے انتظامی امور کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست میں بھی آپ نے اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔ مثلاً ۱۹۷۹ء میں جب اکابرین جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دین حضرت مولانا مفتی محمود اور مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کو عام انتخابات میں حصہ لینے پر مجبور کیا تو آپ (مولانا صاحب) نے عبورِ رخصت لیا اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کی تمام امتحان میں کو اپنی ضرورت و ملازمتوں سے کامیابی سے ہٹا کر کیا، حضرت شیخ الحدیث صاحب کی کامیابی کے بعد فتویٰ اہل میں مدنی کاروانی بھی پروانہ آپ ہی پر پلائے رہے، تیار یک التوا کے قرار دادی اور ۱۹۸۹ء کے آئین میں لایمیشن کر کے میں بھی پیش پیش رہے۔

جزئی نمونہ ماہی مرحوم کے دورِ مارشل میں آپ کو ذاتی مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا تو رقوم و مقررہ و دفعہ و دیت اور اعتبار قادیانیت، ترمذی، کافرانہ اور ان میں پیشہ اسلامی

شعور اور رعایت کا حصول آپ ہی کی مشابہت روزِ جدوجہد کی بدولت ممکن ہو سکا۔ اور جب (۱۹۸۵ء میں) سینٹ آف پاکستان کے آپ ممبر بنے تو آٹھ سال کی طویل تاریخی جدوجہد کے بعد سینٹ سے شریعت بل منظور کروایا۔

اسلامی جمہوری اتحاد کا قیام | مملکتِ خدا دارِ پاکستان پر جب سیکورزم کے غم کے غمیں مانتے دوبارہ پھلنے لگے تو اس کے تلوار کے لیے آپ ہی نے اس وقت اسلامی جمہوری اتحاد کی تیار رکھی جس میں نویاسی و مذہبی جماعتیں شامل ہوئیں اور جسفہ طویل پر آپ کو اس اتحاد کا سینئر نائب صدر منتخب کیا گیا۔

متحدہ علماء و نسل کا قیام | ۱۹۸۸ء میں جب بینظیر کی حکومت قائم ہوئی تو آپ نے یہ تحریکوں کے علماء اور اکابرین کو جمع کیا جس کی بدولت نسوانی حکومت کا قیام ممکن ہو سکا۔ **متحدہ دینی محاذ کی تشکیل** | بھارت میں جب بارہوی مسجد کے اندھکام کا خروش ہوا تو آپ نے اپنے ۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ایک بار پھر تمام دینی جماعتوں کے قائدین کو جمع کر کے متحدہ دینی محاذ کی تشکیل کی۔

تحریک تحفظ مدارس دینیہ | ۱۹۹۳ء میں جب بینظیر حکومت نے مدارس دینیہ کے خلاف بدیہ بنیادارات لگائے، مدارس کی انگوٹریاں اور تحقیقات کرانے کا سلسلہ شروع کیا تو مولانا صاحب نے یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو تمام کاتب فکر کے علماء اور ادباء کو جمع کر کے تحریک تحفظ مدارس دینیہ قائم کی اور حکومت کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

اب چھوٹے بڑے شریعت کی فوجی حکومت اور اس کے ناخوابت اندیش وزراء نے اہم کیوں خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مدرسہ دینیہ کے خلاف ہم شرع کی تو اسی مروجہ بدیہ نے ۳۰ دسمبر ۲۰۰۲ء کو دارالعلوم حقانیہ میں تمام مدارس کے مہتممین کو جمع کر کے منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔

۱۹۹۹ء میں ملک میں فریادوں کے آنے لگے۔ بھڑک اٹھی اور ملی کچھتی کو نسل کا قیام [موتی سلج پر اس کی کتے نہروں اور ڈار کی تکمیل کی سازشیں شروع ہوئیں۔ تو اس نازک اہمیت میں آپ ہی نے ان میں سے کسی اور نہروں کو ایک پیش قدمی پر پیچھے رکھ کر ملی کچھتی کو نسل کا قیام کیا۔

۱۹۹۹ء میں جب نواز شریف نے ریفرنڈم کے لیے ہونی کوڑا تھا اس کی اپنی ڈی [تھے نہ صرف اپنے زوارہ جامہ دار اور ملک و تقابلیت اس کی غیبت میں مدلل شہر کی فتویٰ شائع کر کے زفون رت سینٹ اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ممبران میں تصدیق کروایا۔ غورہ میں ۱۹۹۹ء کو تمام ریفرنڈم جماعتوں کی ان پارٹیز کو غرض ملک کر کے اس ناپاک سازش کو ناکام بنادیا۔

دفاع افغانستان و پاکستان کو نسل کا قیام [جہاد افغانستان اور تحریک ملی بون میں حضرت مولانا سید امجد علی صاحب کا قیدی کر داری سے ملتی تھیں کہ وہوں نے ان جہاد میں قاتلانہ کردار ادا کیا۔ وہ کر رہے ہیں ان کے لئے تحریک ملی بون میں شامل عناصر اور ان کے قائدین کے نہ صرف ملی بون بلکہ اسلام آباد کے تمام کوشش سے جہادوں کی تمام میں علماء اور طالبان بیکر آپ کے بارہ دست ساز کردہ ہیں۔ آج سے تقریباً ایک سال قبل جب امریکہ نے افغانستان پر پابیاں لگانے کا فیصلہ کیا تو مولانا صاحب نے ملک کی تمام ریفرنڈم سیاسی جماعتوں کے مرکزی قاریوں کو دعوت عامہ میں جمع کیا۔ اس موقع پر اس کی دستاویز اور سامراج کے خلاف امریکہ کے ساتھ ہوئے دفاع افغانستان و پاکستان کو نسل کا قیام کے قیام کا اعلان کیا اور اتفاق رائے سے مولانا صاحب کو اس کو نسل کا قیام میں نام دیا گیا۔

مسودہ کے خلاف آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد [پاکستان کے علی مدنی ایسے سہرہ پر کاروں نے حکومت کو۔۔۔ جون ۱۹۹۹ء تک سرور کا نظم حکم کے حکم دیا تو حکومت نے حسب سابق اس سلسلہ میں بہت واصل کی پالیسی اختیار کر لی شروع کی تو مولانا سید امجد علی مدنی نے

کی انتظامیہ نے آپ کو بہادر و راری سوچیں تھی۔ رجسٹر میں درج شدہ فتاویٰ کے مطالعہ سے آغاز ہوتا ہے کہ آپ نے اکثر میراث کے مسائل کے جوابات دیئے ہیں جو کہ میراث میں آپ کو مکمل طور پر حاصل تھا۔

بیعت و سلوک تصوف و سلوک میں آپ نے حضرت مولانا خواجہ عبدالغفار صاحب مدنی از رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی جو تاجی طور سے ہی عرصہ میں حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو خلافت سے فخر کیا۔

تصانیف آپ کے زیادہ تر وقت تدوین میں گذرے تھا اس لیے آپ تصانیف تصانیف کی صرف بھر پور توجہ نہ دے سکے لیکن اس کے باوجود آپ نے منطق کی ابتدا کی کتاب ایسا خوبی پر کچھ تعلقات بھی بنائے جو اوقات پاروئی کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ سیرت میں نیز انامہ شریف، کتاب بھی جو آپ کی حیات میں تو شائع نہ ہو سکی البتہ بعد از وفات شائع ہو چکی ہے۔

حضرت مولانا مفتی غلام الحسن صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مفتی غلام الحسن صاحب ایک سادہ گوشتاں کے تھے جو چارلس میں آپ ہوا ہے ۱۹۰۹ء کو وضع ماسٹر کی تحصیل اؤ کے محققہ علاقے جلیں میں پیدا ہوئے اس وقت صاحب کے کچھ بچے اور آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین کو سنت پرانی ہی علوی جلیں میں حاصل کی، پھر مذہبی کتب تحصیل کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآنی علوم میں صاحب مدظلہ سے استفادہ کیا قرآن کریم کو حفظ کر لیا، عربی علوم کی تحصیل کر لی، اوس سال کا عرصہ جامعہ فرقانیہ ڈوبینڈی میں گذرا اور اسی تعلیم کے لیے لکھنؤ میں بزم صغیر کے دہلویہ تالیف ماہور علامہ مفتی زکریا گورکھپوری میں داخل کیا، درعمر ۱۶ سال تک، واسلام میں وہ کہ علوم دینیہ کی تعلیم کی، دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ نے دہلوی تعلیم کی تحصیل بھی جاری رکھی اور ۱۹۳۵ء میں میٹرک پاس کر لیا، پھر انیس سال کے وقت مدنی مدرسہ میں داخل ہوئے، حضرت اور مدھیہ کا مشاغل پاس کیا اور مدھیہ کے مدرس میں سے تیسری پوزیشن حاصل کی، ۱۹۳۸ء میں جامعہ انورہ مدھیہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے مدھیہ کی تعلیم حاصل کی۔

ساتھ ساتھ آپ علوم دھرم سے بھی فقیہ اب بھوتے رہے، چنانچہ شمس الدین پشاور یونیورسٹی سے بی اے اعلیٰ میں ایم اے اسلامیات اور شمس الدین علامہ اقبال ایڈین یونیورسٹی سے ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔

اساتذہ حدیث [آپ کے حدیث کے مشائخ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دہلوی، مولانا عبدالحق صاحب دہلوی، مولانا محمد علی سواتی صاحب دہلوی، مولانا مفتی محمد فرید صاحب دہلوی، مولانا محمد حسن جان صاحب دہلوی، مولانا مسیح الحق صاحب دہلوی اور مولانا انوار الحق صاحب جیسو، اور ہسپتالی شامل ہیں۔

تدریسی خدمات [دارالعلوم حقانیہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۷ء میں آپ نے تدریسی خدمات دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دہلوی سے ہی تدریس کا آغاز کیا، آٹھ سال بعد بس نفاسی کی تدریس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی شفقت سے جامع تفسیری جلد ۱، اور منہج فاسفی کی تدریس آپ کے حوالہ کی گئی اور ۱۹۶۸ء میں مستقل طور پر منہج فاسفی کی تدریس کے لیے تدریس آپ کے سپرد کر دی گئی تدریس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے ناظم تعلیمات، ناظم مفتی اور شعبہ تخصص فی فقہان ملای دہلوی کے نگران بھی رہے۔ اور سند میں آپ پشاور میں اپنے قائم کردہ دینی ادارے جامعہ عثمانیہ نشریات لے گئے۔

افتاء [۱۹۷۹ء میں دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کی ذمہ داری سنبھالنے کے ساتھ ساتھ فتویٰ نمونی کا فریضہ بھی آپ کو سونپا گیا۔ ابتداء میں حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے ہاتھ کے کلمے ہوئے فتاویٰ دہلی میں درج کرنے کی ذمہ داری تھی، بعد ازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے حکم پر خود فتویٰ لکھنا شروع کیا۔

تصانیف [۱) حقیقہ کی شرعی حیثیت (۳) حیات بیلانی (۴) دارالعلوم حقانیہ سے جامعہ انہر تک سفر نامہ ۵) نمونہ یورپ سے لے کر شریعی حیثیت وغیرہ اپنے موضوع کے لحاظ سے مفید و محکم کی حامل ہیں۔ آج کل آپ ماہنامہ "العصر" پشاور کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی سیف اللہ ششم خان صاحب مدظلہ

نام و نسب مولانا مفتی سیف اللہ خاں صاحب ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ کو جناب مولانا صاحب کے گھر واقع سائرہ ٹھکانی تحصیل و ضلع کنہرہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم اسلامیہ کنہرہ میں حاصل کیا اور دودھ حدیث اور اسلامی تعلیم کے لیے ایشیا کی تعلیم اسلامیہ کنہرہ سے دارالعلوم حقانہ کراچی کے لیے آئے۔ آپ نے لکھنؤ میں دودھ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ کرام آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا الحدیث مولانا عبدالحی صاحب مولانا عبدالحی صاحب مولانا محمد علی صاحب مولانا مفتی محمد فرید صاحب مولانا سید علی شاہ صاحب مولانا عبدغنی دیوبند صاحب مولانا اسماعیل صاحب مولانا مفتی محمد یوسف صاحب دارالعلوم حقانہ کراچی شامل ہیں۔

تدریس فراغت علوم وغیرہ کے بعد آپ نے دارالعلوم حسینہ بیروانشاہ میں درس و تدریس کا سہارا دیا اور فوراً کوہ پھلا میں مدرسہ معرفت ہو گئے۔

افتاء کچھ عرصہ دارالعلوم حسینہ میں گزارنے کے بعد دارالعلوم اسلامیہ کنہرہ تشریف لائے جہاں تدریس کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن و احادیث کی تالیفات جاری ہیں۔

دارالعلوم حقانہ میں تقریری آپ نے مولانا مفتی الحق صاحب کراچی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب دارالعلوم حقانہ میں تدریس کا کام

سنبھالا۔ کچھ عرصہ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب اور دیگر محققان کے ساتھ معاون مفتی اور بعد میں مستقل مفتی کے طور پر خدمات سنبھالیں۔ اب تک ہزاروں فتاویٰ آپ کے قلم سے نکل چکے ہیں۔ اور تادم تحریر آپ تیار ہیں۔ یہ فریضہ بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

بیعت آپ نے رئیس المشائخ حضرت مولانا خواجہ عبدالحکیم صاحب مدظلہ کے دست حق پرست پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمائی۔ دوران کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ نواز حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ سے بیعت فرمائی۔



حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم کلاچوی

آپ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کے ہاں فیروز سنیل خان کے سلسلہ نسب پر مشہور معروف کلاچوی میں پیدا ہوئے۔
آپ کے سلسلہ نسب سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نجیب العظمیٰ اور ایک عظمیٰ گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔

ابتدائی تعلیم | آپ بچپن ہی سے تعلیم کے شوقین تھے اس لیے آپ نے بچپن ہی میں اپنے والد صاحب کے قائم کردہ دینی مدرسہ "عظیم المدارس کلاچوی" سے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا، زیادہ تر کتابیں اپنے والد صاحب ہی سے پڑھیں، ان کے ساتھ ساتھ دوسرے اساتذہ کرام سے بھی کتب فقہیہ پڑھیں۔

دینی تعلیم کے لیے ایشیاء کی عظیم دینی یونیورسٹی "دیوبند" ہائی ہاء مدرار العلوم تقابیر ائمہ شریعت لائے، ورشستر میں بیان سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، تحصیل کی کتابیں جامہ و قاسم العلوم ملتان میں حضرت مولانا مولیٰ خان صاحب سے پڑھیں، اس کے بعد انھیں فی الفہم الاسلامی وفاقہ سے سینہ جامعہ علوم اسلامیہ عظیمہ جنوری قانون کراچی شریعت لے گئے اور وہاں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹوٹکی سے استفادہ کیا۔

اساتذہ کرام | آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد تقی صاحب رحمہ اللہ شیخ الامام علامہ شمس الحق صاحب اقباقی بریلوی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب بریلوی حضرت مولانا عبدالعظیم صاحب زرہ بولی بریلوی اور آپ کے والد محترم حضرت مولانا قاسمی عبدالحکیم صاحب کلاچوی کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

درس و تدریس | فراغت کے بعد آپ نے جامعہ دارالعلوم حنفیہ کوٹلہ تنک ہی سے درسی و تعلیمی کا آغاز کیا اور پندرہ تین سال تک جاری رہا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نائب مفتی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ غائبوال کی مشہور دینی درسگاہ میں بیحدت حدیث اور میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سال گزارنے کے بعد آپ جامعہ اقریب اسلام آباد تشریف لائے یہاں بھی آپ صرف ایک سال رہے۔ اس کے بعد آپ اپنے والد صاحب کے قائم کردہ مدرسہ مخم الدار سے کھل چھپنے گئے۔ اندازاً ۱۹۶۴ء میں تدریسی خدمات سرانجام دیے رہے ہیں۔

بیعت و سلوک | ۱۹۶۶ء میں آپ نے حضرت علامہ شمس الحق اعظمی صاحب سے بیعت کی، ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا امین احمد صاحب سواتی سے بیعت اور اصلاح نفس کا تعلق راہبہ ترقی۔ ان کے انتقال کے بعد شیخ الشیخ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ بچاڑ حضرت علامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسنی صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالحق قندھاری

آپ کا شمار بھی جامعہ دارالعلوم حنفیہ کے جلیل القدر علما میں ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے جامعہ کے دارالافتاء میں بھی بہت خدمت کی اور آپ کے علم سے بیگانوں سے جاری ہوئے۔ آپ کے فرائض نہایت تحقیقاً ہیں۔ آپ کے قلم سے ملو پہلے کہ آپ افغانستان کے صوبہ قندھار کے رہنے والے ہیں۔ کوشش و تلاش بسیار کہ باوجود آپ کے مزید مدت کا پتہ نہیں چل سکا اس لیے صرف نام پر ہی اکتفا کر لیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محبوب الرحمن صاحب

پیدائش آپ مؤرخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۵ء کو حکیم عبدالرحمن کے اہل زینت و ذمہ داری طبع مردان میں پیدا ہوئے۔

تعلیم ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ضلع میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۳ء میں یہاں سے سند فراغت حاصل کی۔
اساتذہ حدیث اساتذہ حدیث میں آپ نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید صاحب جالندہ، مولانا عبدالحلیم صاحب زروڑوی رحمہ اللہ، مولانا مفتی محمد قریب صاحب مدظلہ جیسے بھارت سے کسب فیض کیا۔

درسی و تدریسی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں مدرس مقرر ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے دارالافتاء میں نقل فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ کے سپرد کر دیا گیا۔

انداز فتویٰ چونکہ آپ اکثر نقل فتاویٰ کا کام کرتے تھے اس لیے از خود فتویٰ نہیں لکھتے بلکہ ان کو کم ہی موقع ملتا تھا لیکن جو فتاویٰ آپ کے قلم سے صادر ہوئے ان میں آپ کی کوششیں یہ رہی کہ جواب مکمل، مفصل، مدلل اور باحوالہ ہو، جی وجہ ہے کہ آپ نے جواب میں سلیبس انداز اختیار کیا ہے جو کہ انتہائی عام فہم ہے اور ہر خاص و عام اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔



حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدنی

نام و نسب اور مولد مولانا رشید احمد صاحب مدنی حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے کچھ زریں خلق مولانا میں ۱۹۵۵ء کو پیدل ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد چھ پشتوں سے اسلام کی ترویج و اشاعت میں ہرگز کم عمل چلے آ رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں علم و معرفت اور رشد و ہدایت کی روشنی بھیلانے ہوئے ہیں۔

ابتدائی تعلیم آپ نے بنی تعلیم کا آغاز دیشیاد کی مشہور رحمت و رحمہ دینی کالج اسلام آباد سے کیا اور یہیں سے فارغ ہوئے۔

بہال پور آپ کو انتہائی قابل اور شفیق و مہربان استاد فاکرم علی خان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا حیدر الحق صاحب، حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب ندو بوٹی وھو نور آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب، حضرت مولانا رحیم الحق صاحب، حضرت مولانا انوار الحق صاحب کے اساتذہ کرامی قابل ذکر ہیں۔

افتاء ادبی نقطہ سے فراغت کے بعد آپ نے فتویٰ نویسی اور افتاء میں اپنے والد بزرگوار سے مولانا مفتی محمد فرید صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا اور دواعلوم ہی میں منصب افتاء پر فائز ہوئے اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کھنکھ و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا جو کہ بیس سال تک جاری رہا اس دوران ہزاروں کی تعداد میں طلباء پر علوم ہدیہ آپ سے مستفید ہوئے۔

بیعت و سلوک آپ نے اپنے والد بزرگوار مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے دستِ حق پرست سے بیعت و سلوک میں بیعت کی اور انہی کے جلفہ بجا رہی ہیں۔

تصانیف ادبی و تدریسی کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور کافی مفید کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں آپ کی گرانقدر تالیفات نہ صرف مسائل کے نام سے شائع ہو چکی ہے بلکہ مقبول خاص و عام ہے۔ اس کے علاوہ مفید و ناغینے اور ذیابعد السنہ وغیرہ بھی آپ کی مایہ ناز تصنیفات ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب حقانی

(مرتب فتاویٰ حقانید)

نام، نسب و مولد: آپ ۲۳ مارچ ۱۹۶۹ء کو بنجاب صوبہ صاحب القاد صاحب نے ہاں جو ایدہ
انگلستان میں پیدا ہوئے آپ کا خاندانی تعلق بوسٹرز خاندان سے ہے۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے بڈل تک عصری تعلیم گزرنے کے بعد سکول جہانگیر سے حاصل
کی اس کے ساتھ ساتھ اپنے علاقہ کے حیدر عالم دین مولانا عبدالحق
صاحب مدظلہ فاضل دیوبند سے صرف و نحو کی ابتدا کیا جس میں بڈل کے بعد
حضرت الاستاذی کے مشورے سے مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جون ۱۹۷۵ء میں
جامعہ اسلامیہ بنوری مانڈاں لالہ چلے گئے اور فروری ۱۹۷۶ء میں وہاں دینی تعلیم
کی تکمیل کی، اس کے بعد انھوں نے انجمن اسلامیہ دارالعلوم حقانہ
اکوڑہ خشک میں داخلہ لیا اور مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب مدظلہ کے زیرِ نگرانی فتویٰ نویسی
سیکھتے رہے، جمعہ سے فراغت کے بعد پشاور یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ میں
ایڈنس (ماسٹر) کی ڈگری حاصل کی۔

تدریسی خدمات: ۱۹۹۶ء میں جامعہ مظہر العلوم قادریہ قندھار و حیر و موالی، قندھار
نے گئے اور وہاں دو سال تک دیکس و سٹڈیز کے علاوہ افتاء
کی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔ بعد ازاں جامعہ دارالعلوم حقانہ سے وابستہ ہو گئے
اور تا دمِ عمر یہ جامعہ دارالعلوم حقانہ ہی میں افتاء اور تدریسی خدمات سر انجام
دے رہے ہیں۔

اساتذہ کرام: آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ خٹک، کراچی ہونا
سیہ صاحب اللہ شاہ، مولانا مفتی غلام الدین شاہزائی، مولانا

منہجی عبادت کے ساتھ ساتھ، مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسلمیہ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا مفتی
علاء الرحمن صاحب جیسے اکابرین کے اعادگاری قابل ذکر ہیں۔

تصنیفی خدمات | درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے بعض اہم موضوعات تحقیقی و فاضل
اور رسائل بھی لکھے ہیں، مثلاً ۱۰۰ اختلافات مطلق اور دو سو بیس بدل گت
شرعی حیثیت ۲ جماعت، انسان کی شرعی حیثیت، ۳ بتوجہ بالمال کی شرعی حیثیت، ۴ اس کے
عدوہ فتاویٰ متغایرہ کی ترتیب نو بھی آپ ہی کے سپرد ہے (۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا
سید اعجاز صاحب مدظلہ کے درسیں ترمیمی کی ضبط و ترتیب بعنوان "اسلام کا نظام
اکل شرب اور مرد و عورتی کے معیار نصاب سو پانچواں اور قابل ذکر ہیں۔

انگریزی ترقی | فتویٰ نویسی میں آپ کافی امتیاز سے کام لیتے ہیں، آپ کے جوابات
اکثر مستندین فقہاء و امام کی عبارات سے مزین ہوتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ
آپ جواب لکھتے وقت حالات و واقعات کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد رفیع فانی صاحب

آپ نورخ ۱۵ مارچ ۱۹۵۲ء کو ضلع صوابی کے مشہور قصبہ زروبی میں منظم اسلام
حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب صدر المدینین دارالعلوم متغایرہ کے اس پیدا ہوئے، مولانا فانی
اپنے گھر ہی میں پڑھنا، بدل تک صحری تعلیم اپنے قانون زروبی میں حاصل کی، دریں ہی ٹوپی ہائی سکول
سے کیا بیچرزی کے بعد جامعہ دارالعلوم متغایرہ میں داخل ہوئے اور قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد
درس نظامی کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی فراغت کے بعد ری ماورائی میں ہی درس مقرر
ہوئے، مدینہ کے ساتھ ساتھ آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ کے زیر سایہ
فتویٰ نویسی کی مشق اور تدریس بھی کرتے رہے، پھر تحفہ فتویٰ دارالعلوم متغایرہ کے دفتروں و مدارس میں
ہیں آپ کے کئی فتاویٰ موجود ہیں جن میں حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ اس کے
ساتھ ساتھ آپ تصنیف و تالیف میں بھی مصروف ہیں، اور کئی کتابیں تشریف فرما ہیں مثلاً شہرہ آفاق ہیں۔

پیش لفظ

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على رسولہ محمد بن المصطفیٰ و

على آله الطيبين واصحابہ الشرف الى يوم الدين۔

تقریب بندے سے پہلے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ زمرہ دارالعلوم دیوبند میں مدرسہ محترمہ رضوان المبارکہ ۱۳۲۵ھ کی سالانہ تعطیلات میں جب اکوڑ ٹنگ تشریف لائے تو جلد ہی تقریب بندہ کا مسئلہ درپیش آیا، جس کی وجہ سے ہر جگہ وحشت و بربریت اور قتل و غارت گری کو بازار گرم تھا، ان حالات کی وجہ سے دیوبند والیں جان آپ کے لیے ممکن نہ رہا پانچویں لفظ ^{۱۳۲۶ھ} مطابق ستمبر ۱۳۲۵ھ کو آپ نے اپنے گھر کے قریب ایک جھوٹی مٹی مسجد میں نوکوا علی اشدہ دس تہذیب کا مسئلہ شروع کیا جو بعد ہی ایک عظیم اسماعیلی درگاہ کی صورت اختیار کر گیا۔

تقریب علم کا یہ مسئلہ اسی مسجد میں شہرت کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر شروع ہوا تھا، اس لحاظ سے جامعہ حقانیہ کی تاسیس دارالعلوم دیوبند کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی ہے کہ اس کی ابتدا بھی ایک مسجد میں علماء کے درخت کے نیچے محمود علم اور محمود علم سے ہوئی تھی مگر اختلافی نیت اور تعلیم کی برکت سے ترقی کرنے کر تے دارالعلوم دیوبند نے بے پناہ شہرت حاصل کر لی اسی طرح حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ و رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کا جامعہ حنائیہ کی خدمات اور شہرہ میں ہر دلعزیزی دیکھ کر اسے دیوبند ثانی کا خطاب دینا بھی اعلیٰ اور قرینیت ہی کا ثمرہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی افہوت کو جریا بہت ہی کم مدت میں جاسد ہوئے لگا اور ملک کے کونے کونے سے علوم و دینیہ کے شائقین طلبہ تحصیل علم کے لیے جامعہ حقانیہ کا انتخاب کر کے یہاں آکر مستفید ہوتے رہے اور اسی طرح علوم انسانی میں سے دین کا جد رکھنے والے حضرات بھی غلط و کتابت اسوال و جواب و استفادہ و افتاء کے ذریعہ اپنے مسائل کے حل کے سلسلہ میں جامعہ حقانیہ سے رجوع کرنے لگے۔

کام میں ہاتھ ملتے رہتے ہیں۔

فتاویٰ کاریگاری | ابتدا ہی سے فتاویٰ کی نقول رکھنے کا اہتمام جامعہ خدا میں موجود ہے اور اس کے سینہ کئی تحریری حضرات دارالافتاء سے جاری شدہ فتاویٰ کو رجسٹروں میں نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ بالمشافہ موالات اور استفتاء کے جوابات کی فولہ کاپیاں بھی دیکھانڈ میں رکھی جاتی ہیں۔

فتاویٰ کا یہ دیکھارہ درجنوں رجسٹروں اور ہزاروں صفحات کی فولہ کاپیوں پر مشتمل ہے اور اعلامیہ حقانیر سے تا دم تحریر جاری شدہ فتاویٰ کی تعداد غلاشبہ ہزاروں سے متجاوز ہو چکی ہے۔ یہ فتاویٰ فقہ، حقائق، حدیث، تفسیر، عصر حاضر کے جدید مسائل اور حوادث و فوژائل کے احکامات پر مشتمل ہیں۔

دارالافتاء کی اہمیت | دارالافتاء کا قیام تمام ترقیاتی اداروں میں اس علوم و نیت سے عمل میں لایا جاتا ہے کہ لوگ اپنے مسائل کا حل یہاں سے بلا فیس طلب کریں اور اپنے تنازعات بغیر کسی تاخیر اور مالی طول کے ختم کرا سکیں۔

ہماری عدالتوں میں تنازعات اور معاملات کے حل کا طریقہ کار کسی سے مخفی نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں روپیہ و کلاہ فیس کو روٹ نہیں وغیرہ جیسے بارگراں کا کوڑھوں پساٹکے کا تحمل استطاعت سے باہر ہے اور اس کے ساتھ طویل مدت تک تار بخول اور جیشیوں سے گزر جانے کے بعد فیصلہ کا انتظار لگ کر نا پڑتا ہے اور نتیجہ پھر بھی دواوری اور انصاف کی شکل میں بڑی رشونت اور مدعی و مدعی علیہ کے مالی مقابلہ کے تابع ہوتا ہے۔

اس کے برعکس دینی مدارس کے شعبہ دارالافتاء میں تنازعات کے تصفیہ کے لیے نہ تو تاریخ پر تیار رہی جاتی ہے نہ کوٹ فیس وغیرہ کا ارٹ کھسٹ ہوتا ہے، بلکہ اسلامی شریعت کے عادلانہ قانون کے مطابق انصاف و عدل قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام میں انصاف خریدنے اور بیچنے کی چیز نہیں۔ اگر لوگ اس کو غنیمت جان کر اور شرعی حکم پر متفق ہو کر ان ماکون اسلامیہ کی طرف رجوع کریں تو لاکھوں پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچ سکتے ہیں۔ مگر انسوئس کہ لوگ اپنی آنا کی جنگ میں ہزاروں لاکھوں روپیہ برباد کر کے مختلف کے سینکڑوں مسائل اور پریشانیوں سر پر افتاء کر عدالتوں میں دھکے کھاتے رہتے ہیں اس دوران ایک تادم سے دیگر کی تنازعات اور اختلافیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

بھلا اللہ جامعہ دارالعلوم خانیہ کا شعیر اقدار اس کام کو بخوبی سرا انجام دے رہا ہے اور فاضل متعزز تنازعات کو فوری نقیض کی باہمی رضامندی سے بہت سی مختصر وقت میں حل کر دیا جاتا ہے اور فریقین خوشی اس فیصلے کو قبول کر لیتے ہیں اور شریعت مطہرہ کی برکات سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

فتویٰ میں احتیاط [انٹری نمبر سی اپنی نوعیت کا اہم منصب ہے اس میں احتیاط سے کام لینا نہایت ضروری ہے اگر علماء امت کا یہی طریقہ چلا آ رہا ہے کہ وہ اپنے تجربہ ملی کے باوجود کتاب دیکھ کر خوب تحقیق کرنے کے بعد سوال کا جواب بصورت فتویٰ دیتے جتنے بھی کھار بنا دیا احتیاط جواب دینے سے گریز بھی کر لیتے تھے۔

جامعہ دارالعلوم خانیہ بھی اپنے اکابرین کے تقاضا قدم پر چلتے ہوئے اس اہم ذمہ داری کی ادائیگی میں کافی احتیاط سے کام لیتا چلا آ رہا ہے۔

زیادہ اہمیت کے حامل فتاویٰ کے حل کے مسئلہ میں جامعہ خدا کے علمدار کا قلم بیخ بیخ سچا اور خوب غور و غرض کرنے کے بعد باہم شفقت ہو کر مسئلہ حل کر دیتے ہیں۔

اختلافی مسائل ملکی سیاسی مسائل اور تنازعہ مسائل میں بڑے استدلال سے فتویٰ جاری ہوتا چلا آ رہا ہے جن پر صدر عدالت الائمہ کی تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔ کئی شخص یا جماعت کی تکفیر یا تقصیق کے بارے میں حلی لاہور کان تمام تر تحقیقات کے بعد ایسا عمومی فتویٰ جاری کیا جاتا ہے کہ وہ حق الوسیع کئی شخص فرد اور جماعت کے بارے میں غلط استعمال نہ کیا جاسکے۔ اکثر استفتائے جواب میں کسی معتمد اور معتبر کتاب کا حوالہ دیا جاتا ہے اور بعض اوقات ایک سے زیادہ کتابوں سے حوالہ دینے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اور بسا اوقات کثرت کاری کے وجہ سے صرف ایک کتاب سے حوالہ دینے پر اکتفا کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح جو سوالات خاک یا دوسرے ذرائع سے دان لیا گیا ہو موصول ہوتے ہیں ان کو اصول پروری طرح منع نہ ہو، اہم اور گہری محنت جو جس سے صورت مسئلہ واضح طور پر سمجھ میں نہ آسکے اور متعقبات اس سے غلط فائدہ اٹھانا چاہے تو ایسے سوالات کو نظر انداز کر کے اس سے دوبارہ مسئلہ واضح طور پر لکھ کر بھیجئے گا کیا جاتا ہے۔

اہم اور متنازعہ استفسارات کی تشخیص کے لیے قلمی بریاف فریقین کو سوال کی وضاحت کے لیے طلب کیا جاتا ہے، خصوصاً تنازعہ مسائل میں فریقین کی ماحولیا کے بغیر جواب

دینے سے گریز کیا جاتا ہے۔

فتاویٰ کی اشاعت | چونکہ جامعہ دارالعلوم مقانیہ کے اس خفاط شعبہ کے جاری شدہ فتاویٰ کی مقبولیت ہر خاص و عام کے دل میں جاگزیں ہو چکی تھی اور جامعہ مقانیہ کے مفسر، مدبر، علماء و کرام اور علماء اہل سنت کی خواہش ہو رہی تھی کہ ان فتاویٰ کا ایک مجموعہ زیرِ ملاحظت آراستہ ہو کہ اس قدر عام کاغذ پر ہے جسے اور ہر کوئی اس سے مستفید ہو۔ ان سب کے اس بے حد اصرار پر جامعہ کے رباب اہتمام خصوصاً حضرت مولانا سید الحق صاحب دامت برکاتہم رحمہم جامعہ دارالعلوم مقانیہ نے ان فتاویٰ کو جدید ترتیب اور تحقیق کے بعد باخود کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کام کے لیے آپ نے جامعہ کے نائب مفتی حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب دامت برکاتہم کو منتخب کیا اور مفتی صاحب نے اپنی فقہی لیسہ دارالافتاء کی مصروفیات کے باوجود اس بارگزار کو اپنے کندھوں پر اٹھائے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

فتاویٰ کی تحقیق و ترتیب | ۱۳۰۹ھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں حضرت مولانا سید الحق صاحب دامت برکاتہم نے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی دارالافتاء قائم کیا تو اس وقت اس شعبہ کی تمام ضروریات حضرت صاحب مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب مدظلہ کے سپرد ہوئی۔

شعبہ تخصص کے آغاز سال سے جو خطا و درخت تخصص میں داخل ہوتے تو یہ بھی مشورہ سے ان طلباء کو اعتدائی مدت کے طور پر جامعہ دارالعلوم مقانیہ سے جاری شدہ فتاویٰ کی ترتیب و تحقیق اور تخریج کے سلسلہ ایک خاص محضرِ حوالہ کر دیا گیا اور شعبہ تخصص کے مکتب استاذ و محکمہ گمرانی میں یہ طلباء کام کرتے رہے اور یہ طلباء نامہ برائی نحو بہار ہی ہے۔ اس طویل اور تنہا محنت طلب کام میں صدرِ محترم ذیل شرکاء شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی دارالافتاء نے حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب کی زیرِ نگرانی اور اپنے وقت کے رئیس دارالافتاء اور رئیس شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی دارالافتاء حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں بھرپور تعاون کیا۔ دارالافتاء کا دارنہائی صاحب، مدیرِ محترم، مہتممِ محترم، مولانا مسعود الرحمن صاحب، نائبہ، مولانا فضل ہادی، بے سود، مولانا نواز محمد صاحب، مہتممِ محترم، مولانا حسین احمد، مہتمم۔

تخریج وجود تعالٰی جہات میں درج نہیں ہوئے تھے اکاکام اور اس کے ساتھ ساتھ کتابت کی گزائی بھی
 سوئی گئی، کام اگرچہ مشکل اور ذمہ داری کا تقاضا تھے، مگر بے بے بضاحتی اور کم علمی کے باوجود حضرت
 مہتمم صاحب کے علم کی تعمیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کام شروع کر دیا۔ جہاں جہاں مشکلات
 پیش آتی رہیں حضرت مہتمم صاحب اور جامعہ تعالیٰ کے مشفق اساتذہ و مفتیانِ کرام سے مشورہ کرتا
 رہا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ان حضرات کی رہنمائی سے کام آسان ہوتا گیا، حضرت صاحب کی حسب
 چاہ و توفیق تمام دنیاویات و دینیات و ذمہ داریاں اجا موعہ تعالیٰ کے احترام، ای ملک بھر کی سب سے اعلیٰ و بلند
 ساتھ ساتھ اولیٰ سے آخر تک اس سلسلے کی ترتیب و تخریج و ترتیب اور کتابت کی گزرائی کے
 لیے بھی وقت نکالتے رہے، اس سلسلے کام کی دیکھ بھال کے لیے اچھی ان کے ساتھ کی گئی
 نشستیں بھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی مساعی کو بار آور اور قبول فرما کر ذخیرہ آخرت
 بنادے۔ (آمین)

اس نئی ترتیب کا آغاز ۱۳۹۵ھ میں ہوا تھا اور تین چار سال کے اس عرصے میں فتاویٰ کے
 سقہ و فاقہ کے تحت حصہ کی تخریج سے تخریب و تخریب کنندگان سے رہ گئی تھی، مگر شرف
 مقالہ جہات کی نظر ثانی اور ان میں پائی گئی کمی تکمیل اور اس کے ساتھ جدید و جدید جہات کی تخریر
 تکمیل ہوئی۔ فتاویٰ کے حدود و فاقہ سے مسائل کی تخریج و تحقیق کو کچھ عرصہ اربابِ جامعہ نے بعض
 شرکاء و مشغولہ شخصوں نے الفقہ اسلامی و فاقہ و کمر بطور مقاربات قبول کیا جس کی گزرائی یا سہ
 نے راقہ الحروف کے حوالہ کی، ان علماء میں راہ مولانا محمد وہاب مغلپوری، سوات (۲) مولانا حبیب
 جاگیروی (۲) مولانا محمد احمد کسور کی پیار سہو کے اساتذہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو شرف
 تخلص کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت پہنچے دران کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔
 فتاویٰ و ارا علوم مقامیہ کی ترتیب کا انداز اور طریقہ کار دیگر
 طریقہ ترتیب اور خصوصیات۔ عصری فتاویٰ سے مختلف رکھا گیا ہے تاکہ خوام الناس کے
 ساتھ ساتھ ہر کرام اور مفتیان و عظام کو مسئلے عامل یا عناصر مل سکے جو ارجحیات کے سلسلے میں
 صرف ایک کتاب پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ کئی کتابوں سے جہات اہل کرنے کا اہتمام کیا گیا
 ہے۔ فتاویٰ کی ترتیب میں مذکور جدول طریقہ کار پیش نظر رکھا گیا ہے۔
 فتاویٰ مقامیہ جو کہ سینکڑوں و فاقہ ہزاروں فوٹو کاپیوں پر مشتمل تھا جس سے متعلق لاکھوں
 محکرات صرف کر کے خدائی و مسمیٰ شکل دی گئی ہے۔

۲۱۔ فتاویٰ کی شہادت بعد از رد فتاویٰ کے طرز ترتیب پر لکھی ہے جن میں کتاب لغت، تفسیر، حدیث، بدعات، دیوبند کا ذکر، فقہ رکھا گیا ہے اور باقی فقہی ادب کا ذکر قدیم طرز ترتیب کے مطابق رکھا گیا ہے، البتہ کتاب انکوائری دان باہر کو بدعات و دیوبند کے ساتھ رکھا گیا ہے۔

۲۲۔ جواب مختصر لغت میں مگر اس کے خارج و خارج ہونے کا لحاظ نہ کیا گیا ہے۔
 ۲۳۔ تیسری کلمات کو اکثر مقامات سے خارج کر دیا گیا ہے۔ ہر جلد کے ساتھ تفصیلی فہرست مرتب کی گئی ہے جس کی وجہ سے مسائل کی تخریج میں سہولت رہی ہے۔

۲۴۔ ہر جواب کا حوالہ تلاش کیا گیا ہے اور ہر جواب کے دو تین حوالہ تحریر کیے گئے ہیں جو اب کے ساتھ جواب دینے والے مفتی کا نام نہیں لکھا گیا کیونکہ بعض فتاویٰ میں مفتی کا نام نہیں مل رہا تھا مگر مفتی کا تخریر علمی اور ثقافتی مستند رہا، اس لیے تمام فتاویٰ کی نسبت مجموعی طور پر ذرا لافشار جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف کی گئی۔

۲۵۔ حوالہ جات کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ ایک حوالہ جواب کے ساتھ رکھا گیا ہے اور دو حوالے حاشیہ میں لکھ دیئے گئے ہیں مگر ان میں سے ایک حوالہ مع جارت تحریر کیا گیا ہے جبکہ دوسرے حوالے کے لیے صرف کتاب کی جلد نمبر اور صفحہ نمبر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ حوالہ جات میں کتاب کا نام، جلد نمبر، صفحہ نمبر کے علاوہ باب و فصل ذکر کرنے کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے تاکہ قدیم وجہ پیدائش اور ایڈیشنوں کے اختلاف کی وجہ سے اسلی پر ترجیح کی صورت رجوع کرنے میں آسانی ہو۔

۲۶۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ فتاویٰ کے جملہ مسائل اپنے متعلقہ ابواب میں اس کے ذیلی عنوان کے تحت ذکر کیا جائے لیکن اگر کسی جگہ ایسا کرنا ممکن نہ رہا تو ہر کتاب کے آخر میں مسائل شنی کا عنوان دے کر اس کتاب سے متعلق مسائل اس میں درج کیے گئے ہیں۔

۲۷۔ ہر کتاب میں جو ذیلی ابواب ہیں ان کو جلی بروجہ سے لکھ کر اس کے متعلقہ مسائل اسی میں لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ مسئلہ تلاش کرنے والے کے لیے آسانی ہو۔

۲۸۔ دارالعلوم حقانیہ کے مقررہ ریوایات الحقانیہ و مختلف فرقہ و مذاہب عامہ سے متعلق جدید مسائل کے حل میں دارالعلوم کے مفتیان اور دارالافتاء کی جانب سے جو مضامین اور فتاویٰ شائع ہوئے ہیں ان میں بھی مناسبیت کی وجہ سے اپنے متعلقہ ابواب میں درج کر کے فتاویٰ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

بالخصوص موجودہ جدید مسائل اور پیشی حوادث و فوژل میں مغرت بہتم صاحب کے تحریر کردہ یا کئی
میں پیش کردہ مباحث و طرہ بھی شامل کئے گئے ہیں۔

إظهار تشکر اقامت المروءات دول اس ذات مائی کا شکر گزار ہے جس نے اس عظیم کام کی تکمیل کی
ہست عطا فرمائی اور پھر ان حضرات کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اس
گرامی قضا و تشکر کام کی تصحیح اور پر وقت و زنگ میں حصہ لیا ان میں مولانا محمد ابراہیم قاضی صاحب
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ، محمد تقی زادہ مولانا قاضی اشرف المصباح استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ
اور مدیر ماہنامہ آفتاب، جناب سراج الاسلام سرکار صاحب، جناب پروفیسر محمد افضل رضا صاحب
جناب پروفیسر منشی محمد الیاس صاحب، جناب پروفیسر محمد الیاس صاحب، جناب پروفیسر محمد الیاس صاحب، جناب پروفیسر محمد الیاس صاحب
محترم جناب ابو عثمان محمد لطیف قیصر قاضی صاحب (کاتب قضاوی حقانیہ) کا شکریہ ادا کرنا بھی
مزدوری بکھتا ہوں جنہوں نے اردو محاورات کی تصحیح میں کافی معاونت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ان سب تعزات کو جزا و غیر عطا فرمائے۔ آمین؛

ضروری گذارش اہل علم حضرات کی خدمت میں انجام ہے کہ اگر قضاوی حقانیہ کی تصحیح و
درستی کے کام پر غامی تو یہ دی گئی ہے مگر پھر بھی انسان مرکب صحت
الخطا، والنسیان کے مطابق اذکار کا کام رہنا ممکنات میں سے ہے اس لیے اگر کسی قسم کا
کوئی غلط یا غامی کہیں نظر آجائے تو ازراہ کرم اس کی نشاندہی فرمائی جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن
میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکور

درود تہنق، محتسب اللہ حقانی

خادم شعبہ تخصص و دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خشک (نوشہرو)

۲۰ صفحہ اول نمبر ۳۲۲





کتاب العقائد والایمانیات

ایمان اور عقائد کے مسائل و احکام

اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنا | سوال - ایک شخص نے کسی کے ساتھ ذاتی عداوت کے باعث اللہ تعالیٰ کی شان عالیہ میں توہین آمیز کلمات کہے جس میں شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب - فقہاء الام نے کھلے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں اس کے اوامر و نواہی کے یہ کلمات اعتدالی کرنا موجب کفر و تہاد ہے تاہم اگر یہ شخص توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر شادی شدہ ہو تو توبہ کے بعد تجدید نکاح کرنا بھی لازمی ہے۔
لما قال فی الہندیہ : ویکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من ہذہ او باسم من الامور الذی انکر وعدہ او وعیدہ ۲۰۰

و لفتاویٰ الہندیہ ج ۳ ص ۱۵۰ باب التاسع فی امرتہین (۱) لہ
قرآن مجید کی توہین موجب کفر ہے | سوال - قرآن مجید کی امانت کرنے والا انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب - شاعرانہی میں قرآن مجید سب سے بڑا شیعہ ہے۔ اور اس کا احترام اور تعظیم مسلمانوں پر فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ : ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔
سورۃ الحج آیت ۳۰ اور اس کی توہین و امانت سے کفر لازم ہوتا ہے۔

لما قال ملا علی القاری رحمہ اللہ : ومن استخف یا نزلان او بالمسجد او بخوہ
ما یعظم فی الشریع کفر۔ (شرح الفقہ لاکس ص ۱۶۸ فصل فائزۃ و بصلوۃ)

لہ قال العلامة ابن قیم العسری رحمہ اللہ : وکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر
باسم من عبادہ او باسم من الامور الذی انکر وعدہ او وعیدہ ۲۰۰ الخ
(ابصار الرئی ج ۵ ص ۱۲۰ احکام المرتدین)
و فی خلاصۃ الفتاوی ج ۳ ص ۲۸۳ کتاب العقائد الکفر۔ الفصل الثانی۔

استہزاء ہے اور قاتل کی ہوش و حواس شریعت مقدمہ سے استہزاء کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: ما حکم ان دلیل الاستخفاف بکفره وان لم یقصد الاستخفاف۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۱۱ باب المرتد)۔

سوال :- اگر کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت اقدس میں لگائی دے اور بعد میں پیمان ہو اور توبہ بھی کرے تو اندرون شریعت اس کی توبہ مقبول ہے کہ نہیں؟

الجواب :- جناب رہبانقاص صلی اللہ علیہ وسلم کہ نشان اقدس میں گستاخی کرنے وہ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: اجمع انه منکون ان شافہ کافرو حکمہ لغت۔ ل۔
رد المحتار ج ۲ ص ۱۲۲ باب المرتد مطلب ثم فی حکم سب الانبیاء
اہم ج ۱ شاتم رسول اپنے اس فعل پر نادم ہو کر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے اور تجدید ایمان کے بعد دوبارہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

قال ابن الحسن علی بن الحسین اسعدی: من سب رسول اللہ فانه یموت ویفعل بہ ما یفعل بالمردت۔ (التمیذ فی الفرائد ج ۲ ص ۲۹۳ باب المرتد)

قال العلامة ابن عابدین: فاعرف فی قبول توبتہ ما لا یخفی۔
وضحة الخاتون علی دہر المراتب ج ۵ ص ۱۳۵ باب المرتد: ۲۷

سوال :- ایک شخص کا یہ کہنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہنا گناہ کیا ہے؟

الجواب :- قال العلامة مؤلف الفرائد: ومن قال الشریع واما لہ لا یضد فی ولا یفقد علی کفر۔ (شرح الفقہ الاکبر ج ۲ فصل فی العلم والعلماء)

وَمِنْکُمْ فِی فِئَاوِی دَارِ الْعِلْمِ دِیْنِ شَد ۱۲ ص ۳۵ احکام مرتد۔
سے قال ابن عابدین: وان مذہب الذہبیة والشافعیة ان حکم المرتد وہ علم ان المرتد

تقبل توبته ویؤید ما نقله من عن النصف۔ (درائی ابن عابدین ج ۲ ص ۳۲۲) ولکن علی لکما شاتم غیر نام

سبب شیعین موجب فتنہ ہے | سوال: جناب مفتی صاحب! شیعہ حضرات شیعیان کو گاہاں دیتے ہیں تو کیا سبب شیعین سے کہہ لازم آتا ہے کہ سبب؟
الجواب: شیعین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں گتئی کا اھٹکنا یا دینا شخصیں علماء کے نزدیک کفر نہیں ہے البتہ فتنہ اور گمراہی ضرور ہے اور اس فعل پر سبب تو بہ لازم ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: اتفق الأئمة على تضليل أهل المدينة، اجمع تخطئهم وسبب
 احبهم من الصحابة وبغضه لا يكون كفراً لكن يضل - رد المحتار ج ۳ باب في رد مطالبكم من سبب شیعین
 البتہ اگر کوئی شیعین کی توہین کو حلال سمجھے یا عقیدہ رکھے تو کفر سے فانی نہیں۔

قال العلامة مولا علی القاری: لو سئل السبب وانقل نحو لا حول الا بالله (شرح فقہ الاکبر مشک)
سوال: بعض لوگ حضرت امیر معاویہؓ کی شای
 میں زبان درازی کرتے ہیں اور ان کے شایرات
 کو اعلان بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ اہل بیت رسول کے دشمن تھے قرآن باتوں کی شرما
 کیا جھجکت ہے؟ اور پوچھتے ہیں مسلمان آپ کے دشمن کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

الجواب: مفتی امام اہل سنت حضرت امیر معاویہؓ کے مناقب میں وارد ہیں وہ سبب اس
 بات کی شاہد ہیں کہ آپ اجداد صحابہؓ میں سے ہیں۔ من عید الرحمن بن ابی حنیفہ وکان من اصحاب
 الانبی صلعم عن ابن عباسؓ انه قال لعاصیہ: اذنتم اجعلہ ہادیاً معہدیان وھدیتہ۔

(ترمذی ۲۴۴۲۸ مناقب حاکم بن ابی حنیفہ)
 اور ان کے دریاں جو مناقبات جاری رہے تھے تو وہ ہر گز اس عقیدہ تصویب کے تھے۔

قال العلامة مولا علی القاری: قال ابو منصور البخاری: واما معاویہ فھو من المعدول
 الفضل وھو صحابۃ الاخیار والحروب التي جرت بینہم کانت مکن مائتۃ شہیدۃ
 اعتقدت تصویب انھما بہ وکلھم متأدبون فی حروبھا ولم یخرج منہ

لہ قال العلامة مولا علی القاری رحمہ اللہ: ان سبب شیعین نہیں بکفر کا سبب البتہ انھوں نے اسامی
 کی تمجید و ذلک لعدم ثبوت میناھ وعدم تحقق معناء ذات سبب اسلوبی کافی
 حدیث ثابت۔ (شرح الفقہ الاکبر ملہ) انکب سبب لانخرج المؤمن عن الایمان

أَحَدٌ مِنْهُمْ مِنْ لَدُنْهِ لَمْ يَجْتَهِدْ وَنِ احْتَلَفُوا فِي مَسَائِلٍ كَمَا اختلفت المجتهدون في مسائل ولا يلزم من ذلك نقص أحد منهم . (معرفة ۲۰۱) باب مناقب الصحابة (۱۸)
صحابیت حسینؑ کا ثبوت | سوال :- بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابت کی نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بوقت وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان

کی عمر پانچ سال تھی اور آپ نابالغ تھے، اس کے بارے میں وضاحت مطلوب ہے ؟

الجواب :- مجہور محدثین اور ارباب فوہی کے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نابالغ نہ مناقب کے ساتھ صحابت کا ثبوت ہی حاصل ہے، بلکہ تمام فقہاء میں امام افضال صحابت ہے اور ثبوت صحابت میں کم سنی کو مانع سمجھنا کوئی قابل توجہ بات نہیں۔ عام محدثین کے نزدیک صحابہ وہ کہلاتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست کی ہو خواہ کسی بھی عمر میں ہو۔ بعض علماء نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلوغ کی قید لگا کر یہ کہ مجہور محدثین کے نزدیک یہ قول ضعیف و مردود ہے، باقی بوقت وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر کا پانچ سال ہونا قطعی اور یقینی نہیں بلکہ سب سے کم سے سات سال تک کی روایات ملتی ہیں، اور سات سال کی عمر میں بچہ فہم و شعور کو پہنچ جاتا ہے بلکہ کتب حدیث میں آپ کی روایات ایسے آئے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود ہیں اور محدثین نے ان کو معتبر قرار دیا ہے۔ لہذا کسی بھی صورت میں آپ کی عدم صحابت کا قائل ہونا بے اصل و بے بنیاد ہے۔

لَقَالَ كَتَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَاعِيْلٍ ابْنِ عَمْرِوٍّ، مَنْ مَحَبَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَّاهُ ؟

من الناس من يهون صحابي . (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۵۰) باب فقائق اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم

وقال الحسن بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله : .. وعشم من استشرط

في ذلك ان يذعن من يذعن من جتماعه بانفا وهو مردود لانه يخرج من مثل

المسكين من ملغ ونحوه من احداث الصحابة والذي جزم به البخاري هو

لما قال الحسن بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله : .. وعشم من استشرط

في ذلك ان يذعن من يذعن من جتماعه بانفا وهو مردود لانه يخرج من مثل

المسكين من ملغ ونحوه من احداث الصحابة والذي جزم به البخاري هو

لما قال الحسن بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله : .. وعشم من استشرط

في ذلك ان يذعن من يذعن من جتماعه بانفا وهو مردود لانه يخرج من مثل

المسكين من ملغ ونحوه من احداث الصحابة والذي جزم به البخاري هو

لما قال الحسن بن علي بن حجر العسقلاني رحمه الله : .. وعشم من استشرط

في ذلك ان يذعن من يذعن من جتماعه بانفا وهو مردود لانه يخرج من مثل

آول احمد والجمعہ من المحدثین۔ (فتح الباری شرح الآثار ۲۷۷) فی باب نہریض
النہی صلی اللہ علیہ وسلم علی مسئلۃ اللیل والنواحل ۱۷

علماء دیوبند کو دینی کتب کا حکم مسوال۔ علماء دیوبند کے لیے وہابی کا لفظ استعمال کرنا

الجواب۔ علماء دیوبند کے متعلق لفظ وہابی کا استعمال یہ خیال دوسرے اصل سے
وہابی اصل میں غیرین عبد الوہاب نجدی کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے اور آپ فضیل تھے جبکہ علماء دیوبند
امام ابو حنیفہ کے متعلق ہیں اس لیے ان کو غیر متعلیٰ وہابی کہنا سراسر چیل اور تعصب ہے۔

مسوال۔ علماء وہابی کمالی دینا یا ان کو سکھ پند
عالم دین کی تحقیر کا موجب کفر ہے ایسی ہی کی طرف منسوب کرنے سے انسان کا کفر ہوتا

ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ذاتی بحث و مراءات یا دوسری معاملات کی وجہ سے کسی کو کالی دین موجب فسق
ہے۔ لغو لہ علیہ السلام۔ سبب المسلم نسوق وقتا کفر۔ (توضیح یہ ہے کہ وہابیہ ماجا فی الشتم)
ہاں اگر کسی عالم دین کی اس کے علم کی وجہ سے تحقیر کرنا مقصود ہو تو قطعاً ہر اس نے اپنے شخص
پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔

لما قال العلامة طاہر بن عبد الرشید البخاری: من ایض العالم من غیر سبب
تحقیق علیہ مکفر۔ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۸۸ کتاب الحافظ، مکفر:

قال العلامة ملا علی قاری: قلت لعلہ ہذا یکتفلانہ ایض العالم من غیر سبب
دنیوی و آخری فیکون بفضہ لعلم الشریعۃ ولا شک فی کفر من لکر و کفر اکر۔ ص ۱

لہ قال العلامة ابن کثیر: فاما من سادات المسلمین و علماء صحابہ و تبعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم ہی افضل ہناتہ وقد کان عابد و شجاعا و سخیاء۔

(الذیۃ والہدایۃ ج ۲ ص ۲۸۸) قیل جہد اماما قدام المسلمین و رضی اللہ عنہ
و منہ فی مشکوٰۃ مستدرک فی مناقب اہل بیت۔ و کنایۃ المرقۃ الذاریح۔

لہ قال العلامة ابن البزّاز اللمردنی: و شتم امام او علو کلاما غیر صالحا فی ذاتہ وعداؤہ
لخلاصۃ الشیخ لا یكون کفرا ولا خطا۔ (فتاویٰ البرزلیۃ عن حاشیہ لہدیۃ فیما فیما ص ۲۸۸)

و منہ فی امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۹۳ کتاب العقائد والمکلام۔

اسی طرح کسی مسلمان کو سمجھ، بند و یا برہمن کی طرف منسوب کرنا بھی موجب کفر ہے۔

لَا تَقَالِ الْعِلَامَةُ مُؤَلَّاهُ لِلْعَرَفِيِّ، وَمَنْ قَالِ يَ كَافِرٌ فَسُكَّتِ الْمَخَاطِبُ لَا تَقْتَضِيهِ لَوْ كَانَ الْعَرَفِيُّ
يَقُولُ يَكْفُرُ هَذَا الْعَقْدَانِ إِذَا قَامَ بِهِ الْفَرْقُ (شرح الفقه الاکبر ص ۱۵۸ فصل في كفر من جحد كونه)

کسی مسلمان کو گدھا کہنے کا حکم **اسوال**: جناب مفتی صاحب! کسی مسلمان کو گدھا کہنے سے آدمی کافر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جلا کسی سبب کے کسی مسلمان کو قبیح چیز کی طرف منسوب کرنا جرم اور گناہ ہے، لیکن کسی مسلمان کو گدھا کہنے سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا۔ تاہم ایسا کہنے والے شخص قابلِ تعزیر ضرور ہے کہ عاکم وقت ایسے شخص پر تعزیر جاری کر سکتا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ تعزیر نافذ کرنا صرف حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے، رعایا میں سے کسی قانون یا عہد میں لے کر ان خود تعزیر جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

قَالَ الْعِلَامَةُ قَاضِي خَانٌ: يُقَالُ قَالِ لِمَالِكٍ يَافَاسِقُ يَاحِمَادُ يَافَاجِرُ يَاضَيْعُثُ
يَاضَعَزِيرُ۔ ذَكَرَ الْقَاضِي: أَنَّ عَلَيْهِ الْعَزْرَ وَفِي هَذَا: أَلَا لِمَالِكٍ۔

(فتاویٰ قاضی خان علی حاشیہ، ہندیہ ج ۳۹۹ فصل فيما يجب التعزير) **اسوال**: دو آدمی دیکھنے والے مسلمانوں کو **دارمی** دیکھنے والوں کو گالی دینے والے کا حکم **اسوال**: کافر اور ان کو بُرا بھلا کہنے والے کا از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ دارمی دیکھنے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبوب سنت نہیں بلکہ سنت الانبیاء ہے اور شعائر دین اسلام میں سے ہے، اسی لیے دارمی کا دوسرے کسی مسلمان کا تحقیر کرنے اور اس کو بُرا بھلا کہنے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے لہذا اس قسم کے کلمات سے ایک مسلمان کو ہرگز بچنا چاہیے۔

لَا فِي الْهِنْدِيَّةِ، وَلَوْ قَالِ اِيں پھر ہم است بہت بہت کر دن و دستار بریز کر اور دن

لَمْ يَقَالَ الْعِلَامَةُ اِيں مَا يَدِينُ رَحْمَةُ اللَّهِ، اِنَّ الْمَسْبُوبَ مِنْ الْاَشْرَافِ كَالْمَغْتَهَارِ
وَالْعُلُوِيَّةُ يَعْرِضُ لَانْ يُلْقِيَهُمُ الْوَحْشَةُ بِذُلٍّ وَانْ كَانَ مِنَ الْعَامَةِ لَا يَعْتَبَرُ۔
اور المختار ج ۱ ص ۱۰۰ باب التعزير مطلب الجرح المجدد)

(ہای ماہذہ) العادة تفصیر: نثار رب و ارجلہ اطیبات معن الرقیۃ (خاف قال فیہ عن سہیل الطبری فی سنتہ رسول اللہ فقلت کفر کذا فی الحیط ۔

وقتا ہای استحدیثہ ۲۸ ص ۲۶۵ ہاید: قایم فی حکاک الموقدین)۔

سہیل اور نوافس کی توہین موجب کفر ہے۔ استخفافا (ادار کرنا اور اس کو چھوڑنا) سہیل زبان میں جانور کا نام کہتے ہیں۔ اس کے اندر روئے شریعت کیا حکم ہے ؟

الجواب۔ سہیل زبان اور سن نوکدہ کا چھوڑنے والا ہے، اگر کسی کو سہیل سے ہے اور استخفافا چھوڑنا موجب کفر ہے، ہذا اس قسم کے شخص کو اپنے اسی قول سے توبہ اور ایمانی کی تجدید کرنا چاہیے۔ قال ابن عبد البر عارف بفتح (قوله لور مدغیر مستغفر) فلو فیہ عاصم فلا سہادۃ ایضا بل سہادۃ الصلوۃ کی قسما ہے، اولیٰ سنت الواجبات و مستغفرا لغویہا فی التصریح، و ہذا فیہ۔ (لو بعد الاستغفار کفر لانه استخفافا)۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۵) مطلب سن العسلوۃ) کے

سہیل۔ قادیانی خیر خان میں اس کی بتوں کے تاجر اور ان کو تراشنے والے کو کافر کہنے کا حکم۔ **سہیل**۔ کفر نفس بعد کفر، تو اگر کوئی شخص بتوں کی خرید و فروخت، ان کو تراشنے کا کام کرتا ہو تو کسی کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ بتوں کو تراشنا ان کی خرید و فروخت کرنا نہایت ہی مجرم ہے اور نہ ہی محرم ہے، پرستی پر وضامن کی لازم آتی ہے، ایسے شخص کو کافر کہنا جہالت اور اطمینان ہے، فقہ کی عبارات میں لکھنا ضروری نہیں۔ قال علامۃ تاجہان: و لو شاجر رجلا بیعت لہ اصناما و یزید خوفہ یا یأمنہ

فلا یحرلہ۔ (خافانی قاضیان مسیح سر جیہ ۲۷ ص ۲۷۳ کتاب الاجابات) کہ لے قال ابن عبد البر عارف بفتح (قوله لور مدغیر مستغفر) فلو فیہ عاصم فلا سہادۃ ایضا بل سہادۃ الصلوۃ کی قسما ہے، اولیٰ سنت الواجبات و مستغفرا لغویہا فی التصریح، و ہذا فیہ۔ (لو بعد الاستغفار کفر لانه استخفافا)۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۵) مطلب سن العسلوۃ) کے

کے قول بعد صلاۃ حاضر و غایب و بعد نماز کی و لو شاجر رجلا بیعت لہ اصناما و یزید خوفہ یا یأمنہ (تھا شیل و المسیح من رب الشوبہ بالاشیاء)۔ (خلاصۃ المصابین ج ۲ ص ۲۷۳ کتاب الاجابات) و یزید فی السعدیہ ج ۲ ص ۲۷۳ کتاب الاجابات۔

سنت نبوی کی توہین کرنا کفر ہے | سوال :- سنت نبوی کی توہین کرنے اور اس کے ساتھ

استہزاء کرنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟
الجواب :- جب کسی بھی مل یا سنت ہونا مل شرعی سے ثابت ہو جائے تو اس کی توہین اور
تضعیف کرنا موجب کفر ہے۔

ما قال فی الہندیۃ - در روزہ عاشورا دیکھے را گویند کہ مرید دین روز سنت است او گوید
کار زمان و محشان بود کہ فر کرد - (افتاویٰ الہندیۃ ج ۲۰ باب التاسع فی حکم المردین) لے
نماز کی تحقیر کرنا | سوال :- ایک شخص کو کہا گیا کہ نماز پڑھو گے تو اس نے جواب
دیا کہ نماز کوئی چیز نہیں اور نماز میں کیا رکعت ہے ؟ تو نماز کے
متعلق ایسے الفاظ کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب :- نماز شعار اللہ میں سے ہے اور واجب التعمیم مل ہے اور اس کا کلام کلام
رکن ہے۔ اس کے بارے میں ایسے تحقیر آمیز لفظ کہنا موجب کفر ہے۔

ما قال فی الہندیۃ :- وقال نماز یکم چیز ہے بر سر کئی آید او قال تو نماز مردی چہ بر سر مردی
..... فہذا کلمہ کفر کذا فی الخزانۃ المأخنین۔ (افتاویٰ الہندیۃ ج ۲۰ احکام المرتدین) لے
علماء کرام کے حق میں توہین آمیز کلمات بولنا | سوال :- ایک عالم دین کو بڑا جھوٹا
اور اس کو بے دینی کی طرف مسموب کرنا
شرعاً کیا ہے ؟

الجواب :- ایک عالم دین اور فاضل شریعت شخص کی امانت کرنا اور عدم تمیز یعنی بددی

لے قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : بل بالنواخبة علی ترث سنتہ استغفارتا بہا بسبب
انما فعلھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ او سلبہا کما کہتہ فقیر من اخر جعل بعض مما
تحت حلقہ اوحاف وشاربہ - رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۴ باب المردت -

وہذا مل فی منہج الفقہ الاکبر ص ۱۵۲ استحلال المایعیدہ صغیرۃ - کفر -
رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۴ باب المردت - قلت وینظر من مل ان ما کما دلیل الاستغفار بکفریہ وان لم
یعد الاستغفار - (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۴ باب المردت)

وہذا مل فی فتاویٰ حقانی علی ما مل فی الہندیۃ ج ۲ ص ۵۵۵ باب ما یکرہ کفران المسلمان

کی طرف اس کی نسبت کرنا اگر دنیاوی یا کسی ذاتی علت کی بناء پر جو تو اگرچہ یہ کفر و مرتد تو نہیں ہے بلکہ شیعہ اور عدم مروت ضرور ہے البتہ اگر کسی عالم دین کے ساتھ کوئی ذاتی عداوت اور دشمنی نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ ایک عالم دین، متبع شریعت ہے اور اس کی وضع قطع سنت نبوی کے عین مطابق ہے تو بناء پر اس کی امانت و تدبیر کا در حقیقت شریعت مطہرہ کی امانت و تدبیر کے مترادف ہے اور شریعت مطہرہ کی امانت اور اس کے ساتھ بغض و استہزاء موجب کفر ہے۔ لہذا کسی عالم دین کی اسکی دینداری کی وجہ سے توہین کرنا کفر کے مترادف عمل ہے۔

لما قال العلامة ملا علی القاری فی الخلاصۃ : من ابغض عالماً من غیر سب ظاہر و خفی علیہ العنق قلت الظاہر انہ یکفر لانہ اذا ابغض العالم من غیر سب ذموی و اُخروی فیکون بغضہ علم بالشریعت و لا شق فی کفر من انکر فضلہ عن البغض .

در شرح الفقہ الذکیر ص ۲۷ فصل فی الذم و العلم ارجع

مسجد کے متعلق نامزیاں کلمات کہنا
سوال : ایک شخص نے مسجد کے متعلق ایسے نامزیاں کلمات کہے ہیں کہ انہیں الفاظ میں اور نہیں یاہا سکتا ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب : مسجد شاعرانہ میں داخل ہے اور شاعرانہ کی توہین بعض اوقات موجب کفر بنتی ہے اور گناہ دینے سے زیادہ توہین اور کیا ہوگی ایسے شخص پر کفر کا شدید خطر ہے اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اپنے اس قول سے توبہ اور استغفار نہ کرے تاہم کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق ایسے کلمات منسوب نہیں کر سنے جائز ہیں جو اس نے نہ کہے ہوں۔

لما قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ ، من استغف بالقرآن او بالحدود او بغیر

نحوہ الذی فی الہندیۃ ، فی الذم من ابغض عالماً من غیر سب ظاہر و خفی علیہ انکفر و اذا قال لرجل مصلح دینا دوسے ترن ہٹان است کر دینا ، غر ب ہٹا ف علیہ کفر کذا فی الخلاصۃ اذا شتم عالماً اذ فقیہاً من غیر سب۔

(فتاویٰ الہندیۃ ۲۴ ص ۲۷ و مذاہم متعلق بالعلم و العلم ارجع)

و متعلق فی البزازیۃ علی ما فی الہندیۃ ج ۶ ص ۳۳۹ و ۳۴۰ اما فی الاستغفار بالعلم۔

شرعاً ان دونوں میں کون سے قول پر عقیدہ رکھنا چاہیے؟

الجواب :- جہور علماء اہل سنت حضرت فخر علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں اور آپ کی نبوت پر قرآن مجید کی چند آیات سے استدلال کرتے ہیں۔

قال العلامة القرطبي: تحت قوله تعالى (وَعَلَّمَآهُ مِنْ لَدُنَّا يَتْلُوا) والاية تشهد بنسبه لان يواظب على فعله لا يمكن الا بوقت وايضا فان الانسان لا يتعلم ولا يتبع الا من كان فوقه وليس يجوز ان يكون فوق النبي من ليس بنبي. (تفسير قرطبي ج ۱ ص ۱۸۱)

قرآن مجید میں مذکور آپ کے افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے نبی تھے مثلاً اپنے کا نقل کرنا وغیرہ کیونکہ وہی الہی کے بغیر ایسا اقدام جائز نہیں۔

قال العلامة الآلوسی: تحت قوله (وَاتَّخَذَ فِتْنَةً عِنْدَهُ) والجہور علی انہا الوری وقد اختلف علی ذلك في مواضع من القرآن. (روح المعانی ج ۵ ص ۳۸۱) البتہ اگر کوئی ان کے نبی ہونے کا مستند نہ ہو تو اس کو کافر نہیں سمجھا جائے گا۔

انبیاء علیہم السلام قبل النبوة بھی معصوم تھے | سوال :- ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ چند انبیاء علیہم السلام سے نبوت سے پہلے

کبر و گناہ کا ارتکاب ہو چکا ہے جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبوت سے پہلے جنت میں یہ قصداً گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور یہ شخص قرآن کریم کی آیت رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا اَلْمَیْمِیْنَ كَذِبًا

الطراز لان اگر اس کا عقیدہ درست ہے، شرعاً اس کو کیا حکم ہے؟

الجواب :- تمام اہل سنت و جماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے کبھی بھی قصداً جان بوجھ کر کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا، نہ قبل از نبوت اور نہ بعد از نبوت، البتہ بعض مواقع میں بشری تقاضے کی بناء پر بعض انبیاء سے بلا قصد ہوا اور لغزش کا ارتکاب ہوا ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی و تقرب کے لیے کیا لیکن فی الواقع وہ کام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور

لے قال العلامة السبیل حق الجہور سوئی: وفي تفسير ابن حبان والجمهور علی ان الخضر لم يكن عليه

معروفة يواظب امور اوصيت اليه: (روح البیان ج ۵ ص ۲۸۱) سورة انکهف پ ۱۹

وَمُتْلَفٌ فِي عَمْدَةِ الْقَادِرِي ج ۵ ص ۱۱۰ باب ما ذكر في ذهاب موسى في البحر

مٹانے کے خلاف نکلا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کسی عالم میں بھی اپنے برگزیدہ انبیاء کو اپنی مخالفت کے خلاف کام پر برقرار نہیں رکھا بلکہ وقتاً فوقتاً تنبیہ نازل فرماتے رہے لہذا اس طرح کھجے لغزش و سہواً انبیاء کی عصمت پر اثر انداز نہیں ہوتی اس لیے کہ حقیقت میں گناہ اس کو کہتے ہیں کہ بندہ جان بوجہ گناہ کو گناہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بنیاد پر کرتے اس قسم کی عصمت سے حضرات انبیاء علیہم السلام سزا اور پاک ہیں۔ مخالفین نے جو قرآن پاک کی آیت عصیان و نواہی ظلم سے حضرت آدم علیہ السلام کا ارتکاب کبھی و پر استدلال کیا ہے اور اس کو حقیقی عصیان ظلم پر محمول کیا ہے یہ قرآن پاک کی ایک دوسری آیت کے مخالف اور متضاد فرمادی ہے: **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَأَيْنَاهُمْ كَفَرًا** یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے قصداً و عمدہ نافرمانی سے شجر ممنوعہ نہیں کھایا تھا بلکہ ہمارے وعدے کو قبول نہ کیا تھے اور بھول کر بلا قصداً ان سے یہ فعل سرزد ہوا۔ دوسرا یہ کہ جو بتایا کہ مغرب و زوال کا ایک ہونا ہے اس کے خلاف اولیٰ کام کو بھی قابلِ عقاب سمجھا جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں **حَسَنَاتُ الْإِبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرِئِينَ** اور بظاہر ظلم سے دلیل پکڑنا بھی صحیح نہیں اس لیے کہ وضع النبی فی غیر محلہ ظلم ہے اور یہ عام ہے اکبر و صغیر ترک اولیٰ وغیرہ۔ لہذا اس آخری معنی پر محمول کرنا بھی قرآن کے عین مطابق ہے۔ نیز جو شخص عصمت انبیاء کا کاشی نہیں وہ اہل سنت والجماعہ سے خارج ہے البتہ انبیاء کے پیرو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

لوجود الاختلاف۔

مَا قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَزَمٍ الظَّاهِرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَدَعَتْ جَمِيعُ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْمَعْتَرَةِ وَالْجَعْفَرِيَّةِ وَالْحَوَارِجِ وَالشَّيْعَةِ الْأَنْصَلَةِ لَا يَجُوزُ الْإِسْنَةُ أَنْ يَقَعُ مِنْ لَبِّهِ أَصْلًا مُعَصِيَةً بِعَمَلٍ كَالْمَغْيَرَةِ وَلَا كَبُورَةٍ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَجَاهِدٍ الْأَشْعَرِيِّ شَيْخِ ابْنِ فُورِيَّكَ وَالْبَاقِلَافِيِّ الْمَذْكُورِ بَيْنَ - قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ وَهَذَا قَوْلُ الَّذِي نَدَبَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَجْعَلُ لِأَحَدٍ أَنْ يَذِينَ بِسِوَا وَ يَقُولُ إِنَّهُ يَقَعُ مِنْ لَبِّهِ إِلَّا بِنِيَاءٍ أَسْهَوٍ مِنْ قَصْدٍ وَيَقَعُ فِيهِمْ أَيْضًا قَصْدًا الشَّيْءُ بِوَيْدٍ وَنَ مَدِّ وَجْهِهِ اللَّهُ تَعَالَى وَالتَّقَرُّبُ بِهِ مِنْهُ فَيُذَوُّونَ خِلَافَ مَا مَوْلَانَا اللَّهُ تَعَالَى لَا يَفْرَقُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْجُهِينَ أَصْلًا بَلْ يَنْبَغِيهِمْ عَلَى ذَلِكَ زَلَالَةٌ وَتَوَعُّهُ مِنْهُمْ وَيُظْهِرُ عَنْ وَجْهِهِ

فَلَا تَعْبَادُوهُ وَتُعْبُدُونِي لَكُمْ (الفصل في المنس والمواد و تعبدون من تعبدوا عن تعبدوا لانبا)
نغز شات انبياء عصمت کے متافی نہیں | سوائے، کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس
 مسئلہ کے بارے میں کہ انبیاء کرام سے
 بتقدائے بشریت خطی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر خطی نہیں ہو سکتی تو بعض انبیاء کرام جیسے حضرت آدم
 علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام سے خطی ہوئی تو اس کو کس پر محمول کریں گے؟
 الجواب: انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ نہیں کرتے ہیں اور
 جو کچھ عمل ان سے سرزد ہو جاتا ہے وہ از قسم نغز شات ہیں گناہ تصدائیس ہے، نغز شات
 زلات کا صدور انبیاء کرام کی عصمت کے متافی نہیں اس میں قصداً ارتداد کا عمل نہیں رہتا۔
 ما قال الامام الاعظم البخاری: نعمان بن ثابت رحمہ اللہ: والانبیاء علیہم السلام
 کلمہ منزهون من النقصات والکثرات وقد كانت منهم ثلاث وخمسة عشر نغزاً (شرح الفقہ ربیعہ) گے

لے قال الامام البخاری رحمه الله: والانبیاء علیہم السلام کلمہ منزهون عن النقصات والکثرات
 واکثر ما یصح وقد كانت منهم ثلاث وخمسة عشر نغزاً. وقال ملائع قادیانی تحت قوله وقد كانت
 منهم ثلاث ای قصص وخطبات ای عشرت بالنسبة الی ما یصح من النقصات و
 سیر الخصال کا واقع لآء علیہ السلام فی الکلم من الشجرة علی وجه النیان
 اور ترک العزیمۃ والحقار و فرضیۃ غلامتہ ان المورد بانسجۃ المنہیۃ المستند
 الیہا القول قائل: ولا تقر باخذ الشخص قائل ہی لتعصیۃ لایستۃ فاق بحس
 لامن الشخص بناء علی الحکمة الالہیہ لظہر ضعف قدرة البشرية وقوة اقتضاء
 مغفرة الربوبیۃ۔ (شرح الفقہ الاکبر مشکۃ لاخیر منزهون عن الکثرات والنقصات)
 وَمِثْلُهُ فَمَنْ شَرَحَ الْعُقَائِدَ ص ۳۹ (طبع خیر کثیر)

ثم وقال ابو محمد علی بن احمد بن حزم الظاهری: ونقول انما يقع من الانبياء اسهون من غير
 قصد ويقع منهم ايضاً قصد لغو يربون به وجه الله تعالى والمقرب بغير متفوق
 خلاف مراد الله تعالى الا انه تعالى لا يفرهم على شيء من هذه الوجوه اصلاً بل
 ينهم عن ذلك۔ (الفصل في المنس والمواد والمعلن جرم من هل تعصى الانبياء)
 وَمِثْلُهُ فَمَنْ شَرَحَ الْعُقَائِدَ الشَّافِعِي ص ۳۹ (طبع خیر کثیر)

مسئلہ تقدیر پر ایمان نہ نا ضروری ہے بات پر ادا ہوئے ہیں کہ سب کچھ قدرتِ خدا کا حرف سے ہوتا ہے اور یہ ازل سے ردوں کی تقدیر میں کھانچا ہوا تھا۔ دوسرا دوست کہتا ہے ایسا نہیں، اگر آقا کریمؐ میں کھانچا ہوا فسانہ قائل ہوں تو کھتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اس نے توئی نہیں کیا اس کا علم بجا لایا ہے جو اللہ کو منظور تھا۔ سب سے پہلے کہ یہ سب کچھ اس آدمی کے فعل کی وجہ سے ہے اور اس کی ساری زندگی قائل کے سر پر ہے اور یہ بات ازل سے ان دونوں کی تقدیر میں کھنچی ہوئی نہیں ہوتی ہے۔ ارادہ روم سے سند پر قرآن وحدیث کے روشنی میں وضاحت فرمائیں !

الجواب : تقدیر پر ایمان رکھنا فرض ہے کیونکہ عقیدۂ تقدیر ایمان کا ایک لازمی جز ہے۔ اس کے بغیر مومن نہیں رہ سکتا اور نہ اس کے بغیر کوئی عمل خدا کے ہاں مقبول ہو سکتا ہے۔ قرآن وحدیث سے ہر کسی ایمان کے یہی ثابوت ہے اس کے خلاف کے بے شریعت ہیں کوئی نہیں مٹا سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے خدا کے پاس علم نہ ہے بعد میں ہر کوئی سزاوار جزا نہیں ملے گی اور نہ ہے اس کے باوجود میں مجبور عرض ہیں کہ تقدیر کا معنی یہ ہے کہ بندوں کے افعال وافعال اگرچہ بندوں سے تقدیر ان کے تحت صادر ہوتے ہیں مگر ان پر نہ سے جزا و سزا کی مستحق ہیں اور نہ پانچ نہیں کیونکہ دنیا میں بندوں سے جو اعمال صادر ہوتے ہیں تو وہ ان کے اپنے اختیار و ارادہ سے صادر ہوتے ہیں۔ روزی و کس، افعال پر تقدیر کا نام سے معلوم ہو جائے گا کہ بندہ سے جو افعال سر نہ ہوتے ہیں ان پر وہ مجبور نہیں ہے جو بھی کام آپ پس اس میں بندت کو یہ بھی اختیار ہو گا کہ اسے کرے یا اسے چھوڑ دے اگر تقدیر نہ نہ کہ ہر کوئی مجبور ہی نہیں ہے، خدا کھلتے پھرتے کی چیزیں روزہ ہم استعمال کرتے ہیں تو کسی میں کوئی مجبوری نظر نہیں آتی۔ جب چاہتے ہیں کھاتے پیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں چھوڑتے ہیں نہ کھاتے پیتے ہیں ایسی مجبوری ہے کہ چھوڑنے کا یہ بھی اختیار نہ ہو اور نہ چھوڑنے میں ایسی مجبوری پڑ جاتی ہے کہ کھاتے پیتے کا اختیار نہ ہو۔ فقہ و فروع ہی حالت تمام اس افعال نہ ہے جو بندوں سے صادر ہوتے ہیں، خواہ وہ دین کے اہل انبیا کے معاملات و احکام نہ ہو یا ناجائز تھیں ہو یا کوئی اور کام۔ ان میں سے کوئی بھی کام ایسا نہیں کہ جس میں انسان مجبور ہو کہیر نہ کرے گا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام کا ایک پہلو کرنا یا نہ کرنا انسانی کے پس میں ہو۔ روزی و

پہلوس کے پس ہی میں نہ ہوا مثلاً کوسنے پر قدرت ہوا اور نہ کرنے پر قدرت ہی نہ ہوا اسی نام پہلوی ہے اور اسی طرح کی مجبوری بدعت کے کسی فعل میں نہیں پائی جاتی ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ بندوں کے تمام افعال اختیاری ہیں تو اب یہ کھنا چاہیے کہ امتیاقی افعال کے ساتھ تعلق کا معنی یہ نہیں کہ وہ افعال بہر حال لازمی طور پر صادر ہوں گے ورنہ پھر تہہ ہا ان افعال میں مجبور ہو جائے گا بلکہ ان کے ساتھ تقدیر کے معنی کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ ان افعال پر معصوم راہ کر کے اختیار خود اس کی طرف اقدام کرتے تو وہ صادر ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کا ارادہ کر کے اختیار خود اس کی طرف اقدام نہ کرے گا تو وہ صادر نہ ہوں گے۔ تقدیر کے اس تعلق سے بندہ اپنے تمام افعال میں مجبور نہیں بن جاتا بلکہ مکمل خود مختار رہتا ہے اور جب اس کو مکمل خود مختاری مل گئی تو جائز اور نیک اعمال پر اس کو اجر ملنا چاہیے کیونکہ اس نے اپنے اختیار سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے اور لازم و نا جائز کاموں پر اس کو مبرا علیٰ حدیث کیہ کہ چوتھے اختیار سے اس نے اراداً اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔

اب نفس کے معاملہ کو سمجھنے کے لیے اسے تحریر کو حسبِ قتل کر دیا تو اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک بھوک موت و دوسری چیز زہ کا مار ڈالنا جسے ہم قتل کہتے ہیں۔ موت بھی تقدیر ہی ہے اور قتل بھی تقدیر ہی ہے۔ مگر موت کی تقدیر مجرم (ذکر) ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر بہر حال اس حالت میں مر ہی جائے گا یا کسی کے مار ڈالنے سے یا نہی موت سے اور قتل کی تقدیر مجرم نہیں بلکہ زہ کے اختیار اور ارادے پر تعلق ہے اس کا معنی یہ ہے کہ زہ اگر اپنے اختیار سے بھوکے قتل کا ارادہ کرے اقدام کرے گا تو قتل پایا جائے گا ورنہ نہیں داب جو کہ زہ قتل کے اختیار اور ارادے پر مجبور نہیں بلکہ خود مختار ہے اس لیے قتل اس ہی ذیل قرار کے بھوکے اور قاتل قرار دیا جائے گا۔ اور جو کہ زہ کا یہ اختیار قتل قانون کی نروسے حرام بھی ہے اس لیے اس سے وہ مزاکماتی مستحق ہوگا کہ قتل اس معنی کے لفظ سے تقدیر جو کہ زہ کا سبب جرم قرار دیا جا سکتا ہے اور زہ اس پر جرم کا مستحق گردانا جا سکتا ہے۔ جب یہ تحقیق آپ کو معلوم ہو گئی تو نہ کہہ کرادہ دستوں میں سے ایک کا یہ کہنا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعلق ہے اور دونوں کی تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے بلکہ درست ہے لیکن اگر اس سے اس کا مطلب یہ ہو کہ قتل کی وجہ سے زہ مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ قتل زہ کا ایک اختیار قتل ہے اور اختیار قتل کے تقدیر ہونے سے ان کا جرم ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ اس کی

بِأَنَّا لَكُنَّا وَرُتْنَا وَبِسُورَةِ النَّمْلِ آيَاتٍ)۔ کچھ میان چوڑی دونوں سے ہوتا ہے
 صرف عدد اور دین سے نہیں۔ تفسیر میں کثیر ہیں۔ زکات النفعۃ اسی فقہ مافی
 درمہ، منجات حنفیہ و اجتہاد جہاں سداۃ لکاح الابن الامم، التفسیر و کثیر
 جبریت نے حضرت کے گریبان میں جو پھونک ماری تھی وہ اس طرح ان کی فراخ میں داخل
 ہوئی جس طرح کسی کا پپ جنٹ ٹھہرنے کے لیے اسی کی ماں سے میل ملاپ کرتا ہے۔
 آپ لوگ تو اس عبارت کو نہ کو ملتے ہیں جبکہ میں اس سے انکار کرتا ہوں کیونکہ یہ
 قفس علامہ کا نہیں بلکہ شوہر کا ہے، مجھے ہم جنس شریف انسانی کو باضابطہ شرعی نکاح سے باپ
 ٹھہرانہ پسند ہے جبکہ آپ لوگ اسی کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تعلق دونوں نے من گھڑت عقیدہ بنا رکھے ہیں، کسی نے
 بلا نکاح کے باپ ٹھہرایا، کسی نے غیر جنس فرشتے کو باپ ٹھہرایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ باپ کا
 کوئی منکر نہیں ہم جنس اور نکاح کا الٹا ہے اور یہ ساری عقیدے شریعت کے خلاف ہیں۔
 میں شریعت اسلامیہ کے مطابق ہم جنس مسلمان پاکیزہ سے نکاح مافی کہ باپ ٹھہرا، جو اپنے
 بیٹی ہونا کوئی دیگر بنی آدم ہیں سے جو۔ جو کوئی بھی نبوت سے سرفراز ہو آپ دو طرفہ نسب
 اور نجیب الطریق ہے کسی نبی کا نسب اس کے سامروں کے نزدیک انصر ہے میں نہیں ہوتا؟
 الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے نبوت کے لیے جتنے مقدمات آپ
 نے بیان کئے ہیں وہ تمام باطل اور استلالت خلو اور ناقص ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے
 بن باپ ہونے کے لیے قرآن مجید کی یہ ایک آیت ہی کافی ہے: وَ لَقَدْ يَمْنُنُ فِي ذُرِّيَّتِهِ
 لَوْ يَفِيَا (سورہ مريم آیت ۷۷)۔ اس میں حرام و حلال دونوں قسم کے جماع کی نفی ہے، نیز
 اس آیت کے سیاق و سباق سے خارج العادت طور سے پیدا ہونا بھی ظاہر ہے۔

سوال: قرآن مجید میں
 نہ تھا کہ متعلق عقیدہ نبوت درست نہیں ہے

اور: وَ لَقَدْ يَمْنُنُ فِي ذُرِّيَّتِهِ لَوْ يَفِيَا (سورہ مريم آیت ۷۷)۔ اور: وَ مَا مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (سورہ نوح آیت ۷۷)۔
 ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے لیے کوئی نہ کوئی پیغمبر یا ہے تو ہندوستان میں بھی
 کوئی پیغمبر یا ہوگا، جبکہ نہایت کچھ تعلیمات بھی انبیاء کرام کی تعلیمات کے مطابق ہیں، تو کیا
 میں کوئی بنی ماننا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- مذکور بالا آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی قرآن نہیں لکھا گیا تھا۔ اسی لیے وہی راہ بتلنے والے (مذہب) اور لکھنے والے (کتاب) کا جو تعلق اس سے نہ تھا۔ نہ مارتعظ غلط ہے کہ جو بھی مذہبی راہنما دنیا میں گزرے ہیں وہ غیر رہی ہوں گے کہ کہتا تاہیہ بھی نہ ہو سکتے۔

گذشتہ اقوام کے نبیوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ ان انبیاء کے متعلق کتاب و سنت میں کوئی تصریح نہ ہو تو ان کے متعلق ہم اجمالی طور پر یہ عقیدہ رکھیں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے وہ نبی ہوگا اور جس کو یہ منصب نہیں ملے وہ نبی نہیں اور جس کی تعینات شرائع آسمانی کے مطابق ہی کیوں نہ ہوں تو زیادہ سے زیادہ اگر اس کے پاس سے کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہ یہ کہ اس کی تعلیمات اگر شرک سے پاک اور حیدر مشتمل ہوں تو وہ ایک نیک آدمی ہوگا۔ **الحاصل:** حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہزار ہا نبیوں کے ہیں کہ نبوت پر قرآن و حدیث میں تصریح کی گئی ہو کسی دوسرے شخص کے بارے میں خصوصی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی ہے اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ نبی نہیں احتمال ہے کہ نبی ہوں یہ بھی احتمال ہے کہ نبی نہ ہوں۔

باقی رہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا معاملہ تو اس کے متعلق اسلام کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تا قیامت کسی شخص کو کسی قسم کی نئی نبوت نہیں مل سکتی، خواہ وہ تشریف ہے یا غیر تشریف! اور جس کسی نے بھی نئی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گا اور جو بھی اس کو نبی مانے گا وہ بھی کافر ہو گا۔

قال: شيخنا محمد بن عبد الله بن عيسى: قال الموفق في الفتن: ومن ادعى النبوة او صدق من ادعاه فقد ارجا لان مسابقة لادعي نبوة قصده قومه صاوبون بدعته مرتدين ام (معجمه: ج ۱ ص ۵۹ من: دعوى النبوة او صدق من ادعاه) (لح)

لح وقال الشيخ الموفق: حدثنا الشيخ رحمه الله: ان من ادعى النبوة او صدق من ادعاه فقد ارجا لان مسابقة لادعي نبوة قصده قومه صاوبون بدعته مرتدين ام (معجمه: ج ۱ ص ۵۹) (لح) ثابت ہے۔ (معارف القرآن: ج ۵ ص ۱۶۱ تحت الآية: فليكن حقهم هادياً)

عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کا نبوت | سوالیہ جواب مفتی صاحب : مسئلہ

حدیث : و جرت أمت لا تنفك فبعد کیا ہے وراثت و برہن سے وضاحت فرمائیں ؟
 الجواب : حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کے باوجود تمام
 ملی ملت و اجماعت و جمہور اکابرین علماء و ارباب کاسک یہ سب کلمات کو دیکھ کر بعد تمام انبیاء
 علیہم السلام باقی قبر و دہن زندہ ہیں اور ان کے بدن مقدسہ بعد نبوت محفوظ و مامون ہیں اور یہ عقیدہ
 کے ساتھ عالم برزخ انسان کو حیات عاملاً ہے جو حیات دنیوی کے مائل ہے فرق صرف یہ ہے
 کہ اس کا مشرک کے مفاد میں جس میں فطرتی تقاضے کی بناء پر شغل و اجادات ہیں اور ضروریات
 صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مطہر کے قرب جو درود و سلام پڑھا جائے اس کو آپ با واسطہ سنتے
 ہیں اور یہی تمام محدثین و متکلمین اہل سنت و اجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے اگر علماء و یونیورسٹی کے
 مختلف رسائل میں اس کی تصریح و حرج دہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مستقل تصنیف
 حیاتِ انبیاء پر ”کب حیات“ کے نام سے لکھ دیا ہے حضرت مولانا امین احمد دہلویؒ نے ”مشہد احمد
 گنجوی“ کے خلیفہ راشد ہیں ان کی تالیف ”انہد علی اللہ“ بھی قابل دید ہے اس کے علاوہ
 ”نبیات انبیاء کرام“ مرتبہ مفتی سید عبد شکور صاحب مطالعہ کے لیے مفید ہے مسئلہ ختم
 چنے وراثت و اطلاق ہوں !

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبیہ
 بعدی فی قبورہ یصونون ۔ مستند ابی جراح الصمدیؒ و صحیحہ ابن حجر مغلہؒ (۱۳۰۸)
 و اتفاق فی سنیۃ قریبہ ۲۰۲۰ و فیض ابنی ۲۰۲۰ مالا باہ ربیع العشر الثانیۃ ۱۴۴۰ھ
 قال اللہ تعالیٰ : وَلَا تَقُولُوا ابْنُ یُسُفَّیٰ اَعْدَاؤُنَا اَنْ اَحْیَا ؕ وَ کَذَّبَتْ
 الْاَحْزَابُ : اس سورۃ بقرہ رکوع ۵۰ :

حبِ شہید کے لیے و توح قتل کے باوجود یہ حیات طیبہ حاصل ہے نہ انبیاء علیہم السلام
 کے لیے اس سے بھی رفیع اور اعلیٰ حیات بطریقہ اولیٰ ثابت ہوگی یہ آیت دہلا انص
 کے قبر سے انبیاء کرام کی حیات بعد وفات پر ایک واضح دلیل ہے چنانچہ علامہ
 و محدث ثریانیؒ فرماتے ہیں : و در الذکور فی کتاب اللہ فی حق الشہداء
 انہم حیاء و یزعمون و ان الحیاء فیہم متعلقۃ بالحسن کیف بالایہ

واللہ وسئلہ۔ (نہج الاوطار ج ۳ ص ۳۱۲)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے | سوال :- یقیناً دیکھنا کہ اس سے زیادہ ہے یا درست ہے کہ نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو پھر برابر ہیں یا غلط؟ یہ تو اس کا ردحوی کیا نہیں ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا؟

الجواب :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم ہر شے دیا ہے کہ پوری اشیاء میں کوئی بھی آپ کے علم کے برابر ہی نہ ہو۔ کہ وہی نہیں کر سکتا۔ بطور مثال ہمارا حقیقہ ہے کہ زمین آئینہ کے تمام علوم جو شاہی نبوت کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کوئی حقہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔ یہی "ایزائیں" اللہ تعالیٰ کی بات تروہ پڑی جتنے بھلا اور درست ہے کہ "شیطان کا علم حضور سے زیادہ ہے" سے مراد علم غیر نافع ہے اور علم غیر نافع شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تروہ ہے کیونکہ آپ نے خود حق شے کے علم سے اللہ تعالیٰ کے پناہ نہ لگی ہے۔

نار نبی صلی اللہ علیہ وسلم لله عز وجل في سورة بكة من علي لا يفتح قلب لا يفتح - (ابن ماجہ الترمذی ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الدعوات باب ما جاء في جامع الدعوات)

دریہ علم اللہ تعالیٰ کی رضا اور شہودی اور شرف و اکرام کا باعث نہیں ہے۔ اور جو آدمی علم نافع شیطان کے بے زیادہ اثر کر کے کو شش کرے تو اس کے متعلق حضرت سیدنا شرف علی نقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

وفايدنا وشيخنا محمد علم الخلق وفصاهم جميعا فمن مؤلف بيت علمه صلى الله عليه وسلم القبيح والمجنون والملاح - من الخلق نكرو بان الجليس الملعون اعلم منه صلى الله عليه وسلم فلهو آفة فخر ملعون لعنة الله عليه - (امداد الفتوى ج ۲ ص ۲۸۱ کتاب الدعوات وکلام)

اے قال انبی صلی اللہ علیہ وسلم من علم من علی عند ذی بیعتہ ومن صلی علی نائب الیفتہ - (المشکوٰۃ المصابیح بخش فی باب الدعوات فی التثبوت فی الفصل الثالث)۔

وَمَثَلُهُ فِي سُنَنِ ابْنِ دَاوُدَ (ص ۲۸۱) باب الغرر بواب الجمعة -

جمع ناکان و نایکون کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے | سوال: اگر کسی کا یہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و نایکون کا علم دیا گیا ہے اور آپ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب :- ہم قریب کی حد علم محیط اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور ایمان کے علاوہ کسی کے راقی علم قریب ہے اور نہ ہی علم محیط ہے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم قریب کی نہیں تھا بلکہ بعض منیبات کا علم آپ کو پُر راسخہ و قی علی کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے تو معنی منیبات کی اس کو طالع کر دیتے ہیں، اس بات کا اعلان آپ کی زبان مبارک سے یوں کر آیا :-

(۱) قُلْ لَا يَفْلِكُمْ شَيْءٌ فِي شَيْئٍ وَلَا يَخْفَىٰ لِي الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ - (سورة الغسل آیت ۵۸)

(۲) قُلْ لَّوْكَنتُ أَخْلَعُ الْغَيْبُ لَاسْتَشْرَفْتُ مِنْ الْغَيْبِ - (مسورة الاحقاف آیت ۵۸)

لہذا ہمارے نزدیک حق بات بھی یہی ہے کہ یہی علم اللہ رب رب و تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ماکان و نایکون کے علم کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ غیر قطعی کا مخالف ہے اس لیے ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اس کو تہجد بیدار مان اور اگر نشہ دی شدہ ہو تو تہجد بیدار نکاح بھی لازم ہے۔

ناصر محمد ملا علی القادری رحمہ اللہ : قال لعلم بالغیب نفوذ بہ حیثانہ
و تعالیٰ ولا یسبیل للعباد یشہ الا باعلام منہ و ارجاء بطریق المعجزة و الامکرامۃ
او الارشاد الی الاستدلال بالامارات فہا یسکن فیہ ثلث و نہیز افکر فہ
الذباوی : ان قواع انما من عند ربه ہالک القمردی : انہ تہا مکن معینہ مدینا
علم الغیب لا یعلما کفی - (شرح الفتح الکبیر ص ۱۰۰ تصدیق از ہن مایوس)

شیخ قاضی الاسلامہ بن عابدین رحمہ اللہ : و اما ما وقع بعض الملوس کا لایبیر
والادلیہ با بوحی - او ان دیہا ۳ دھو با علامہ من اللہ خلیوں میانہی قبصر
قلت و حاملہ انت دھوی علم غیب معارضۃ نفس النوان فی کثیر
یہا - (رد مختار ج ۲ ص ۲۳۳) باب المرد، مطلب قد دعوی علم الغیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں نور میں
 اس سوال: حضور کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں
 نور کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان کا معنی کیا ہے اور وضاحت سے بیان کریں؟

الجواب :- اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں اور ہم
 پر بھی مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور میں لیکن یہ نور دو معنوں میں آتا ہے۔ ایک یہ کہ لیت
 اللہ ہر شے بنفسہا مظهر لغیرہ اور دوسری یہ کہ عالم عناصر کی کیفیات و آثار کا مخصوصہ سے علیہ
 ہو کر ہوئی طرح غیر مادی ہو۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں اور
 اول میں یعنی مادی نہیں۔ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں اور
 بالکل ہی بشر نہیں ہیں اور دلیل میں سونے امامہ کی یہ آیت پیش کرتے ہیں: **اللَّهُ خَارِقٌ لِّلْعَالَمِينَ**
لَوْ كُنَّا كَالْغَائِبِينَ اور یہ حدیث بھی دلیل میں لاتے ہیں: **إِذَا مَا مَلَأَ اللَّهُ نَبِيًّا** اور
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں بھی فرمایا ہے: **وَجْعَلْنِي نُورًا**

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غفلت کے اعتبار سے بشر میں اور
 قرآن حکیم آپ کی بشریت پر گواہ ہے :-

۱۔ **قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا تَعْبُدُونَ لِلَّهِ فَإِذَا هُوَ خَارِقٌ لِّلْعَالَمِينَ**
 (ترجمہ: تو کہہ دو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ پر کہ میرا رب ایک مہربوب ہے
 یعنی میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں خدا نہیں۔)

۲۔ **وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْذُوا جِبْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ السُّرُورُ إِلَّا أَنْ قَالُوا ابْعَثْ لَنَا بَشَرًا**
وَسَوَاءٌ لَّهِ مَا يَفْعَلُ الْمُرْسَلُونَ (سورہ فرقان آیت ۱۷)۔ (ترجمہ: اور لوگوں کو نہ کہیں ایمان لانے سے
 جب پہنچا ان کو بشارت مگر ایسے کہنے کہ اللہ نے مجھ آدمی پرعام نہ کرے۔)

۳۔ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سب کی نفوذ میں مستحق تھا، ہر بشر تعالیٰ
 نے اس کا جواب دیں: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ هَذِهِ الْآيَاتُ مَنبَأُهَا رَبِّي لَا تَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِالْعَالَمِينَ**
يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّسْوًى (سورہ الاحقاف آیت ۱۷) ترجمہ: آسمان پر برہنہ والے فرشتے ہوتے تو
 ہم ہی کہہ دیتے اور ہر آیت کے لیے فرشتہ رحمتی بنا کر بھیجتے، مگر جو کچھ زمین پر ہے وہ لوگ
 جی تو ہم سے ہم نے ان کی رہنمائی کے لیے نبی آدم کو بھیجا کہ ان کو اللہ و تعالیٰ کا سامان ہو۔

۴۔ **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ** (سورہ الشرح آیت ۱۴)

میں اُنفسہم ہر اس کے تعزیر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرح بشر ہیں بشریوں کی طرح نور نہیں۔
سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے: کُنَّا اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآيَاتِنَا وَقُلْنَا لَهُ اَنْتَ وَآلُكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔
بات صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں نور نہیں ہیں۔

بعض مقامات پر اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبانہ اقدس میں لغت نور استعمال ہو جائے
تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا اطلاق مجاز ہے اس معنی پر کہ انور
کیذبتہ ظاہرۃ بنفسہا مظہر لغتہا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہر بنفسہا اندبا الصفت
جو کہ نبوت ہے اور مظہر صحت ہے۔ اور حدیث اولہ ما خلق اللہ نورہا کا جواب یہ ہے کہ
بشری صحت حدیث اس میں بھی نور کا اطلاق مجاز ہے۔

قال اسماعیل بن کثیر رحمہ اللہ: تحت قوله: وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ اِیْمَانٌ بِمَنْفَعَتِهِمْ
من مخاطبہ و سوالہ و مجالستہ و الاغتفاع بہ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۷۷)

سوال: یا محمد اندیاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرفاً جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: یا محمد اور یا رسول اللہ درود و سلام کے ساتھ پڑھنے والا
اگر یہ سمجھ کر نہ پڑھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز بذات خود ہو وقتہ اور مجھ سے
میں پایہ کہ نفس نفس خود مجلس درود میں تشریف فرما ہے میں تو یہ نہ ماننا مزید موجب کفر ہے
اس لیے کہ یہ تصور ہم غیر اللہ کے اپنے علم غیب کو ثابت کرنے کی متضمن ہیں، اور علم غیب اللہ تعالیٰ
بل شاذ کی صفت خاصہ ہے۔ اور شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات خاصہ
بذاتہ یا عبادت میں کسی غیر خدا کو شریک کرنے کا نام شرک ہے۔ کہ: هو معصوم
ف کتب الکلام۔

وہذا ما قال العلامة ملاحی القادری: وبالجملة الفصل فی التمسک بالقرآن و التمسک
تعالیٰ ولا سبیل للبدایہ الا بالسلام منہ والہام بطریق المجزؤة والکرامۃ والارشاد

لہ قال العلامة الزکریا رحمہ اللہ: ہاتھ صلی اللہ علیہ وسلم سراج رفیعہ الشمس فی ہذا العالم
مثال نورہ: قلب العوالم لہ کلہا مثل نور الشمس فلما ان الشمس یوقہا من المشرق
الی المغرب فی ساعۃ واحدۃ و یصنات مختلفۃ کذلک ہو صلی اللہ علیہ وسلم
لرطب الارشاد لہ المقصد السادس فی اصلوۃ علی النبی: الفصل الثالث (

افلا استعزّل بالاعانات فيما يمكن فيه ذلك... وذكر الخليفة تهميداً يا تكفيرا بقتل
ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعلو الغیب لعارضة قوله تعالى: "قُلْ لَا يَخْلُقُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ" (شرح المغنۃ الاکبر ص ۱۵ حکم تصدیق الکاهن الغم)

قال العلامة ابن العزّاز رحمه الله: وعلى هذا حال علماءنا من قال ارفاح المشايخ
حاضر قتلهم كقوله (الفتاوى الميزانية عن هاشم الهندية ج ۲ ص ۲۶۹) الثاني فيما يتعلق بالله
اور اگر مذکورہ بالا عقیدہ ہمیں ہے بلکہ بعض تخیل کے طور پر شاعرانہ اور عاشقانہ انداز میں خطاب
کرتا ہے تو یہ صحت کی ذاتہ جائز ہے جیسا کہ اہل معانی و بلاغت نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات
محدوم کو موجود فرض کر کے یا غیر حاضر کو حاضر فرض کر کے خطاب کیا جاتا ہے اور ایک نوع بلاغت
ہے جو قرآن پاک میں بھی کثرت سے موجود ہیں اشعار و نظم میں یہ نوع بلاغت بذاتِ خود کسی بھی قسم کے ام طہار
کے نزدیک جائز ہے بلکہ خود بڑے بڑے علماء کا معمول رہا ہے اور اس میں درحقیقت کسی
باطل عقیدہ کا دخل نہیں ہوتا بلکہ ایک کمالِ محبت کے آثار میں سے ہے البتہ اگر وہ محبت میں اور
ذوق میں اگر بلا عقیدہ حاضر ناظر کے کلمات خطاب پر ہے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مرہم معنی شریک
بسمنے کی وجہ سے مجاز میں پڑھنا جائز ہے اس لیے کہ اس سے عوام الناس کا عقیدہ
خراب ہوتا ہے اور شرعاً ایسا لفظ یا فعل جو ماضی الی القبح ہو رہا ہے ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے
میں یہ کلام کو جو کہہ چکے اور سچے مسلمان تھے لفظ "لے" کو لے کر منع فرمایا حالانکہ صحابہ کرامؓ
معنی تجسّم مراد نہیں لیتے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ
فَإِنَّهَا أَسْفَلُ سُبُلٍ ۖ لَّعَنَ اللَّهُ السُّبُلَ ۚ (سورة البقرة آیت ۲۵۵)

قال العلامة ابن عابدین: فینقیح او یجب التباہ من هذه العبارة رای موم
المعنی المشرق۔ (رد المحتار ج ۴ ص ۳۳۳ باب المروت)
الشرطان و دو مسئلہ یا محمد یا رسول اللہ کہ کسی مسجد میں جائز نہیں اس لیے کہ اگر اس
کے ساتھ کوئی باطل عقیدہ ملیم غیب، حاضر ناظر مستحضر وغیرہ کا بھی جو تب بھی ناجائز ہے اور
اگر کوئی کفر و شرک کا اعتقاد بھی ہو تو پھر بلا کثرت در بلا کثرت ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ
قرآن کریم کی آیت إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَوْلَاهُ يَتَّبِعُونَ مَوْلَاهُ يَتَّبِعُونَ مَوْلَاهُ (سورة التوبة)
کے شانِ رسول میں اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ آدابِ نبوت سے ناواقف درہمائی لوگ اگر حجر و نمونہ کے
پچھے کھڑے ہو کر حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا محمد و فی سلاطین یا رسول اللہ کے ساتھ آواز پڑھتے

شریعت سے موافق ہے ؟

الجواب :- حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ یا انتقال کے ساتھ کوئی شرعی حقیقہ وابستہ نہیں ہے، اگر کوئی دلائل کی روش سے ان کی حیات کا قائل ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ کوئی ایسی چیز تھی اور جو کوئی ان کی وفات کا قائل ہو تب بھی وہ سلطان ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ کے ساتھ کوئی شرعی حقیقہ متعلق نہیں ہے اس لیے کسی پر تحریر نہیں کرنی چاہیے۔ تاہم ان دونوں میں احوال یہ ہے کہ امامی بعض لفظ، جامعہ، علی، ائمہ، مات (ج ۶ ص ۶۸) اور یمن، مردوں کے ساتھ ان کی ملاقات، تبارک ہے تو اس کے بارے میں قاضی شامانشرانی بھی فرماتے ہیں :-

من المجدد دافع ثانی، فانہ حی، سئل عن حیوۃ الخضر علیہ السلام دوفاۃ توجہ
ان اللہ سبحانہ مستعلیٰ من بقاءہ عن ہذا الامر فرأی الخضر علیہ السلام باخراً
عندہ فسالہ عن حالہ فقال أنا وایاس لست من الاحیاء لکن اللہ سبحانہ اعطی
روحنا قوۃ تنجس بہا وننقل بہا نعلی الاحیاء من ارشاد النضران واخاتۃ الملموت
اد اشاء اللہ وتعلم العلم المذکور - (تفسیر المنظر ج ۶ ص ۶۸) مستوفی الکفایت

امام مہدیؑ کے آنے کے منکر کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص مہدیؑ اور ان کے بارے میں وارو شدہ احادیث کو مومنوں اور من گھڑت کہے اور نزول مہدیؑ سے صاف انکار کرے تو از روئے شریعت اس شخص کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- قیامت کے قریب امام مہدیؑ کا آنا صحیح احادیث اور اجازت امت سے ثابت شدہ مسئلہ ہے اس سے انکار کرنا صحیح احادیث اور اجازت سے انکار کرنے کے مترادف ہے جبکہ احادیث سے انکار کفر ہے۔

عن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا مؤیسیب ہذا الاۃ

لے قال، العلماۃ بغری رحمہ اللہ، اختلف الناس فی ان الخضر من ام میت
تویل ان الخضر والیاس حیوان یتقیاں کل سنۃ ۶ لموسم صحاح سبب
حیاتہ فیما یعک بہ ان شریک من عین الحیوۃ۔ الخ
(تفسیر المنظر ج ۶ ص ۶۸) مستوفی الکفایت

حتى لا يجد الرجل منجاء، يا جاء اليه من الظلم فيبعث الله رجلاً من عترتي اهل بيته
فيملأ به الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً يرضى عنه ساكن الارض -

رواه الحاكم وقال صحيح وهو ابو عبد الله محمد بن عبد الله التيسابوري امام اخديت
في وقتہ - (مشکوٰۃ باب اشراط الساعة ص ۱۸۱ - الفصل الثاني)

اس روایت سے امام اہدی کی پوری تفصیل واضح ہوتی ہے جبکہ اس کے علاوہ دیگر کتب
احادیث میں بھی متعدد صحیح روایات موجود ہیں، انوائفہ صحیح روایات کے انکار کا کیا جواب ہے
اور زبان کی ایک جنبش سے صحیح احادیث کے ایک مکمل باب سے انکار کیا معنی رکھتا ہے؟
تیسرا ہم جو شخص اہدی آخر الزماں کا انکار کرتا ہے تو دراصل وہ احادیث نبوی کا انکار کرتا ہے اور
اس پر ہی حکم لگایا جلتا ہے جو ایک منکر حدیث پر لگایا جاتا ہے ۔

قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ ، وفي المحيط من قال لفقہ ین کو شیخنا
من العلم ابو یروی حدیثاً صحیحاً ای ثابتاً لا موضوعاً هذا یس بشیء کفر .

(شرح الفقہ الاکبر ص ۱۸۱ فصل فی العلم والعلماؤ)

کرامت کی حقیقت | سوال :- جناب مفتی صاحب اگر کرامت کی حقیقت کیا ہے ؟
الجواب :- کسی شیخ شریعت نیک شخص سے ایسے خارق عادت کام
کا صادر ہونا جس سے عام لوگ عاجز ہوئی شریعت کی روشنی میں اگر کرامت کہلاتا ہے ، تاہم
منصب ولایت کے لیے کرامت کا ظہور لازم نہیں اور نہ یہ کوئی کمال کس
نشان ہے ۔

لما قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ : قالوا من ان الامر الخارق
للعامة بالنسبة الى اشئی معجزة..... وبالنفسية الخاوية كون متعلقه من

لما قال العلامة المتعناؤفی ، قد وردت الاحادیث الصحيحة فی ظهور امام مت
ولد فاطمة الزهراء (ع) (شرح المقاصد ص ۱۸۱)

قال العلامة ملا علی القاری ، واما ظهور الحدی فی آخر الزماں وانه یملاء
الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً وانه من عترته من ولد فاطمة وحق الله
عنها نبيك . (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۸۱ مسئلہ نصب الامام)

• دعویٰ ثبوتیہ - رد المحتار ج ۳ ص ۵۵۵ فصل فی ثبوت النسب۔ مطلب ثبوت کرامات الاولیاء علیہ

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے کرام در این مسئلہ کہ کرامت ادوار
کرامات الاولیاء کا حکم

الجواب - اللہ تعالیٰ کے نیک اور قبیح الشریعت بندوں سے نعمتیں نہ مانگوں ہیں
یہ شمار کرامات کا ظہور ہے۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ وغیرہم کہ جیات طہرا و پدید آتھم میں
حضرت سے ایسے مستند واقعات پائے جاتے ہیں جن کو کچھ کفار کی گنجائش باقی نہیں رہتی
جو لوگ کرامات الاولیاء کو نہیں مانتے اور ان کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں وہ اہل سنت والجماعت
سے خارج ہیں اور معتزلی کے گروہ میں داخل ہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ، وعبارة النفسی فی عقائد وکرامات الاولیاء
حق منتظر تکرار علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعيدة فی
المدة القليلة..... ولا ین بالمعجزة جواب عن قول المعتزلة المتکون تکرار
کلاولیاء - رد المحتار ج ۳ ص ۵۵۵ فصل فی ثبوت النسب۔ مطلب ثبوت کرامات الاولیاء۔ آہ
قرآن کریم کو مخلوق کہنا کفر ہے | سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے
میں کہ ایک شخص قرآن کریم کو حادث اور مخلوق کہتا ہے
جبکہ دوسرا شخص قرآن کریم کو قدیم کہتا ہے اور مخلوق ہونے کا انکار کرتا ہے۔ ان دونوں میں

لہ قال الشیخ ابن العز الحنفیؒ: والمعجزة فی اللغة نعم کل عارق للعادة وکذا ط
تکرارہ فی عرف ائمة المتقدمین وکن کثیر من المتأخرین یفرون لها اللفظ، بینہما
فجعلوا المعجزة للقبی والکرامة للوفا۔ (شرح العقیدۃ الطحاوی ص ۵۵۸ فی قوله :
وتؤمن بما جلد من کراماتہم وصح عن الثقات من رآہ یا سمعہم)

وَمُسْئَلَةٌ فی الشہادۃ ص ۲۷۲ فی بحث علی المعجزات واثم اعوار فی ص ۷۰
لہ قال العلامة ملا علی قاریؒ، وانکرامات الاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنن
ولا عبرة بمخالفه المعتزلة واهل البدعة فی انکار الکرامة۔ (شرح الفقہ اکبر ص ۱۱۱ بحث
فی الخوارق العادات الاولیاء وکرامات الاولیاء حق)

وَمُسْئَلَةٌ فی الشہادۃ ص ۲۹۵ کرامات الاولیاء۔

کس کا قول درست ہے !

الجواب :- خاکی تانی کا قول مسلکی عقیدہ کے موافق ہے اور تانی اول کا قول شریعتی عقیدہ اور عقیدہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہے۔ مؤثر رخصت وہ وقت کا ہے جس کے قائل ہیں اہل سنت والجماعت۔ مرویہ اور علی قرآن کے قائل کو کافر اور معتقد کو مرتد سمجھتے ہیں۔ ان دونوں فرقوں نے ماہر علماء کلام نفسی اور کلام عقلی ہے اور یہ ایک طویل و مفصل مسئلہ ہے جو علم کلام کے معرکہ آرا موضوعات میں سے ہے اور نزاع عقلی کے مترادف ہے۔

فان العلم لا یصل علی اعتباری فان الخلاف فی حدیثہ انما یضرب فی اختلاف
لاعن الشیخۃ فی حدیث اسلام العقلی ولا نزاع لمعتزلۃ فی قدم الکلام نفسی۔
رسدح النفعۃ : لا کسیر ص ۱۹ لغز ان کلام اللہ

بندۃ العقل کے حدود کے قائل ہیں مگر ہندۃ قرآنہ ہندۃ مقررہ و مقررہ تعلیم
قرآنہ باحدث کلمات و زوائد ہارے ہیں۔ مگر یہ نزاع عقلی بحث ہے جس کے ساتھ حوالی عقیدہ
کا عقل نہیں بلکہ علوم کے لیے فقہاء نے جو راستہ بنوایا ہے وہ یہ ہے کہ علوم عقلی اور
کا حلقہ نہ کریں کیونکہ موجودہ کلام عقلی اس میں مدعوں نفسی کا حلقہ ہے اور احکام شریعہ کا
مظہر اور مدار ہے انسانی، ان کے اس پر حقوق اور عادت کا احاطہ کیا جائے تو اس کے مدعوں کے
غیر افراد کا استعمال ہے اس لیے منع کیا گیا ہے اور عقول کے احاطہ کو کفر کہا گیا ہے۔

کذا فی حدیث علی بن ابی طالب : من ادعی ان فی اللہ خلقاً من خلقہ فلیکفر
مکتوب : فی غیوب محفوظ و علی الانسان محفوظ : فی وجوہہ المفوضۃ امین

وہذا من توہمہ یقرود فیہ و انقرآنہ عادیۃ۔ و علی : من ادعی ان فی اللہ علیہ و انہ و سہ
مذکور۔ خبر مخلوق۔ و قال فی حوالہ سنہم قل صحیح عن ابی یوسف انہ قال لم یطرد
باحقیۃ فی مسئلۃ خلق القرآن فافق زانی و ریحہ و علی ان من قال یخلق القرآن ذہو
کافر و معہذا القول ایضا عن معصی رحمہ اللہ (ص ۱) و ما ذکرہ اللہ
تعالیٰ فی القرآن عن موسیٰ و غیرہ من الانبیاء علیہم السلام انہم اخبروا انہم سمعوا
حکایۃ عنہم و عن خیرون و ابیسی و زعموا انہ قالوا کل کلام اللہ انما انزل
قد کتب انکبوت لہذا علیہ فی الموح انعم و فیہ لعل خلق السماء و الارض
والروح لا یکلما ہر حادثہ حصل بعد عظم حادثہ عند سمیعہ من موسیٰ و یحییٰ و یونس

مراد انبیاء علیہم السلام ومن فرعون و ابلیس و عاصون و قارون و سایر الاعداد
 فاذا نزل القرآن بین اخبار الله تعالى عن اخبارهم وحوالهم واولی الامر کسوة ثبت دایۃ
 النہای (ج ۲۸) — ومع هذا لا يجوز لاحد ان يقول القرآن المطلق بمخلوق مافیہ
 الایہم المملوئی الی الکفر — فاذا فکر مطلقاً یجوز علی امضی اللابیۃ (ج ۲۹)
 فمن یحیی ان یقال القرآن مخلوق علی الاطلاق — و بالجملة اهل السنة کلهم
 من اهل المذاهب الاربعۃ و غیرہم من اہل السلف و الخلف متفقون علی ان القرآن
 غیر مملوئ (ج ۳۰) — (شرح الفقہ الاکبر ص ۳۰۰) (قرآن کلا اللہ)

انبیاء کرام کو فواحش کی طرف منسوب کرنے سے ایمان نقل ہو جاتا ہے | سوال: ایک
 شخص جو زیل
 کے واقعہ کے سچ ہونے کا عقیدہ رکھے کہ آرسون اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے تھے
 اور ایک بار اس سے اس کے نفس کا مطالبہ بھی کیا تھا جس پر وہ عورت بہت برہم ہوئی۔ تو میں
 واقعہ کو سچ ہونے کا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان سلامت رہ سکتا ہے یا نہیں؟
 الجواب :- عصمت انبیاء ایمان کا بنیادی اور انتہائی اہم مسئلہ ہے، بحیثیت مسلمان
 ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام قبل از نبوت اور بعد از نبوت تمام نافرمانیوں سے محفوظ و
 مامون ہیں۔

لما قال اعلم ان ملاحی القادی، الانبیاء معصومون بین النبوة وبعد حاسن کبائر
 الذنوب و صفاتہا و یوسف علی ما هو الحق عند المختصین۔ (مرقاۃ ج ۱) کیا کیا تر ارضی الذرم
 یاد رہے کہ انبیاء طہیم السلام کی طرف ایسی فواحش کی نسبت کرنے سے اور خصوصاً
 امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے واقعات کی نسبت کرنے سے ایمان کی سلامت
 رہ سکتا ہے۔

پشتون زبان میں حضورؐ کو "کینہ" کا اطلاق موجب کفر نہیں | سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 ان تراویح کو سرائے ہوئے

ملہ دفعہ ۱۰۰، مثل من یبالی لایبیر انوار احسن کلامہم علی الزنا و عوۃ نال یکفر لانه شتمہم دہم
 استغفار دہم۔ (فتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۶۳) الباب التاسع فی اخفاء السریر

واقف مذکورہ نسخہ فقیر کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ البتہ جہاں تک کتب لاہور والوں نے
”قصص الانبیاء“ کے نام سے، ایک کتاب شائع کی ہے جس کے نامعلوم مولف نے اس واقعہ
کے علاوہ اور کچھ بہت سے رعب و یاس اٹھائے کئے ہیں، البتہ کتابوں کے مطالعہ سے محام
کا عقیدہ ٹھیک نہیں رہ سکتا اس لیے ان کے مطالعہ سے، قناب کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صیغہ رخطاب سے درود پڑھنے کا حکم
مسئوال۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب کے صیغہ

سے مصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حالت غیبت میں درود سے صیغہ رخطاب کے ساتھ درود شریف اگر کسی نیت
سے پڑھا جائے، ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور مصلوٰۃ و سلام کو خود سنتے ہیں تو یہ جائز
حرام ہے۔ و اگر نیت یہ ہو کہ مصلوٰۃ و سلام فوت شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج گئے
ہیں تو پھر جائز ہے۔ البتہ ایسے مشترک الفاظ میں درود پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ما قال شیخ رشید احمد گنگوہی، جب انبیاء علیہم السلام کو کلمہ غیب نہیں آیا رسول اللہ
کہنا میں، جائز ہو گا، تاہم عقیدہ کر کے کہے کہ وہ خود سے سنتے ہیں، بسبب علم غیب کے تو یہ کفر
ہے اور جو یہ عقیدہ رکھے تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ کفر ہے البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے
ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ مالک اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست
ہے۔ در تاہم غایت رشیدیہ ص ۳۲ کتاب ایمان و الکفر ص ۱۷

اگر میں نے فیصلہ کیا خواتین کی تو قرآن کو جھوٹا سمجھوں گا۔
مسئوال۔ مزید سے ایسا فیصلہ کے
بارے میں کیا فرمیں، اس فیصلہ کے

خلاف ورزی کر دے گا تو قرآن کو جھوٹا سمجھوں گا یا بعد میں مزید اس فیصلہ سے منحرف ہو گیا، تو کیا

۱۔ احوال الشیخ شرف علی اقصیٰ رحمہ اللہ۔ بارود استغاثہ و استغاثہ یا حجتہ و مامورہ و تلوین
کے کسی علم ہے اور بدعت اسی فتاویٰ کے معنی توفیق و استدلال و اذکار و قید ہے، چونکہ اس اعتبار سے کہ ان میں بعض
انہما یزعمان و استدلال ہوتا ہے اس لیے نظر میں تو صحیح کیا گیا لیکن اگر کسی جہاں اس کے خلاف دیکھا ہے۔ یہ نام
کر دیا جائے گا۔ (احمد رضا فاؤنڈیشن ص ۳۹ کتاب العقائد و الاکلام)

و ملاحظہ فی معارف القرآن ج ۲، ص ۲۳۳۔ سورۃ الاحزاب

زیر اپنے قول کی وجہ سے کافر ٹھہرایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: مذکورہ افتادہ موجب کفر نہیں ہیں، عام طور پر ان کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ قرآن کو چھو یا نہیں سجدہ سکتا اس پہلے یہ فیصلہ ضرور تسلیم کر لیا جائے کہ کفر کا فتویٰ صرف یہاں تک ہے جہاں تاویل کی گئی ہو، ابتداءً ان افتادہ سے عین لازم ہو جائے ہے اور عین کا کفارہ و ناکرہ کرنے کا وہ سے نکل سکتا ہے۔

بَابُ الْإِيمَانِ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَكُونُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
وَأَنَّ الْقَوْلَ الْفَاعِلَ فِيهِ هُوَ الْإِيمَانُ لَا الْإِيمَانُ بِشَيْءٍ وَلَا الْإِيمَانُ بِشَيْءٍ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَاتِلٌ كَافِرٌ يَكُونُ

كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَلَّمَ بَعْضَ النَّاسِ فِي بَعْضِ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا مَرَّةً حَتَّى يَكُونَ كَافِرًا مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

امام غزالی کے کسی قول سے انکار کفر نہیں ہے | سوال :- جذباتی مباحث!

کہ وجہ سے بعض لوگ علماء حق کی بے ادبی و دشمنی کرتے ہیں اور جب کسی شرعی مسئلہ میں کسی فقہ عالم دین کا حوالہ دیا جائے تو جانفروں و فطرانکار کر دیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے گاؤں میں ایک صاحب امام غزالی کے حوالہ سے ایک مسئلہ بیان کیا تو دو کئے شخص نے اس سے انکار کر دیا۔ لہذا اگر کوئی شخص امام غزالی کے کسی قول سے انکار کرے تو از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اگر کسی عالم یا فقیہ کا توں قرآن و سنت سے منہadam نہ ہو تو اس سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ لہذا اگر اختلاف دین کی وجہ سے انکار کیا جائے تو پھر باعث قبول ہے البتہ اگر یہ انکار اختلاف شریعت کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس عالم کے ساتھ ذاتی عداوت اور بغض کی وجہ سے ہو تو پھر کو جب منق ہے کفر نہیں۔ واضح ہے کہ دوسرے مذاہب کے فقہ میں ان کی تقلید نہ کرنا اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

قال اذعانون الا و جند و منته۔ ولو قال ان لا اعمل بغتوي انفقہ اوليس
كما قال العلماء فاعلم لا يعبد من ولا يكلن (غزالی) فاضل عن اهل التبع و جند و منته (مکتبہ اشرفیہ)

اہل فترت کے بارے میں شرعی عقیدہ | سوال :- بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے درمیان چھ سو سال تک فترت کا زمانہ تھا جس میں کوئی نبی نہیں آیا، تو کیا زمانہ فترت میں جو لوگ گذرے ہیں ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ کیا وہ جنتی ہوں گے یا جہنمی؟

الجواب :- زمانہ فترت میں جو لوگ کسی رسول کی تعلیمات سے روشناس نہ ہو وہ بلکہ فترت توحید ہادیہ تعالیٰ کے قائل گنہگار ہوں تو جمہور علماء ان کے جنتی ہونے کے قائل ہیں، ہاں اگر کوئی بعثت نبوی سے پہلے کفر و شرک کے عقیدے پر مرتکب ہوں تو ان کے مشرک اور جہنمی ہونے میں کوئی شک نہیں، البتہ اگر ان میں سے کسی کے عقیدے کا مان معلوم نہ ہو تو ان کے بارے میں توقف کرنا چاہیئے۔

لما قال العلامة ابن عابد بن رحمہ اللہ۔ فقد صرح النووي والفہم اللہ انراہ
بان من مات قبل البعثۃ مشرکاً فہو فی اسار۔ وبخلاف من احدث منہم

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو کفنی کے لیے بنی قمیض عطا فرمائے گا پھر تم لوگوں میں۔
 قال الشيخ الموفق رحمه الله: ما دفع القميص اليه فذكس فيه وجوها الاقول ان لباس
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبدل له بعد ولا قطعت ولا قصصا وصحان رجلا طويلا
 فكاه عبد الله قميصا - ان الله تعالى امره ان لا يرد ما نزل به عليه وانما الناس
 فلا تنهون فلما طلب انفسهم منه دفعه اليه لهذا المعنى - وان ابنه عبد الله
 بن عبد الله بن ابي كان من اصحابه وان رسول الله اكرمه مكان ابنه -
 واستند برأسه بين ١٦٩ سنة سنة يوسف له

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے انکار کفر نہیں | سوال: کسی مسافر پر یہ
 اور اگر کسی مسافر کو کسی مسافر سے انکار کفر نہیں اور اگر کسی مسافر کو کسی مسافر سے
 پیدا ہو گئی تو یہ نہ کہہ کر اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بھی مجھ سے سفارش
 کریں تو میں ان کی بھی سفارش نہیں مانوں گا۔ شریعت مطہرہ کا مد سے یہ اپنے اس قول کا
 وجہ سے کافر ہو گیا نہیں ؟

الجواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کے افتاد
 کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے تاہم یہ کفر کافری نہیں دینا جاسکتا کیونکہ اس کا
 کہا ہوا جملہ تفصیل طلب ہے۔ مزید سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم
 ماننے سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ ان کی سفارش ماننے سے انکار کیا ہے اور اللہ و رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ساتھ جب حتمی حکم نہ ہو تو محض سفارش خود حتمی حکم نہیں ہے بلکہ
 اس لیے بعض اوقات صحابہ کرام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش و شہادہ پر عمل نہیں
 کرتے تھے۔

ماوردی الحدیث وعن ابن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل

لے قال علامہ ملا علی القاری: قال الخطيب حرمنا حق ظاهر الاتفاق وانزل في كونه اتفاقا
 ومن الاتفاق - (مرقاۃ مفاتیح ج ۳ ص ۱۸۱ باب علی الیت ونکیتہ - انفصل الشاہد)
 ثم قال العلامة: لكن في اوقات من ترجمان منازعة فقال له ان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ثم اتمى بامر لا يكفر - (فتاوى البزازية على هامش الفهدة ج ۲ ص ۴۳۵)

جہم کے دن مرنے والے پر عذاب قبر نہ ہونے کا عقیدہ | سوال: کئی لوگوں سے سنیے

دن فوت ہو جانے تو اسے عذاب قبر نہ ہوگا، تو کیا اگر جہم کے دن کوئی قاسم یا فاجر بھیجے
فوت ہو جائے تو اسے بھی عذاب قبر نہ ہوگا؟ ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حدیث مبارک میں ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما من
مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر

(ترمذی ص ۵۵۲ باب ما جاء في من يموت يوم الجمعة)
جہم کی عزت و تکریم کی وجہ سے جو کوئی بھی جہم کے دن یا جہم کی رات کو فوت ہو جائے
نواہت اسی عامی ہو گا کوئی خاص سلطان اور نیک ہو تو اس کو عذاب قبر کی ایک جھلک اور
فقط ضحط قبر ہونے کے علاوہ باقی عذاب قبر سے مامون و محفوظ ہو جائے گا۔

قال العلامة ابن علقامة: الحديث انما هو في من يموت يوم الجمعة
ويام السبت من عذاب القبر ومن مات قبله او في ليلة من من عذاب
القبر. (الدر المختار على صدره والفتح رقم ۱۸۵) باب الجمعة: ضحط يوم الجمعة

جہم کی رات تک قبر کی حفاظت کرنے سے عذاب قبر نہیں ہوتا | سوال: کہ کون

پر یہ عبارت تھی ہوئی ہے: "وان مات في هذا اليوم افي ليلة الجمعة لا يكوننا عذاب
القبر"۔ عذاب واحد وان حفظه القبر الى ليلة الجمعة يقع لعذاب ولا يصح ان
يوم الجمعة لا عذاب، بل جہم کے دن فوت ہو جانے کے بعد پر عذاب قبر عذاب جاتا ہے،
اگر جہم سے پہلے دن یا جہم کی رات تک اس کی قبر کی حفاظت جائے تب بھی عذاب قبر سے

الحق: العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: "و من اطمع لا يعذب بل لا ضحطة"۔ جو ہول
ذات و شرمہ و ناہمی و عذاب و ضبط لکن يقطع عنه عذاب يوم الجمعة وليست لها
لعل لا يعذبون ما يومها ليلها قد يكون في ذاب ساعة واحدة وضحطة القبر ثم
يقطع۔ (رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۱۷۵) باب الجمعة: ضحط يوم الجمعة
و ضحطه في شرح العقدة لا کیوں ملتا۔ ضحطه القبر و عذابہ حق۔

محمود کا کہنا کہ "غرائب" کی عبارت پر عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟
 الجواب:۔ جو کوئی جو کہ بات یا حدیث کی کسی جامعیت میں فہم نہ ہو بلکہ تو اس کے
 بارے میں احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اس پر عذاب قبر نہیں ہوگا۔

ماوردی فی الحدیث: عن عبد اللہ ابن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یمن مسلمہ موت یومہ الجمعة اذلیلة الجمعة الا وقاء اللہ فقلت لفقیر
 دواء احمد۔ (مشخصاً باب اجمعة ص ۱۲۱ فضيلة القبر وعذابه حق)
 فقہار اسلام نے بھی اپنی تصنیفات میں اسی طرح لکھا ہے۔ قال العلامة ملا علی
 القادی رحمہ اللہ، نعم ثبت فی الجملة ان من مات یومہ الجمعة اذلیلة الجمعة
 یرفع العذاب عنه۔ (شرح الفقه اکابر متنا عذاب القبر حق)

یہ کہ "جو کوئی دوسرے دن یا رات میں انتقال کر جائے اور پھر جمعہ کی رات تک
 اس کی قبر کی حفاظت نہ کی جائے تو یہ بھی عذاب قبر سے محفوظ رہے گا" اسی کے بارے میں
 نہ تو کوئی صحیح روایت اور نہ ہی کسی فقیہ کا قول ثابت ہے کہ حفاظت قبور دل وہ سے قبر کے
 عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

باقی رہ گئی ہے دشمنی ابوالکارم یا غرائب کا مسئلہ تو یہ قابل اعتماد اس لیے نہیں ہے کہ
 کہ ابوالکارم کے مطلق علماء نے لکھا ہے کہ یہ ایک مشکل مہجول ہے اور اس کی کتاب بھی غیر معتبر ہے۔
 لا قال الشيخ محمد الحنفی: من انکذب القبر العترة خا۔ جو مختصر التوفیق
 الفقہانی مشہور ہے جامع الرواسی وشرح الوفاة لابی الکلام (مقدمہ الرایہ ص ۱)
 اسی طرح "غرائب" بھی غیر مشہور کتاب ہے جس کے مصنف کا حال بالکل نامعلوم ہے
 اس لیے اس کے مسائل بھی قابل اعتماد نہیں سمجھے جاتے ہیں۔

قال ابن ماجہ: فی مکتوبات فی حجة الوداع من ثوب من وثق فی ثناء المؤمن فی ثناء المؤمن
 مشرعی فی ثناء من جاورہ السنن الی الکلام فی الثناء فی القبر والحق فی علی ان من یحب علی مقدمہ عذاب
 ادم۔ وانہ ہر ان ما نقلہ ہوا کہ: ایہ ہو مذہب الامامانقلہ ابوالکارم فایہ رجل مجہول
 وکتابہ کن لا یکتب فیہ سبل وعلی غصن وحتی ان یتکب لہ ہذا مقبول۔ جو مقبولہ وازادہ
 ہے قال النبی الحنفی: نقل عن بعض رسائل مؤلف انہما من تجوز القبر فی من انکذب القبر
 مشہورہ: انہما: مقدمہ عترة الرایہ ص ۱۱ فایہ انکذب لہ لا تجوز فی القبر

عالم برزخ میں جسم و روح کو عذاب و ثواب ہوتا ہے | سوال :- بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ روح کو بھرا کر اور بھی روح مع الجسم کا قول کہتے ہیں۔ تو جناب مفتی صاحب! عذاب قبر کے بارے میں مجبور علماء کی رائے کیلئے ہے؟ کیا یہ عذاب بھائی سہ یا روحانی؟ نیز قرآن و حدیث سے اس کے کیا دلائل ہیں؟

الجواب :- مجبور علماء اہلسنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ برزخ میں جسم اور روح دونوں کے تعذیب یا تنصیم ہوگی۔

ما قال العلامة ملاحی الفارسی: واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالى يخلق في الميت نوع حياة في القبر قد مر ما يتألم او يتلذذ. (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۶ حفظہ القلم)
اسی طرح قرآن و حدیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ قال الله تعالى: اِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ حَيَاتِهِمْ اَحَدًا (آؤ عَشِيَّةً)۔ (سورۃ المؤمن آیت ۷۸)

زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا: تصور کیا اللہ عز و جل عذاب القبر (دھنکڑ) ۱ ص ۲۲ باب اثبات عذاب القبر ص ۱۷
سوال :- جناب مفتی صاحب! | قبر میں نابالغ بچوں سے سوال و جواب کی وضاحت | نابالغ فریت شہوتوں

سے قبر میں سوال و جواب ہو گا یا نہیں؟

الجواب :- قبر میں نابالغ بچوں سے متکرر تحریر کے سوال و جواب کے بارے میں علماء کا اعتقاد منقسم ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ قبر میں متکرر تحریر کے سوال ہر ایک سے ہوں گے لیکن نابالغ بچوں کو ان کے سوالوں کے جواب کا منہاجب اللہ الہام ہو گا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ کوئی سوال وغیرہ نہیں ہوں گے، اس لیے کہ نابالغ بچے فیر مکلف ہیں اور برزخ بھی ہے۔
قال العلامة ابن حابدین رحمہ اللہ: ولا هو ان اکامیہا ولا یستأنون

اعمال القبر والبعث، فی عذاب لطم متصلاً بالروح والروح متصلاً بالجسد، تألم الروح مع الجسد وان کان خارجاً عنہ۔ ۲۰ (الواعظین علی حاشی شرح العقائد ص ۵۵ عذاب القبر)
وَمِنْهُ فِي شَرْحِ الْفَتْحِ الْاَكْبَرِ ص ۱۴ اباس من رحمة الله كف

دکا۔ فقال انموذجی۔ (زادہ تاریخہ منقولہ منقطع) (التفتت بعد موت)۔
قبر یا برزخ عذاب و ثواب میں دونوں برابر ہیں | مسوال۔ اگر کسی فوت شدہ شخص کو دفن نہ کیا جائے بلکہ اس کو مٹا کر رکھ کر ہوا میں اڑا دیا جائے یا دریا برد کر دیا جائے تو کیا اس کو بھی قبر کا عذاب و ثواب ہو گا یا نہیں؟ نیز عذاب قبر اور عذاب برزخ میں کون فرق ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب۔ میت کو قبر میں عذاب و ثواب کا ہونا قرآن مجید اور احادیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ اور قبر اس جگہ کا نام ہے جہاں میت کے ایذا پر طرہ سے اچھی خواہی ہو یا برائی قبر میں ہوں یا نہ۔ بحمل اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے کہ میت کے اجزاء کو خواہ ہوا میں اڑا دیا گیا ہو یا دریا برد کر دیا گیا ہو یا کوئی دھندہ اس کو ہڑپ کر جائے تو بھی اس کو عذاب و ثواب قبر کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برزخ اور قبر دونوں ایک ہی نام ہیں اور میت کے بعد تاقیامت زندگی کو برزخ زندگی سے تعبیر کیا جائے۔

قال الحافظ ابن القيم: وما ينبغي ان يعلم ان عذاب القبر هو عذاب البرزخ فكل من مات وهو مستحق العذاب ناله نصيبه منه فخير او اشر من قبل فلو انكته السباع او احرق حتى صار رماداً و نفع في الهواء او غلب في البحر و وصل في روحه و بدنهم من العذاب ما يصل الي القبر كما (الروح في السائله فلسفه)۔
قبر کو سجدہ کرنے کی اقسام کی تفصیل | مسوال۔ جناب مفتی صاحب! قبر کو سجدہ کرنے سے کوئی صریح گنہگار ہوتا ہے یا کافر؟ برائے کم اس

لہ قال العلامة ملا علی قادیانی: لا يستحق من عموم سوال القبر ولا نبیاء ولا اطفال والشہداء۔ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۰۱ سوال منکر و تکبیر فی القبر حرق)۔
 وَتَمْلُکُ فی شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۲۵۴ فی تشریح و منکر و تکبیر فی القبر۔
 ۲۔ قال علامہ فخر الدین الرازی: ان عذاب النار عظیم عندنا و غشیاً ما لا یحصى فی الدنیا فثبت ان هذا العرف انما حصل بعد الموت و قبل یوم القيامة و انما یدل علی انہا عذاب القبر فی حق طو کاد و اذ اثبت فی حقہم ثبت فی حق غیرہم لانه لا قائل بالفراق۔ (التحسین الکبیر ج ۲ ص ۲۷۰ سورۃ المؤمن)

اس کی وضاحت فرمائیں !

الجواب : قبر کے قریب مسجد کرنا، جگر و پانی میں کوئی چیز مائل نہ ہو تو مکہ تحریمی ہے اور قبر کو مسجد تعظیم کرنا حرام ہے اور مسجد بنادیت کرنا شرک ہے اور زمین نے پختہ تعظیم کو بھی شرک قرار دیا ہے، لہذا کسی بھی قبر کو مسجد کیلئے پرہیز کیا جائے اور جو کتبہ ہو ان کو اس سے منع کیا جائے اور تو بروا استغفار کی تلقین کی جائے۔

ما قال فی المہندیۃ : من سجد للسلطان علی وجہ التقیۃ اذ قبل الامۃ فی بیعت یدہ لا ینقض و لکن یا ثمر لا یرکبہ الکیبرۃ و هو المختار و قال ابو جعفر : رحمہ اللہ و من سجد للسلطان بیعتہ العبادۃ اذ لم یحضر و اللیقۃ فقد کفر کما فی الجوہر الخاطی۔
(المعتمد علیہ : لہندیۃ ج ۲ ص ۲۱۱) آستان و اخرون فی مناقبہ ص ۱۰۸

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء کرام غیر ائمہ کی خوشنودی کے لیے ہاں اور ذبح کرنا اس مسئلہ میں کہ جو بائوس کسی ولی یا بادشاہ کی تعظیم یا خوشنودی کے لیے ذبح کیا جائے یا بائوسیت کہ بادشاہ کی نظروں میں مقبول ہو جاؤں اور وہ مجھے کوئی عہدہ دے دے یا موجود عہدہ پر برقرار رکھے تو ای مذہب ہاں اور ذبح کرے یا نہ؟

الجواب : جو بائوس کسی ولی کی تعظیم و تحظیم یا بادشاہ کی خوشنودی کے لیے ذبح کیا جائے یا اس نیت سے ذبح کرے کہ بادشاہ کے ان مقبول ہو جاؤں یا یہ کہ مجھے کوئی عہدہ دے دے یا اپنے عہدہ پر برقرار رکھے تو ان سب صورتوں میں مذہب ہاں اور مردار ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کرتے وقت ہر اہم تہیہ و تقاضی کا نام یاد کیا ہو اور اکثر فقہاء کرام اس مسئلہ کو موجب کفر مانتے ہیں البتہ بعض نے کفر قرار دینے میں اعتیاد کا پہلو اختیار کیا ہے۔ پھر یہ کہ ایسا مذہب ہاں نہ ہو بلکہ غیر ائمہ، ماذبح علی الغصب

ما قال : معلومۃ ملا علی القاری : رحمہ اللہ : ولی الخلائق و من سجد لہم اذاد بہ التعظیم کتعظیم اللہ سبحانہ کفی فان اراد بہ الخیۃ اختار بعض العبادۃ لا ینقض قولہ ہذا حوالہ ظہر۔ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۹۳) فصلۃ الکفر صریحاً و کتاباً و متفقاً فی رد المحتار ج ۶ ص ۲۹۳ کتاب الکراہیۃ۔

اور لعن اللہ من ذبح لغير الله میں نغمہ ہار، مخدشین اور مفتشین کے نزدیک داخل ہے، تاہم اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا مقبول کے شکر یہ میں ذبح کر دیا یعنی اس نیت سے کہ جنگ اور خیر خواہ بادشاہ کا ہم پر قربان ہونا بہت بڑی نعمت ہے، محض اس نعمت کے شکر یہ میں کوئی جانور ذبح کر دیا بادشاہ کی خوشنودی، تصور و تخی تو یہ صورت جائز ہے اور مذکورہ کا کھانا جائز اور حلال ہے، در اگر بادشاہ وغیرہ کی دعوت پر ذبح کیا جائے تو بھی جائز اور حلال ہے۔

لا قال العلامة علاؤ الدین المحسنى: ذبح نقدوم الامير ونحوه كواحد من العظام يصح لامته اهل بيته الله ولو وصليته ذكر اسم الله تعالى ولو ذبح للضيف لا يحرم لانه سنة اخدين والكرام للضيف والكرام الله تعالى واسماؤ ان قد ياكل منه كان الذبح لله والمنفعة للضيف او للوليمة او للرحمة وان لم يقد مهيا لاكل منها بل يدفعها لغيره كان لتعظيم غير الله فتعرا وهل هو كفرك؟ فكلان بزيادة شحرح رحمانية قلت وفي مبيد المسئلة انه يكره ولا يكره لانه انظر بالمسلم انه يفتق بياني الا دمي بهيئ الشجر ونحوه في شرح الوحيانية عن الف خيرة ونقاطه فقل: وناعله جسمهم هم قال كافر۔ وقضى واسما على ليس يكره۔

(المدراعتار على صدر رد المحتار ج ۴ ص ۲۸۱ کتاب الزبايح)

جانور قبروں پر سے جا کر ذبح کرنا اسوئل بعض لوگ قبروں پر بکرت وغیرہ سے جا کر جانور ذبح کرتے ہیں، شرعاً ایسے جانوروں کا کیا حکم ہے؟

الجواب: کسی بزرگ بادل کے ایصالِ ثواب کے لیے کسی جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت غریب و مساکین میں تقسیم کرنا ایک جائز صورت ہے لیکن برا وغیرہ ان کے

لم قال العلامة ابن خيم لمصري رحمه الله: وفي نسخة رجل ذبح للضيف شاة فذكر اسم الله تعالى عليها فقال بطل كلفه ولو ذبح لاجل قدوم الامير او قدوم واحد من اعظماء وذكر اسم الله تعالى يصح اكله لانه ذبح لاجل تعظيم الله۔ (البحر الرائق ج ۸ ص ۸۸ کتاب النواحي)

وہیئتہ فی البزازیة علی هامش المندية ج ۲ ص ۲۸۱ ذبح من کتاب نصید۔

ان کے مزارات پر لے جا کر ان کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے اور اس سے ذبح حرام ہو چکا ہے
خواہ ذبح کرتے وقت کئی مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہلایا ہو۔

لما قال العلامة ابن نجيم: ذبح لقول: لا مبيح ولا واحد من العظم يمسح
ولو ذكر الله تعالى. (الكشاف والعنقا ۳۳۳ من كتاب العبد والذباح) نے
قبروں پر پھولوں کی چادریں چڑھانا اور چراغ روشن کرنا سوال ہے اولاً شرکی
قبروں کو پھول لگ کرنا، قبروں کو پھونکا کرنا،

ان پر پھولوں کی چادریں چڑھانا اور غلاف ڈالنا ان کے مزاروں کو چرمن اور مان پر چڑھا کر
کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ تمام افعال قبور اور مفضی الی الشریک ہیں اس لیے کہ یہ امور بطور تعظیم کے
کئے جاتے ہیں بجز اللہ تعالیٰ کے ماسوی کسی کی ایسی تعظیم کرنا ناجائز ہے اور اس میں مال کا
ضیاع بھی ہے اور جسے فائدہ کماؤں میں مال کو صرف کرنا شرعاً منع ہے۔ نیز ایسے امور تنبیہ
سے بچنا ضروری ہے اور ہر کام طریقہ محمدیہ (قرآن و حدیث سے ثابت ہوئے) اختیار کرنا چاہئے۔
ماوردی الحدیث: وعن جابر قال: سمی رسول الله صل الله علیه وسلم، بن یحییٰ من

القبر وان یمنی علیہ وان یفعل علیہ۔ رواه مسلم۔ وقال البیضا: عن ابي الهيثم قال
لی عن ابي ابعث علی ما یعتقی علیہ رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تدع تحت لاً
الاطستہ ولا تقبراً مشرفاً الا سوتہ رواه مسلم۔ زمکوة ۳۸۸ باب فی دفن النبی
قال العلامة عینی: قال الفقهاء: تحرام ان یوضع القبر ولا یقبل ولا یسجد فان دخل
ذوئ من عادی النصارى۔ (البنایۃ فی شرح الہدایۃ ج ۲ باب ۱۰۸) ۳۸۸

لے قال العلامة ابن نجيم: وفي القصة رجل دبح للضيف شاة فذكر كواحه لله تعالى عليها فقال: من
الله ونوعه من الجن قد وعروا واحداً من اعظم رؤسائهم لله تعالى يعمره الله لانه ذبح لاجله تعظيماً له
والبحر الرائق ج ۲ ص ۸۸ كتاب الذباح: — وَتَمْلِكُ فِي الْبَزْزِيَّةِ عَلَى هَامُشِي الْهِنْدِيَّةِ ج ۲ ص ۸۸
۳۸۸ قال العلامة العسکونی: واحتمل ان: النحر: الذي يقع للاموات من كثر نعيم وما يلقى من
من اللذائم والشمع والذيت ونحوها التي ضرر النعم الاوتياء الكرام تعزاً اليه من جنسهم بالاجماع
بالحي حرام ما لم يقصد وأصرفها لغيره الا انما وقد استثنى الناصر علی (رحمہ اللہ) من
حسن عروق المختار ج ۲ ص ۳۳۹ النعم: مطلق الذبح (وتملكه في الهندية ج ۲ ص ۸۸) (الذبح في شريعة الاسلام)

سوال، جناب مفتی صاحب! ہمارے علاقہ میں ایک پیر دہر شمس کو سجدہ کرنے کا حکم پایا ہے لوگ اس کی قید ہو کر رہے ہیں اور صلہ سجدہ بھی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔۔ تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا جائز نہیں بلکہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا موجب کفر و شرک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں جو قیول کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں! لہذا کسی صورت میں بھی غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا جائے البتہ قدم بوسی کو بعض علماء نے جائز ٹھہرایا ہے بشرطیکہ اس میں کسی غیر شرعی اثر کا ارتکاب نہ ہو۔

قال العلامة اخصكني: وكذا ما يقعون من تقبيل الارض من اجل العلماء والعلماء فحرام وانقاذ والرضى به آثم لانه يشبه عبادة الوثن وهن يكفون عن العبادة والتعظيم كفرون على وجه النجاسة لا وصال آثمًا من كتبنا فلكبير.

دائد الخلفاء على صفة رد المحتار ج ۴ ص ۴۸۳ باب الاستبراء

سوال ۱۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ادیانہ کرام کی قبروں کو بوسہ دیتے ہیں، تو کیا قبروں کو بوسہ دینا شرعاً جائز ہے؟

الجواب۔۔ قبر کو بطور تعظیم و تکریم بوسہ دینا کفر و ضلالت ہے اور بلا یقین تعظیم کا کبیرہ اور حرام ہے اس لئے کہ یہ جو دو نصائد کی خاطر ہے لہذا اس سے بپا بپا کیا جائے۔

قال العلامة اخصكني: ولكن ما يقعون من تقبيل الارض من اجل العلماء والعلماء فحرام على

والراضی به آثم لان التقبيل عبادة الوثن وهن يكفون عن العبادة والتعظيم كفرون على وجه النجاسة لا وصال آثمًا من كتبنا فلكبير.

دائد الخلفاء على صفة رد المحتار ج ۴ ص ۴۸۳ باب الاستبراء

لے قال العلامة اخصكني: وفي الخلاصة ومن سجد ان اراد به تعظيم تعظيم الله سبحانه كفرون

ولاد به اثمية انتشاره من العلامة انه لا يكفر قول هذا هو لا ظهر۔ شرح الفتاوى الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۳ فصل

فی کفر صریحاً و کتابتاً۔۔۔ و مثله فی الامانة به به ثلاث اثبات من الامانة في صلاة الملوك۔

لے قال العلامة اخصكني: وفي الخلاصة ومن سجد ان اراد به تعظيم تعظيم الله سبحانه كفرون لاد به اثمية

انما بعض العلماء انه لا يكفر قول وهذا هو لا ظهر۔۔۔ ولما تقبيل الارض فهو قریب من استجدود۔

شرح الفتاوى الکبریٰ ص ۲۹۳ فصل فی کفر صریحاً و کتابتاً۔۔۔ و مثله فی الامانة به به ثلاث اثبات من الامانة في صلاة الملوك۔

تبر کا طواف کرنا اور اس کی مٹی بدن پر ملنا | معمولی۔ کسی بزرگ کی قبر کی مٹی یا پتھر وغیرہ بدن پر ملنے یا اس کے ارد کو درطواف کرنے کا کرنا کیا حکم ہے؟

الجواب: کسی بزرگ کی قبر کا مسح کرنا بھونڈا بوسہ لینا یا اس کی مٹی اور پتھر وغیرہ کو بدن پر ملنا یہ سب امور ناجائز اور بدعادتِ قبیحہ ہیں اسی طرح تبر کا طواف کرنا بھی حرام ہے اسلئے کہ طواف عبادتِ جبریتِ شریک کے ساتھ خاص ہے، ان سب امور سے تمام مسلمانوں کو یکमत ضروری ہے، ایک مسلمان کو ایسے افعال بحالہ لازمہ سے بھی دیتا۔

قال: علامة بد مذہبین: یعنی: قال الفقه ہاء الخ لم یؤاخذ بحس نقبر ولا قبلہ ولا منہ فانہ فی ذلک من عادة المتصاوی قال وما ذکرہ صحیحہ وقال ابن عفران: لا یسئل مقبرۃ ولا یقینہ قال وعلیٰ ہذا مضت المسند وما یضلع عوام الآن فہو من البدع المنکر شرعاً والعتابۃ فی وجہ الہدیۃ جہتہ فی آخر باب الجنائز

مدوکن شاہ جیلانی، مددکن شاہ بغداد کے الفاظ سے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو پکارنا، رسولِ اکرمؐ سے عبد اللہ درجہ حق کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ہو کہ آپ کو مصیبت کے وقت سند جبریلؑ سے پکارا جائے تو آپ پکارنے والے کی مدد کرتے اور اس کی مصیبت کو دور کرتے ہیں۔۔۔
بخشی و امدادی فی فقہ اسلام یعنی یا فاضل، الحاجات - یا شہ عبد القادر جیلانیؒ۔

مددکن شاہ جیلانی - مددکن شاہ جیلانی - مددکن شاہ جیلانی - مددکن شاہ جیلانی
اور یہ الفاظ خود بھی بطورِ عقیدہ پڑھتا ہوا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہوا تو زروٹے شریعت ایسا عقیدہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اگر کوئی مسیہ نامہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو اس نسبت اور عقیدہ کے ساتھ پکارتا ہے کہ آپ ہماری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے پر پہنچ کر زیادہ بھی کہتے ہیں تقریر ایک

لہ وقال الخندق: ولا یصح للقبور ولا یقیمہ فان ذلک من عادة المتصاوی -

راست فی الفتاویٰ جرم ملکہ البیاد السلس عشر فی زیارة القور - (م)

شرکاء عقیدہ ہے اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور اس میں اس کا کوئی ہمسر و شریک نہیں ہے۔

ماکان العلامة الفردی رحمہ اللہ : من قال ان روح المشائخ حاضرة تعلم
یکفر۔ (فتاویٰ جزائریہ علی هامش البندیہ ص ۳۳۶) **افضلناک فیہ** یعنی باللہ تعالیٰ ہلکہ
قوت شدہ بزرگوں کو حاضر و ناظر سمجھنا اسواں :- ایک شخص کہتا ہے کہ اویامہ قد
وفات کے بعد بھی حاضر و ناظر ہیں اور شدت
ہیں ان کو مدد کے لیے پکارنا صحیح ہے، اس کے خلاف ایک دوسرا شخص ان صفات کو ائمہ کی
کے ساتھ خاص کرنے کا قائل ہے، شرعاً کس کی بات درست ہے ؟

الجواب : یہ مشکل کثرت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ قد لا یتنبأ بربہ ہے اس کو ہر چیز
پر قدرت کاملہ حاصل ہے قرآن پاک اور افاضیہ ہمیشہ ہمیں سے ثابت ہے کہ ان صفات میں کوئی
نہی کوئی ولی اللہ تعالیٰ کا سا بھی اور شریک نہیں ہے البتہ انبیاء و اولیاء کے وسیلے سے دعا
کرنا ہرگز ہے، قرآن پاک میں ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ**
رسولہ امانہ آیت ۳۵ : **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُورِ اِیْمَنُ** پکارنا کہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے
شرکب علی ہے جو دائمی جنم کا ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا**
قَدَرَهُ يَمْشِي بِهِ وَيُفَعِّلُهُ مَا دُونَ ذَلِكَ لَعَلَّ قَلِيلًا آء۔ **رَسُولُهُ** آء۔ آیت ۳۸ : **وَقَالَ اللَّهُ**
تَعَالَى : وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مِمَّا لَيْسَ بِهِ حَقٌّ لَا يُلَاحِظُونَ يَوْمَهُ۔
سورۃ الاحقاف آیت ۲۵ ہے

ماکان العلامة عبدالحی الکریم رحمہ اللہ : جواب ادکار فرست : **فالمجازیة**
من قال الروح المشائخ حاضرون یعلمون یتفکر۔

مجموعۃ الفتاویٰ فارسی ج ۳ ص ۳۵۵ باب العقائد

سید وقال العلامة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ : **ومنها ان قل ان الیق یتصرف**
فی الامور دون الله اعتقاده ذلک کفر۔ **والیق انراشق ج ۲ ص ۲۹۹ فصل عقد بیان**
ما یوجب العبد علی نفسه بعد ما ذکر ما اوجبه الله تعالیٰ علیہ۔
ومثلک فی البندیہ علی هامش البندیہ ص ۳۳۶ **الفضلناک فیہ** یعنی باللہ۔

اولیاء کرام کو متصرف فی الامور مجبنا موجب کفر و شرک ہے | سوال : اگر وہ کسی شخص سے ہم پر بارشیں برساتے ہیں اور بارشوں کا بند ہو جاتا ان کی ناراضگی کی دلیل ہے اور معائب و مشکوت میں بھاری مدد کرتے ہیں یعنی تمام امور میں ان کو متصرف سمجھنا ہو تو ایسے شخص کا شرک کیا حکم ہے ؟

الجواب :- او ایسا کرام اگرچہ اللہ تعالیٰ کے مقربین اور محبوب ترین بندے ہوتے ہیں مگر ان کو خدا کی درجہ دینا اور متصرف فی الامور مجبنا موجب کفر و شرک ہے۔ بارشیں برسانا لوگوں کی نفوس و نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے غیر اللہ کو اس میں شریک کرنا شرک جلی ہے، اس لئے اس قسم کے عقیدہ سے اجتناب ضروری ہے۔

لما كان دعاءه ابن نجيم مصرى : ومعناها ان من ان ائمت يتصرف في الامور دون الله اعتقاده ذنبا ككفر - (انصار الرأى ج ۲ ص ۲۹) فصل عقد لبيان ما يوجب العبد على نفسه بعد ما ذكر ما وجد الله تعالى عليه

غير الله کے متعلق مَا فِي الصُّلْحِ كَمَا عَقِدُوا رَحْمَةً | سوال :- اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی یا ولی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دلوں کے دلا جاتے ہیں، اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے شخص کا شرک کیا حکم ہے ؟
الجواب : دلوں کے راز درجید جاننے والی صرف اللہ تعالیٰ کا ذات ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ کسی انسان کے مافی الضمیر پر بغیر کسی اخبار کے باخبر ہو سکے، غیر اللہ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔
قال الله تعالى : قُلْ لَا يَقْنُتُ لِي الْشُّعْبُ وَلَا الدُّنْيُ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ . سورة اهل البيت ص ۷۵
قال الله تعالى : وَإِنْ تَدْعُوا إِلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَخْفَوْا يُمْسِكُوا بِعُلُوقِ رَبِّكُمْ وَدُعَاءُ الظُّلُمَاتِ يَوْمَ تَخْرُجُ السُّمُومُ
بلکہ انہما کرام نے غیر اللہ کو غایم الغیب ماننے اور متصرف فی الامور سمجھنے والے کو

لَعَنَ تَالِ اللَّهِ تَعَالَى، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَذَكَّرُ الْأَعْمَىٰ بِالْبَصَرِ وَاللَّهُ قَوْلُهُ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا يَكُنْ شَرُّكَ مِنَ الْغَيْبِ مَا تَسْتَعِينُ الشُّعْبُ قُلْ أَنَا إِلَّا نَبِيٌّ وَرَسُولٌ مُبَشِّرٌ بِتِلْكَ الْأَمْثَلِ يُبَشِّرُكُمْ بِالْغَيْبِ وَتُؤْمِنُونَ . (سورة الاحزاب)
وقال الله تعالى : قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَوْامِرَ اللَّهِ
(سورة احزاب) ؛

کافر تک کہا ہے۔

لانی الہندیہ، رجل تزوج امرأة ولم يحضر الشهود قال خدائے را ورجل را گواہ کروم و قال خدائے را و فرشتگان را گواہ کردم کفر۔ (فتاویٰ قاضی خان، ج ۱، ص ۲۳۳) **سوال** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور بین المسلمین **مصاب و مشکلات میں غیر اللہ کو پکارنا** اگر کسی مشکل یا مصیبت میں غیر اللہ کو پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مصائب و مشکلات میں غیر اللہ سے استمداد اور اعانت نامجاز اور حرام ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت شرعی یا ولی دنیا میں بندوں کے امور میں مداخلت اور تصرف کر سکتے ہیں اور لوگوں کی مشکلات حل کرتے ہیں یہ عقیدہ و مکتنا کفر ہے یعنی مافوق الاسباب بغیر کسی سبب کے مہرالینے کے شریعت نے اللہ تعالیٰ سے استعانت و استمداد کا حکم دیا ہے۔

كما قال الله تعالى : وَلَا تَتَّبِعْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الْخَاسِرِينَ ۔ (سورة يونس آت ۱۰۱)

سوال۔ یا شیخ **عبدالغفار جیلانی شیخ اللہ کا وظیفہ پڑھنا شرک ہے** عبدالقادر جیلانی

لہ قال العلامة قاضی خان، رجل تزوج امرأة بعير وشهود فقال لرجل وامرأة خدائے را او بیابا بر سر گواہ کروم قالوا یحسون کفر لانما اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجز عن نفيع حين كاد في الاحياء فكيف بعد الموت .

(فتاویٰ قاضی خان، ص ۲۳۳) **سوال** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور بین المسلمین **مصاب و مشکلات میں غیر اللہ کو پکارنا** اگر کسی مشکل یا مصیبت میں غیر اللہ کو پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

لادرونی الحديث : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سئلت في شأن الله واذا استعنت فاستعن بالله ۔ (مسکوة ۳۳۳ باب الصبر والتوكل)

شیخنا اللہ کا ولی پر حنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہاں شیخ عبد القادر جیلانی شیخنا اللہ کا ولی پر اس عقیدے کے ساتھ حنا کر آپ حاضر و ناظر ہیں اور ہماری اس نماز اور رخصت کے سنتے ہیں مگر شرک ہے اولاً اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

قال العلامة المکره رحمہ: تزوج بلا شہود وصال رسول خدا ہی در اول قریبگان را گواہ کو دم یکھولانہ اعتقاد ان رسول و الملائکات يعلمان الغیب۔

والنفاوی: البزازیة علی ما مضی البندیة ج ۲۲۲ اثبات فیما يتعلق باللہ راجع

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا سمجھنا کفر ہے | سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مشکل کشا ہونے کا حقیقہ رکھنا شرعی نقطہ نظر سے جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق سے مافوق الاسباب انعامی سرزد ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے کیونکہ اس صفت کے ساتھ مخلوق کے مصائب اور مشکلات دور کرنا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، البتہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عجزاً مشکل کشا کہا جائے تو اس سے شرک لازم نہیں آتا، تاہم عوام جو اس اعتقاد کو پہچان نہیں سکتے اُن کو اس قسم کے عقائد رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لاقل علامہ ابن قیم: منها ان ظن ان الیہ یشترق فی الامور دون اللہ اعتقاد ذلک کفر۔ والبحر الرئیق ج ۲ ص ۲۹۸ فصل عقد لیمان ما یوجب العبد علی الخیر

سوال: یہ فرماتے ہیں علامہ کلام ایسے شخص دائرہ مندانے کو جائز اور گناہ نہ سمجھنا | سوال: یہ فرماتے ہیں علامہ کلام ایسے شخص کے بارے میں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ دائرہ مندانے کو جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، اور وہ زبان سے بھی اپنے اس عقیدے کا اظہار

اعلیٰ علامہ قاضی: رحمہ تزوج مکرہ بغیر شہود وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیائہ و اولیائہ کوفہ لا یعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب حین کان قلیلاً یرکب بعد الصوت۔
رنا و فی قاضی: علی ما مضی البندیة ج ۲۲۲ باب ما یکون اسماً من الکافی الا یکون

کرتا ہے اور دوسے شریعت اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب۔ دواثر اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرامؓ کی سنت متواترہ میں سے ہے اور دواياتہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرامؓ کی سنت متواترہ میں سے ہے فقہاء کے نزدیک اس کی مدقور ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے دواثری مندوا ما حرام اور ناجائز ہے اگر ایک شخص ایسے گناہ کو کرے وہ سمجھے اور دواثری و دانستہ اس کی جرأت کرے اور دواثری نہ رکھنے کو اپنی معرفت سے خود دانستہ طریقہ سمجھے تو ایسے شخص کا عقیدہ موجب کفر ہے۔ تاہم اگر دواثری مندوانے کی علت کا عقیدہ نہ رکھتا ہو صرف زبانی طور پر اس پر اصرار کرتا ہو تو کفر بھی یہ اندیشہ کفر سے خالی نہیں، البتہ عقیدہ رکھنے یا اس کا اظہار کر سنے سے اعتنا نہ کرنا ضروری ہے۔

ما قال العلامة ملاحی القاری: ومنها ان استعلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان يدعى ما هي من سہلة ويرتكبها من غير مبالاة ويجوز ما مجرى الباطحات في ارتكابها۔ (شرح لفقاء الاكبر ص ۲۳۵ مسئلۃ في استعلال المعصية) لحمد

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ضروریات دین سے امتیاز کرنا کفر ہے اس شخص کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ہو کہ: توحید باری تعالیٰ (تغویز باشراف) ایک مذاق ہے، اور شریعت سرطانیہ دار شر اور جامہ دار نظام کی حامی ہے، نماز روزہ کوئی چیز نہیں ہے، یہاں ایک مستقل دین ہے جس کے قبول کرنے میں لوگوں کی کامیابی ہے۔ شرعاً ایسے شخص کا کیا حکم ہے ؟

الجواب۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مرتد اور کافر ہے کیونکہ شرع و ربانیت دین کا منکر و گستاخ ہے، البتہ اثر اللہ اسلام دعا کم وقت ہمک لیے ضروری ہے کہ ثابت نہ ہونے کی صورت میں اس کو مرتد کی سزا دیں اور تمام اہل اسلام اس سے قطعاً تعلق اختیار کریں۔

ما قال العلامة ملاحی القاری: ومن وصف الله بما لا يليق به او غير صحيح من

ما قال العلامة ابن تيمية: كمن في شرح العمائد انفسه استعلال المعصية كفر اذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۲ مطلب استعلال المعصية بقطعية كفر) و مسئلۃ في شرح عقيدة النجاة ص ۳۶۱ لا تكفر بحدوث ما من هو النقطۃ

اسماء اور ہرمت اور امرہ اور انکروندہ و وعیدہ یکسر کذا افعالہ ما اجمع علیہ وافتکار بعد العزیمہ یعنی من امور ندرین کفر۔ (شرح الفتنہ الکبریٰ ص ۲۲۷)
مسئلۃ انحلال النعصۃ و توصیفہ کفریہ لہ

قرآن پاک کے اوراق کو پھاڑنا اور نہ محرمی کرنا موجب کفر ہے | سوال قرآن حکم

تو پھر فریب ادبی اور نہ محرمی سے زمین پر گرے والے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے۔
الجواب :- فقہائے تصریح فرمائی ہے کہ قرآن پاک کی توہین اور استخفاف کفر ہے آخر توہین کرنے والا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل اور معتقد ہی کیون نہ ہو۔ ایسا شخص جیسے دل میں قرآن پاک کی عظمت نہ ہو یہاں تک کہ قرآن مجید کے اوراق کو پھاڑ کر زمین پر پھینکے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ما قول العلامة بن عابدینؒ : و وضع معینہ فی قانورہ و قانہ بکفر و ان حکم مصداقاً لانہ ذلک فی حکم نکتہ باب۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۷ باب المسرتہ) لکھ

حرام پڑھنے کا عقیدہ رکھنا موجب کفر ہے | سوال :- اگر کوئی شخص حرام چیز پر حلال چیز

الجواب :- فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ باوجود علم کے حرام پر حلال اور حلال پر حرام کا اعتقاد رکھنا موجب کفر ہے البتہ بعض استثنائے صغیرہ کا حکم فقہائے عظیمہ ذکر کیا ہے کہ مذکورہ صدر حکم تب لازم ہوتا ہے کہ جب حرام بعینہ کو حلال سمجھے حرام بعینہ کو حلال

لہ قال : هؤلاء قائلین حایدین و کذا فی مخالفتہ او نکاد ما اجمع علیہ بعد العلم بکون ذلک علی ان المتصدق حقیقہ۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۷ باب المسرتہ)

و مثلاً فی البیاضیۃ علی هامش : لہ ہدیہ ج ۳ ص ۳۷۳ کتاب الفکر بکونہ ناشائی نہ یصلح فی لہ قال العلامة علاء الدین و من استخف بالقرآن او بالمسجد او بجموع مما یعظم فی شریعہ کفر و من وضع رجلہ علی الصحف حالاً استخفاً کفر انتہی۔
(شرح الفتنہ الکبریٰ ص ۲۲۷ فصل فی الفراء و النملۃ)

و مثلاً فی الہندیہ ج ۲ ص ۲۶۷ الباب التاسع فی احکام المسرتہ۔

کا عقیدہ موجب کفر نہیں ہے، لہذا لعینہ کا عقیدہ بھی اس وقت موجب کفر ہے جبکہ اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اگر اس کی حرمت غیر واحد سے ثابت ہو تو پھر یہ موجب کفر نہیں ہے۔

لَا فِي الْفُسْطَيْتَةِ وَمَا اشْتَدَّ الْحَرَامُ حَلَالًا أَوْ عَلَى الْقَلْبِ كَيْفَ مَا يُوَاقِفُ لِقَاءَهُ
هَذَا إِسْلَاحٌ لِلتَّوْبَةِ وَالسَّعْيِ وَحُكْمٌ لِيَجْعَلَ لَا يَكُونُ كُفْرًا وَفِيهِ إِسْتِقْدَادٌ إِذَا كَانَ حُرْمًا
لِعَيْنِهِ وَهُوَ يَتَّقِي فَحَلَالٌ أَحَقُّ بِكَوْنٍ كُفْرًا وَأَمَّا إِذَا كَانَ حُرْمًا مَّا لِعَيْنِهِ إِذَا كُنْزُهُ
كَانَ حُرْمًا لِعَيْنِهِ أَمَّا يَكْفُرُ إِذَا كَانَتْ آخِرَتُهُ ثَابِتَةً بِدَلِيلٍ مَعْطُومٍ أَمَّا إِذَا كَانَتْ بِأَخْبَارِ
الْإِجْمَاعِ فَلَا يَكْفُرُ كَذَا فِي الْغُلَامَةِ ۝ ۱۳۴ ۝ الْفَتْوَى الْهَادِيَّةُ ج ۲ ۳۴۴ ۝ أَيْ أَنَّ مَنْ لَا يَكْفُرُ بِهِ مِمَّنْ لَمْ
رَقَصَ وَسُرُودَ كُوَحْلَالٍ أَوْ رَجَائِزَ سَمِعَ كَالْحُكْمِ | سؤال :- ایک شخص رقص و سرود اور گانے
بجھانے کو حلال اور جائز سمجھتا ہے شرعاً

اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- گانا بجانا اور رقص و سرود اور نئے شرع ناجائز اور حرام ہے
مگر اس کے ارتکاب سے ایک مسلمان دائرۃ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ
جو شخص کسی حرام فعل کو حلال سمجھ کر کرے اور اس کو حرام نہ سمجھے تو یہ موجب کفر ہے
نہذا جو شخص رقص و سرود اور گانے بجھانے کو حلال اور جائز سمجھتا ہو تو وہ دائرۃ اسلام
سے خارج ہے۔

لَا قَوْلَ الْعَلَامَةِ ابْنِ الْعِزَّازِ الْكُرْدِيِّ : قَوْلُ الْقُرْطُبِيِّ عَلَى أَنَّ هَذَا الْفَنَ وَضَرْبَ
الْقَضِيْبِ وَالرَّقَصِ حُرْمًا بِإِجْمَاعِ عُلَمَائِهِ وَفِي حَيْفَةِ وَالشَّافِعِيِّ وَاحْمَدِي
مَوَاضِعَ كِتَابِهِ وَحَيْدِ الطَّائِفَةِ شَيْخِ أَحْمَدَ صَرَحَ بِحُرْمَتِهِ وَذَمَّ قَوْلِي
شَيْخِ آكَاسِلَا هَرْسِيْدَ جَلَالُ لِسْمَةِ وَالِدِيْنَ (الْمَكِّيْنَ) ۝
أَنَّ اسْتِحْلَالَ هَذَا الرَّقَصِ حَقٌّ وَأَمَّا عُلَمَاءُ حُرْمَتِهِ بِالْإِجْمَاعِ نَزْهَرِ

لَهُ قَوْلُ الْعَلَامَةِ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ : وَالْأَهْلُ مِنْ عُلَمَائِهِمْ حَلَالٌ لَأَنَّ كَانَتْ حُرْمَتُهُ بِإِجْمَاعِ كَمَالِ الْعُلَمَاءِ
لَا يَكْفُرُ مَنْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَدَكَانَ عَلَيْهِمْ قَطْعًا كُفْرًا ۝ ۱۳۵ ۝ الْفَتْوَى الْهَادِيَّةُ ج ۲ ۳۴۵ ۝
وَمِثْلُهُ فِي غُلَامَةِ الْفَتْوَى ج ۲ ۳۴۶ ۝ الْفَصْلُ الثَّانِي فِي مَا ظَاهَرَ الْكُفْرَ فِيهِ ۝

عندہن التثنية والجماعة الا ان يعصوا مستحلاً وهو غير مختص بالمسلمين ونحوه مع ان الاستحلال امتلا وطلع عليه الا ذوالجلال۔ (شرح الفتاوى الكبير) الكبير لا يخرج الزم من حلال

شریعت مطہرہ پر فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار
سوال :- دو آدمیوں کا آپس میں کبھی
پر تنازع پیدا ہوگا ایک تے کہا کہ ہم
شریعت کو ہی پر فیصلہ کریں گے دوسرے

نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا اور کہا کہ میں انگریزی قانون کے مطابق فیصلہ کراؤں گا شریعت پر
فیصلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں "دروہ برابر اس بات پر مرے بلکہ حاکم کے سامنے انکار
شریعت پر دستخط بھی کر دیئے ہیں، شرعاً اس آدمی کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن اپنے تمام معاملات زندگی میں فیصلہ کن قانون
ممن اور صرف خدا کے قانون اور اسلامی شریعت کو تسلیم کرے اور جو شخص دوسرے اسلامی
شریعت کو معاملات زندگی میں فیصلہ کن قانون تسلیم نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں بلکہ کافر
اور دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن اگر وہ دوسرے اسلامی شریعت کو فیصلہ کن قانون تو مانتا
ہے مگر اس پر فیصلہ کرنے سے گریز کرتا ہے تو ایسا کرنا منافقوں کے ملامت ہے واللہ تعالیٰ
مسلمانوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: فَلَا وَرَيْفَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مِنَّا
يَكْفُرُ بَيْنَهُمْ نَحْمَدُ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ عَزَايَا مِّنَّا فَخَبِّرْ وَيَتْلُوْا اٰیٰتِنَا (سورۃ شل)
اور منافقین کے بارے میں رسول فرمایا ہے: اِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ
اللّٰهُ وَرَاٰى الرَّسُوْلَ زَايَا اَلَمْ يَأْتِ الْاَسْمَاءَ فَيَقِيْنُ يَعْصُوْنَ فَوْتَ عَنْكَ مُدًّا۔ (سورۃ
رسوۃ منادیت ح ۱) اس لیے کسی بھی مسلمان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

ما قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخاري: اس جمل قال لا نقول ذهب
معي الى الشروع فقال لا يخرجنا من ايهنا وذهب نود وركل يكفر..... ولو قال

لہ وقال العلامة فتا نا في: انما ختلنا في يزيد بن معاوية حتى ذكر في الخلاصة
وغيرها انك لا ينبغي اللعن عليه ولا على النجاشي لان النبي صلى الله عليه وسلم لم يلعن
عن لعن المصلين ومن كان اهل القبلة۔ (شرح العقائد) بحث من ذكر لعن ائمة اربع
فَوَيْلٌكَ فِي مَجْمُوعَةِ الْاَسْمَاءِ اَوَّلَى رَحْمَةً ۱ ص ۵۹ کتاب العقائد۔

خدا و رسول سے برأت کا اعلان موجب کفر ہے [سوال :- ایک شخص نے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ میرا خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں میں ان سے بری ہوں اس قسم کا کلمہ بولنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟]

الجواب :- میرا خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں کا مطلب یہ ہے کہ مجھے خدا اور رسول کی ضرورت نہیں لہذا اگر سمجھ لو مجھ سے اس کلمہ کو کفر جان کر بولا گیا ہو تو اس بول سے خدا اور رسول کا اختلاف لازم آتا ہے جو کہ موجب کفر ہے لہذا ایسا شخص مرتد واجب القتل ہے ۔

لما قال العلامة ع الم بن الخلاصة : ولو قال لرجل حکم خدا افعلی چنین است فقال من چه حکم خدا چه دانم فلهذا استخفاف بالله فیکفر (الفتاوی النادر الخاتبة ج ۳) کتاب احکام الموبدین ۔ (تفویقات) ص ۱۷

سوال :- حالت نماز میں حضور نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور دل میں لانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور دل میں لانا جائز ہے یا نہیں ؟ جبکہ تشہید میں مسافر و مسلم کے وقت آپ کا یاں مبارک دل میں لانا گزیر ہے تو ایسی حالت میں آپ کے شمائل کا تصور کرتے ہوئے مسافر و مسلم کہنے کا اور وئے شریعت کیا حکم ہے ؟

الجواب :- نماز ایک ایسی عبادت ہے جو اول تا آخر خالصتہ عبادت خداوندی ہے اس لیے بطور عبادت و بندگی اس کا ہر مرتبہ یاد خداوندی اور اس کے شریع و تقویٰ میں رہنا خواہ ہونا چاہیے ، تو بطور عبادت و بندگی نماز میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی زمین میں نہ ہماروی ہے ۔ قال سرف الم بن اسماعیل بن صفیری فی قصیدۃ ثانیۃ : فخالطہ ایاک نجید ۔ علی شیوہ فیہا بغیر ضررۃ ۔ (۱) ان قال و با جسطۃ فالتفکر فی الصلوۃ بغیر ما یعلق بہا اعمال ان حسان فیہو مکر و ہ اشد اکر اھت بل مفسد عند اعل و خفیۃ

من قال العلامة ابن الجوزی انکروہ فی رحمۃ اللہ : ولو قال اللہ یعلم انی افعل اولاً فعلی و بری من الاہلبا و العیۃ لکے یکنفوا و علم انہ کاذب ۔ (۲) فتاویٰ ہذا لایۃ علی ہا مش اھنویۃ ج ۲ ان تھما یعلق بالشر و مثله فی خلاصۃ الفتاوی ج ۴ کتاب الفاظ الکفر ۔

(۱) اس لیے کہ صحابہ اور چاخانی میں چھٹے کھرتے اور آٹھ چھٹے کے واقعات بخیر و خیر ہیں صحابہ کے سامنے تمام علم نبویؐ میں پیش آئے ہیں اور یہ غیر محدود و نہایت کثیر تعداد میں پھر دیکھئے ذات صحابہ بزرگوں میں ہیں پھر صحابہ کرام کی عادت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضورؐ کی ذرا ذرا سی بات نقل و حرکت اور آثار و علامات کے بیان کرنے کا انتہائی اہتمام فرماتے تھے۔ ان امور کا متفقہ فیضی طود پر یہ ہے کہ اگر یہ واقعہ معجزانہ ثابت ہوتا تو اس کی روایات صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت سے منقول ہوتی اور یقیناً احمد و اقرب بھی نہیں لیکن جب ذخیرہ حدیث پر نظر ڈالی جاتی ہے تو میں یہاں ہی صرف ایک مرسن حدیث اور وہ بھی سند ضعیف ملتی ہے۔ تو قریب قویہ اس امر کا ہے کہ یہ بات غلاب واقع ہے۔

(۲) یہ حدیث مرسل ہے، و محدثین کی ایک عظیم جماعت مرسل حدیث کو رجعت نہیں مانتی۔
 (۳) یہ کہ اسی حدیث کا پہلا راوی ابوذر غفاریؓ، ابن عباسؓ، زر عفرانؓ، ضعیف و مجروح و قابل اعتبار۔
 قال الضیاع لا یصح فی حدیثہ۔ کہتے ہیں ابی عروہ و ابی زرعہ و قال البیہقی ذہب حدیثہ و قال احمد لہو لیکن لشیخہ و صرح لہ الخاتم حدیثہ مشکوٰۃ و صحیحہ (معینات الاعتدال ص ۳۶۶) و مثله فی المستدرک (۷) و قال الاعلام لم یأت حدیثہ کان ابن عساکر یکتبہ۔ و قال احمد حدیثہ ضعیف و لہو لیکن لشیخہ معتزل و لہ حدیثہ و قال النسائی متروکہ الحدیث و قال ذکریہ سماعی ضعیف کعبہ بن حوف و قال المنذری عہدہ و قال صاحب بن عجم کان یضع الحدیثہ۔ و قال ابن عساکر عامۃ ما یروی فیہ۔ علیہ الثقات قائلون۔ و قال ذکریہ عن محمد بن عمرو و محمد بن سنانہ الحدیث منکرۃ حدیثہ عن کرامۃ الخوارج عن علی بن ابی نعیم عن شعیبہ قال و ہذا حدیثہ موضوع و یس احمد فیہ الا علیہ۔ و قال الخاتم ابو حنیفہ ذہیب الحدیث۔ و قال ابو نعیم کما صحیح فی لا یصح۔ (۱) و تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۰۳ (۲)

اور دومرازی علیہ الغفر بن عبد اللہ بن ابی نعیم بھی صحابہ الخاتم ہے متب مذاول میں یہاں مذکور نہیں۔

الحاصل، اہل حق تو ایک ایسے عامۃ الورد واقعہ میں تمام صحابہ کرام کو اور صرف مرسن حدیث کا اس میں ذکر رہا ہی علامت قویہ روایت کے غیر ثابت و غیر متبرہ ہونے کی

ہے۔ تاہم روایت مرسل ہے۔ ثالثاً اس کا ردی بالکل کاذب اور واضح حدیث ہے۔
 اور بعض حضرات نے جو ملیر نہ ہونے پر اس سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور اقدسؐ کو
 علیہ السلام کو قرآن مجید میں نور فرمایا ہے۔ یا آپؐ اپنی دعاؤں میں احدیٰ نور فرمایا کرتے تھے۔ سو یہ
 استدلال بالکل ناقابل التفات ہے۔ چارہم یہ کہ امت میں نیز حدیث دعاؤں نور ہونے
 سے یہ کسی کے نزدیک مرد نہیں کہ عالم غماہر کے کیفیات و آثار آپؐ میں نہ تھے یا آپؐ کی
 دعا و خواہش یہ تھی کہ عالم غماہر کے آثار و خصوصیات سے علیحدہ ہو کر دعاؤں اور ہوا کی طرح بیحد
 ہو جائیں بلکہ بالقرآنی عقائد و عقائد مراد یہ ہے کہ جس طرح نور ذریعہ ہدایت و بصیرت ہے اسی طرح
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ ہدایت ہیں، اور چونکہ نبی کا انتخاب کمال اس میں ہے کہ شان نبوت و
 ہدایت درجہ کمال میں ہو، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نبی دعاؤں میں اس کا نال ص
 فرماتے تھے اور اسی معنی کی بناء پر قرآن کو اور قریمت کو نبی قرآن نور کہا گیا ہے، اسی
 معنی میں صحابہ کرامؓ کو بھی تجویز ہدایت فرمایا گیا ہے۔ عمارہ ابوبکرؓ یہ دعاؤں میں نور اہل
 تمام امت کو تلقین فرمائی گئی ہے۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بھی نہیں ہے۔
 بعض حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ آپؐ
 جس طرح چلتے تھے سب بارگہ پر فرشتے یا ابھر رحمت سایہ فگن رہتا تھا۔ یہ روایت اگر ثابت
 تھی جو تود دوسرے صحیح و مرتکب روایات اس کے معارضہ موجود ہیں۔ مثلاً مجمع بخاری کی حدیث
 میں درجہ ابھر رحمت روایت ہے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے: ان کے بعد قال لئلا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطع حق جاء من السماء من المریوی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجی ابھر رحمتی اصابت الشمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فاقبل ابو بکر رحمتی علیہ بردائہ ذرفت لئلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ
 فی المساء، وذل اور قانی و شرح المواہب۔ ومن فی عبیة من الزہری قطع حق
 حاد من الانصار یحییٰ رحمتی احبہ الشمس ان یوکل ربی و اعلمہ یہ۔
 (شرح المواہب الخرقانی ج ۱ ص ۱۸۴)
 وبعثہ بروای تطلیہ علیہ السلام فی عبیة الوداع و دومتہ وودعہ ذکور
 فی عامۃ الخشب۔)
 اس میں یا تو سایہ نہ ہونے کی حدیث کو بقولہ ان روایات کے غیر مستند قرار دیا جائے

اور یا یہ کہا جائے کہ پہلے ایسا ہوگا بعد میں یہ صورت نہ رہی، مگر صراحت میں قرطبی نے سوہبہ میں اسی صورت کو اختیار کیا ہے، چنانچہ حدیث ہجرت مذکورہ بعد کو نقل کر سنعک بعد فرمایا ہے۔
کسی غوث یا قطب کو مافوق الارباب متصرف سمجھنا شرک ہے | سوال: ایسی غوث یا قطب کو مافوق الارباب متصرف کہنا شرک ہے۔ کیا نہیں؟ اور ان قطب کا استعمال ان کے لئے ضرر نہ شریعت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- احادیث میں نیک اور صالح لوگوں پر بادل، اویاد اور مجددین کا اطلاق ثابت ہے۔

عن أم سلمة عن النبي قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخروج رجل من أهل المدينة عارياً إلى مكة يبيد الناس أهل مكة فيخرجونه فمأوى من هب الركن والقام ويبحث إليه تبع من الشام فيضعهم بالديار ادعيت مكة والمدينة فإذا أوى الناس ذلك اتاه إبدال الشام. (الحديث)
 مشکوٰۃ مشکوٰۃ باب اشراذ الساعة الفصل الثاني

چونکہ قطب اور غوث کا طلاق امارت پر رسول اللہ میں کہیں بھی نہیں پایا جاتا ہے۔
 تاہم علامہ کرام اور موقیاد عظام ان الفاظ کو بھی اویاد اللہ کے لیے استعمال کرتے ہیں
 قال العلامة ملا من القاري: قلت فيهم ان قطاب في الاقطار أخذ من بعض من قطب الاقطاب المسمى بالغوث اللهم عترة لوزن تحت حكم لوزن لا يعظم الخ ومرة لمصاحف ج ۱ ص ۱۴۸

لعل قال الشيخ اشرف على الدنيا الوحي: سار دہوئے ان ایک ہی مرتبہ روایت نہیں گذری صرف بعض نے
 ولجعلني نورا في استنار الدنيا ہے کہ نور و سایہ میں جو کہ سایہ غلبت ہو وہ ہے گرفتار اس کا نور
 ہے۔۔۔۔۔ روایت ہے کہ اب دکان علیہ السلام اپنے مریدوں کو اوقات میں پوچھتا کہ سایہ کس نے چھوئے
 تم۔۔۔۔۔ امداد استاد ہی جہ ص ۱۸۱ کتاب عقائد و کفر

لعل قال الشيخ عبد الوهاب اشعري: البحث الخامس والربعون في بيان ان الكوا وبياد
 بعد نقه اية القطب في الاقمار على خلاف في ذلك هو الاما مات ثور الوفاكم في ذلك
 (اليواقيت الجواہر ج ۲ ص ۹۱)

تبع شریعت ولی اللہ تھے، آپؐ کی ولایت اور مقام و مرتبہ خود ان کے کتب سے معلوم ہو رہے ہیں اس قسم کی کہانیاں ہے اصل اور سن گھڑت ہیں اور اس قسم کی کہانیوں کی صداقت پر اعتقاد رکھنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، تاہم اس قسم کی سن گھڑت اور بے اصل کہانیوں کو ماننے والوں پر توبہ لازم ہے اگر توبہ نہ کریں تو اعتقاد و ہر معنی کفر اور شرک ہے۔

جنت کی پیمائش دنیا میں ممکن نہیں | سوال :- کیا جنت کا طول و عرض معلوم کرنا دنیاوی پیمائشوں سے ممکن ہے؟

الجواب :- جنت کا طول و عرض دنیاوی پیمائشوں سے کسی طرح معلوم کیا جاسکے گا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَجَنَّةٌ تَجْرِي مِنْهَا الْغُلُوبُ قَالُوا وَمِنْ مِثْلِ هَذِهِ نَجَّتْ** اور اسی طرح متقدمہ اماریش میں بھی جنت کے وسعت کے متعلق مختلف قسم کے تشبیہات ذکر ہوئے ہیں۔

من عبادہ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائتہ درجۃ مابین کل درجتین کما بین السماء والارض والفرودس اعلاھا درجۃ منھا تقبضونھا بالجنة للاربعۃ ومن فوقھا یکون العرش فاذا سألتم اللہ فاسئلوا الفرودس۔

(مشکوٰۃ ملائکہ، باب صفۃ الجنة، الفصل الاول) لے

تقویۃ الایمان کی بعض عبارات کی وضاحت | سوال :- تقویۃ الایمان کی معنی حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کی

مندرجہ ذیل عبارات از دوسرے شریعت درست ہیں یا نہیں؟

۱۔ **وَاَوْ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ لَاقِيَهُمْ وَهُوَ عِلْمُهُ بِأَنَّهُ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا اور چھوٹا درجہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲-۱۳ فصل دوم شرک فی العلم کی برآہ کا بیان)

۲۔ **تَاللّٰهِ اَشْيَخُ فِرْعَوْنَ بْنِ اَمْرٍ رَّحِمَهُ اللّٰهُ، الْمُعْصُودُ بِالْبَالِقَةِ فِي دَعْفِ رِبْعَةِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ لَا شَيْءَ عَدْنَا عَرْضِ مِنْهُمَا وَنَظِيرُهُ۔** قولہ تعالیٰ: **تَجَاوَزْنَا بِهَا مَاءَ مَمْنَانِ الشُّعُورِ** قَالُوا لَوْ كَانَ اَطْوَلُ الاشْيَاءِ بَقَاءُ عَدْنَا هَوَالِ الشُّعُورِ وَالْاَرْضِ فَخَوَّلْنَا عَلَى وَفْقِ مَا هُوَ نَاهٍ كُنَّا أَهْلًا۔ (تفسیر الکبیر ج ۳ ص ۱۲۳ آل عمران ۱۲۳)

(۲) قَالَ اللهُ تَعَالَى: اَوْفِقْنَاكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ بِالْحَقِّ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الصَّٰلِحِيْنَ۔ یعنی مجھے شہرہ، لقب اور مردار ناپاک حرام ہے ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک و حرام ہے جو کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرا یا۔ (تقریرۃ الایمان صفحہ ۳۳ کتاب العقائد)

(۳) حدیث مشکوٰۃ باب عشرة النساء: اونس کے مجدد کرنے کے تحت آپ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء امام و امام زادہ، پیروں زیادہ و خلیفہ یعنی جسے اللہ کے قریب بندہ ہیں وہ سب انسان ہی ہیں: در بندہ عاجز اور بنیادے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقریرۃ الایمان صفحہ ۳۳ کتاب العقائد)

ان عبارات کی شرعی حیثیت واضح کریں کہ ان عبارات کی رو سے حضرت شہید پر کفر کی نسبت درست ہے کہ نہیں؟ اگر درست نہ ہو تو پھر حضرت شاہ اسماعیل شہید کو کافر کہنے والے کا ارتعاب شریعت کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ تقریرۃ الایمان کی مذکورہ عبارات کا مطلب یہ ہے کہ:-

(۱) اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اس کی سب مخلوقات اگر کسی درجہ کی جوری سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی مثلاً کہاں مٹی کا خوبصورت اور پسندیدہ لوٹا بنا کہ اسے نہایت احتیاط سے رکھا ہے مگر وہ اسے ٹوڑنے کا بھی اختیار رکھتا ہے لیکن لوٹے کو کسی بھی درجہ میں مساوات کہاں سے نہیں ہوتی، پس حق تعالیٰ کی ذات پاک جو کہ ناقص قدرت سے ہے اس کے ساتھ کسی مخلوق کو کیا نسبت ہو سکتی ہے چار گوشہ شاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت اور مساوات ہے اور شہنشاہ چار گوشہ خالق ہے نہ ملاق ہے، تو چار گوشہ شاہ سے مساوات جسی وجہ سے ہے مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی کسی کو مناسبت نہیں ہو سکتی۔ غرض دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ تمام مخلوقات پر دردمنتر اور افضل و اعلیٰ ہیں کہ کوئی انکی مثال نہ ہوا ہے نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کے ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے لیکن کچھ کم فہم اپنے کم فہمی سے اعتراض بیہودہ کر کے شان حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور اس کا نام اپنے رسول صلعم رکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۳ کتاب العقائد)

(۲) تقریرۃ الایمان کی عبارت یعنی جیسے سگور، بہو اور مردار.....

یہ عبارت بالکل صحیح ہے کیونکہ مَا اَهْلَ بِغَيْرِ اللّٰهِ کے اصلی مطلب اور ترجمہ لفظی انہی

نے نکالا ہے اور بہت بڑے شرکاء و تقيتے اور طریقے سے مسلمانوں کو منحرف رکھا ہے
 کیونکہ حضرت شیخ الحدیث دہلوی رحمہ اللہ دینیہ ہر تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "ان
 جانوروں پر اللہ کے سوا بت و غیرہ کا نام بکارا جلتے ہیں اللہ کے سوا کسی بت و جن یا
 کسی جیست و روح یا پیر یا مقبرہ کے نام ذکر کر کے اور اسی جانور کی جان اُن کا نذر کر کے
 ان کے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور جس ان کی خوشنودی کی نیت
 سے اس کی جان نکالی مقصود ہو تو ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو گوشت ذبح
 تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا گیا ہو کیونکہ جان کو جانور میں سے سوا کسی دوسرے
 کے پیسنہ نہ دینا ذکر نامزد درست نہیں اس لیے کہ جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر
 کی نذر کی جائے تو اس کی فباخت مردار کی فباخت سے بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ مردار میں
 تو بدن خالی تھی کہ اس کی جان اللہ کے نام پر نہیں نکلی اور اس جانور کی جان تو غیر اللہ
 کے نامزد کر دی گئی جو کہ میں شرک ہے۔ سو جیسے خنزیر اور کتے کو نجس کہہ کر ذبح کرنے
 سے وہ حلال نہیں ہو سکتے اور مردار پر اللہ کا نام پسنے سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا ایسے ہی
 جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر یا دمان کے نامزد کر دی گئی ہو اس پر ذبح کرنے وقت
 اہم ہائی لین ہرگز ہرگز کوئی نفع اور طہارت اس میں نہیں آ سکتی یہیں شاہ صاحب نے کیسے
 اچھے الفاظ میں یہ حقیقت ظاہر کی۔

اسی طرح امام فرارین رازیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کی بوجہ وضاحت فرمائی ہے۔
 قال الرازیؒ قال العلماء بان مسلماً اذا ذبح ذبیحةً و فسد بدھما المتقرب فی غلبۃ
 صلاہ و مقلد ذبیحۃ الموتی۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۰۸ سورۃ البقرہ)

۱۳ مشکوٰۃ شریف باب عشرۃ النساء میں ادرث نے ہمدہ کرنے کی حدیث یہ ہے :
 و من عاشقۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکان فی نحر من اللہاجری لا یصل
 فی ما یعد فی مسجد لہا فعال اصحابہ یا رسول اللہ ﷺ تسجد لک البہائم والنحو فخص
 الحق ان تسجد لک فقال اعدی وارکعوا واکرموا احاکم ولولہ من عند ان یجد لہا
 لأمرات المؤمنات تسجدن لہ و یسجدوا لہا و یسجدن من یحبہا و یسجد لہا و یسجد
 اسود و من حبیل اسود الخ حبیل ابین کان یسجد لہ ان فعلہ و لولہ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۸)
 لا قال محمد الطیثی یعنی اگر مومن ہو بشرط شک و مفسد من صلی ایک آدم
 ذکر جیسی ج۔ باب عشرۃ النساء و ما کل واحد من المتقرب۔ (الفصل الثالث)

اس سے معلوم ہوا کہ اخلاطی شرکیہ کی اوصاف پر جائز ہے۔ تو گناہ طبعی نہیں ہے
 ”اگر مولانا کا کہنا ہے اعتبار کر کے یہ فرمایا کہ انبیاء و اولیاء و علمائے شریعہ کے اندر سے اور جس سے
 بھائی ہیں تو انہوں نے کچھ بڑا نہیں کیا کیونکہ خود حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو ملت بھائی
 کہتے ہیں۔ تو جب حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ بھائی کا اطلاق درست ہے تو دیگر انبیاء و اولیاء
 ائمہ دین پر تو بطریق اولیٰ بھائی ہونے کا اطلاق درست ہے کیونکہ ضعف بشریت میں تو تمام
 شرکیہ ہیں، یہی سیدنا سیدنا علی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سند پر بلا جرح و مرجع ہے اور
 شرفاً اس میں کسی کم کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔

صراط مستقیم کی ایک عبارت کی وضاحت | سوال: ”اور شیخ اسی جیسے صراط مستقیم
 کی طرف خواہ رسالتاً ہی ہوں۔“

اپنی ہمت کو گادیا اپنے اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے ہتر ہے اور
 صراط مستقیم کی طرف۔

اس عبارت کی وضاحت فرمائیں، نیز کیا یہ فریفتہ معہ کے بھائی ہے یا نہیں؟

الجواب :- یہ مسئلہ حضور شیخ کے اہم سے مشہور ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک
 ذاکر ذکر خداوندی میں لگ جاتا ہے اور مراقبہ کرتا ہے تو شیطان اس سائیک کے دل میں متوسل
 ڈال دیتا ہے جس کی وجہ سے ذاکر کا خیال دوسری طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس وقت
 وہ سائیک دفع و سادہ تہا شیطان کی غرض سے اپنے شیخ کا تصور کو بھٹکتا ہے اور جب دوسرے
 دور ہو جاتا ہے تو پھر اپنے ذاکر کو فراموش کر دیتا ہے اور دوبارہ دفع و سادہ تہا شیطان کے لیے
 حضرت مجدد الف ثانیؑ اور حضرت امام محمد معصومؑ کے سلسلے میں ایک طریقہ تھا، اور اس قسم کے
 تصور کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔

اسی طرح دیگر ائمہ و اولیاء میں جو صحابہ کرام حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مامت
 بیان کرتے ہیں تو وقت بیان میں اس سلسلے کا تصور کرتے ہیں۔

الحاصل یہ کہ تصور شیخ کافی عرصہ تک سلسلہ تصوف میں دفع و سادہ تہا شیطان کے لیے
 جاری رہا لیکن بعد میں جس جہان نے اس سے غلط فائدہ اٹھایا کہ تصور شیخ کو ذریعہ نجات بنا کر اس
 کی پروردگار کے ذریعہ ذکر الہی کو بالائے حاق رکھ دیا اور اس تصور شیخ ہی کو اصلی مقصد جان کر
 اس میں مستغرق ہو گئے، پس علماء دین نے اس طریقہ سے تصور شیخ کو منع فرمایا اور ایسا کرنے والے کو

نوم صالح کو مرتے وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے بخیر فرشتگان یہ بشارت دی جاؤں گے کہ آپ کی نجات ہوگئی اور آپ کے اعمال قبول ہوئے۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ لِّوَلِيِّكَ اَزْبَنًا اَللّٰهُ تَعَالٰی مَوْتًا تَزُوْلُ عَلَيْهِمْ اَنْبِيَا كَذٰلِكَ اَنْ لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْبِیَیْرُوْا بِالْحُسْنِ اَللّٰهُ كُنْزُكَ عَذُوْنُكَ (سورة صافات آیت ۲۶)۔
برزخ میں بھی بشارت کا ثبوت حضرت برادر ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتا ہے۔

قال۔ فینادی منادان صد صدق عبدی فافرشوه من الجنة ولبسوه من الجنة وافتحوا بابا للجنة ۲۷ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۷) باب اثبات عذاب القبر۔ الفصحا الشافعیؒ

جب یہ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو مرتے وقت اور عالم برزخ میں جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا بخیر خواہ کسی کو اپنے حساب و کتاب کی اطلاع دینا بھی یہ صحیح رکھتا ہے کہ مجھے جنت میں جانے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اس کی مثالی ایسی ہے کہ حکومت کا کوئی وفادار ملازم کسی بڑے عہدے کا امیدوار ہو اور حکومت اس کو اطلاع دے دے کہ فلاں تاریخ سے فلاں عہدہ پر تہااری ترقی ہوگی اور وہ شخص خوشی کے مارے اپنے عزیز و اقارب سے کہہ دے کہ فلاں عہدہ پر میری ترقی ہوگئی ہے۔

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور آپ کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کا ذکر سوال کیا۔
شاہ معین شیعہ

واقعی ایک عالم باطن اور ولی اللہ تھے؟ نیز ان کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کیسی کتاب ہے؟ بعض لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں، آیا درست ہے یا غلط؟

الجواب:- حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا ایک عالم باطن، ولی کامل اور بحاصلی سبیل اللہ ہونا قابل انکار ہے، اہل اسلام آج تک آپ کے کردار کو سراہتے ہیں، آپ ہی کی تعلیم مہاراجہ مسلمانان ہند میں جذبہ جہاد بیدار کیا جو آزادی ہند پر منتج ہوا۔ اور آپ کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کے بارے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا

لے عن ابیہ من عذاب قال خرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی جنازۃ رجل من الصحابہ...
فینادی منادان صدق عبدی فافرشوه من الجنة ولبسوه من الجنة وافتحوا بابا للجنة ۲۸ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸) باب اثبات عذاب القبر۔ الفصحا الشافعیؒ

فرمایا ہے کہ: ”سما علی شہید کی نابینائی، تقریر الایمان“ نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور جو قوت و اصلاحِ ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا پختہ مطلب اس میں ہے، اس کا مؤلف شاہ اسماعیل شہید ایک فضولِ بندہ تھا، ان کو ترکِ کفر ماننا ہے، و خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الایمان و الکفر)

دنیا میں بہشت جیسی زمین تیار کرنا ناممکن ہے | سوال کیا جنت جیسی زمین دنیا میں تیار کرنا کسی انسان کے لیے ممکن ہے یا نہیں؟

الجواب: بہشت کی ایک باشت زمین جیسی دنیا میں تیار کرنا کسی انسان کے لیے ممکن نہیں، کیونکہ جنت کی زمین کے اوصاف و لوازمات دنیا کی زمین سے بالکل مختلف ہیں مثلاً یہاں کی زمین کی حقیقت مٹی ہے اور جنت کی زمین کی حقیقت مشک و زعفران ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجنة من فضة وابنة من ذهب، وعلاطها السلام، الالذوق حصبا، هـ اشجارها اقوت وتربتها الزعفران۔ (ترمذی، ج ۲، باب ما جاء في الجنة، بخاری، ومسلم) اس طرح وہاں جو کوئی ایسا اور برائی نہیں ہے۔ قال: الله تبارک و تعالیٰ: اَنْ لَا تَخْلُجَ مِنْهَا وَلَا تَقْرُبُ۔ (سورۃ طہ آیت ۱۱۱)

اور یہی اوصاف زمین دنیا میں پیدا نہیں کیے جاسکتے ہیں۔ اسی بنا پر جنت میں سے معولیٰ زمین دنیا میں تیار کرنا کسی کے بس کا کام نہیں ہے۔ جتنا یہ عقیدہ رکھنا سراسر اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے۔

ماہ صفر میں نزولِ بیات و آفات کا عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے | سوال: ماہ صفر

بیات و آفات کا مہینہ کہنا کیسا ہے؟ یہ عقیدہ رکھنا اردو شیعہ جائر ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ ماہ صفر کے متعلق لوگ مختلف شیعہ کے نظریات و خیالات رکھتے ہیں، جو سارے کے سارے لغو اور بے بنیاد ہیں، اور اس کو آفات و بیات کا مہینہ کہنا محض توہم و جہل

ابن اودہ الحدیث، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها، متفق عليه۔ (مشکوٰۃ، ج ۱، باب صفة الجنة واهلها)

ہے، از روایت مطہرہ میں اس قسم کی توہم پرستی کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔

ماوردی: الحدیث: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا ہامۃ ولا

ولا صغورہ۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۳ باب الغالی والظلیفۃ۔ الفصل الاول

قال العلامة ملا علی القاری: قال القاضي ویحتمل ان یکون نسیا لما یتوہمون

شہر صغورہ تکثر فیہ الدعاوی والفتن۔ (مواقاۃ المعاصی ج ۱ ص ۱۰۰ الفصل الاول)

قیمتوں میں کمی یا زیادتی منجانب اللہ ہوتی ہے | سوال :- اشیا صرفت کی قیمتوں میں ارتقا اور گراؤ منجانب اللہ

ہوتا ہے، اور یہ عقیدہ رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب :- اشیا صرفت کی قیمتوں میں کمی اور زیادتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی جاتی ہے کیونکہ ہر اوقات لوگوں کی مرضی کے مطابق اس میں اتنا بڑھنا یا گھٹنا ہوتا ہے۔

ماوردی: الحدیث: عن انس بن مالک قال علا السعری علی عہد رسول اللہ فقاً نقول

یا رسول اللہ قد غلا السعر فیسعدنا فقال ان اللہ هو السعر الفاضل الباسط الرزاق

انما لڑجو ان انتی ربی ویس احد یطلبنی بظلمۃ فی وہو کما مال۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۹)

ہاں اگر بزرگ قیمتوں میں بے اعتدالیوں کرنا شروع کر دیں تو حکام اہل امرائے کے

مشورہ سے کسی ہیز کا قیمت تعیین کرنے کے مجاز ہیں۔

ماہرہ ابن عابدین: الا انی قد فی الارباب من الفجۃ تسدیان فاحشاً فیسعہ شوق

اہل الموائی۔ (تنبیہ لا بصار علی عہد شیخہ انحصار ج ۱ ص ۱۰۰ کتاب الخضر والاباحۃ)

نماز باجماعت کا تدارک متافق ہے | سوال :- جو شخص اپنے ذمہ اور مقول ہونے کی

وجہ سے نماز باجماعت کو مانع نہیں ہوتا اور عام

لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں عار محسوس کرتا ہو اور کہتا ہو کہ اس سے میرا مقام و مرتبہ گھٹتا ہے

لحمہ قال الضحیٰ سعد الدین اشتیاز فی السعری قد یروایح بہ الفی یوکیون غلام ورضی

باسباب من اللہ تعالیٰ ولو کان البعض فی کتاب نبدوا فالسعر ہو اللہ تعالیٰ وحقہ۔

(المناہد فی علم الکلام علی ہامش شوم الفاسد ج ۱ ص ۱۶۳)

ومثله فی مجموعۃ الفتاویٰ والردود ج ۲ ص ۲۸ کتاب الخضر والاباحۃ۔

زور کے شریعت اس شخص کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- شریعت اگر نماز باجماعت میں اس جگہ حاضر نہیں ہوتا کہ اس کے نزدیک نماز باجماعت دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں تو اس عقیدہ کے مطابق دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

قال فی الہندیۃ، بعد ترک سنن الصلوۃ ان الصلوۃ ان لم یزلسن مضافاً
لکذا ید ترکھا استغناءً وان راہاً حقاً فاعبیر انہ یا ترک لفظ جائز استحب
کذا فی البیضا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ مسئلۃ الباب التاسع فی السوائل)

اور اگر وہ نماز باجماعت کے وجوب کا تو معتقد ہو لیکن دوسری وجوہات سے بغیر شریعت
عہد کے حاضر نہ ہوتا ہو تو حدیث کی رو سے علیٰ منافیہ تھا لہذا اس کو قویٰ کرنی چاہیے۔

لانی الحدیث، ومن معاذ بن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لجناہم الجفا، ولا کفر والنفاق من جمع منہای اللہ (الصلی) فلا یحبہ۔ رد المحتار
والطیبرانی۔ (التوحید والتوحید الہندی ج ۱ مسئلۃ ۱۰)

سوال :- بے وضو نماز پڑھنے والے کا حکم
کو نماز کی ناست کہلے فاسے شیعہ اندو کے
شریعت کیا حکم ہے ؟

الجواب :- خلعت اور بلا قصد استنفاث بعد وضو کے نماز پڑھنا موجب فسق ضرور
ہے مگر موجب کفر نہیں البتہ اگر اس فعل کو ملال سمجھتے ہو گے یا عمدۃ بقصد استہزاء
لیے کرنے والا شخص کافر ہو کر دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

قال العلامة سلا علی القاری، رحمہ اللہ، من صلی الف غیر القلۃ
مستعمداً صلوٰۃ کفر کا مستغفرت و کذا اذا صلی بغیر طہارۃ۔
(شرح الفقہ الاکبر ص ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵

کوئی شخص عمل کی وجہ سے صحابہ سے سبقت نہیں لے جاسکتا | سوال :- ایک شخص کا نتیجہ ہے

کہ اگر موجودہ امت میں کوئی ایسا شخص پیدا ہو جائے جس کا کردار و اخلاق صحابہ کرام جیسا ہو تو وہ فضیلت میں صحابہ سے افضل ہوگا، اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ صحابہ جو نیک حضور کی محبت میں درجے حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، وحی ان کے سامنے نازل ہوئی، لہذا ان کا آپ پر ایمان لانا ضروری تھا، اور ہم سب جو نیک حضور کو نہیں دیکھا اور نہ نزول وحی کو دیکھا پھر بھی آپ پر ایمان لے آئے ہیں، بنیاد پر اس اگر کوئی شخص میرے مسئلہ کی امتیاز کرے تو درجہ میں صحابہ کرام سے بڑھ سکتا ہے اس کی وضاحت فرماؤں ؟

الجواب :- صحابہ کرام کی شان و مرتبہ بوجہ صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کوئی غیر صحابی بڑے سے بڑا اولی اللہ جس کو آپ کی بابرکت صحبت میسر نہ ہوئی ہو کسی اذن سے ہادی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے تمام اہل حق اس پر ایمان ہے کہ انبیاء کرام کے بعد صحابیؓ تمام انسانوں سے افضل اور بہتر ہیں۔ مولانا محمد انور عثمانیؒ نے "مہر شاہِ عالمین" میں تحریر فرمایا ہے کہ "عبد اللہ بن مبارک تابعین است میگردد اعتبار الذی دخل الفرس صحابۃ خیر من ادیس قرقی و عسرون عبد العزیز المروانی" لہذا سب مسلمانوں کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ صحابہ کرام امت کے تمام اولیاء اللہ سے افضل اور بہتر ہیں کسی بھی عمل کی بنیاد پر ان سے درجے میں بڑھ نہیں سکتے۔

ما ورد فی الحدیث: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اگر مولا صحابی فانہم خیارکم

(مشکوٰۃ ص ۵۵۰ باب مناقب الصحابة)

لہذا قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ: ومنها تفضیل سائر الصحابة بعد الذیۃ رضی اللہ عنہم۔ فقال ابو منصور ابن عساکر: من اکابر الشافعیۃ اجمع اهل السنة والجماعة علی ان افضل الصحابة ابو بکر و عمر و عثمان، فعلیٰ فقیہۃ المعتزۃ البیہقی باجنت فاهل بدین فاتی اهل الاخذ فاتی اهل بیۃ الرضوان بالحدیثۃ فاتی الصحابة رضی اللہ عنہم۔ رشرح الفقہ الاکبر ص ۱۱۹ تفضیل سائر الصحابة بعد النبی و مؤلفہ فی العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۳ تفضیل الصحابة۔

یہ چیز مجھ سے خدا بھی نہیں لے سکتا، کہنا موجب کفر ہے۔ اسوں سے دو آدمیوں
 آپس میں تنازع تھا، ان میں سے ایک نے بصورتِ برگر چند آدمی لے کر حق کا مطالبہ کیا،
 اسی پر دوسرے نے کہا کہ یہ چیز مجھ سے کھائی جاتی ہے، میں لے سکتا ہوں، نہ خدا بھی نہیں لے سکتا،
 نیز ان سے یہ بھی کہا کہ نہ تو میں برگر کو ماننا ہوں، ورنہ خدا کو، اس قسم کے کلمات کہنے والے
 شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرتِ کاملہ رکھتا ہے، کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت
 سے باہر نہیں رہ سکتی، وہ واجبِ الوجود ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت کرنا
 جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ یا وجود کی نفی ہوتی ہو، فقہائے نزدیک موجب کفر ہے
 صورتِ مشعل میں، بظاہر اس شخص کے یہ کلمات موجب کفر معلوم ہوئے ہیں لہذا توبہ و
 استغفار کر کے تہجد یہ نکاح کرنا فروری ہے۔

ما قال العلامة عالم بن عبد المنصورؒ : ذوات اللہ تعالیٰ بالذات یلحق بہ
 سحر باسم من اسماہ او باسمین ومن الذلک وعدہ ادعیہ بہ کفرہ -
 (اعتقاد ہی اتنا اور شایعہ ۳۵ ملا) وقال ایضاً: ربح قال لا یخول اعتقاد من
 فقال خدا کما است یکنہ - (اعتقاد ہی اتنا اور شایعہ ۳۵ ملا) حکام المرتدین
 قتلہ موجب امر افسس سمکھا کفر یا عیش سے [سبواب :- ایک شخص شرعی نعمت
 کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ امر
 اصولوں کے مطابق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ پیشاب کے گتے سے چراغ تم پیدا ہو کر بنا

اللہ قول العلامة قاضی خان موصیہ اللہ، ولولان سر جلد غالب رحمہ اللہ بحق و قال
 بالغاریۃ اگر وہ حد سے جہاں اس کا دوسرا مقام - قال شیعہ انوارہ و قصہ
 مرتد لانہ دعی اللہ یقلب اللہ تعالیٰ - وقال بعضہم لا یکرہ کفر الا بالمراد
 من اللہ انکلاہ فی اعرف التعلیل دوہ استحقاق - (اعتقاد ہی قاضی خان علی
 حاشیہ الشہادۃ ۳۵) باب ما یمنع سلفاً من الکفر و ما لا یمنع
 و یمنع فی انہ اذبت علی ما عیش، لہذا بدیعہ - الثاني فیما یعلق باللہ -

جس نے ہے اور مسلمان غنہ کرنے کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں، ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟
الجواب۔ اگر کوئی اس سے شکم کا منقہ توہین اور استغاثہ منقہ شرعاً ہے جو اکثر فقہاء کے نزدیک سنت متوکلہ ہے اور اسلام اور اہل اسلام کی ایک شہادت ہے تو اس پر کفر کا شدید قطع ہے اس لیے کہ فقہاء کرام نے کھاسبہ کہ جب کسی عمل کا صحت نبوی ہونا ثابت ہو جائے کہ یہ کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، کرنے کو فرمایا ہے تو اس کا استغاثہ اور توہین کرنا موجب کفر ہے، تاہم اگر یہ قول بھی قطع نظر سے کیا گیا ہو تو اگرچہ حدیث واقعہ ہے مگر موجب کفر نہیں لیکن ایسے کلمات سے انتہاب کرنا ضروری ہے۔

ما قال فی الہندیۃ: ولو قال ابنی چہ رحم است بلسنتہ کذب و دوستدار ہوں۔
 کلو اور ذر۔ (ترجمہ) ماخذ: اعادۃ تقصیر اشارت و ارجاء لطیفان تحت الرقبة
 فان قال ذلک علی سبیل: طعن فی سنۃ رسول اللہ فقد کفر کذا فی المعیط۔

(افتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۸۳ الباب التاسع فی احکام المرتدین) ہے
 سوال۔ بقائمی جو کتب و حواشی اللہ تعالیٰ
تکفیر مسلم میں احتیاط ضروری ہے کی شان میں یوں کہنا کہ: "اللہ تعالیٰ بھی غریبوں
 کی سزا تو ایسے کلمات کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ واضح رہے کہ مذکورہ الفاظ انتہائی خطرناک ہیں جن سے ایمان
 زائل ہونے کا اندیشہ ہے تاہم بعید احتمالات کے امکان کی وجہ سے اس پر
 بصورت یقین کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا ہے اس لیے کہ تکفیر مسلم میں احتیاط نہایت
 ضروری ہے۔

ما قال العلامة علاؤ الدین احمد بن حنبل رحمہ اللہ: اذا عصا فی المسئلة وجوب
 توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی افق البطل لا یمنعه فکفر بوقت ذلک فیسلم

لہ قال العلامة ابن البزازی الکندری: واصلی اللہ اذا استخف بسنة او حدیث
 من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر۔ وافتاویٰ السبائیۃ علی ہامش الہندیۃ
 ج ۲ ص ۲۲۵ کہ با الفاظ کفر اسلام و کفر او خطا۔ الفصل الثالث فی الایمان

وخطا فی شرح الفقہ الاکبر ص ۱۸۳ بحث فی ان الکبیرۃ لا تغیر المؤمن عن الایمان۔

والاخذ ینفعه حملاً، لفتی عن خلافه۔ والدہ الزنا علیٰ امرہ رد الخوارزمی ۲۱۱ ص ۱۳ باب الزنا ۱۱

فقہ حنفی کو معتزلہ کی تصنیف کہنے والے پر تو یہ لازم ہے | سوال :- ایک بار مذہب

یہ دعویٰ کیا کہ علم فقہ دریائے جہلم میں غرقاب ہو گیا ہے اور موجودہ فقہ حنفی معتزلہ کہے

بکلی جوتی ہے؟ مذہب پر اندر کے شریعت عقیدہ مذکورہ کی بناء پر کیا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

الجواب :- مزید کے مذکورہ جہلم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک غلط قسم کا غیر معتزلہ

ہے اور اس کی یہ بات غلط اور سراسر جہالت پر مبنی ہے، کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ فقہاء

نفع اعدیہ، بحر ارفاق، قاضی خان، برائزہ اور قیسوط کیا یہ سب معتزلہ کی تصنیف کردہ کتابیں

ہیں؟ مزید کو اگر اتنا علم نہیں کہ موجودہ فقہ کی اصلیت معلوم کر سکے تو تخریب ذمہ زاری اس

کہاں سے قائم ہو گئی ہے کہ تمام فقہاء اسلام کی تصانیف فقہ کو یک جنس زبان سے معتزلہ

کی تصانیف قرار دیدے، مزید کو اس عقیدہ سے توبہ کرنا ضروری ہے ورنہ خدا نخواستہ اسکی

یہ بیباکی اس کے خسران کا باعث نہ بن جائے۔

حدیث نبوی کے منکر کا ایمان مسلمان نہیں رہ سکتا | سوال :- اگر کوئی شخص صحیح حدیث

یوں کہے کہ میں فلاں فلاں حدیث کو نہیں مانتا، تو اندر کے شریعت اس پر کیا حکم لگایا

جائے گا؟ وضاحت مطلوب ہے؟

الجواب :- واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و اصل وحی الہی ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مَا يَنْتَقِیْ عَنْ اَللّٰہِ وَاِیَّیْہِ اَلْحَقُّ اَلْاَدْنٰی، (سورۃ النجم ۳) اس لیے حدیث نبوی سے انکار موجود خطا است ہے، اگر عقیدۂ حقارت کی بنیاد پر ارشاد

کو ٹھکرا دیا جائے تو منہض کی وجہ سے معتزلہ کافر ہو جاتا ہے۔

لہذا قال العلامة ابن ہر از الکوردیؒ: اذ لا کف فی المسألة وجوب توبۃ تکفیر و وجہ واحد

یمنعہ بحیل العالم الی ما یمنع الکفر ولا یرجیہ لوجوبہ عن الوجہ۔۔۔ الخ

وفی البیضاء علی هامش النہضۃ ج ۱ ص ۱۱۱ انا فیہما کثیر من العلم الخ

و مؤلفہ فی مرقاة المصابیح ج ۵ ص ۵۱ الفصل الاول

لَا فَاِيْهِنَّ يَدْعُوْنَ اَنْ يُّنْفِقُوْا فَوْقَ كِفْلٍ وَّهِيَ اَنْ تَكُنْ لِمَنْ هُوَ يَكْفُرُ عَنْهُ، لِبَعْضٍ
وَقَالَ عِيْسَى بْنُ اِبَانٍ: يُفْضَلُ اَنْ يَكْفُرَ وَهُوَ لَهْجِيْمٌ، وَهِيَ اَنْ تَكُنْ خَيْرَ الْوَاحِدِ غَيْرٍ، مِنْهُ
بَاَقَرُّ بِتَرْكِ الْقِيَلِ هَكَذَا فِي الظَّهْرِيَّةِ (الْفَتْاوَا الْهِنْدِيَّةُ ج ۲ ص ۱۳۹) اَلْبَانِيُّ رَضِيَ
تَوَسَّلَ بِالصَّالِحِيْنَ جَائِزٌ سَبَّحَ اسْمُكَ يَا دُلِّي كَيْ تُوَسَّلَ مِنْ دُعَا مَا كُنَّا

اسْمُكَ يَا دُلِّي كَيْ تُوَسَّلَ مِنْ دُعَا مَا كُنَّا

الجواب:۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسئلہ توسل خواہ بالاحیاء و خواہ بالاموات
اسی طرح ذولت سے ہو یا اعمال سے اہل حال جائز ہے بلکہ ارجیٰ مقبول ہونے میں کوئی
شہ نہیں، اس لیے کہ اس کی حقیقت و درمجموع توسل برمتہ اللہ تعالیٰ ہے، برائے خود کہ فلاں
مقبول بندہ پر جو تیری خصوصی رحمت ہے اس کے توسط اور وساطت سے دعا کرتا ہو یا
اعمال صالحہ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے تو یہ جائز ہے اور اس میں کوئی تباہ
نہیں، اس کی مشروعیت قرآنی آیات، امارت نبوی اور سلف صالحین کے اقوال و افعال
سے ثابت ہے۔ حضرت زکریاؑ یا عیسیٰ السلام کا حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے توسل سے دعا
مانگنا اور کسی مقبول ہونا قرآن پاک میں مذکور ہے حضور شی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ
کے وسیلہ سے تنبیہ کی کہ دعا کیا کرتے تھے، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قیظ سانی میں
حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے توسل سے بار بار دعا رحمت کے لیے، اللہ تعالیٰ
سے دعا کرنا صحیح امارت و آثار سے ثابت ہے۔ لیکن ادبیات اللہ کے توسل سے مانگی
ہوئی دعا کا اللہ تعالیٰ پر مقبول کرے کو واجب قرار دینا زہدیت علی شریعہ کے متراوت
ہے اس لیے اس قسم کے اعتقاد سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ. (سورة النساء ۳۴)
قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: عَنْ أَنَسِ بْنِ خَالٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْوَسِيلَةَ إِلَى اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سُئِلَ قَالَ الْعَلَامَةُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رَفَعَ الْحَبِطُ مِنْ ذُلِّ الْعَقِيْبَةِ يَذْكُرُ حَيْثُ أَخْبَرَهُ
الْعَلَمُ أَبُو يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي ثَابِتٍ لَا مَوْضِعًا هَذَا الْبِسْرَ يَنْفَعُ..... كَقَوْلِهِ:

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَكِبْرُ شَيْءٍ الْفَضْلُ فِي الْعِلْمِ وَالْعِلْمُ

وَمِنْهُ لِي فَتَاوَايَ دَارُ الْعِلْمِ دِلْوِي بِمَنْدَرِ ۲۰ ص ۱۳۹ احكام المرتد

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یشفق بمعد لیلک لہاجرون۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ رمض حنفی مشکاۃ باب فضل غفوا۔ فہمب الثانی (۱)۔

معتوقہ کے ارتداد کا حکم | سوال: میرا ایک دوست کونان گون مسکن کی ونبرہ باگل پر پکارتا ہے۔ اس حالت میں کبھی کبھار اس کے منہ سے کفریہ کلمات بھی نکل جاتے ہیں، ایک بار انتہائی مظلومہ الحان کے مات میں اس نے کہا کہ: ”مجھے ایسے خدا سے نفرت ہے جن سے مجھے اس معیبت اور تکلیف میں ڈال رہے“ چند دن بعد میری حالت میں اس نے کہا: ”میں خدا کی اس مہربانی پر بیشاب کراہوں ہوں“ میرے ساتھ کر رہا ہے کہ شریعت کی رو سے اس کی حکم ہے کیا ان کلمات کو وہ سے وہ مسلمان روکتا ہے یا نہیں؟

اجواب: اگر شخص کی حالت کے جتنی غمروں معلوم ہوں کہ میں معتوقہ ہے تو اس کا بعض باتیں دیوانوں (دیوانی) کی ہیں اور بعض باتیں صحیح عقیدہ آدمی کی باتوں سے مشابہ ہیں ایسے شخص کو فقہاء اور علم اصول کے اصطلاح میں معتوقہ کہنا ہے اور معتوقہ شخص کسی مائل کے حکم میں شمار کیا جاتا ہے

فان العلامة الحنفی: واما المعتوقہ وهو اختلال العقل بحيث يختلہ کلامہ فیہ کلما کلما عقلہ صرۃ وکلما لہ لہاجرین ہزۃ مخبرۃ قال لا تحسبک واما المعتوقہ بعد البلوغ فذل انصا ومع یحق یمنع العبدۃ۔ (الحسائی مشکاۃ القیاس مجتہد فی)

بہ اور داد: یہ بارے میں جو حکم کسی عاقل کا ہے وہ اس کا بھی ہوگا اور میں عاقل کا ارتداد امام ابووسفؒ کے نزدیک معتبر نہیں اور نہ ہی اس پر ارتداد کے اسکا حکم جاری ہو سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کا ارتداد معتبر ہے اور اس پر ارتداد کے

لہ کاورد فی الحدیث: ومن انہ صلی اللہ علیہ ان عس من الخلاب: صلی اللہ علیہ کا اذا غطوا متقی بالعباح بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ فقال لہم ان کما ناسوس ایک بیت صلی اللہ علیہ وسلم قسینا وانا ناسوس ایک بیت فاسقنا فیسقوا۔ مشکوٰۃ باب شہادۃ الخلفاء (۱)۔
وَمِنْهُ فی فتح الباری شرح البخاری ج ۱، مشکاۃ فی باب تحول الزوال الاستسقاء۔

اس کام جاری ہوئے۔

قال العلامة: بما يورث: والذو الصبي لن يعقل. وهذا عندني حجة و
 محمد رحمه الله. يعني بحري عليه اذ به ما به فبطلت كاحه وخبر من السوا
 وقال ابو يوسف ارتداده ليس بارتداد. الخ. لعلنا على ما مشي في ذلك. (مسند
 قال العلامة ابن عابد بن اواز. روى انا في صحيح خلافاً للشافعي. (رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۲)
 لیکن فقہائے شافعی فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے طرف رجوع
 کیا ہے۔ قال ابن عابد بن اواز. وفي الشارح نفي عن المتن ان الامام اوجع اليه۔

رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۲ باب المرتد ج ۲

بہی مائل کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کا مذہب یہ قرار پائے گا کہ اس کا ارتداد
 معتبر نہیں ہے۔ اور جب یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے کہ معنوی عینی عاقل کے کفر میں
 تو جس طرح عینی عاقل کا ارتداد امام احمد ابو حنیفہؒ کے نزدیک بنا ہو تو مرجوح الیہ معتبر نہیں تو
 معنوی کا ارتداد بھی ایسے کے نزدیک معتبر نہ ہو گا۔

لہذا اگر مذکورہ شخص واقعی معنوی ہو تو مذکورہ کفر یہ کلمات کی وجہ سے وہ مرتد نہیں رہتا
 بلکہ اگر البتہ جو کچھ اس مسئلہ میں اختلاف ضرور ہے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے
 اسلام کی تجدید کرے اور وہ اگر اہل حق کی موجودگی میں بغیر کسی علت کے کفار پر دعوت
 فاسق و فاجر کی تعریف الجواب۔ شرعاً یہ مطلب کی اصطلاح میں فاسق اس شخص کو
 کہنے میں جو ایمان لانے کے بعد ایمان والوں کے خلاف ایمانوں میں ملوث رہے اور سرکوت کے بغیر
 نام احکامات کو پس پشت ڈال کر عمل۔ یہ راہ وی اختیار کرتے اور اپنے گناہوں سے غفلت

لے تو ان کے لئے (ابن عابد بن اواز) فی انفریب العتوہ الباقی العقل وقیل لمدھوش من غیر
 جنون۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۲ کتاب الطلاق)

وقال العلامة قاضي خان: وما دونه المعتوہ: اذ جنتون لاعتو كره في الكتب نعم وقله
 قال مشايخنا رحمه الله تعالى هو في حكم اردة بعتو له القبيح۔

والقاضي قاضي خان عن: من المشايخ الهندية ج ۳ ص ۳۰۲ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۲)

برکتے رہے۔

ما قول ابو القاسم انما غلب الاصلهائي - تحت لفظ فسق: فسق: خلاف تخرج عن حيز
الشرع و لا بد من كونهم فسق لرب اذا خرج من كونه وهو (ع) من كثر والنسب
يقع بالشين من ان ثوب و بالكتين كان تعويرن فيما كان تشييراً واكثر ما يقال لمن
منهم حكم الشرع واقر به ثم انحن جميع احكامه او ببعضه (مفرات مرتبة و ثوب)
الرفا جوده ہے جو خلاف شرع کاموں میں مبتلا ہو کر توبہ کا بارہ کوئی ہوئے بھی
توبہ کرے۔

قال ابو القاسم انما غلب الاصلهائي اقين معناه يذنب ويقول عند التوبه ثوب
لا ينعس فيكون ذنباً فجوازاً لذنبه عند لا يعني به (مفرات مرتبة و ثوب)
فسق و فحور موجب كفر نہیں | اسوں، کیا فسق و فحور کی ذمہ سے ایک مسلمان دائرہ اسلام
سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: نفس فسق و فحور کی ذمہ سے کوئی مسلمان دائرہ اسلام سے خارج نہیں
ہوتا بشرطیکہ وہ اس کے استعلا کا عقیدہ نہ رکھتا ہو اور نہ اس پر مہر ہو۔

لما قال ابو حنيفة لا يغير مسداً ذنب من اذنب ذنباً و كان كسيرة و لا يسترها
(مذبح هذه الآية كبرية فاذا ذكر من لا يان)

قبل عمد سے توبہ مقبول ہے | اصول: قبل عمد سے اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کیا اس
کا توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

الجواب: شامل تر خلوع دل سے توبہ کرے تو توبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے۔
قال الله تبارك وتعالى: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (سورة النساء آیت ۴۸)

قرآن و سنت کی روشنی میں اہل السنہ والجماعہ کا یہی عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ سے جب
سب سے دل سے توبہ کرنی جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے، البتہ ورثہ سے خورن معاف
سے دل سے توبہ محمود لا تو ہے، الفاسقین جمع ناسق سے فسق و فحور کا خروج عقلاً عن طاعت
نیتاً انکفرو و ذمہ من الکبیرة و تصدیقہ و اختص فی العرف والا استعمال یا تکلف لکبیرة
(روح المعانی ج ۱ ص ۲۱ سورۃ البقرہ آیت ۲۶)

کروانا یا ان کو قصاص ادا کرنا ضروری ہے۔

فَلَا تَصْلَحُ مَلَاحِي، اِثْرًا دَفْعًا، وَفِي عَمْدَةٍ اِلْتِفَافِيٍّ وَمِنْ تَابٍ عَنْ كِبِيرَةٍ مَعْتَبَرَةٍ تَوْبَةٍ
مَعَ اِصْلَاحٍ رَحْمَتِي كَبِيرَةٍ، خَرَجَتْ وَلَا يَعْاقِبُ بِهَا عَلَى الْكِبَرَةِ اِنْتِزَابٌ -
وشرح اللغۃ الاکبریۃ مطلب یجب معفوۃ المکفرات :

قال العلامة نخل بن الخوازمی یؤید الایۃ علی ان التوبۃ من کل ذنب مقبولة
وقول من ذل التوبۃ غیر مقبولة خطاء لان الشریک اشد من القتل فاذا قبل لله توبۃ
اکافر مقبولة توبۃ القاتل - (تفسیر کبیر ج ۲ سورۃ البقرۃ ۱۷۷) المآلۃ الثانیۃ

کسی مسلمان کو تاحق قتل کرنا گویا تمام لوگوں کو قتل کرنا ہے اس کو برا و جہ قتل کرنے
سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بے گناہ کو قتل کرنا ایک عظیم گناہ اور
بدترین جرم ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ
اَوْثَارًا فِي الْاَرْضِ مِنْ غَلَاظِ الْمَنَاصِقِ الْقَاتِلُ الْاَثَمُ جَمِيعًا (سورۃ المائدۃ آیت ۳۴) ترجمہ
”جو شخص نے کسی شخص کو، یا حق بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا“
لیکن باہمی ہرم تمام اہل الشریعہ و الجماعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی کو ملال جان کر
قتل نہ کیا گیا ہو تو قاتل کافر نہیں ہوتا ہے البتہ بہت بڑا گناہگار اور مجرم ضرور ٹھہرے گا و
اگر مسلمان کے قتل کو ملال سمجھ کر کیا گیا ہو تو یقیناً اس سے قاتل کافر ہو جاتا ہے کیونکہ

لَمَّا قَالَ لِعَلَمَةِ اسْتِغْنَاؤًا فِي رَدِّهِ لِمَحْشَاثِ عَشْرِ اَنْفَقَتْ اَلْاُمَمَةُ وَنُفِقَ الْكُتَابُ
وَالسُّنَّةُ بِانِ اللّٰهَ تَعَالٰی عَفْوٌ عَفْوٌ يَعْفُو عَنْ اَصْفَاؤِ مَطْلَقٍ وَعَيْنُ كَلْبٍ يُرِيدُ
التَّوْبَةَ - (شرح انعام ج ۳ ص ۲۳۵)

قال العلامة تخلص احمد الدمشقی : اَنْفَقَ اَدْنٰى كَسَافِي رَحْمَةِ الْاُمَمَةِ عَلٰى
اَنْ لَا يَخْلُدَ فِي الْاَثَرِ وَتَصَحُّ تَوْبَتُهُ مِنَ الْقَتْلِ -

(اعلام السنن ج ۱ ص ۱۸۳) کتاب الجنایات باب یمویا خصاص
ومثلاً فی مرقاة المصابیح ج ۲ ص ۱۸۳ کتاب القصص الفصل الثانی :

ہو سکتے ہیں یا کہ صرف حقوق اللہ معاف ہی معاف ہوں گے اور حقوق العباد تو تھے پر باقی رہیں گے ؟

الجواب : توہان اگر اپنی پوری شرائط سے جو توبہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر اپنے سارے حقوق معاف فرما دیں۔

لما قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ : فاما وقوع قبولہا شرعاً
 ہو مروجہ غیر مطلقاً . (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۵۵ التوبہ زیر النکاح)
 البتہ حقوق العباد توہم سے معاف نہیں ہوتے بلکہ حقوق العباد حقوق کی ادارگی بھی
 معاف ہوتے ہیں یا خود صاحب حق بطیب خاطر معاف کر دے۔

لما قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ : وان كانت عبادتہم بالعباد
 فان كانت من مظالم الاحوال فنستوقف صحة التوبۃ عنہا مع ما ذکرنا فی حقوق
 اللہ تعالیٰ علی الخروج عن عہدۃ الاموال والرضا الختم فی الحال والاستقبال بان
 یحصل منهم اویرۃ ما البہر او الی من یقدم مقامہم من وکیل او وراثۃ خذلہ
 (شرح الفقہ الاکبر ص ۵۸ مطلب حب فی التکفیرات)

والدین کے نافرمان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی | سوال : والدین کو روبرو کرنا
 کرنے اور گناہیں دیتے دے
 کے بارے میں شریعت مقدمہ کیا حکم ہے ؟ جب تک والدین اس سے ناامان ہوں تو
 بیٹے کی کوئی عبادت قبول ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب : والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے ، اس فعل بد سے توبہ کرنا والدین
 کو راضی کرنا نہایت ضروری ہے ، اور جب تک وہ اپنے اسی فعل بد سے توبہ نہ کرے تو
 والدین سے عاق رہے گا اور عاق والدین کی کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں

لے من عاتقہ رحمہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لداوود ثلاث ذنوب لا تغفر الا ان یسأل اللہ العزیز ان
 یقول اللہ عزوجل ان اللہ لا یغفر الذنوب الا ان یرحمہ ویرحمہ لا یرحمہ اللہ عالم عبادہما بینہم حق
 انفسہم بعض من بعض الخ۔۔۔ قال الملا علی قاری تحت حدیث اخبرنا ابیہ اشعار ما تہ
 اشعار لا یغفر وشفاعۃ فی حقوق العباد الا ان شاء اللہ یوحی بما اراد۔

مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۸۵ قاری الادب الفضل الشافعی والشافعی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود پڑھنے کو دم کہنا | سوالیہ۔ ایک شخص
 علیہ وسلم کے نام نامی اہم گرامی کے ساتھ درود پڑھنے کو (دم) شکست سے تعبیر کیا کہ
 معتدل کے ساتھ درود پڑھنا (دم) لگانے کے مترادف ہے اور دوسرے شرع
 ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ کو نام کائنات میں سب سے افضل اور سب سے زیادہ پیسے
 امام الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کی عزت، عظمت اور
 اتباع اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا سبب ہے اور آپ کی عزت و عظمت اور احترام نہ کرنا
 اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا آپ کی عظیم و
 تحکیم کے لیے مشروع ہو ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

وقال العلامة بن عابدین: باق المقصود من الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم
 تعظيمه - (رد المحتار ۱۳ ج ۲) - اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے
 محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود و سلام پڑھو۔ اسی طرح درود نہ پڑھنے والے کے
 متعلق احادیث میں کثرت سے وعیدات وارد ہوئی ہیں، علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں وہ
 تمام احادیث نقل کی ہیں۔ مستدرک کی روایت ہے: عن كعب بن جعفة... ابن
 عديث سے اس کا ایک جلد یہ ہے: فلما رقيت الثانية قال جبريل بعد ما ذكرت فلما فصل
 عليك فقلنا آمين رحدثتكم عن سائعه حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اہم گرامی
 نیا جسے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ تم کے لیے جبرئیل نے بدعا کی اور حضور نور نے
 اس پر آمین کہی۔ دوسری روایت میں رفع الفت رجحاً ذکرتم عند فلما فصل عليك کے
 الفاظ ہیں۔ ایک اور روایت میں یوں فرمایا: شقي عبدك بعد ما ذكرت فلما فصل عليك
 علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں ایک روایت باين الفاظ نقل کی ہے: "من الجدة ادا اذكر عند
 الرجل فلا يصلح علي ثا۔ ان تمام احادیث اور قرآنی آیات کے پیش نظر رکھ کر فقہاء نے
 تحریر فرمایا ہے کہ جبرئیل ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھا فرض ہے اور سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا نام نامی اہم گرامی لیا جائے تو مذہب صحیح کی رو سے آپ پڑھنا واجب اور نماز میں پڑھنا مستحب ہے۔

اور بھی مستنار زادہ ممکن ہو رہا تھا مستحب ہے۔

ما قال العلامة حذاف الدين المحمدي: ورجله في البحر باد حاديت النوعين كرم
وابعاد وشقاء وبخل وجفاء ثم فتكون فرس في العسر وانجا كما ذكر عن الصيغ
وحراما عند الفتح المتاع - انوار المنشا على ۵ من رة المختار ۲۷ (مسئلہ ۱)

ان تمام نصوص سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ درود شریف ایک امر مشروع ہے اور غیبا
نے لکھا ہے کہ شریعت کے کسی امر کی کوئی اور استخفاف کرنا موجب کفر ہے درود شریف بھی
ایک امر مشروع ہے لہذا اس کا انکار کرنا اسے دین میں متبرجین نہ سمجھنا یا استخفاف کرنا
موجب کفر ہے۔

ما فی الہندیہ - سالت صدر الاسرار جمال الدین عین قرأ حدیثا مراداً حدیث ابی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجل: ہمدہ علیہا خواص قال ان اضاف ذلک الی انقاری لا
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنظران حدیثان کات حدیثا یعلق بالمدین وحکام
الشرع یکھرون کات حدیثا یعلق بہ لا یغور وقصص مقائد علی ان اردتہ
قراءة غیرہ اولی - الفتاوی الہندیہ ۲۷۷ کتاب التہجد ۱۱۱ (مسئلہ ۱)

معراج نبوی سے انکار کرنا | سوال :- ایک شخص معراج نبوی کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا
ہے کہ تصور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج خواب میں ہوئی ہے
صنوبر صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر جانے کی یا ضرورت تھی جبکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر اور
موجود ہوتا ہے، شرعاً ایسے شخص پر کیا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

الجواب :- اہل سنت واجما دت کہ یہ شخص فاسق ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر
محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو انوار مجیدہ کے درخشندہ روضہ مبارک اور انوار

الحذاف العلامة عالم جی العلامة الانصاری وحید اللہ: وادب وادی رجل حدیثا عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور وہ صحرا قال بعض مشائخنا اللہ یکھرون من مشغون
من قال ان کاتبہ انزل یغور وکذلک لو قال بطریق الاستخفاف معناه کاتبہ یغور
الفتاوی الشامخانیہ ۲۷۷ (مسئلہ ۱) کتاب احکام التہجد

وہم ملکہ فی رد المحتار ج ۲۲ مسئلہ ۲۲۲ باب احکام المرتدین -

سے نوازے گئے ہیں۔ ہمارے خاص میں جو کہ اپنے ساتھ مطلقاً کافر و مشرک تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں اپنے جسم پر شہری کے ساتھ شریعت حیران کے ہمارے براق پر سوار ہو کر سب سے پہلے مسجد اقصیٰ شریف لے گئے۔ اب وہاں پر براق سے اترے اور اسے دروازہ کے پاس ملنے کے ساتھ ہاتھ اور پیچ تمام احباب علیہم السلام کی امامت کی پھر ان سے آیت کو پہلے آسمان، دوسرے دوسرے حتیٰ کہ ساتوں آسمان، عرش و زمیں، جنت و جہنم کی سیر کرانی گئی، اسی کو حجاج کہا جاتا ہے اور یہ حتیٰ اور ثابت ہے کہ عراق کا کچھ حصہ من مہدی علیہ السلام الیٰہی المجد الاقصیٰ قطعی اور یقینی ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن پاک آیت کہ وہ سبحان الذیٰ اٰسویٰ یعقوب لیلۃ قریۃ المسجید الخواہر فی المسجید الاقصیٰ (سورۃ الاسراء آیت ۱) سے ہے اس کا ملکہ فراخ و مرتبہ ہے اور پھر بیت المقدس سے اوپر آسمانوں تک کا ثبوت احادیث مجموعہ سے ہے لہذا اس کا منکر اگر یہ کافر تو نہیں مگر فاسق و فاجر اور ضال و مستدبر ضرور ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا عاوض شریف ہے کہ اپنے برادر یہ انہیوں کی حقانیت اور ان کے دشمنوں کو عاجز و ذلیل و سوار کرنے کے لیے اپنے ان نیک بندوں کے ہاتھوں ایسے فعال صادر فرماتا ہے کہ جن کے گرنے سے ہمارے لوگ عاجز ہوتے ہیں اور اس کو کہ نہیں سکتے اس کو مجبور کہتے ہیں۔ تو واقعہ حجاج بھی من جملہ عجرات سے ہے لہذا یہ اعتراض کرنا کہ جب اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہے نا، بے عمل اور ناقابل التفات ہے، پھر تو خود باللہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی مخلوق میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آفریں ہی کیوں بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیا سابقین میں انبیاء کی شان کیوں بخشی؟ بقولہ بَشَرٌ مِّثْلُ النَّاسِ ۔

ما قال علامہ ملا علی القاری: وفي نسخة من انكر المعراج ينظر انكوا لاسرار من ملكة الاربعة المقدس من انكر المعراج من بيت المقدس لا يكثر. وشرح الفقہ الكبير ص ۳۳ بحث في انكر المعراج حتى لعل في التنبؤ اس: فالاسرار وهو من السجدة لفرم الى بيت المقدس قطعي اي يقيني ثبت بالكتاب في القرآن والسنة ويكثر منكره والمعراج من انكر من انكره مشهور اي ثبت بالحدیث المشہور فلا یكفر منكره بل لنسحق ومن السجدة الى الجنة والعرق او غيرة ذلك احوال مروي عن لاجد یاشر منكره - و التنبؤ من ص ۳۳ سورۃ الاسراء (۱)
و یجئ فی شرح العقیلة الخاویة ص ۲۵ تحت قوله والمعراج حق الخاویة ۔

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں | سوال کیا فرماتے ہیں علامہ اکرام مسند

ذیل کے بناء میں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمانوں سے نازل فرمائیں گے تو بحقیقت پیغمبر نازل فرمائیں گے یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے؟
 اجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا اور قیامت کے قریب ان کا نازل ہونا اور پھر تیس فریبت محمدی کی کہ کچھ عرصہ اس دنیا میں رہنا اُسب مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث متواتر اس سے اس کا ثبوت ملتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتی حیثیت یقیناً بھی اور پیغمبر کی ہوگی، انبیاء سابقین کی طرح آپ پر امت کی طرف سے وحی بھی ہوگی، اس کے باوجود آپ ضرورت محمدی کے تابع ہوں گے البتہ یہ دوسری فریبت محمدی کو بدلنے کے لیے نہیں ہوگی بلکہ اس وقت کے حالات کے اعتبار سے ضروری حکام ہوں گے۔ لہذا آپ نزول کے بعد دو صفات کے ساتھ مسجعت ہوں گے، ایک شان نبوت اور دوسرا شان امت محمدیہ، لیکن آپ کی یہ شان نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہوگی، اس لیے کہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی منصب نبوت سے نہیں نوازا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی بن کر آئے تھے۔

لما قال الامام فخر الدین الرازی، تحت قوله تعالى: وان من عندنا الكتاب بالآيات منى، ثم قبل موافق
 ای قبل موافق مفسر المودان، قال الكتاب بالآيات، کیونکہ جو چیزیں زمانہ نزولہ لاحقہ میں آتی ہیں بعض ان کے
 بہ الجمع نزولہ میں ان کے الی اللہ انہ اعما نزل عند رفیع الکلیف وحبیب العرف اور نزولہ مع جبار العالیات
 علی وجہ یقرانہ عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان کیونکہ نبی و اولاد بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور خود غیر ذلک
 جائز علی الانبیاء و هذا اشکال عند بعض لان استعمال الایات والی صیغہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد نبی
 انتمت تکلیف الایات بعد نبی یعنی نزولہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 لہ قال العلامة ابن البرقہ القزوی، ولما اذہان بدیع علیہ السلام فحجب بانه رسول اللہ واما الانبیاء والارسل
 فاذا من بانه رسول ولم یحس بانه عالم الرسل لا یخبرہ ینال فی يوم القيامة لا یكون من انبیاء عیسیٰ علیہ السلام
 یزول الی ان من بعد ان شرعتم و سائق لا تم الی مہم۔ (مکملہ باری یعنی جامع المسند ج ۳ ص ۲۳۲) ترجمہ
 بجا مانجا انما من اولیاء (انما انبیاء الانبیاء)۔ و کلمہ فی شرح الفقہ الاکبر ص ۲۱۱

برکت کا جسم ریزہ ریزہ ہو جانے کی صورت میں قبر کا عذاب و ثواب آدمی آل میں مل کر لے

ہو جائے یا پانی میں ڈوب کر ریزہ ریزہ ہو جائے یا اس کو کوئی درندہ کھا جائے تو کیا اسی آدمی کو بھی قبر کا ثواب و عذاب ہوگا یا نہیں؟ اور اس ثواب و عذاب کی کیا کیفیت ہوگی؟

الجواب۔ عالم برزخ کا عذاب و ثواب مختص آیات اور احادیث سے ثابت ہے جن امور کے اجسام مذکورہ بالا طریقہ سے بالکل ختم ہو جاتے ہیں اور انہیں ہر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں ان کو بھی جزا و سزا ملتی ہے جس کی حقیقت کے اور رک سے قاصروں پر حال جزا و سزا اور جسم و ذوق کو سنتی ہے اور یہی اصح قول ہے۔ عالم برزخ میں رُوح کا جسم کے ساتھ ایک قسم کا تعلق اور رابطہ ہوتا ہے جس سے رُوح کو ملنے والی جزا و سزائے جسم بھی متاثر ہوتا ہے اور جو تکلیف یا راحت رُوح کو ملتی ہے باقاعدہ جسم بھی اُسے محسوس کرتا ہے خواہ جسم کے اجزا در پڑہ ریزہ ہو کر نکل کر بالکل ہی نیست و نابود ہو جائیں۔

ما قال الامام ابو حنیفۃؒ: ومنطقہ القبر حق وعدیہ حق کائن کلکدار کلکہ، وبعین السین وقل ملا عنی انقاری فی شرحہ واعلم ان اصل الحق یعقوب علیہ اللہ علی خلق فی لیلۃ نوحیۃ فی القبر و ما یقام رطلہ ذ۔ ابو (شرح النعمۃ الاکبر ص ۱۲۴) ان عذاب القبر حق ہے۔

لحموقال العلامة ابن ابی نعیم الحنفیؒ: وقد تواتر الاخبار عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نبوت عذاب القبر ونعيمہ من کان ذلک اھلاً ومسواک الملکین فجب اعتقاد نبوت ذلک والايمان بہ ولا شککم فی کيفیتہ اعم منہم وکذا ذلک عذاب القبر یكون للنفس والبدن جميعاً باتفاق اھل السنۃ والجماعۃ تنعم النفس ويعذب مفروءۃ عن البدن ومتصلۃ بہ واعلم ان عذاب القبر شر عذاب لیرزخ کل من مات وهو مستحق للعذاب نالہ نصیب منہ قبر ولم یزیر کلتہ السباع او حترق حتی صادر ماداً وسعت فی انہواء او صلب او غرق فی ابھر وصل الی روحہ وبن نہ من العذاب ما یصل الی المقبور۔

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۲۵۰-۲۵۱) آیات و احادیث سے ثابت ہے:

وَمِثْلُهُ فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ الشَّافِيَّةِ ص ۹۰ عذاب القبر۔

زیارت قبور کے موقع پر بعض غیر شرعی رسوم کا ذکر اس سوال کے بعض مزارات پر تکلیف
مثلاً صاحب قبر سے دعا گناہ وہاں سے نکلے بیکھانا اور چھوٹے چھوٹے ٹیلے بنانا وغیرہ۔
شرعاً ان افعال کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب یہ غیر شرعی گواہی عبادت میں غایب نہ پکڑنا اور اس سے مافوق السبب
امداد طلب کرنا حرام اور امور شرعیہ میں سے ہے جیسا کہ عام نصوص قرآنی اور احادیث سے
ثابت ہے، اسی طرح صاحب مزارات کے نام پر شہید نیلہ دینا حرام اور شرک ہے اور اس
عقیدہ کے تحت وہاں سے نکلے کر کھانا اور چھوٹے چھوٹے ٹیلے بنانا وغیرہ مجازاً و
حرام ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَمَنْ أَحْسَنُ رُحْمًا يُذْغُو عَنْ دُونِ اللَّهِ عَنْ لَا يُتَجَنَّبُ لَهَا فِي
يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاءِ خَمٍّ كَمَا يُقُولُونَ: رَسُوهُ اَوْ سَحَابِ آيَتٍ مَعَهُ
لَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ: عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَصِرُ
الْقَبْرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: (رَأَى الشُّكْرَةَ مَشْكُورَةً) بَابُ دَفْنِ الْغَيْبِ
وَقَالَ الْعَلَمَةُ الْحَصَكِيُّ: وَاعْلَمُوا أَنَّ السُّدْرَةَ الَّتِي يَتَّبِعُ الْأَعْوَاتُ مِنْ أَشْجَارِ عَوْسٍ وَمَا
يُنَوِّسُهَا مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشُّعْرِ وَالنَّارِ يَتَّبِعُهَا الْغُيُوتُ وَالْغُيُوتُ الْغُيُوتُ الْغُيُوتُ الْغُيُوتُ الْغُيُوتُ
فَهُوَ بِالْإِبْرَاجِ بَاطِلٌ حَرَامٌ مَالٌ يَقْصَدُ وَأَصْرُهُمَا أَفْقَرُ مِنَ الْإِنْسَانِ وَقَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ
بِذَلِكَ: (وَالْمَوَدَّاتُ عَلَى هَاهُنَا رَدُّ الْعَتَارِدِ) مَشْكُورَةً كِتَابُ الصَّوْمِ ۛ

لَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ كُنْتَ فَعَلْتَ
فَأَنْتَ بِإِذْنِ الْغُلَامِيْنَ: (سُورَةُ يُونُسَ آيَتٌ مَعَهُ)

وَعَنْ ابْنِ أَبِي حَاجٍ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
يَوْمَ حَمْلَةَ الْأَخْطَرِ وَالْقَبْرِ مَشْكُورَةً: (رَوَاهُ لَمْ) (مَشْكُورَةً) بَابُ دَفْنِ الْغَيْبِ
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَأَلْتَ اللَّهَ فَإِنَّكَ تَسْأَلُ اللَّهَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِي
بِاللَّهِ: (مَشْكُورَةُ الْعَصَابِ) مَشْكُورَةً بَابُ الشُّكْرِ وَالصَّبْرِ

وَمِثْلُهُ فِي الْفَتْاوى السَّيْنِيَّةِ ج ۵ ص ۳۵۰ بَابُ السَّادِسُ عَشَرَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

قرآن پاک کے متعلق تبدیلی کا عقیدہ رکھنا | سوال :- جو قرآن مجید اس وقت
وہی قرآن مجید ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے وقت چھوڑ گئے تھے یا اس
میں کوئی تبدیلی وغیرہ آچکی ہے ؟

الجواب :- اس مسئلہ کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ جو قرآن مجید اس وقت پہلے
پاس موجود ہے یہ بعینہ وہی قرآن ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بواسطہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ۲۳ سال میں اتارا گیا تھا
اس میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور نہ قیامت تک آئے گی کہ بچوں کے ہاتھ
بھی اسی طرح محفوظ رہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے زمانہ سے لے کر
اب تک ہر زمانہ میں لکھنوں کرمذہل حفاظ کرام کے سینوں میں محفوظ چلا آ رہا ہے
اور انشاء اللہ قیامت تک ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ رہے گا، اس لیے کہ قرآن مجید
کا ہر حرف حدیث قرار کہ پہنچا ہوا ہے۔ تمام فقہاء کرام و متکلمین کا اس پر اتفاق ہے
کہ جو نسخ قرآن مجید پیش فقیر و مبتدل کا قائل ہو وہ بلا شک و شبہ کافر ہے اس لیے کہ
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ خود لیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَآ نَحْضَبُوْنَ . (سورۃ الحجر آیت ۹)
قَالَ : نَحْنُ اَنْزَلْنَاهُ وَ اِنَّا لَعَالِمُوْنَ . (سورۃ الزمر آیت ۳۲)
وَقَالَ لَعَلَّامُ عَادَاتِ الْاٰمِیْنَ کَثُرَتْ قَوْلُهُ تَعَالَى : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ اِنَّا لَعَالِمُوْنَ
ہی تبارک تعالیٰ ، اِنَّا هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ سُبْحَانَہٗ ذِکْرَہٗ وَ اِنَّا لَعَالِمُوْنَ
تغییر و تبدل ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۵۷۵ سورۃ الحجر آیت ۹) ۔

لَعَلَّامُ عَادَاتِ الْاٰمِیْنَ : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ اِنَّا لَعَالِمُوْنَ . وَ اِنَّا لَعَالِمُوْنَ
عن ان برادیرہ و یتمتع متعال تشادۃ و ثابت الیمنانی حفظہ اللہ من ان تزیید فیہ شیء یلین
یا طبعاً او تنقص منه حقاً فتولی سبھا فی حفظہ و تدریجہ محفوظاً ۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۵۵۰ صفحہ ۵۵۱ آیت ۹)

وَمُسْئَلَةُ فِي شَرْحِ الْفَتْوَى الْأَكْبَرِ مَثَلًا : فَمَنْ يَتَعَلَّقُ بِالْقَوَائِدِ

کفار و دوزخ میں بھیج دیے گئے۔ اسول! اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کفار بھی داخل ہوں گے، اس لیے کہ ایک شخص نے کفر و شرک ۶۰/۶۰ سال تک کیا اور اس پر عذاب دائمی ہونا ظلم ہے و سزا جرم کے مطابق ہونی چاہیے، ایسے شخص کے بارے میں قرأت کا کیا حکم ہے؟

الجواب! امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس دنیا سے کفر و شرک کی حالت میں مر گیا اور موت آنے تک اس کو اسلام کی دولت نصیب نہ ہوئی تو وہ ہمیشہ جہنم کے لیے جہنم (دوزخ) میں رہے گا اور کبھی بھی اس کو وہاں سے جہنم سے نکالیں گے، قرآن مجید کی جملہ آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ سے مراد انہی عقیدے کا اثبات ہوتا ہے۔ اس ابدی عذاب کی وجہ شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے فرماتے ہیں، و مَرَدُّواْ لِلْاَعْدَاءِ۔ (سورۃ الاحقاف آیت ۲۸) کہ اگر ان لوگوں کو دوبارہ لوٹا دیا جائے تو کیا میں انہیں لوگ پھر کفر و شرک کی صورت لوٹ آؤں گے؟

لہذا اللہ تعالیٰ کو ازل سے معلوم تھا کہ اگر اس شخص کو ابدی زندگی دے دی جائے تو یہ ابدی کفر و شرک سے باز نہیں آئے گا پس اس کا کفر و شرک بھی ابدی ہے اور سزا بھی ابدی ہوگی۔ لہذا جو شخص ناقص عقلی دلائل کے بل بوتے پر اس عقیدے سے منحرف ہو جائے تو وہ دین محمدی سے خارج ہے۔

قالہ اللہ تبارک و تعالیٰ: (وَالَّذِينَ كَفَرُواْ بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًاۙ كَثُمًا نَّصْلِيْجُتْ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا۟ يَكْفُرُوْنَۙ اَعْلٰیٰۤ اِنَّ الْعَذَابَ (سورۃ البقرہ آیت ۲۴)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰیٰہَا: (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلٰیْہِم نَارًاۙ کَثُمًا نَّصْلٰیْجُتْ جُلُوْدُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَۙ اَعْلٰیۤ اِنَّ الْعَذَابَ) (سورۃ بقرہ آیت ۲۴)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰیٰہَا: (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلٰیْہِم نَارًاۙ کَثُمًا نَّصْلٰیْجُتْ جُلُوْدُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَۙ اَعْلٰیۤ اِنَّ الْعَذَابَ) (سورۃ بقرہ آیت ۲۴)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَهُهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ صَلَاتُهُمْ
فَيَسْمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا . (سورة قاضیات ص ۱۸۱)

سوال :- اگر کوئی گنہگار مسلمان رمضان المبارک میں
مسلمان کے لیے عذاب قبر میں تخفیف

قیامت تک عذاب قبر مرتفع ہوگا یا صرف رمضان المبارک میں ہی تخفیف ہوگی اور
پھر پھر رمضان میں عذاب ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :- حدیث شریف میں آئے ہے کہ جب رمضان المبارک شروع ہو جائے
تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے
ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو گنہگار مسلمان رمضان شریف میں فوت ہو جائے
وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے رد المحتار میں آخر باب جمع میں لکھا ہے کہ
اگر کوئی گنہگار مسلمان رمضان المبارک میں یا غیر رمضان میں جمعہ کے دن فوت ہو جائے
تو وہ قیامت تک عذاب قبر سے محفوظ و مامون رہے گا۔ البتہ اگر عذاب دائمی ہوگا
صرف جمعہ کے دن اور رمضان شریف میں اس سے عذاب ہلکا ہوگا، البتہ بعض نے

لے وقال العلامة فتاویٰ رحمہ اللہ : والجنة والنار حق وهما مخلوقتان باقيدتان

لا تفنيان ولا يفتن اهلها - اي جائعتان لا يطر عليهما عدم مستصحب لقوله
تعالى في حق العريقين عَالِدَيْنِ فِيهَا أَبَدًا واما ما قيل من انها تهلكتان
ولو لحظة تعيقا - لقوله تعالى: كُنْ شَيْءٌ مِّنْ ذَلِكَ رَآءً وَحَيْثُ ذُنُوبُنَا ذُنُوبُهُ
بهذا المعنى لا تالف قدر عرفنا انه لا دلائل لثبوت الآية على القبر وودعت الجمعية
الى انها تفنيان وافتن اهلها وهو قول المخالف الكذاب والسنة والاجماع
ليس عليه شبهة فضلا عن حجة - رشرح العقائد ص ۸۵ الجنة والنار
ومثله في شرح الفقه الأكبر ص ۹۹ ۹۹ الجنة والنار مخلوقتان -
وكذا في شرح العقيدة الطحاوية ص ۸۸ الجنة والنار -

اس قول کو کہ ”عامی تاقیامت عذاب قبر سے مامون رہے گا“، مروجہ قرار دیا ہے۔
 لما ورد في الحديث: قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل رمضان
 فتحت ابواب السماء وفي رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم الم.
 ومثله المصباح ص ۱۰۱ کتاب الصوم (۱)

کل شیء هالک الا وجه وکلی نفس
 ذائقة الموت میں ہلاکت و موت کی تفصیل
 اس طرح کل نفس ذائقة الموت
 میں عاملین عرش اور مقرب فرشتے داخل ہیں یا نہیں؟

الجواب:- قرآن مجید کی آیت مبارکہ کل شیء هالک الا وجه کے تفسیر میں
 متکلمین و مفسرین کے اقوال مختلف ہیں، بعض حضرات نے الفاظ کے علوم اور ظاہر کو
 دیکھ کر سب پر فناء ہونے کا حکم لگا یا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا تمام
 موجودات پر ہلاکت طاری ہوئی حتیٰ کہ جنت، دوزخ وغیرہ بھی صفحہ ہستی سے
 مٹ جائیں گے صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات بابرکات باقی اور دائمی رہے
 گی، البتہ جنت جہنم کے لیے یہ ہلاکت تھوڑی دیر ہوگی دائمی فناء نہ ہوگا،
 اس لیے کہ ہلاکت دائمی فناء کو مستلزم نہیں اور یہ تھوڑی دیر کے لیے فناء ہو جائے
 قرآن مجید کی اس آیت کہ یرسل شیء هالک الا وجه کی تفسیر کے لیے ہوگا،
 جیسا کہ جہنم کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَإِنْ يَنْظُرْ إِلَيْكَ فَاَنتَ تَتَحَدَّثُ
 مفسرین لکھتے ہیں کہ ہر نیک و بد کو اس پر سے گذرنا پڑے گا لیکن نیک آدمی کے لیے

لما قال سلامة بن عابدٍ: وضغطة القبر حق ان كان كافراً فعذابه يدوم وفي
 يوم القيامة ويرفع عنه يوم الجمعة وشهر رمضان..... والعاصي يعذب
 ويضبط لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثقلان يعوذون من مات
 يومها اوليلتها يكون العذاب ساعة واحدة وضغطة ثم لا يعود۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۱ باب الجمعة)

ومثله في شرح الفقہ الاکبر ص ۱۰۱ وضغطة القبر۔

صرف مرور ہوگا جہنم کی پیش اس کی کو کچھ ضرر نہیں پہنچائے گی۔ جبکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ چونکہ جنت الہ جہنم میں تو جہنم کے ہیں اور اب بھی موجود ہیں، انھوں نے قرآن میں اس پر ردال ہیں کہ ان پر عدم طاری نہیں ہوگا بلکہ باقی اور دائمی رہیں گے۔ کہ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا: أُمِدَّتْ لِمَقْعَدِهِمْ

وغيره ذلك (صورتہ آن عسکرت آید۔ ۳۳) لہذا ان نصوص کی بنا پر کل شیئ اکثریت کے لیے ہے تمام اشیاء کو محیط نہ ہوگا اور جنت و جہنم میں حکم سے مستثنیٰ ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: خَالِدِينَ فِيهَا

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں ہلاکت سے مراد موت ہے اور حکومت ہر ذی رُوح جو دنیا میں موجود ہے اس کے اعتبار سے ہے یعنی ہر ذی رُوح کو موت آئے گی اور وہ فنا ہوگی۔ اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوئی ہے جو انہوں نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں نقل کی ہے: کُلُّ شَيْءٍ مِتَّ إِلَّا وَجْهًا

علامہ ابن ابی العزاد احنوفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کل شیئ ہلاک سے تمام وہ موجودات مراد ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فنا اور ہلاکت کا فیصلہ فرمایا اور جہنم و عرش کو باقی رکھنے کے لیے پیدا فرمایا نہ کہ فنا ہونے کے لیے، جیسے کہ قرآنی نصوص میں فنا کی طرف متشیر ہیں لہذا جنت جہنم اور عرش وغیرہ اس حکم سے مستثنیٰ ہونگے۔ اسی طرح کُلُّ لَفْنٍ اَنْفَعَةُ السَّمَوَاتِ میں تمام جائزہ استیاء و اعلیٰ ہیں اور فرشتے بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں، سب پر ایک مرتبہ موت طاری ہوگی اور اگر ان کی بعث ہوگی جیسے دیگر جاندار اشیاء کی بعث ہوگی۔

لَمَّا كَانَ الْاَمْلَاقُ نَقْطًا فِي الْحَقِّ وَرَهْمًا فِي الْحَقِّ وَالْفَارِغُونَ نَقْطًا اِلَّا اَنْ مَوْجُودَاتٍ بَاقِيَاتٍ لَا تَمُوتُ وَلَا تَمُوتُ هَلْهَا اَي دَائِمَاتٍ لَا يَمُوتُ عَلَيْهَا عَدَمٌ مَسْمُومٌ لَعَوْلُهُ لَعْنَةُ فِي الْحَقِّ لَعْنَةُ لَعْنَةٍ خَالِيَةٍ فِي رَيْفِهَا اَبَدًا (مختر) وَاعْلَامًا قَبْدِ اَنْهَا نَعْمٌ كَوْنٌ وَوَعْلَةُ تَحْقِيقًا لَعَوْلُهُ لَعْنَةُ لَعْنَةٍ خَالِيَةٍ اَبَدًا اَلْوَجْهَ مَرَاتِنِي لَعْنَةُ الْمَعْنَى لَعْنَةُ عَرِثَاتِ اَلْاَدَالَةِ فِي الرَّجَاءِ عَمِي لَعْنَةُ وَدَهِيَتِ الْجَهْمِيَّةِ اَلْاَنْهَا تَمْنِيَاتٍ وَبَعْنِي اَمَلًا وَهُوَ قَوْلُهُ لَعْنَةُ

لكن بدم المسته والابحاج . (شرح العقائد ص ١٠٠)

وقال العلامة الآتوسى : وقال غير واحد المراد بالهلاك خروج الشيء عن الانتفاع به المقصود منه اما يتعرق اجزائه او نحوه والبعث كل شيء سيهلك ويخرج عن الانتفاع به المقصود منه الا ذاته عز وجل والظواهر انه اريد بالشيء الموجود لطلق في الموجود وقت النزول فقط فيقول البعث ايضا قولنا كل موجود في وقت محب الاوقات سيهلك بعد وجوده الا ذاته عز وجل فيبدل نهار الآية على هلاك العرش والجنة والنار والذى من مبدء الدليل عدم هلاك الآخرين وجاء في الخبر ان الجنة ستبقى عرش الرحمن ولهذا استخرج بهذه الآية على ان يكون بوجوه الجنة والنار الآن ولم يكن له ايضا ثلثين بانها سيوجدان يوم الجزاء ويستمر ان ائمة الابد واختلافوا في الجواب عن ذلك فهم من قال ان كل ليست للاعامة بل لتكثير كما في قوله كل الناس جاء الا يزيد اذا جاء اكثرهم مدعيين وايد بما روي عن لعنك . نه قال في الآية كل شيء هالك لا الله عز وجل والعرش والجنة والنار ومنهم من قال ان المراد بالهلاك الموت والعموم باعتبار الاحياء الموجودين في الدنيا اذ يما روي عن ابن عباس (ع) انه قال في تفسير الآية كل شيء هالك الا وجهه . (تفسير روح الباني ج ٢ ص ٢٢٢) سورة القصص باردة من آيات ص ١٠٠

له وقال الامام الرازي . رتحت هذه الآية استوت المعتزلة به على ان الجنة والنار غير مخلوقين فان اولان الآية تقتضي تمام الكل فلو كانت مخلوقتين لفتت وهذا يناقض قوله تعالى في صفة الجنة (كلها دائم) والجنوب هذا معارض بقوله تعالى في صفة الجنة (معدنك للمعتدين) وفي صفة النار (وقودها الناس والجاردة) معدنك للكارهين ثم اما ان يحصل قوله كل شيء هالك على الاكثر كقوله (واقرئت من كل شيء) او يحصل قوله كلها دائم على ان يعاتب نساءهما لما حكات فليسلا بالنسبة الى زمان بقائهما للحجر والجاردة في مفرده

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے غنئی ہونے کا عقیدہ انبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریف ہر اسلام تھے یا نہیں؟ مسلمانوں کو اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

الجواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم - والدین کے مسلمان ہونے اور نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے اور اس اختلاف کی اصل و سرورایات میں اختلاف ہے۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے دلائل سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین ماجدین دونوں مسلمان ہیں۔ یا تو باپ یاں صورت کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لیے ان کو مذہب کیا گیا اور دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور وہی محمدی کا اقرار کر لیا، یا یہ کہ ان کی وفات زمانہ طمرت میں ہوئی ہے، لہذا اشعرہ کے اصول کے مطابق ان میں صامت و لم تبلغہ الدعوة بسوت ناجیاً یعنی جو اس حالت میں مرا کہ اس کو دین الہی کی دعوت نہیں پہنچی تو وہ ناجی ہو گا۔ اور ما ترید یہ کہ نزدیک نجات کے لیے شرط یہ بھی ہے کہ کفر و شرک کا اعتقاد نہ ہو۔ اور جن روایات سے ہم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا کفر پر پختہ ثابت ہو رہا ہے۔ جیسا کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے استفسار پر فرمایا: ایہا ابولہ فی الشارۃؑ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں بڑی عظم تھیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارہ میں ایک منقول بیان لکھا ہے جس میں آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور سببد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان اور غنئی ہیں۔

۱۔ قال ان علاءہ بن عبد بن رحمہ اللہ : لا تری بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد اکرمہ اللہ تعالیٰ بحیۃ ابویہ لہ حتیٰ انما بہ کما فی حدیث صحیحہ اعلیٰ و ای ناصر بن علفظ الشام وغیرہما ذہبی و ابن ابی شیبہ بعد الموت علی خلاف اتفاقہ لا کرمنا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم کما حیا فتمیل بنی اسرائیل لیغیر بقائلہ..... وما قین ان قوله تعالى: وكن

عن اصحاب المجاہدین قول فیہا لم یصم و غیر مسلماً فی ابوک فی النار کا
قبل علم - ررۃ المختار ج ۲ ص ۲۲۱ باب الموت ۱۷۱

عذاب قبر کی کیفیت کیسا ہے | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ قبر میں کہ
عذاب قبر کی کیفیت کیسا ہے اور اس میں حساب و
کتاب کیسا ہے اور گنہگار مسلمان کو کیسا عذاب دیا جائے گا ؟

الجواب :- اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ مرنے کے بعد
عالم برزخ میں گذارہ منافقین اور بعض گنہگار مسلمان کو عذاب دیا جاتا ہے، قرآن و حدیث
اور تمام کتب کلام میں عذاب قبر کا ثبوت صراحتاً ملتا ہے۔ اسی طرح مشرخص سے مرنے
کے بعد قبر میں تین سوالات ہوں گے ۱) من ربک ومن من یبیک ۲) اما ینک و ہر
ایک کو ان کا جواب دینا ہوگا، جواب نہ دینے یا غلط دینے کی صورت میں قبر میں عذاب
ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے
تھے اور صحابہ کرام کو بھی اس کی تعلیم فرماتے تھے ۔

یہ ساری یہ بات کہ کس کو کس قسم کا عذاب ہوگا تو اس کے متعلق اس طرح کہنا
چاہیے کہ کافر اور منافق کا عذاب سب سے زیادہ سخت ہوگا اور منافق امن و امان
ہوگا۔ لہذا اللہ تعالیٰ : اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا ذُوْنَ ذٰلِکَ اِلَّا
اور بعض گنہگار مؤمنین کا عذاب گناہوں کے لحاظ سے مختلف ہوگا، کیونکہ مزارعہ
کی نوعیت کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے لیکن کافروں کے عذاب سے گنہگار مؤمنین کا

لے لہذا قال الامام محمد بن حفص بن الفہرہ رحمۃ اللہ علیہ قولہ فانہ محمد بن عبد اللہ
وروی باسنادہ حقیقۃ اللہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ربہ
فاخیاہ وراۃ منہ ثم ارسلہ صلی اللہ علیہ وسلم وامنہ اہم وامنہ والاہام
نوازق انہما ماتا علی ملۃ ابن ہشیم علیہ السلام والجمع ان الایا کر امۃ علیہما علیہما
وقد ہلت المعافۃ المحقق جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فی کتاب ایمانہا وایانہا جمیع
آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی آدم علیہ السلام وتبعہ المفقون النشرون
(النیراس ص ۱۷۱ نصب الامام ویکون من قرین)

عذابہ ہر حال ہلکا اور آسان ہوگا۔

اسناد در فی الحدیث، نسالت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشہؓ فما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد من سفوۃ الا تعوذ باللہ من عذاب القبر۔ مشکوٰۃ علیہ

(مشکوٰۃ ص ۲۵۳ باب اثبات عذاب القبر)

وقال یضاح بن عیینہؒ عن زید بن ثابتؓ قال تعوذ باللہ من عذاب القبر قالوا فعوذ باللہ

من عذاب القبر۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۲۵۳ باب اثبات عذاب القبر)

عرض اعمال کی تحقیق سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال کا بھروسہ اور جہزات کے دل پر یقین ہوتا کہ روزِ محشر سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے بھی اپنی اپنی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں عرضِ اعمال کے لیے کوئی خاص دن مقرر نہیں بلکہ ہر روز صبح و شام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور ان کو سننے کے بعد امت کیلئے دعائے مغفرت بھی فرماتے ہیں اس کے علاوہ بعض احادیث میں عزیمت و اقرار پر بھی عرضِ اعمال کی تصریح ہے۔

ما قال الحافظ واخبرہ ابن المبارک فی النہد من طریق سعید بن مسیب بن خالد

لیس من یوم الا یرفع علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ و عید غفۃ

فیمرہ محمد بن یحییٰ و اعمالہم فیذلک یشہد علیہم من نعم الباری (ص ۲۵۳)

روای الموصی مع شرحہ للعلامة ابن رفاۃ (روای ابن مبارک) عبد اللہ بن مسعود

ما قال ابن ابی نعیم النخعی، وقد توارث النخاع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نبوت عذاب

القبر و نعمتہ لمن کان ذنبا علیہ و رسول الملکیں فیجب اعتقاد ذنوبہ و الایمان بہ و لا تنہم

فی کفایتہ الخ۔ زشرم العقیدۃ الطحاویہ ص ۲۵۳ لا یکان بعد عذاب القبر

و مثلہ فی شرح الفقہ الاکبر ص ۱۱۱ ضغطۃ القبر۔

رحمة يذكو عن سعد بن المسيب : ان ابي جليل بن النعمان قال ليس من قوم الا و
 تعرض على النبي صلى الله عليه وسلم اعمال اعتمد غرورة و غشياً فيعرض لهم : ما هم و
 اسمائهم يهد الله ويستغفر لهم . (ترمذ قال جرصة : صحيح)

معجزہ اور کرامت کی حقیقت _____ لوگ معجزہ سے تعبیر کرتے ہیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم پر نبوت فتح ہونے کے بعد بھی کسی سے معجزہ کا مہرور ممکن ہے ؟

الجواب :- معجزہ شرفاً ہر اس خارق العادۃ واقعہ کے مہرور کو کہا جاتا ہے جو کسی بچے
 کی نبوت کے ماحول سے ظاہر ہوا اور کسی غیر نبی بزرگ کے ہاتھوں خارق العادۃ امر
 کے مہرور کو کرامت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کسی بے دین کے ہاتھوں خارق العادۃ

واقعہ کے مہرور کو استدراج کہا جاتا ہے اس لیے ہر خرق عادت واقعہ کے مہرور کو
 معجزہ سے تعبیر کرنا نامناسب ہے اور اگر اس سے اصطلاحی معجزہ مراد نہ ہوگا بلاشبہ ۔
 دہاں بمعنی ابن عابدین : فانما اصل من انما خارق العادۃ بالنسبة الى النبي صلى الله عليه

وسلم معجزہ سواء فہو من قبلہ او من قبل اعدائہ وبالنسبة الى الوفا كرامة للوفاء عن
 دعوى النبوة . (رد المحتار ج ۳ ص ۵۵۵ فصل في نبوة النبي - مصنف في نبوت
 كرامات الاولياء ص ۶۵)

لے وقال اخلا الانوسى في تفسير قوله تعالى "وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا" واما ما في كلام
 تعجب عليه بعد ما عذروا عن سبي عليه وسلم انه قال حيا في خبركم عنكم و بعد انكم ما في خبركم
 تعرض على اعمالكم فما رايت من تبه فحدث الله تعالى وما رايت من شر استغفر الله تعالى لكم بل
 جاز انما ان العبد تعرض على ذنوبه لموتى و لكن النفس عذرا اذا في مقام تزيين . (مفہم ص ۱۹۸)
 و مسئلہ فی مشکوٰۃ ص ۶۹ باب اسما جنت . الفصل الثاني ۔

لے وقال العلامة الفوقاني : وكنتم قد ظهروا من خارق العادۃ من قبلہ راى من جابہ
 فيوقاوت لفت لا مروا حان منه دعوى النبوة فما لا يكون مقرباً بالايامات و بعمل
 اعمال يحسبون استدراجاً وما يحسبون مقرباً بدعوى النبوة يكون
 معجزہ . (الاشبرا ص ۲۹۵ كرامات رويہ حق)

وحيث ان في شرح العقده كما هو ص ۶۶ خورق عادات

انبیاء کرام علیہم السلام تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں | سوال کیا یہ درست ہے
کہ امت محمدیہ کے صاحب

کرامت اور انبیا کرام انبیاء سابقین سے افضل ہیں ؟
الجواب :- امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ کوئی ولی غواہ صاحب کرامت ہو یا نہ ہو
مکمل بھی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو منصب نبوت
سے نوازا ہے تو اس میں جو کمالات انبیا و بدو برہانہ اپنے جلتے ہیں، انہیں کسی جزوی شخصیت
کا بننا ہر کسی دن کو کسی بھی نبی سے افضل سمجھنا موجب کفر ہے۔

ما قال العلامة ابن عابدین: اجعلنا من الانبياء افضل الخلق والنبيا
عليه السلام افضلهم۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۵۵۵) مطب فی عہدہ الادب والادب والادب۔
عظیم انصاریہ والسلام علیہ

صحابہ کرام سے غلط کام سرزد ہونا عدالت کے منافی نہیں | سوال کیا یہ ایک شخص
صحابہ کرام سے غلط کام سرزد ہونا عدالت کے منافی نہیں | سوال کیا یہ ایک شخص

عقیدہ رکھتا ہے کہ ان سے جو غلطائیں سرزد ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں اور ان
کے سابق غلطوں کا تذکرہ نہیں کیا، جبکہ ایک دوسرا شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے کہ
میں ان سے غلطائیں ہوئی ہیں جن کا ذکر نہیں سزا بھی ملے گا۔ ان دونوں میں سے شرعاً کس
شخص کا عقیدہ درست اور شرعاً کے موافق ہے ؟

الجواب :- صحابہ کرام انسان اور بشر تھے فرشتے یا انبیاء نہ تھے کہ کسی قسم کی
غلطی سے معصوم و مامون رہتے، بہت نقصان بشریت اجتہادی غلطی یا کوئی اور غلطی ہو
ہو یا ناقوی اور عدالت کے منافی نہیں۔ اہل سنت و اجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام
انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا مرتبہ

لہ وقال العلامة ابن ابی العز الحنفی: تحت قوله ولا فضل احدنا من الاولیاء علی احد
من الانبياء علیہم السلام، ونقول انی وحدهم من جمیع الاولیاء وشریفہ الشیخ ابی الحداد حل ولا حول
به وجهلة المتصوفة الا (شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۵۵) فضل الانبياء۔
وتمتکہ فی شرح الفہم الاکبر ص ۱۲۱ تفصیل اولیاء و انصاریہ ۔

ہے صحابہ کرامؓ سے محبت دیکھنا دین و ایمان کا حصہ ہے اور ان سے بغض و نفرت کفر و نفاق، فسوق و عصیان ہے۔ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و علیہم السلام سے افضل اور بہتر ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی بالی تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**۔ (سورۃ اسعمرات) اور تمام امت میں افضل اور بہتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں، لہذا اسی پر کرام رضوانہ علیہم اجمعین جیسے عظیم ہستیوں کو محل نزاع بنانا منق و ضلالت ہے و قرآن پاک میں مقررین بارگاہ الہی کے لیے جن نعمتوں کا وعدہ کیا گیا ہے ان کا اولین مصداق سوا یہ کرام ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

قَالَ اللَّهُ تبارك وتعالى: **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهُمْ بِرُفُو وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهُمْ بِرُفُو** وَلِلَّهِ كَسَمُ الْمَوْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ مَغْفِرَةٌ كَثُورَةٌ كَرِيمَةٌ (سورۃ انفال آیت ۷۴)

ماوروح فی الحدیث: وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: **كَتَبُوا أَحِبَّافِي** فُلُونِ بِحَدِّكَمُ الْفَقْرَ مَثَلُ أَحَدٍ دَعَبًا مَبْلَغُ سَائِدٍ أَحَدُهُمْ وَلَا نَصِيفَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۳ مناقب الصعابۃ)۔

مشاہرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس سوال - سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑائی جو سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اُس میں دونوں طرف سے صحابہ کرام شریک جنگ تھے قرآن میں کون حق پر تھا، در کون غلطی پر؟ اور ہمیں ان کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

الجواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اختلاف و نزاعات پیش آئے

لَعَدَّ اللَّهُ مَلَامَةً مَلَاحِظِي نَقَارِي الْمَصَابِيَةِ كُلِّهِمْ مَدُول مَطْلَقًا اَمْوَاهُ الْكُتَابِ وَنَسْتُهُ وَاجْمَاعِي يَتَعَدَّ عَلَيْهِ۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۵۵ مناقب الصعابۃ) وَمِثْلُهُ فِي شَرْحِ الْفَقْهَاءِ لَا كِبَرُ مِلَّةِ الْكِبَرَةِ وَلَا خُورُ الْمُؤْمِنِ عَنْ زَيْجَانِ وَكَذَلِكَ ابْنُ اشْعَثَ وَالْمَعَارِ ۴۴ مَثَلًا مَنَاقِبِ الصَّعَابَةِ۔

ہیں، جیسے جنگِ منین وغیرہ، ان نزاعات کو یک جہتی پر معقول کرنا چاہیے اور
خواہش پرستی، حبِ جلال و حسبِ مال سے دور رکھنا چاہیے کیونکہ یہ نفسِ انارے کی ذیل
خصائیں ہیں اور ان حضرات کے نفوسِ صفورہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت
سے خواہش پرستی، حرص و ہوا، تحب و کتب جا و کتب مال کی آلائشوں سے آئینہ کھنکھ
طرحِ صاف و شفاف ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے تمام امت کا اجماع ہے کہ کوئی ایسے
سے بڑا دلی ہیں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ و بابرکت صحبت نصیب نہ ہوئی
ہو ورنہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مجال کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ تاہم صحابہ کرام علیہم السلام
اور انسانی تھے اور ان سے بے نقصانے بشریت اجتہادی خطا کا سرزد ہوا جو ناقص و
دفع اور عدالت کے منافی نہیں، لہذا دونوں گروہ متقی و پرہیزگار رہتے اور دونوں
گروہ جنت میں جائیں گے، ان کی صلح بھی حق کے لیے تھی اور ان کی رائے بھی حق کے
لیے تھی، ہر ایک گروہ نے اپنے اجتہاد کے موافق عمل کیا، پس جو عیب ہے اسی
کے لیے دوسرا، جس سے اور جو غلطی ہے اس کے لیے ایک اجر ہے، علامہ نے لکھا
ہے کہ ان لڑائیوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر
تھے لیکن یہ خطا و غلط اجتہادی ہے جس پر لعن طعن کرنا بالکل جائز نہیں۔

اہلسنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ صحابہ کے باہمی نزاعات اور مشاجرت کے متعلق
لب کشائی نہیں کرنی چاہیے بلکہ سکوت اور توقف اختیار کرنا چاہیے، جب تک کہ ممکن ہو،
نہان سے اس کا ذکر نہ کرے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے کسی نے پوچھا کہ حضرت علیؑ اور حضرت عائشہؓ کے باہمی نزاع
کی کیا حقیقت تھی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب اس نفی ریزی سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں
کو پاک رکھا تو ہم اپنے آپ کو اس میں کیوں ملوث کریں!

اسی طرح امام احمد بن حنبلؓ نے ان لڑائیوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: **بَلَّغْ مَنَّةَ فُلَانَةٍ
لِّهَذَا كَلِمَتَيْنِ وَكَلِمَتَيْنِ مَا كُنْتُمْ وَلَا تَسْكُونُ عَنَّا كَأَنَّا أَيْفُكُونُ، وَرَفَرْنَا الْقَدَمَ الْكَبِيرَةَ (۱۷۷۷) اے
مَنْ فُلَانٍ يُوْحَدِي عَنِ لَحْنِ الْمَدِينَةِ، هَبْ سَعْدًا وَفُلًا وَجِدَّ اللَّهُ عَيْنًا وَجِدَّكَ الْمَعَالِي الْكَوْفَرِيَّةَ فِي حَقِّ
وَأَهْلِ الْحِلِّ دَعَلَ صَفِيَيْنِ وَيَذْهَبُ قَوْلُ جَمِيعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَالْفَضْلُ فِي الْمَلِكِ وَالْأَهْلُ وَالْفُضْلُ
۳۴۰ ص ۱۵۲ اسلام فی حرب علی ومن حاد به من الصحابة**

مسیح موعود سے عیسیٰ ابن مریم کی مراد ہیں۔ سوال کیا فرماتے ہیں ملائکہ میں مسیح ہونے والے مسیح موعود سے عیسیٰ ابن مریم مراد ہیں یا کوئی اور عیسیٰ مسیح کیونکہ ایک کلمہ عیسیٰ مسیح موعود پر پڑھتے ہیں انا الفین کہتے ہیں کہ عادیث متعلقہ نبوی و عیسیٰ جو شکی حضرات بیان کرتے ہیں وہ سب موعود اور مصیبت ہیں۔ ایسے عقیدہ کی شرعی حیثیت کیا ہے!

الجواب :- اہل سنت و جماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام زید آسمانوں پر نہ اٹھے گئے ہیں اور قیامت سے قبل آسمانوں سے نزول فرمائیں گے، قرآن پاک کے کثیر تصویح قطعہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ اس میں فرقہ بھر مشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جن کو جمع کر کے علم و کرم سے کئی مستحق کہا ہیں تعصیف فرما ہیں۔

حضرت علامہ العنصر مولانا نور الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس موضوع پر عقیدہ اسلامیہ کی نزول عیسیٰ علیہ السلام اور الفین مسیح بن تین نزول نبیوں المسبحہ مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات سے اور اسی طرح دیگر علماء متعین سے جہاں مسیح اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محققانہ انداز میں بیان فرمایا ہے کہ تمام روایات معنی تو ان کا حد تک سچی ہیں۔ رہا یہ کہ مسیح موعود سے مراد عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام ہیں یا کوئی اور عیسیٰ مسیح مراد ہے یا تو اس بار میں خود ان کا بیان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث نزول عیسیٰ میں مرشد حضرت ابن مریم کا تعین فرما دیا ہے کہ بعد میں آئے دنیا کوئی کذاب یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی پیشین گوئی قرآن و حدیث میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ روایات میں جنسی کا غلط فہمی نہیں تاہم کوئی و قال اس سے خط فائر نہ اٹھائے بلکہ زیادہ تر روایات میں ابن مریم و مریم کے بیٹے کی تصریح موجود ہے اور نزول ان مرتبہ کے بارہ میں زاول تا آخر علامات بیان کی گئی ہیں ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے اگر کوئی کذاب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ علامات سے ہٹ کر نبی موعود یا نزول عیسیٰ یا دجال وغیرہ واقعات کے بارے میں تباس کرے گا تو

کرے گا تو ایسے شخص کا عقیدہ قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے بلکہ قرآنی پاک کالعموم
تعلیم سے متصادم ہے۔

فَاَللّٰهُ تَعَالٰی وَتَعَالٰی وَتَعَالٰی اِنَّا قَتَلْنَا الْمُنٰیجِمَ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا
قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَّوْهُ وَلَوْ كُنَّ شِیْئَةً نَّهْمُ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ اٰیٰتِہٖ لَیُّ شٰكٍ فِیْہٖ
مَا نَهَمُ بِہٖ مِنْ عَلٰمٍ اِلَّا اٰیٰتِ الْفٰلٰنِ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنٰ اَبْنٰی رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ۔
(سورۃ النساء آیت ۳۵)

وَقَالَ الْاِمَامُ نَضْرَ الَّذِیْ الرَّازِیُّ: (رَفَعَتْ ہٰذِہُ الْاٰیۃُ) رَفَعَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلامُ
اِلَى السَّمَاءِ ثَابِتٌ بِہِذِہُ الْاٰیۃِ وَتَعْلِیْقِ ہٰذِہِ الْاٰیۃِ ۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی اِنَّا قَتَلْنَا عِیْسٰی ابْنَ
مَرْیَمَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَفَعُوْا اِلَیَّ وَصَلَّوْا مِنْ اٰیٰتِہٖ سَقَطَ وَوَا ۔

ترجمہ: کبیرؒ المسائل المسئلۃ ۱۳۰۰ سورۃ النساء ۱۳۰۰
الوہیت علی کا عقیدہ رکھنا شرک ہے | سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "اللہ"
ماننا اور اس کا عقیدہ رکھنے والے کا
ازدوئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک ٹھہراتا ہے تو وہ مشنوع
کافر اور مشرک ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے کو فقہاء کرام نے
بالخصوص شرک قرار دیا ہے۔

قَالَ الْعَلَامَةُ ابْنُ عَابِدٍ: لَا شَكَّ فِی تَكْفِیْرِہٖ مِنْ قَذْفِ الْحَالِثَةِ اَوْ اِنْ كَرِهْتُمُ الصَّدِیْقَ اَوْ
اَعْتَدَ اَلُوْہِیۃً عَنِ... اِنْ خُوِّدَ لَہٗ مِنْ اَلَكْفَرِ اَلْغَضَبِ یَحْمِ ۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۲۷ باب المروتۃ) لہ

لے لیا اور فی الحدیث، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَا اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ اِلَیْکُمْ
مَرْسَلٌ مِنْکُمْ وَرَاحَ لَکُمْ مِنْکُمْ، حَتَّافٌ عَلِیْمٌ ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام
وَقَالَ اَبُو یَعْنٰی: یَنْتَظِرُ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ اِلَى الْاَمْرِ فِیْ نِیْلِ فُرُوجٍ وَیُوْلَدُ لَہٗ دِیْکَش
حَتَّ وَارِیَعِیْنِ سَنَۃً تَمُوْتُ فِیْہَا نَحْنُ حَیٌّ فِیْ کَیْفٍ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ
فِیْ ذِیْرِ وَاحِدٍ یَّوْمَ اَبَدٍ بِکَرٍّ وَعِیْسَرٍ ۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۰)
مے قالہ علامۃ ملا علی القاری: وَبَعْضُهُمْ قَالُوا: لَیْسَ "اَنَّهُ" اَوْ اَنْ هَلُوْا اِلَى عَقِبَتِہٖ اِلَیْہَا
مَوْمِنِیْنِ ۔ (شرح الفقہ الاکبر ص ۲۸۰ مطلب بحسب معرفۃ الکفوات)

عیسائیوں کا ایمان کی تعریف پر اعتراض اور اس کا جواب | سوال :- ایک عیسائی کہ اگر میں کوئی نامی محمود صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لوں تو برائیوں اور اہل حدیث کے نزدیک میں پھر بھی کافر ہی رہوں گا کیونکہ اسلام کو عالمگیر مذہب مانتے والے لوگ مسلمان اور ایمان کی کوئی جامع تعریف نہیں کر سکتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ ملائکہ انبیاء کتب سماویہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمان ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ شہادتین اور یوم آخرت پر جو شخص ایمان رکھتا ہو اور بیت اللہ کی طرف منہ رکھتا ہو وہ مسلمان ہے، لہذا عرض یہ ہے کہ مسلمان کی منفی تعریف کیا ہے؟ اور اس کی تعریف میں اختلاف کیوں ہے؟

الجواب :- واضح رہے کہ ایمان کی تعریف میں کوئی معنوی اور حقیقی اختلاف نہیں ہے۔ وہو التصديق بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم مما علم بحديثه به بالضرورة، یعنی تمام ضروریات دین اور واقعات یعنی اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب سماویہ خصوصاً قرآن مجید و رسول و غیرہ کو بغیر عظیم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کے مطلقاً ماننا، مسلمان کی اس تعریف میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور ممکن مسلمان ہونے کا صرف دعویٰ کرنا کافی نہیں ہے کیونکہ ایمان اور اسلام ایک عملی عمل ہے۔ عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ عیسائیت کی ایسی تعریف پیش کریں جو ان کے تمام فرقوں کو قبول ہو، عیسائیت کی منفی تعریف پر عیسائیوں میں بہت بڑا اختلاف ہے، جب ان کے ہاں ابھی تک انجیل کے یقین پر اتفاق نہیں ہے تو اس کی شہادت پر ان میں کس طرح اتفاق ہو سکتے گا۔

الحمد لله المخلص، الإيمان وهو تصديق ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم بجميع ما جاء به من الله تعالى ما علم بحديثه ضروريًا، وقال ابن عابدون: لا علم بانضمام قول الله من دين محمد صلي الله عليه وسلم بحيث تعلمه العامة من غير اختيار في الظن واستدلال لا سيما بالتيقن والبعث والجزاء وجوب الصلوة والزكاة وحدها المحذورها الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۱ باب التمسك)

کفار کا جہنم میں داخل کیسے جانے پر اعتراض کا جواب | سوال :- کیا فرماتے ہیں
 اللہ تعالیٰ؟ اور اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ میں آدمی نے تمام مہینوں مثلاً ۷۰ سال تک گناہ
 کرائے، اللہ تعالیٰ کیونکر دائمی عذاب دیتا ہے؟ یہ تو علم ہے کہ جرم کے مطابق سزا ہونی چاہیے،
 ایک عالم دین سے سنا ہے کہ آخر میں کون بھی جنت میں جائیں گے، تو کیا یہ عقیدہ اہل سنت
 والجماعت کے ہیں یا کسی اور کے؟

الجواب :- اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ دوزخ ہمیشہ گئے لیے ہے بھلا اور
 کفار بھی جہنم کیلئے اسی میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق عذاب کی قیادت کو لفظ استواء
 کیا ہے جو کہ کفار کے دوزخ میں ہمیشہ کیلئے رہنے پر عبادت وال ہے اور دوزخ دائمی ہوئے پر
 اقتضائے وال ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فی العذاب لهم خالداً وہم جہنم کے دو قسم مسائل پر
 غل میں سبکی کے وال ہے اور یہ قول الہی قلماً نضجت جلودہم اس تمام پر وال ہے کہ کفار
 ہمارے دوزخ میں رہیں گے پھر ہیشمار سال عذاب بھگتے گے بعد بھی ان کا حال دوزخ میں
 جیسا ہوگا۔ وینا علیہ ما اخرجہ انطیرانی وجعل لهم لابی و ما اخرجہ ایضاً خلود بلا موت
 وما اخرجہ الشیخان با اهل النار لا موت و کذا حدیث دیگر۔ واما مادری عن ابی
 ہریرۃ رضی اللہ عنہ دہی مسعود رضی اللہ عنہ و غیرہ۔ ابی یقین علی جہنم زمان میں سے بیجا
 احد فقال ابی یقین ان ثبت فمناہ ان لا یبقی من احد من اهل الايمان کما فی التفسیر للفظہ
 جہنم سے مادری خود۔ پس یہ عقیدہ رکھنے والے عالم دین کہ آخر میں کفار بھی جنت میں جائیں گے ضروری
 کا منکر ہے۔ ایسے عالم کو اہل کفر اور زندقہ کا امام ہونا چاہیے۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ
 قرآن مجید کی آیت کو میرے دوزخ والوں کا دوزخ ہے اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو جہنم میں رکھا ہے
 اس شخص کو ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق معلوم ہے کہ اگر یہ اچھا نہ دے رہے تو ہمیشہ
 کفار رہیں گے، پس کفار بھی اہل جہنم ہیں اور اس کی تہذیبی اہل جہنم سے بالکل ایسے ہی طرح تکوین کی
 پر کوئی تہذیبی فرقہ کو اس جرم کا اقتضائے اسی میں انکار کرنا ہے۔

۱۔ سورۃ البینہ آیت ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳

قرآن سے جماع کیا ہوگا کہنے سے لزوم کفر کا حکم | سوال :- ایک شخص نے لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ اگر میں نے قرآن پر کام کیا تو نعوذ باللہ قرآن کے ساتھ جماع کیا ہوگا تب بعد میں وہ کام اس سے سرزد ہو گیا، اب وہ آدمی رو تلا ہے اور پشیمان ہے کہ میں نے یہ کفر یہ ایمان لایا ہے میں نہ معلوم اب مجھے کون سا عذاب دیا جائے گا۔ تو کیا یہ شخص واقعی کافر ہو گیا ہے یا نہیں اور کفارہ سے کیا ہے؟

الجواب :- یہ معاملہ یمن کا ہے۔ رشتہ ان فعلت کذا اذنا یہودی لکل جماع انصحت توحیداً و کفر ایں جب اسی شخص نے وہ برا کام کیا تو حاشا ہو، اور اگر اس شخص کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسی صورت میں میرا کام کرنے والا کافر ہو جاتا ہے تو یہ شخص کافر بھی ہوا اور نہ کافر نہ ہوگا۔ ہر حال میں شخص توبہ واستغفار کرے، ایمان کی توبہ کرے اور احتیاطاً کفارہ بھی ادا کرے۔

واڑھی کی توبہ بن کرنے والا کافر ہے | سوال :- واڑھی کی توبہ بننے عرق مسلمان کو گالی گھونج کرنا یا حکم نہ دینا ہے؟

الجواب :- واڑھی سنت الانبیاء ہے اس لیے واڑھی کی توبہ بننے عرق کرنے والا آدمی بلا شک و شبہ کافر ہے، نیز استیجاب سنت کی وجہ سے آدمی کافر

لحد لاف التہندیۃ، و عو قال ان فعلت کذا اذنا یہودی و عو جی اور بری من
ذ۔ سنا اذنا فراد و من و ذ۔ و نا اللہ اویب، مصلی اذ عو ذلت مما یکتون عتق و
کفر افریمین است۔ مائا کذا فی السدایع۔ حتی یوفعل ذلک الفعل یلزم
انکفارة و هل یصیر کافر اذ اختلف لسانہ فیہ۔ قال شخص لا یکتون لریحی و ما لہ
و۔ بخار بلذوای، اذ کات عندہ انہ یکفر منی، اذ، یلزم الشرط و مع
ذلک اذی، حیر کاحراً عرشدہ یا کفر۔ . . . و ان کات عندہ انہ لا اذی
باللہ لشرعاً یصیر کافر، لا یکفر لحر۔ رافقت ذی اسمندیۃ ع۔ باب الثانی
فیما یکتون میمنا و ما لا یکتون میمنا

موجہا ہے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ : واستقبحا حاکم استقبح من آخر۔۔۔ الخ ان
قال انما كان دليل الاستقشاف يكفر به وان لم يقر صفا الاستغفان۔

(مراد المختار ج ۳ ص ۱۳۱ مطلب فی منکر الاجماع)

اور کالی گونج کہنے والا حدیث کی ترو سے غاسق و فاجر ہے۔۔۔

اذان اور مؤذن کی توہین کرنے والے کا حکم | سوال :- ہمارے علاقہ میں ایک
آدی مسیحی میں افان کے رہا تھا تو

ایک عورت نے کہا کہ تو کراہول رہا ہے اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب ، اذان شعائر دین میں سے ہے اس سے استہزاء کفر ہے جبکہ غیر شعائر
سے استہزاء کفر نہیں ہے اور اگر گواہ کی قباحت کا اظہار مقصود ہو تو یہ فسق ہے۔

یدل علی الأقل ما فی رد المحتار ج ۳ ص ۱۳۱ باب المرتد فییل مطلب فی منکر الاجماع۔
اور استقبحا حاکم استقبح من آخر جعل بعض العامة تحت حلقه ابراحما ثابہ اور
واما انشا فی غلوہ تعانی لا یستغفر قوم من قوم۔ (رسولہ الخواتم آیت علا) ص ۱۱

”تیرے سبق پر آسمانی بجلی گرنے کی شرعی حیثیت | سوال :- زید کا بیٹا ملازم
قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتا

ہے زید کی بیوی ہندو نے کس وجہ سے غصہ میں آکر بچے کو گالیاں دیں اور یہ بھی کہا کہ
”متا یہ سبق دے سند پر پڑو“ یعنی تیرے سبق پر آسمانی بجلی گرے۔ تو کیا اس طرح
کہنے سے زید کی بیوی کے نکاح پر کچھ اثر پڑا ہے یا نہیں اور اگر کچھ اثر پڑا ہے تو کیا

لمن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم باب المسلم
فسوق وقتاله كفره متفق عليه۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۱۳۱ باب حفظ اللسان
والقیدیۃ والشمم، الفصل الاول)

ص ۱۳۱ فی الہندیۃ فی التخییر مؤذن اذان فقد رجل ”اے ایٹم خونا است“ یکسوفی تان
عن وجہ الاثکار (افتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۲۶۹) منہما بتعلق بالمطوۃ والصوم
ورقہ فی البحر الرئق ج ۵ ص ۱۲۲ احکام المسلمین۔

کفر کیا ہے ؟

الجواب :- یہ جہلانہ غصہ ہے، اس میں کفر ہے، شرک ہے یا قسمیہ انکار نہیں ہیں، لہذا اس سے خود ہندو کا نکاح منکر نہ ہوتا ہے اور نہ کفار و زانیہ سے ۔

سوال :- فقہ اور اجتہاد کے منکر کا حکم ؟
الجواب :- اگر تہذیب و افراد بعض مسلمان کہتے ہیں، لہذا اس کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کریں تاکہ لوگ اصل حقیقت سے واقف ہو سکیں ؟

الجواب :- منکر فقہ سے مراد اگر کوئی غیر معتقد ہو تو یہ انکار کفر نہیں ہے، البتہ ایسا شخص اہل تقلید کے امامت کا زائل نہیں ہے اور اگر اس سے باہر منکر اجتہاد اور فکر و کلام کی توہین کرنے والا ہو تو یقیناً ہر مسلمان کہنا درست اور زیبا نہیں ہے بلکہ

جنات غیب کا علم نہیں جانتے **سوال :-** ہمارے گاؤں میں ایک لڑکے پر جنات کا اثر ہے، اس کا لڑکھنٹہ اور آمرو میں آنے والے

عادت و واقعات بتا دیتا ہے، گرم شدہ اشیاء کے بارے میں بھی بتا دیتا ہے، بچے چلنے پر کہا کو ان کے پر ہونے کا جواب بھی دیتا ہے۔ تو یہ واقعی جنات غیب کی خبریں جانتے ہیں ؟
الجواب :- جنات کا علم الغیب نہیں ہیں، البتہ تیز رفتاری سے ان کے دوسرے طریقہ علامت دیدہ ہیں، لیکن ان میں سے اکثر دروغ گو ہوتے ہیں، اس لیے ان کے کلام کی تصدیق اور اس کے صدق پر جزم کرنا شرعاً اور عقلی و فطری کے خلاف اور ظالم ہے ۔

لاور في حديث : عن عائشة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ان المذنب اذا سئل لحي اذ ان يهوا السحاب فمثل كواكب تضي

لح و ان الهندية . وما كان خطا من الاخطاء الا بوجوب البصر فقال له : موث على ما لا يورثون من بعدك سكاخ وارجوع موت ذاك كذا في المحيط .

مفتاوى المہتممین ج ۳ صفحہ ۱۰۰ قسید باب العاشر فی بیغاة
 لیس و فاسدہ حدیثہ اس جلد ۱۰ قیاس الی حقیقہ وحی اللہ تعالیٰ حق نیست بیکہ و کذا
 فی المذنب و الخلیفہ ۔ (۱) مفتاوی المہتممین ج ۳ صفحہ ۱۰۰ موجب الکفر و ما یاتعلق
 باعتم و انعمار

الجواب :- یہ الفاظ بہت خطرناک ہیں ، ایسے شخص کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور والد کے مافیان آخرت میں عذاب جہنم ہے ، اگر توبہ نہ کرے تو دنیا میں اسکی تعزیراً سزا دی جائے گی ، مگر تعزیری سزا کا جانی کرنا قاضی یا حکومت وقت کا کام ہے عوام کا نہیں ۔

مرتد کے دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد اس کی سابقہ نیکیوں کا حکم **سوال :-** جب اس کے بعد توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اس کے سابقہ اعمال کا ثواب اسے دوبارہ واپس ملے گا یا نہیں ؟

الجواب :- اسلام سے پھر جاؤ مرتد ہونا ، ایک سنگین جرم ہے جس کی وجہ سے اس مرتد ہو جانے والے شخص کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں لیکن اگر وہ شخص تائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اس کے سابقہ نیک اعمال کے اجر کے واپس لوٹنے میں علماء کا اختلاف ہے ۔ چنانچہ ابو علی ، ابو ہشام اور بعض دوسرے علماء کے نزدیک اسکی سابقہ نیکیوں کا اجر و ثواب لوٹتا ہے اور بعض لوگ اسے دوبارہ اس اجر و ثواب کا مستحق نہیں دیتا اور ابوالقاسم الکلبی کے نزدیک اس کے نیک اعمال کا اجر و ثواب واپس برتا ہے ۔

لما قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری رحمہ اللہ : لو تاب آتعود حسناتہ ؟ قال هذه المسئلة مختلفة فبين اب علي واج هشام وصحابتنا انها لا تعود وعند اب القاسم الكلبى انها تعود ونعت قلنا انه لا يعود ما بطل منه ثوابه لكنه تعود ما عتدته مؤثورة في الثواب من بعد ۔

والصاوى اثنائا دھانیة جوہ ص ۳۷۲ کتاب احکام المرتدین ، لہ

لہ لما قال العلامة ابن عثیم رحمہ اللہ : فانما دھانیة معنی التي انتہت قبل التائب آتعود حسناتہ قال هذا مختلفة فبين اب علي واب هشام وصحابتنا انه لا يعود وعند اب القاسم الكلبى انها تعود ونحن نقول انه لا يعود ما بطل من ثوابه لكنه تعود طاعة للثقة مؤثورة في الثواب ۔

زبد المحتار ج ۳ ص ۲۳۲ باب المرتد ، مطلب العیصۃ ثانی بعد الردۃ)

و مؤلفہ فی البحر الرائق ج ۵ ص ۳۸۱ باب المرتد ۔

نوشے کی حالت میں ارتداد کا حکم | سوال: اگر کوئی شخص نوشے کی حالت میں ایسا الفاظ کہے
ارتداد سے آدمی مُرتد سمجھا جاتا ہے تو کیا اس پر ارتداد
کا حکم نافذ ہونا چاہئے؟

الجواب: نہ فقہاء کرام نے ارتداد کے لیے عقل کا صحیح ہونا شرط کے درجہ میں قرار دیا
ہے، نہ اس سے اگر کسی آدمی کا عقل نشہ کی وجہ سے ختم ہو چکا ہو اور اسی حالت میں کفر یا غلط
اس کے مرتبہ سے نکل جائیں تو اس سے وہ مرتد نہیں ہوتا اور نہ ہی ایسے آدمی پر اسلام
مُندردین جاری کیے جائیں گے۔

لما قال: الصلاة كالساقية، وكذا مثل السكون، ذهب المذهب إلى أنهم مردود
استحساناً والقياس إن نصهم في الأحكام، وبدايع نصوصهم^{۳۲} باب المدخل^{۳۱}
ارتداد و مکروہ کا حکم | سوال: جب کسی مسلمان کو غیر مسلم کہنے پر مجبور کیا اور اس
مجبوری کے تحت کفر یہ کلمہ زبان سے نکال دیا لیکن دل سے کہنے کا اس کا کوئی
ارادہ نہیں تھا تو کیا ایسی صورت میں بھی یہ شخص اسلام سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب: یہ جبر و اکراہ کی صورت میں کوئی مسلمان دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا
بشرطیکہ اس کا دل دھارنیت پاری تعالیٰ کے بارے میں مطمئن ہو۔ کقولہ تعالیٰ: وَمَنْ كُفِرَ
بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِنَّهُ يَأْتِيهِ الْكُفْرُ مِنْ قَلْبِهِ عَنِ الْإِيمَانِ (سورۃ النحل آیت ۱۰۷)۔
ولما قال: الصلاة كالساقية، ومنها الطمع، فلا نصهم ردّة العترة على الردّة، سترانا، إذ كان
قلبه مطمئناً بالإيمان، والقياس إن نصهم في الأحكام، وبدايع نصوصهم^{۳۲} فصل في أحكام المرتدين^{۳۱}۔

لما قال: الصلاة كالساقية، وكذا مثل السكون، استكون المذهب إلى أنهم مردود

در بحر برائت ج ۵ ص ۵۱۔ باب المرتد

وَمَنْ كُفِرَ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِنَّهُ يَأْتِيهِ الْكُفْرُ مِنْ قَلْبِهِ عَنِ الْإِيمَانِ

تصديق العلامة بن نجيم رحمہ اللہ: ومن شوائب صفة الردّة (أصوغ من الردّة) المذكورة

عليها۔ ر. بحر برائت ج ۵ ص ۵۱۔ باب المرتد

وَمَنْ كُفِرَ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِنَّهُ يَأْتِيهِ الْكُفْرُ مِنْ قَلْبِهِ عَنِ الْإِيمَانِ

عورت کے ارتداد کا حکم | سوال :- اگر کوئی مسلمان عورت دین اسلام سے چھوڑ کر مُرتد ہو جائے تو اس کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب :- مسلمان عورت جب مرتد ہو جائے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے دوبارہ اسلام پر مجبور کیا جائے گا اور اسے قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اسلام لائے یا اسی جیل میں مر جائے۔

لما قال العلامة الكسافي: وأما المردة فلابح دمه إذا ارتدت ولا يقتل عندنا ولكنها تجبر على الإسلام وإجبارها على الإسلام إن تجسس وتخرج في كل يوم فستتاب ويعرض عليها الإسلام فان أسلمت والا جنت ثانية هكذا التي إن أسلم وأتمت وذاكر الكفر ومن ادع عليه وتضرب أسواطاً كل مرة تعزيراً بها على ما ففدت. (بذائع الصنائع ج ۳ فصل احكام المرتدين) لہ
مُرتد کو کب قتل کیا جائے گا | سوال :- اگر کوئی شخص دین اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو اس کے قتل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- جب کوئی شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کو اسلام کی دعوت دی جائے تو اگر وہ اسلام قبول کر لے تو بہت اچھا اور اگر اسلام قبول نہ کرے اور مہلت طلب کرے تو معاملہ اُسے تین دن کی دسے گا، اگر تین دن میں مسلمان ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کیا جائے گا، اور اگر اسلام بھی قبول نہ کرے اور مہلت بھی نہ مانگے تو اسی وقت قتل کیا جائے گا۔

لما قال العلامة الكسافي رحمه الله: ومنها انه يستحب ان يستتاب ويعرض عليه الإسلام لاحتمال ان يسلم لكن لا يجب لأن الدعوة قد بلغت فان أسلم فبرحاً وإلا لا إسلام وإن اذن نظر الإمام في ذلك فان طبع في قلوبه

لعمدلة العلامة مقابن نجيم، لا يقتل المردة بل تجبر حتى تسلم ثم يهيبه صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء. (المحرم المأثوم ج ۵ ص ۴۳ باب المرتد)
وَمَثَلُهُ فِي الْمَنْدِيَّةِ ج ۲ ص ۴۵ باب التاسع في احكام المرتدين۔

وكان هو التاجيل، مجمل ثلاثة أيام وان لم يطع في توبته ولم يستأنس جيل
تختلف من ساعتين إلى أربع لصانع جزء ۳۲ فصل في أحكام المرتدين ۱۷
مرتد کے مال کی تقسیم کا حکم | مسوال :- اگر کوئی شخص نعوذ باللہ دین اسلام سے
ہے کیا اس کے ورثاء پر مال تقسیم کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- جب کوئی شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو امام ابوحنیفہؒ
کے نزدیک مرتد ہو جانے سے اس کی ملک اپنے اموال سے نازل نہیں ہوتی ہے
لیکن جب وہ دوبارہ اسلام قبول کرے تو اس کی دوبارہ برقرار ہو جاتی ہے اور حاجین
کے لئے نزدیک ارتداد اختیار کرنے کے بعد بھی اس کی ملکیت برقرار رہتی ہے اس لئے اس
کا مال ورثاء میں تقسیم نہیں کر سکتے لہذا اگر وہ ارتداد کی حالت میں ہی مر گیا یا قتل
کیا گیا تو امام صاحبؒ کے نزدیک حالت اسلام میں کسب شدہ مال اس کے ورثاء
مسلمین کو ملے گا اور مال ردت میں رہنے کے حکم میں ہوگا اور حاجین کے نزدیک چھوڑ
جاتوں میں کسب شدہ سرمایہ ورثاء میں نہیں کوئے گا۔

لما قال لا ايمان له ابراهيم في اقال ويزعل ويغزو المؤمنين امواله يوزع ثم يلازم في فائده سلم اعادت في ما
قالوا اغننا عندي حبيبة وعند حماد بن ول ملكة له مكلف فهاجوا بان يفتن يني ملكه... وقال
ون مات او قتل في ردة انتقل اليه كسبه في سلافة في ردة المسلمين وكان ما كسبه في
مال كسبه في ردة عند حبيبة وقال لا كلام له - (الهداية ج ۲ ص ۵۶۶ باب اموال)

۱۷ وقال لا ايمان له ابراهيم في ردة عن علي السلام ان جابا وكسبه في ردة في ردة ثلاث ايام
ان استعمل في ردة من ردة - رتبون ان يصار عن هاشم وداختار جزء ۳۲ باب المرتد

وتم في البحر الرائق جزء ۳۵ ص ۱۲۵ باب المرتد -
۲ قال لا ايمان له ابراهيم في ردة عن علي السلام ان جابا وكسبه في ردة في ردة ثلاث ايام
ودت ردة كسب اسلام وارثه السلم يوزع قضاة الدين الاسلام وكسب ردة في ردة قضاة
دين ردة - رتبون ان يصار عن هاشم وداختار جزء ۳۲ ص ۱۲۶ باب المرتد
وتم في ردة في ردة اربع ايام جزء ۳۲ فصل في أحكام المرتدين -

اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنے والے کا حکم | سوال :- اگر کوئی شخص
 کہے کہ اللہ تعالیٰ غلاں جگہ میں موجود ہے اور فلاں جگہ میں نہیں تو کیا یہ شخص اس سے
 کافر ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ کی ذات مطلق کی حرکت جسم سے وارد الوری ہے جسے اس دنیا
 میں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ اس میں دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کی طاقت ہے اور نہ
 کسی عقل میں اس ذات کے بارے میں سوچنے کی استعداد ہے، یہی وہ برہت کھدیت
 میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں سوچنے سے منع کر دیا گیا ہے، اس لیے
 انسانوں کی ذوات پر قیاس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں گھٹو کرنا
 ضلالت اور گمراہی کا سبب ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی کیفیت سے مکان ثابت
 کرنا جو کہ مخلوق کے لیے ثابت ہے تو اس طرح کا عقیدہ رکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے،
 ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنے کا مطلب بعض اخبار میں جس طرح قرآنی اور
 احادیث میں متعدد جگہ ثابت ہے تو ایسا کہنے کا عقیدہ رکھنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔
 لما قال العلماء عامیوں، العلماء لانجاء یجمعہ اللہ، اذ ان اللہ تعالیٰ
 فی السموات عالم انوار وہ مکان کفروان اراد یہ اذ کا بصر اچانکی ظاہر
 الاخبار لا یکفروان لکن لہ نیۃ یکفر عند اکثرہم وفی المنجیہ وہو الامم و
 علیہ الفتویٰ۔ راغبناوی، اشار خانیۃ ہم حاکم کتاب احکام اللہ فی الدنیا

خدا وقال، وعلامہ اس عظیم اسمہ ربی، ویکفر بجمیعہ بجز ان بعد اللہ تعالیٰ فعلی کا
 حکمہ فیہ وہا ثبات مکان، اللہ تعالیٰ قال اللہ فی السموات قصدہ وہا کیہ ما
 جار فی ظاہر المنجیہ ولا یکفروان اراد امکان کفروان تعریک نہ فیہ کفر
 عند اکثرہم والاصح وغیرہ الفتویٰ۔

والبحر اسرفی، ص ۵۵، کتاب المہتمم

وتمت فی الحمد للہ ج ۲ ص ۲۵۹، الباب الرابع فی احکام اللہ تعالیٰ۔

کفر اختیار کرنے کا مشورہ دینے والا خود کافر ہو جاتا ہے | سوال :- ایک شخص نے
کفر کفر کہنے کا مشورہ دیتے ہوئے اُسے کفر اختیار کرنے کا حکم دیا، تو کیا اسی طرح کہنے والا
خود کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- جس طرح بذاتِ خود کفر یا نفاق کہتے ہیں ایک مسلمان دائرہ اسلام
سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح کسی دوسرے کو کفر کفر کہنے کو یقین کرنے اور امر یا کفر کرنے
والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

لما قال العلامة عالم بن العلامہ ہلوی، وفي غرر المعاني لاختلاف بين
مشائخنا ان الامر بالكفر كفر، والناظر غايته ج ۵ من كتاب احكام المرتدين
فصل اجراء كلمة الكفر (ط)

سوال :- کسی شخص کا اپنے نفس کے کفر پر رضامندی کا اظہار
رضایا کفر کفر ہے | کرنا کفر ہے یا نہیں؟

الجواب :- کبھی نفس کے لیے اپنے نفس کے کفر پر اظہار رضا کرنا یقیناً اسلام سے
خارج ہونے کا سبب ہے جس کی وجہ سے وہ کفر میں داخل ہو جاتا ہے لہذا ایسے شخص کے
کفر میں کسی قسم کے شبہ کا گنجائش نہیں رہتی۔

لما في الهندية، ومن رضى بكفر نفسه فقد كفر۔ والفتاوى الهندية ج ۲

الباب التاسع في احكام المرتدين (ط)

سوال :- کیا کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونا کفر
رضایا کفر کفر ہے یا نہیں؟

لما وقال العلامة ابن عابدین، ومن رضى الخلق في الدنيا تارخانية وفي غرر المعاني لاختلاف
بين مشائخنا ان الامر بالكفر كفر۔ ومن رضى الخلق على هامش ابي جلال في ج ۵
باب المرتد (ط)

لما وقال العلامة عالم بن العلامہ ہلوی، ومن رضى بكفر نفسه فقد كفر۔

الناظر غايته ج ۵ من كتاب احكام المرتدين فصل في اجراء كلمة الكفر (ط)

الجواب :- کسی غیر کے کفر پر رضامندی کا اظہار کرنا تا کر وہ عذاب الہی کا مستحق بن جائے تو یہ کفر نہیں البتہ اس نیت سے رضا کا اظہار کرنا کہ اشتغال کے حق میں اس کی ذات و صفات میں تاثر پیدا نہ ہو کہ تو اس سے اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا ۔

لما قال العلامة ابن عابدین فی منہجہ الخلق : وفي انتصاب الاصلان لا يكفر بالرضا بكفر الغير وفي شرح البيان رضا بكفر الغير ما يكون كفراً اذا امكن يستغفركفر ولا يستحسنه اما انما يحب الموت او القتل على الكفر لمن كان شديداً مؤثراً بطبعه حق . يتقدم الله منه فهذا الذي يكون كفراً وقد عثرنا على رواية ابن حنيفة رحمه الله ان الرضا بكفر الغير كفر من غير تعميل .
ومنہجہ الخلق علی هامش البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۳ باب المرتد ۱۷۷

اقتضیٰ کی طرف کسی کے کفر پر راضی ہونے کی نسبت کرنے کا حکم اسوال اشرعاً
کرنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اشرعاً کفر پر راضی ہے اس کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اشرعاً جس طرح انسان کا عاقبہ ہے اسی طرح اس کے تمام افعال کا بھی عاقبہ ہے لیکن انسان کو اس کے افعال کے بارے میں مجبور محض پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو اپنی مرضی کے موافق اس کی قدرت کے مطابق افعال کے کسب کا پورا اختیار بھی دیا ہے افعالِ بد اور نیک افعال میں تمیز اور افعال پر مرتب ہونے والے نتائج کے بیان کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا انہوں نے ان تمام افعال کے نتائج سے

لہ وقال العلامة عالم بن الاعلام العلوی رحمہ اللہ ، ومن رضى بكفر غيره فقد اختلف المشايخ وفي انتصاب الاصمعي (انه لا يكفر بالرضا بكفر الغير وفي غير العاني لا خلاف بين مشايخنا انت الامر بان لا يحرك كفو وفي شروح السير الكبير مسئلة تدن على ان الرضا بكفر الغير ليس بكفر - رتانا رجائیہ ج ۱ ص ۱۸۸ کتاب احکام المرتدین فصل فی اجراء کلمۃ الخیر)

وَمُثْلُهُ فِي الْهَيْئَةِ ج ۲ ص ۲۵۴ ابواب التنازع في احكام المرتدین ۔

انسانیت کو خوب آگاہ کیا، اس کے باوجود اگر کوئی شخص افعال پر کما فیثار کرتا ہے تو وہ اپنی مرضی سے اس فعل کو کرتا ہے اس لیے یہ اس کا ذاتی عمل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جبر کسی کو نہیں دیتا اگرچہ وہ انسان کے اس فعل سے راضی نہ ہو لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف یہ نسبت کرنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ کسی کے کفر پر راضی ہے موجب کفر ہے۔

لما قال العلامة ابن نجيم: المصيرى رحمه الله، ويكسوا اعتقاد ان الله تعالى يرضى بالكفر - (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۰ باب امر بتدليس)

اللہ تعالیٰ کی طرف بجز کی نسبت کرنے کا حکم اس سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف بجز کی نسبت کرنے کا حکم کیا ہے؟

الجواب: اللہ تعالیٰ جو کہ قدر مطلق ذات ہے اس کا دست قدرت تمام مخلوق اور کائنات پر حاوی ہے اور جس طرف بھی چاہے اپنی مرضی کے مطابق اس میں تفریق کرتا ہے، جس طرف تمام کائنات اور مخلوقات کی تخلیق اور عدم سے وجود دہنے میں کسی سے کوئی مدد نہیں لی اسی طرح مخلوق اور کائنات کا نظام چلنے میں بھی کسی کی مدد کا محتاج نہیں اس لیے کسی بھی فعل میں اس کی طرف بجز کی نسبت کرنا موجب کفر ہے۔

لما قال العلامة عالم بن محمد بن هادي رحمه الله: وفي خزانة الفقهاء ولو قال تعالى شريك ادول، ومن وجدة، وهو جاهل، او عاجز، او نفس بذاته او صفاته كفر - (امانة خاتمة ج ۵ مسئلہ کتاب احکام امر بتدليس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف زنا کی نسبت کرنا بولے کا حکم اس سوال: بولے کا حکم؟

لے وفي الهندية: ويكفر من اعتقد ان الله تعالى يرضى بالكفر كذا في البحري.

والفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۵۴ باب التاسع في احكام المرتدين

لما قال العلامة ابن نجيم: فيكفر اذا وصف الله بما لا يليق به، او سخر باسم من، مما له او بما من او امره او انكر وعده او وعيبه او جعل له شريكاً او دلل في وجدة او سببه او ليجعل والعجز او لنفسه - (البحر الرائق ج ۵ مسئلہ باب امر بتدليس)

وفي في الهندية ج ۲ ص ۲۵۴ باب التاسع في احكام المرتدين

کی عزت زمانہ نسبت کرتے ہیں تو کیا وہ کافر ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زویہ مطہرہ ہیں جن کی برأت پر قرآن پاک نا حق ہے جو آپ کی ذات مبارک کے عظیم ہونے کی واضح دلیل سے اور ان کی برأت قطعی ہے ، لہذا ان کی عزت زمانہ نسبت کرنا نہ صرف یہ کہ قرآن کریم سے واضح انکار ہے بلکہ اللہ عزت کے بھی خلاف ہے اس لیے ان کی عزت زمانہ نسبت کرنے والا نہ صرف کفر عکسائیت کے دائرہ سے بھی خارج ہے ۔

قال العلامة عہم : اعلم ان نصرة رضى الله عنه خيرة النعم لوتوفى عائشة رضي الله
كفر بائنة تعالى ولو توفى سائر نساء النبي صلى الله عليه وسلم لا يكفر وليست
اللعنة . (زاد الخانية ج ۲ صفحہ ۱۰۷ کتاب احکام المرتدین فیما بعد فی الانبياء ج ۱ ص ۱۰۷)
اللہ تعالیٰ کے بعض افعال میں حکمت سے انکار کرنے والے کا حکم معمول ہے جو شخص
اللہ تعالیٰ سے ایسے افعال بھی صادر ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کوئی حکمت نہیں ہوتی
تو ایسا عقیدہ رکھنے والے شخص کا کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ ایسی ذات ہے جو کہ نال کا کائنات قادر مطلق اور مطلقاً کمال ہے
کائنات کا کوئی ذرہ بھی اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں ، حیثیت انسان جو شخص
بھی ادنیٰ درجہ کی عقل رکھتا ہو وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ سے کسی ایسے
فعل کا صدور بھی ہو سکتا ہے جو کہ حکمت سے خالی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر ایک
چیز میں اس لیے اس کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں ، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں
کافی جگہ اللہ تعالیٰ کے حکیم ہونے کا عرصہ ذکر کیا ہے ، فقہاء کرام کی تصریحات

معروفہ القدیۃ ولو توفى عائشة رضي الله عنها بائنة كفر . (زاد الخانية ج ۲ صفحہ ۱۰۷)
سائر نساء النبي صلى الله عليه وسلم لا يكفر وليست باللعنة .

و لسانہ فی الہندیۃ ج ۲ صفحہ ۲۹۱ الباب اللہ سبع فی احکام المرتدین (۱)
و جملہ فی رد المحتار ج ۳ صفحہ ۱۰۷ باب المرتد .

کے مطابق جو شخص اس پر یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے افعال بھی ثابت ہیں جو کہ حکمت سے نفی ہیں تو وہ شخص کافر ہے۔

قال العلامة عالم بن اعلاء الانصارى: من قال يجوز ان يفعل الله تعالى فعلاً لا حکمة فيه يکفر بالله وصف الله تعالى بالنسفه وهو کفر۔
(تاتارخانیہ ۵۵ ص ۶۳ کتاب احکام مرتدین)۔

از ترد سے نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے | سوال: اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے، کیا اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا قضاء قاضی کی ضرورت ہوگی؟

الجواب:۔ از ترد ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے فوراً بلا قضاء قاضی کے نکاح ختم ہو جاتا ہے، مرتد کی بیوی پر لازم ہے کہ وہ بلا تاخیر شوہر سے جدا ہو جائے تاہم اگر مرد دوبارہ مسلمان ہو جائے تو تجدید نکاح کرنا ضروری ہوگا۔

لما قال العلامة اخصکفی: وارشد: اخرجه نسخ عن ابن قسطل قال ابن عابدین: ای بلا توقف علی قضاء القاضی وقضاء بلا توقف علی مضي عدۃ فی المدخول بها کما فی البحر۔ (رد المحتار ۷ ص ۴۳۵ باب نکاح الکافر)۔



قال العلامة ابن عیثم: وبکفر بظوله يجوز ان يفعل الله فعلاً لا حکمة فيه۔

(البحر الرائق ۵ ص ۵۰۰ باب المرتد)

وقوله فی التہذیب ۷ ص ۲۵۰: الباب السابع فی احکام المرتدین۔

لے قال علامۃ ابن عیثم: ردۃ: اخرجه نسخ فی المال: من لا یؤتی قضا ولا یؤتی ماضی خلاف ضروری مدخول بها وان علی قضاء الله فی لا وجود لسانی یوجبہ کالجرمیۃ بخلاف لانیۃ غایۃ فی العصیۃ۔

(بحر الرائق ۷ ص ۲۰۰ باب نکاح الکافر)

آسمان کے وجود سے انکار | سوال :- جناب مفتی صاحب ایضاً تبلیغاً نہ تو کوئی نیگیوں چھت ہمیں دکھائی دیتا ہے یہ وہ غلط ہے جو سب ہی اور سورج کی روشنی مخلوق کو کر ایسا رنگ اختیار کر گیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی آسمان کا اپنا کوئی وجود نہیں، اگر نہیں تو قرآن و سنت میں ہمیں آسمان (السماء، السموات) کا ذکر کیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

الجواب :- تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اس ذات کی کتاب ہے جس نے تمام عالم کو پیدا کیا اور کارخانہ عالم کے تمام ٹیکسے اور ان میں جو غایتیت اور قوت رکھی تھیں سب صرف اس ذات کے علم میں ہے، تو ایسی ذات کے کلام کا اپنے امور پر عمل جو نانا ممکن ہے ہر واقعات اور حقائق کے مخالف ہوں۔ اسی بنا پر یہ ناممکن ہے کہ قرآن اور سائنس کی صحیح تحقیقات میں تضاد اور مخالفت ہو سائنس کی تحقیقات قرآن کے مخالف اور متضاد معلوم ہوں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مخلوق سے اس میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ خالق اور مکتب تحقیق کی اپنے بنائے ہوئے کارخانہ کے بارے میں بدگمانی ناممکن ہے۔ تو ایسی ہی تحقیقات میں اگر کوئی غلطی اور مکمل تحقیق کریں اور صرف تعجب اور اندازہ سے کام نہ لیں تو ضرور اپنے نظریے کا غلط ہونا ان پر منکشف ہو جائے، ہر مسلمان کو یہ طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں سائنسدانوں نے ایسے ایسے عجیب و غریب نظریات دنیا کے کئی ساتھی پیش کیے ہیں کہ غیر مسلم تو درکنار بعض مسلمان بھی ان سے متاثر اور مرعوب نظر آنے میں جو آنکھیں کھول کر سائنسدانوں کے برعکس کو قبول کرنے پر آمادہ ہو رہے ہیں حالانکہ اندھی عقیدہ رہنا اور بلا دلیل کسی سے مرعوب ہونا عقل کا تقاضا ہے اور نہ شرعاً کا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقل میں تقاضا پیدا کیا ہے، کسی کی عقل کمزور اور نارسیدہ ہے اور کسی کی قوی اور زوردار ہے، یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سائنسدانوں کے نظریات خدا تھے اور موجودہ زمانہ کے سائنسدانوں کے نظریات انک ہیں، ایک سائنسدان کا نظریہ الگ ہونا ہے تو دوسرے کا الگ بلکہ سائنسدان ایک شخص ایک وقت میں ایک نظریہ رکھتا ہے تو دوسرے وقت میں اپنی تحقیق اور نظریہ سے رجوع کر لیتا ہے۔ تو جب عقل کا یہ حال ہے تو کسی کے نظریات سے بلا دلیل مرعوب ہونا اور اس کی اندھی تقلید کرنا سراسر غلط اور خلاف عقل ہے بلکہ اس کی دلیل پر غور کرنے کے بعد

کوئی رائے قائم کرنا ہی صحیح طریقہ کار ہے۔

وہ دلائل جن کے ذریعہ ہم کسی چیز کے متعلق یقین حاصل کرتے ہیں انہیں (۱)۔

(۱) اولیٰ حواس خمسہ یعنی سامعہ، بامروء، شامہ، الاسرار، ذائقہ ہیں جس کے ذریعہ ہم محسوسات پر علم اور یقین حاصل کرتے ہیں بشرطیکہ یہ حواس صحیح ہوں، آفت رسیدہ نہ ہوں۔ تو اولیٰ دیکھتے شخص کو ایک چیز کا دو محسوس ہونا اور صفراوی مزاج والے کو مٹی چیز کا تلخ محسوس ہونا تو کوئی عجب آفت کی وجہ سے تو یہ ظنی حواس کے ذرائع یقین بننے میں اگر دخل انداز نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوسری دلیل عقل ہے جس کے ذریعہ ہم ایک غیر محسوس چیز پر یقین کر سکتے ہیں اور جہاں حواس کا کام ختم ہو جاتا ہے وہاں سے عقل کا کام شروع ہوتا ہے مثلاً جب ہم دھواں دیکھتے ہیں تو باوجود اس کے کہ ہمیں آگ نظر نہیں آ رہی ہو تاہم ہمارا سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ یہاں آگ موجود ہے، اور جب ہم خاک کا ٹوٹا اور دھشتوں کے چنوں کا پلٹا دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ گرہ موجود ہے اور اسی کا بھی کوئی وجود ہے، اسی طرح جب ہم چاند کا گھٹنا بڑھنا دیکھتے ہیں تو ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ چاند کی روشنی سورج سے حاصل ہے۔

(۳) تیسری دلیل کسی معتد شخص کی اطلاع اور اخبار ہے جس کے ذریعہ ہم ای چیزوں پر علم حاصل کرتے ہیں جن کی پہچان سے حواس اور عقل عاجز ہوں۔ مثلاً ایک شخص نے کہ معتد دور میں متوفی نہیں دیکھا لیکن اسی خبروں کے وجود پر اس کو پورا یقین ہے۔ اسی وجہ سے ہمیں کہ صرف عقل نے اپنے پرکھائیت کی ہے بلکہ اسے معتد اطلاعات کی وجہ سے یہ یقین اور علم حاصل ہوا ہے۔ اور ایک اندھا شخص جو کہ نہ تو کنواں اور سانپ دیکھ سکتا ہے اور نہ عقل کے ذریعے اسے یہ معرفت حاصل ہو سکتی ہے تو اس کے لیے ایک معتد شخص کی اطلاع ہی لازم ذریعہ ہے جس سے وہ یقین حاصل کر سکتا ہے، اور اندھے کو یہ کہنا کہ جب تک میری کھمبیں نہ گرنے کے یہ سانپ اور کنواں ہے تو میں ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہ سراسر اس کی بے وقوفی ہوگی۔

ایسا اوقات بعض لوگ کسی چیز کے وجود سے صرف اس وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ یہ چیز ذہن نے دیکھی ہے اور نہ جاری کچھ میں آتی ہے۔ مختصر یہ کہ جس اس کے وجود پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتا۔ یہ چیز موجود ہی نہیں ہے۔ لیکن اس طرح کسی چیز کے وجود کا انکار کرنا غلط ہے کیونکہ کسی کا بے علمی سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور لوگوں کو بھی اس چیز کے وجود کا علم اور خبر نہ ہو مثلاً

ایک مانی سے انکار کرے کہ چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے اور یہ کہ کسی میری میجر میں نہیں آتا۔ تو چونکہ اوروں کو دلیل سے یہ بات ثابت ہے کہ چاند اپنی روشنی سورج سے حاصل کرتا ہے، لہذا یہ بات قابلِ ممانعت نہ ہوگی۔

موجودہ دور کے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ آسمان کا کوئی وجود نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ نیپٹون، پلوٹون نظر آتی ہے یہ انسان کا حدنگاہ ہے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ آسمان کا ایک مفید و زائد وجود ہے جس میں درودانہ بھی ہیں۔ اور بعض آثار و روایات میں تو ہر ایک آسمان کا مادہ بھی بیان کیا گیا ہے درج بھی ثابت ہے کہ آسمان زمین سے پانچ سو سال کی مسافت پر دور ہے اور انہیں میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی مسافت ہوتا ایک کروڑ اسی لاکھ ساٹھ ہزار میل تقریباً بنتے ہیں۔ اور رنگ کے متعلق حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نیلا ہے، اور بعض فرماتے ہیں کہ سرخ ہے لیکن دوری اور فاصلہ کی وجہ سے نیلا دکھائی دیتا ہے، جیسا کہ رنگ میں خون پردہ کی وجہ سے اور سرخ چمڑا دوری کی وجہ سے نیپٹونوں نظر آتا ہے، البتہ قیامت کے دن آسمان کا اصلی رنگ دکھائی دے گا، یا نظر کے تیز ہونے کی وجہ سے یا اسن وہ سے کہ اس دن تمام حقائق منکشف ہوں گے۔ جس کا فائدہ **وَرُؤُاْ كَالْقِهَاتِ** (سورۃ الرحمن آیت ۱۷) میں ارشاد کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث کے دلائل قریب بہ غیر ہونے کی وجہ سے آسمان کو حدنگاہ خیال کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ ایک اندھا آدمی جسے کوئی چیز نظر نہ آتی ہو اسے کسی دور پر ہی مرے پیر کے وجود کے بارے میں ایک خام آدمی سنجیدگی سے بتا دے تو وہ فوراً یقین کر لیتا ہے حالانکہ اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اور ہمارے پاس آسمان کے وجود کے بارے میں ایک مستند ذات (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطلاعات، انبیاءات اور شہادت موجود ہوں اور پھر بھی ہم آسمان کو حدنگاہ کہیں تو یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ اگر ایک سائنس دان کو شہیدہ یا اطلاع تسلیم کرنا ہوتی ہے تو کیا کہیے تو سادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کوفہ اطلاع قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتی؟

وَلِلّٰہِ اَعْمَالُ

قرآن کریم کی بے ادبی کرنے والے کا شرعی حکم | **سوال :-** ایک آدمی نے اپنے گھر میں قرآن کی موجودگی میں بیوی سے کسی بات پر جھگڑا کیا جبکہ اس وقت اس کی بیوی قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھی اُس نے خاوند سے کہا کہ گھر آئے ہوئے کسی کی بے عزتی نہیں کرنی چاہئے۔ آخری بات پر خاوند نے بیوی سے قرآن مجید جس پر بھاڑ دیا اور پھر کپڑے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا۔ ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- صورت مسئولہ میں اظہار اس شخص نے قرآن مجید کی بے ادبی اور بھڑکتی کی ہے لہذا اس شخص کے لیے تجویز ایمان و نکاح ضروری ہے۔ **رفقاء دارالعلوم دیوبند جلد ۳ صفحہ ۳۲۲** باب چہارم، احکام المرتد

قال العلامة ابن عابدین: وفي المسألة وبالجملۃ فقد ضم إلى المصنفين بالقبول والقلب واللسان في تحقيق الإيمان ودور الاختلال بها، إجماعاً اتفاقاً كترك المسجود لضم وقيل نفي والاستضافات به وبالضعف والكيفية، **فرمرد الفتاویٰ ج ۳ صفحہ ۳۲۲** باب المرتد

سوال :- جناب مفتی صاحب! **ڈارون کا نظریہ ارتقاء اور اسلامی نقطہ نظر** "وینٹ آف مین نام" نامی کتاب میں ڈارون کا نظریہ ارتقاء کے عنوان سے یوں مذکور ہے کہ ابتداً دنیا کی تمام مخلوق انسانوں کی ہی ایک ہی تھی جس سے ترقی کر کے یہ مختلف نوعیں پیدا ہوئیں اور انسان اس فطری رفتار کا آخری مرحلہ ہے، یعنی انسان درخت سے پیدا نہیں ہوا بلکہ چند درختوں سے گذر کر اپنی اس آخری منزل تک پہنچا ہے مثلاً جمادات سے نباتات، نباتات سے حیوان اور پھر حیوان سے انسان بنا۔ آپ اسلامی نقطہ نظر اور دلائل کی روش سے اس نظریہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب :- ڈارون کا یہ نظریہ کہ انسان پہلے نباتات پھر حیوان و پھر انسان بن کر سامنے آیا، اس میں غلط اور تصویبی شریعہ کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں

لے وفاء لایزالہ: "و قال آية القرآن في المزاج والذی عابہ مکفرانہ استغفار بہ" **لائق دوی المیزان** علی هامش، رهنمایہ جزء ۱ کتاب الفاظ تکوین، سلاماً للہ

میں اس نظریہ کی دفاع است کہ اس طرح ہے ۔

فہرست دلائل

- (۱) قال الله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا خُزُنٌ كَثِيرٌ (سورة الاحزاب ۳۱)
- (۲) وَخُذُوا إِلَىٰ نِصَابِكُمْ خُزُنًا مِّنْ أَمْوَالِكُمْ (سورة الاحزاب ۳۲)
- (۳) قَالُوا لَا تُبْذِرُوا أَمْوَالَكُمْ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ يَفْسُدُوا بِهَؤُلَاءِ أَمْوَالُهُمْ وَلَا يَافِقُ أَهْلُهَا (سورة الاحزاب ۳۳)
- (۴) قَالُوا قَالَتْ رَبِّكَ إِنَّكَ تَرْكَبُ السَّحَابَ (سورة البقرة ۲۴۵)
- (۵) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا الْإِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ (سورة البقرة ۲۳)
- (۶) وَكُلَّمَا نَزَّلْنَا آيَةً مِّنْ أَمْرٍ أَنْتَ تَرَوْهَا كُنْتُ عَلَيْهَا ذُنُوبًا حَقًّا (سورة البقرة ۲۵)
- (۷) قُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُم لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (سورة البقرة ۲۵)
- (۸) إِنْ مِثْلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمِثْلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (سورة آل عمران ۵۹)
- (۹) قَالَ مَا مَنَعَكَ إِلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ (سورة الاحزاب ۷۸)
- (۱۰) قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُم لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (سورة الاحزاب ۷۸)

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلائل

- (۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلق اللہ آدم و طوہ لہ سنوہا و زعموا کہ قال اذهب فسلم علی اولیٰک من الیککۃ ۔ (المصمیم البخاری ج ۱ ص ۳۳۳) باب فیہ یذکر الخلق باب فیہ اللہ تعالیٰ و ما قالہ تعالیٰ ۔ (الایم)
- (۲) عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما یؤمن اللہ الا بالیٰسۃ تنکہ ما شاء اللہ ان یترکہ فجعل الیس یطیع ہم یمظہر ما هو خلقنا و ما اجوف عرفت انہ خلق خلقا لا یماتلک ۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۵۰) باب فیہ الخلق افضل الذل
- (۳) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان طو (ادم

ستین دوا فی سبع اذرع عرضاً. مشکوٰۃ بر ص ۳۰۰. بفعل الثابت. باب ید الملقوم
 عن ابن موسیٰ الشحامی عن ابي الله عنه مرفوعاً ان الله خلق آدم من قبضة قبضها
 من جميع الارض فبما بنو آدم على قدر الارض منهم الاحمر والابيض
 رجلان شریف ج ۱ ص ۱۸۰ حاشیہ ۱۸۰

۴۵۰ عن ابن عباس عن ابي الله عنه قال كان ابلیس من جن من احياء السمكة الى قوله
 قال ثم مر بقوله آدم فرقت فخلق الله آدم من طين لاذب. وانك اذ
 الازهر الطيب من حمار صنوبري مثقن وانما كان حمار مسنوناً بعد ان قرأ
 فخلق منه ادم بيضاء قال فكثرت اربعين ليلة جسداً ملقى وكان ابلیس
 يأخيه فيضربه برجله فيصلع فيصوت فهو قول الله تعالى ومن
 صلصل كصلصاء يعقرب كالتق المنقرج الذي ليس به صوت قال ثم بدلت
 في الجنة ويخرج من دبره ويدخل من دبره ويخرج من فيه ثم يقول استنجنا
 لصاحبه ولثني، وعاقدن، ولعن سلطنت عليك (اهكث ولعن سلطنت علي
 لا عصيتك قال فلما نفخ الله فيه من روحه تمت النفخة من قبل ربه
 فجعل لا يجري شيء منه في جسده لاصار لحمًا ودمًا فلما انتهت النفخة
 الى سرته نظر الى جسده فاعجبه فارى من جسده ذنوب يستهض قلبه
 فهو قول الله تعالى (وخلق الانسان عجباً) قال زجل لا يصبر له على مسرله
 ولا مدبره قال فلما تمت النفخة في جسده عظم فقال الحمد لله رب العالمين
 بالهام الله فقال الله لعل يرحمك الله يا آدم قال ثم قال تعال للمنفخة الذين
 كانوا مع ابيس خاصة دون السمكة الذين في السمكوت اسجدوا لآدم فجدوا كلهم
 اجمعون الا ابلیس لم يستجب لما كان منه نصيب من الكبر عز وجل قال لا اسجدوا لله
 والكبرياء وادبى خلقاً فعتق من سائر خلقته من طين (خبر ابن كثير ج ۱ ص ۳۰۰)

مستخرج اہتمام و دلائل سے معلوم ہو گیا کہ حضرت انسان اخلاصاً آخرت میں سے کل اور مکمل پر آمیز اور
 مناسب مخلوق تھا کہ کائنات اور رب تعالیٰ نے اسے عالم و مکلف یا مکمل یا مذکر یا عورت بنا کر اور ان
 سے بیویاں اور حیوان سے انسان بنایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تواب کے بعد کسی فیکور کے صیغے استعمال کیے
 ہیں جو کہ لغت پر بغیر تدوین کے دلائل سے ہیں۔

سوال :- اگر کوئی شخص زینحاً کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرے
 زینحاً کو زانیہ وغیرہ کہنا
 کہ وہ زانیہ اور فاحشہ عورت تھی تو اس شخص کے ہاتھ میں کیا حکم ہے؟
 کیا وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہے؟ اس کا تہذیب و تمدن اسلام میں قبول
 ہو سکتی ہے؟ اور کیا اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے؟ تفصیل سے جواب
 علامت فرمائیں؟

الجواب :- چونکہ قرآن و حدیث میں امراۃ المؤمنین کے متعلق بذکر یہ آیا ہے کہ اس کا نام زینحاً
 تھا اور نہ یہ کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئی تھی۔ اس لیے بعض اسرائیلیات کی وجہ
 ایسے شخص کو اسلام سے خارج نہیں فرمادیا جاسکتا خصوصاً جبکہ علیر حال کی وجہ سے صفت و حرمت
 سے ذہن خالی ہو۔

سوال :- ایک دیندار شخص مسجد میں اللہ کی عبادت کر کے
 عبادت راتہ وغیرہ لکھ کر نہیں
 فاسخ ہو کر جب گھر آیا تو کسی بات پر بدحوشی سے چلا اور کیا
 توغیض کی حالت میں اس کی زبان سے پشتوں کے یہ الفاظ نکل گئے "چھ عورتوں، بد جماعت کہنے خدہ
 عبادت دو کو چھ کھدہ دہ لاشو ہفہ ہر غفہ تا سو راتہ دینحی" (مسجد میں عبادت
 کر کے جب گھر آتا ہوں تو صبح کچھ تم بخود دیتی ہو) تو کیا اس شخص کا یہ کہنا کلمہ کفر تو نہیں؟ اور
 اس سے یہ آدمی کافر بن جائے گا یا نہیں؟

الجواب :- اگرچہ ظاہری لحاظ سے مذکورہ الفاظ درست نہیں ہیں مگر شہ تو زبان کے
 محاورہ میں کسی چیز کو یاد کرنے اور اس کو لغو کھنسنے کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں لیکن اللہ سے
 کسی چیز کی تعریف و ثناء میں مقصود نہیں ہوتا۔ اور ویسے ہی جن الفاظ کے مختلف مطالب و
 معانی ہوں تو اصول افتاء کے مطابق ان کے اسلامی معانی اور مطلب کو ترجیح دی جائے
 گا تاکہ ایک مسلمان فتویٰ کفر سے بچ سکے۔ ہذا صورت مسئلہ کے مطابق یہ دیندار
 شخص مسلمان ہے اس پر کفر کا کوئی شک و شبہ نہ کیا جائے۔ تاہم کسی بھی مسلمان
 کو اس قسم کے ذورہین الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے جس کی وجہ
 سے اسلام پر حرف آنے کا اندیشہ ہو۔

ہکذا فی حق و رسم المنقح ص ۸۰

واللہ اعلم و علمہ اتم

کسی بھی نبی کی اشارۃً یعنی فرضی کہانی سے توہین کرنا کفر ہے | اس قول: کیا لہجے سے
علاء الدین درانی مستند کہ

میری ہی کتاب براہِ جماعت دوم پشتو ذریعہ تعلیم پابنائے سائنسہ و انٹیلیجنٹ ایف ایڈ
ٹیکسٹ بک بورڈ پشت اور میں صفحہ ۱۷۱ پر ایک کہانی بعنوان "ابو قاسم ابو اس کے گدے" تحریر
ہے جس سے کئی شخص کی تذلیل و تحقیر ثابت ہوئی ہے۔ اس فرضی کہانی میں ابو قاسم اور مونی کا نام
استعمال ہوا ہے۔ تو کیا ابو قاسم نام کسی تذلیل آمیز کہانی میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
دفنوش کہانی کی ایک حد فز کو پالی لغت ہذا ہے۔

الجواب: ابو القاسم ابو القاسم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت مبارکہ ہے۔ لہذا
میں اس نام کی کنیت رکھنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مبارک
ہے۔ عن ابن عباسؓ قال قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم جعوا با سمي ولا تسكنوا
بكنيتي۔ (عمدة القاری ۱/۲۲۷، ۲۰۷) (ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام کی طرح نام رکھو لیکن میری کنیت کی طرح کنیت نہ رکھو
اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے مطلقاً ابو القاسم کنیت رکھنے کو ناجائز کہہ ہے۔

چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی امام نوویؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: الاول المنع مطلقاً
سواء كان من صنف من اصناف الناس ام لا۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۷)
ترجمہ: اول مذہب یہ ہے کہ اس طرح کی کنیت مطلقاً منع ہے چاہے کسی کا نام محمد ہو یا نہ ہو اور
یہ امام شافعیؒ سے ثابت ہے لہذا اگرچہ اس کے جواز میں اور اقوال بھی پائے جاتے ہیں مگر
یہ اقوال صرف نفس کنیت ایک محدود ہیں۔ اور اگر اسی کنیت کی تذلیل و تحقیر مقصود ہو تو اس
میں تبدیلی کا کوئی شائبہ بھی ہو تو اس قسم کے اسامیاء الفاظ استعمال کرنا بھی قرآنی جائز نہیں۔
لما قال الله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا زَعًا وَلَا نَعْمًا وَلَا تَوَلُّوا عُظَا وَلَا تَقُولُوا لَكُنَّا وَأَنصَحُوا
وَلْيَكُنْ مِنَّا قَوْلٌ بَيْنٌ (سورة البقرة آیت ۱۸۷) ترجمہ: اے ایمان والو! تم
ناجواز نہ کہو بلکہ آنظرنا کہو اور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: وفي هذه الآية دليلان:
احدهما على تجنب الالفاظ المتحللة التي فيها التعريض للتعريض والمنع.
(تفسير احكام القرآن للقرطبي ج ۲ ص ۲۷۷) ترجمہ: اس آیت میں دو دلیل ہیں:

(۶) پھر ترتیب اور نظر ثانی بھی ایک غیر مسلم مشرک بننے میں روزِ رائد و راشد میں نہیں ہو چکتی ہے۔

درود وہ ان ناموں کے علاوہ اور نام بھی استعمال کر سکتے تھے لہذا اس کا کافی میں ان ناموں یا اپنے ناموں کو جن کے ذریعہ کسی بھی پیغمبر کی ذات کی تہلیل و تحقیر مقصود ہو گا استعمال جائز نہیں۔ اب اگر ان ناموں کے استعمال سے مشکوک کی مراد کسی رسول کی تہلیل مقصود ہو تو قطعاً خارج عن الاسلام ہے، اور اگر تہلیل مقصود نہ بھی ہو جو مشرک تہلیل مسمیٰ ضرور ہے جس سے پھر ہر مسلمان کافر بننے میں مضی ہے۔ لہذا وزارت تعلیم کے ارباب اختیار کو چاہئے کہ وہ اس کتاب سے ان ناموں کو نکال دے اور ان جگہ کوئی اور نام تجویز کریں اور ساتھ تصویر سے عامہ اور ادنیٰ کو بھی ختم کریں تاکہ اس سے شرک و اسلامی (مذہب) (اصول) کی تہلیل و تحقیر نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم وعلیہ السلام

سوال ایک صاحب نے نہ تو کبھی نماز پڑھا ہے نماز کو گم سے اور کتے پڑھتے ہیں، کہے کا حکم اور نہ کبھی مسجد کا رخ کیا ہے، ایک تیلی درست ہے نہ نماز پڑھنے کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ نماز کو گم سے اور کتے پڑھتے ہیں جاؤ میں نماز نہیں پڑھتا، تو کیا شخص اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ ایسے بار سے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ نماز شکار اسلام میں ہے اس کی توہین کرنا خروج عن الاسلام کا سبب ہے لہذا انکس شخص کے ان الفاظ سے نماز کی توہین معلوم ہوتی ہے جس کی بناء پر موصوف اسلام سے خارج ہو چکا ہے اس کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے، تاہم اگر اس شخص نے ان الفاظ سے نماز کی توہین مقصود نہ ہو بلکہ نا کھجی یا کسی اور مقصد کی وجہ سے کہے تو اگرچہ اسلام سے تو خارج نہیں ہوا البتہ ان الفاظ سے گنہگار ضرور ہوا ہے۔

امّا لا بد لعلہ امتعتی عبداللہ رحمہ اللہ و الفاظ مذکورہ سے ظاہر افکار اور نمازوں کی توہین لازم آتی ہے لیکن اگر کسی دلیل علی ہے ہونے والے کا مقصد یہ ہو گا کہ نماز اس میں ہے لیکن عقیدہ کہ درستی مقدم ہے اگر عقیدہ فاسد ہو تو نماز نجات کیلئے کافی نہیں اس لیے اس کہنے والے کو اسلام سے خارج نہیں کہا جاسکتا۔ ان اگر شخص نفسِ مانوس پڑھتا ہو اور نماز پڑھنے کو ضروری نہ جانتا ہو اس لیے نماز کے حلقہ ایسے الفاظ استعمال کیے ہوں تو یہ مشکوک اسلام سے خارج ہو جائے گا اور توہین تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱۰ ص ۱۰۱) کتاب الایمان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی توہین کرنے کی سزا | سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان

شرع متین، اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک برویسر ڈاکٹر یونس شیخ نے اپنی کلاس میں بچہ کے دوران طلبہ کے سامنے مندرجہ ذیل باتیں کہیں، (ذیل کفر لعنہ باشد؟)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال تک غیر مسلم تھے۔ رمعا زالہ اللہ استغفوا اللہ ثم استغفوا واللہ (۲) چالیس سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے نہیں ہوتے تھے۔

(۳) حضور نے پہلی شادی ۲۵ سال کی عمر میں کی اور پھر تک اس وقت وہ نہ رہی تھی اور یہ مسلمان اس لیے نکاح نہ ہوا۔

(۴) چالیس سال کی عمر تک آپ بغل کے بال اور زیر ناف بال نہیں کاٹتے تھے۔

(۵) آپ کے والدین غیر مسلم تھے۔

کیا یہ کلمات گستاخی رسول کے زیر و میں آتے ہیں یا نہیں اور اس شخص کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ اگر گستاخی رسول قویہ کہے تو اس کی توبہ قبول کیا جائے گی یا نہیں؟ یہ جو باقی کلمات اس نے کہے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن و حدیث سے اس کے لیے مد علی جواب نہ پائے جائیں؟ نیز ان کلمات کے بارے میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہیئے؟ کیا کہیں مسلمان کے لیے ایسے مجرم کی حمایت نہ کرنا چاہئے ہے؟ کیا کوئی مسلمان وکیل عدالت میں اس کی وکالت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر وکالت کرتا ہے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا ایسے مجرم کے رشتہ دار اس کی طرف سے وکیل کر سکتے ہیں اور وہ اس کی حمایت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر وہ اس کی حمایت کریں تو ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک زور میں کسی ایسے گستاخ کو معاف فرمایا تھا؟ اب ایسے گستاخ رسول کو معاف کرنے کا کسی کو اختیار ہے یا نہیں؟ اگر کوئی عالم دین اس کی حمایت کرنے تو اس کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کیا گستاخ رسول اور ہر مذہب کے انکلمات اور مزاحیں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات ترتیب طبع درج ذیل ہیں،

مرتب: کیا معاذ اللہ حضور ماقدم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال تک غیر مسلم تھے؟

ج: ہاں اہل السنۃ والجماعہ کا حقیقہ ہے کہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام انصاف و سلامت نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد جملہ صفات اور کمالات انہوں سے پاک اور منزہ ہیں نہ ان سے قبل نبوت

کفر و شرک کے ارتکاب کا اعتقاد کہہ سکتا ہے اور نہ بعد الموت اس لیے کثرت اور کفر و شرک دونوں اہم نہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ابتداء ہی سے ایسی حیثیت اور نفس مرحمت فرمایا جو آپ جو نعمتاً معصیت سے دور رہتا ہے اور فتنہ مجوسیت سے بچ رہتا ہے حتیٰ کہ کھانے پینے میں بھی وہ عیدیت کا مظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مثنیٰ علیہ السلام نے یحییٰ بن ابراہیمؑ سے فرمایا: اللہ کا ظہر زبان مبارک سے نکلا کر اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ہماری عقائد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے چنانچہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: لا ینبیل علیہم معفوۃ الاسلام بحکمہ معذہون عن الصغائر والکبائر والنقیح۔ (شرح فقہ کبیر صفحہ ۸۹) موت ان دنیاوی علامہ الشافعیؒ فرماتے ہیں: اوفی عصمتہم عن سوائف نوب تفصیل وهو انہم معصومون من الکفر قبل الفوج وبعدہ بالاجماع ولكن ان تعدد الکتاب عند الجمهور۔ (شروح عقائد الشافعیہ ص ۹)

عندہ اس حدیث کو نام برہنہ مثنیٰ علیہ فرماتے ہیں: فوہی و تافضی ثانی وغیرہ تمام اہلسنت والجماعت کا مسلک بتاتے ہوئے کہتے ہیں: اِنَّهُمْ معصومون عن عصاۃ و الکتاب جمیعاً قالہ اندلیٰ منہ بن مہلہ و هو نصیح۔

(بحولہ مکتوبات تبیض الاسلام ص ۲۷۷)

تمام علوم والحدیث مولانا محمد قاسم آل قزوینیؒ فرماتے ہیں: ابرہیم حقیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (اصفاؤہ) کا قبل النبوة و بعد النبوة بہر طور کہ باشد معصوم اند۔ (ترجمان السنۃ جلد ۳ ص ۳۵) علامہ ابو محمد عبدالحق محدث دہلویؒ کہتے ہیں: مگر کفر اور شرک سے بالافتراق معصوم تھے کہ نبی سے قبل از نبوت بھی کفر اور شرک سرزد نہیں تھا۔ (عقائد اسلام ص ۳۹) علامہ مثنیٰ عبدالحقؒ فرماتے ہیں:-

الجباب، حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتداء ہی سے معصوم تھے میں قبل از نبوت اور بعد از نبوت کفر و شرک بلکہ شائبہ کفر و شرک سے بھی بالکل پاک صاف اور منبرہ ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱۹ کتاب العقائد)

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عالم ازل و عالم ارواح میں اپنی عبادت اور توحید کا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت

دینے کا مقصد رحمت و انعام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَأَوْحٍ**
إِذْ أَخَذْنَا مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمُئِيلَ وَاسْمُئِيلَ وَاسْمُئِيلَ وَاسْمُئِيلَ وَاسْمُئِيلَ
تَنْفِيرِ سَلَامِينَ میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے: **إِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ**
وَمِنْكَأَوْحٍ میں اخذ جو ان صلب آدم کا لفظ جمع ذرۃ و حی صغیر انصاف و مٹانے
وَمِنْكَأَوْحٍ و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ**
عِبَادَةِ و ذکر و خاصۃ من عطف انعام علی انعام و **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ**
شَدِيدًا یا **بِإِسْرَافٍ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ** و **وَاسْمُئِيلَ**
الان حوالہ عبارت سے وضاحت کے ساتھ یہ بات سامنے آتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
وَالسَّلَامُ قبل النبوت بھی مسلمان ہوئے تھے اور بعد النبوت بھی ان پر کبھی کبھہ کفر و شرک کا الزام نہیں
 آیا ہے۔

۱۲) خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قبل النبوت یا بعد النبوت گناہ اور کفر و عبادت
 کے ارتکاب کا قصور بھی محال ہے کہ جن کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلم قرار پائیں اور ان کے
 نکاح کو ناجائز قرار دیا جائے۔

امام ابو حنیفہؒ مراد یہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تخصیص سے فرماتے ہیں: **و**
مَعْنَى **عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ** **نَبِيَّهُ وَعَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَنَبِيَّهُ وَنَبِيَّهُ وَنَبِيَّهُ** **وَلَمْ**
يُعْبَدُوا الصَّمَمَ وَلَمْ يَشْرِكُوا **لَهُ تَعَالَى طَرَفَةٌ عَيْنٌ قَطٌ وَلَمْ يَرْتَكِبْ صَغِيرَةً**
وَلَا كَبِيرَةً قَطٌ۔ (شرح فقہ کبیر ص ۹۹، ۱۰۰ بحث فی اثبات نزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

علامہ علی قاریؒ اس عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں: **وَلَمْ يَرْتَكِبْ الصَّمَمَ** ای
وَلَا عَيْبَةً **وَلَمْ يَشْرِكُوا** یا **لَهُ تَعَالَى طَرَفَةٌ عَيْنٌ قَطٌ** ای **لَا قَبْلَ النَّبِيِّ** **وَلَا بَعْدَهَا**
فَاتَ الْإِنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ معصوموں میں اس کے مطابق بالاجماع و
 جوئے بعض مفسرین و راویان نے **لَهُ تَعَالَى طَرَفَةٌ عَيْنٌ قَطٌ** کی تفسیر **لَا قَبْلَ النَّبِيِّ** بنی و بعدھا
 مقام الخراج و ماہر صلی اللہ علیہ وسلم و کما قال الامام الاعظم (رحمہ اللہ) **وَلَمْ يَرْتَكِبْ**
صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً قَطٌ۔ (شرح فقہ کبیر ص ۹۹، ۱۰۰ بحث فی افضل الناس اجماعاً)
 علامہ حافظ ابن کثیرؒ حضرت جبریلؑ کی روایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

پاکہ متنی نقل کرتے ہیں : عن جابر بن سمعہ قال بعد أن بعث رسول الله وهو على دابة
قومه قال اليه هنيئاً معني قوله سوار دين قومه ما كان بشي من اربط امره بكم ومن بعد
ذلك يشرك بالله قط معلول : وسلاماً عليه دعتاً : ابلد : بنو واليهاية ج : ۱۸۸
امام فخر رازي رزقي رسول الله صلى الله عليه وسلم کی ایک روایت نقل کرتے ہیں : نوازن
لعن من اصاب اطلاب الطاهرين الى رحا نطاحات - التفسير کم بر ج ۲ ص ۲۸۶ -
سورة الشوری آیت ۲۱۹)

اسی روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی پاکہ میں تھے اور آپ کے آقا و اجداد
بھی پاکہ میں تھے ۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی آپ کی خالق و مآل تھا اور آپ میں کوئی ماضی و رویت
کر رہے تھے ۔

سواران کثرت نے کھنسا ہے : و شب رسول الله مع ان طاب يكاوه ويحفظه ويحوطه
من امور ارجح عليه ومما بهتوا ... و ابعدهم من الفضض والاذى مانوى ملائيا
و ماريان احد حتى سمعاه قومه الامين لما جمع الله فيه من اكل امور الصالحات -
(البدایة والنہایة ج ۲ ص ۲۱۵) قصہ خود جہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ع) :
(۱۲) آپ سے قبل انہیوت : اور بعد انہیوت سے شرک سرزد ہوئے کی تفسیر خود آپ کے اس کلام
سے ہوتی ہے جو آپ نے نامی راہب کے قبول و تقدیر میں فرمایا ہے : فا االيہ یجیری و قائل لہ
یا غلام : مشئت بحق الملائک و تعزى لا الخبیثی عما شئت عنه انما قال
لہ یجیری ذلک لانہ سمع قومه یحلفون بھما فزعموا ان رسول الله علی الله
علیہ وسلم قال لہ لا تسألنی بالملائک و العزى شئاً فوالله ما بعثت شیئاً قط
فقال لہ یجیری فوالله الا ما احببتنی بہ ما مشئت عنه فقال لہ سئنی
سماعاً اذ لک : انحر (البدایة والنہایة ج ۲ ص ۲۱۵) معانی خدیجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام : ص ۱۰۰
(۱۳) اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز تھے کہ پیدا کر کے اللہ
کے نبی اور رسول ہیں : تو جو شخص پیغمبری کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو تو اس سے کفر و شرک اور ماضی
کا ارتکاب کیسے ممکن ہے !

علامہ سیر علی نے : ”مختصر انصاری“ میں کافی ساری روایات نقل کی ہیں جس سے صاف ظاہر

ہونے کو آپ کی نعت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی قبل تھی اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
جنت کے اعتبار سے سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔

لما اخرجہ احد و انبغی فیہ و بغد و الطبری و الحاکم و لیثی و ابونعیم عن
مسیرۃ النضر قال قلت یا رسول اللہ منی کتبت نبیا قال وادعی من المروج و الجسد
الخصائص الکبریٰ ج۱ ص ۱۰۱ باب خصوصیتہ لکھنؤ

واخرجہ الحاکم و ابونعیم عن ابی ہریرۃ قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
منی وجبت لک النبوة قال میں خلق آدم و نفخ الروح فیہ۔ (الخصائص الکبریٰ ج۱ ص ۱۰۱)

اسی قسم کے مزید روایات کے لیے الخصائص الکبریٰ ج۱ ص ۱۰۱ کا مطالعہ کریں۔
ان تکرار روایات اور عجالات سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء سے ایمان کی دولت
سے مالا مال تھے، آپ پر کسی بھی غیر مسلم کا دور نہیں گذر سکتا ہے اور نہ آپ کے کسی کوئی منکر یا کبریا
ہونا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گویا پیدا ہی پختہ ہوئے تھے۔

وہ چونکہ آپ کی حیثیت ابھی تک نازل نہیں ہوئی تھی اس لیے آپ چالیس سال کوئی نبی
کے مطابق عبادت اور کثرت سے رہے۔

چنانچہ علامہ مینی، ابن عمر، عمر مکرمانی اور ابوالعباس القسطلی رحمہم اللہ شارحین بخاری فرماتے
ہیں، روى في رواية وكان يخلو بين رجلين فيحدث قبه وهو انجب الايام اع و سسلى
ابن الاعراب عن قوله يتعنت فقال لا اعرفه و سسلى اباعمره والشيعاني فقال لا
اعرف يتعنت اما هو يتعنت من الخفية ويبيع ابراهيم عليه السلام قلت قد
روى في مسنده من هشام يتعنت باليد۔ (مسند القاري ج ۱ ص ۱۰۱) ابن المبارک ج ۱ ص ۱۰۱
کومانی ج ۱ ص ۱۰۱ کھنکاشی بدایہ النور ج ۱ ص ۱۰۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسی طرح علامہ مشعلی نعمانی فرماتے ہیں کہ یہ وہی عبادت تھی جو آپ کے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے نبوت سے پہلے ادا کی تھی۔ (میسرت الہدیٰ جلد ۱ ص ۱۰۱) آفتاب سالک کا ملامت
لہذا انوکھی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے پیغمبر کے بارے میں یہ کلمات کہہ کر وہ
نبوت ملنے سے قبل غیر مسلم تھے ان کی شراعتی طور پر مسلم کی حالت میں ہوئی تھی اس لیے ان کا نکاح نہیں ہوا تھا
تو یہ کفر یہ کلمات ہیں اسی لیے کہ ان سب باتوں میں انبیاء کرام کی توہین ملحوظ ہے لہذا ان شخص
نہرہ اور واجب القتل ہے۔

کما قال المروئی بن عابد بن جابر بن عبد بن شامة جابر و حکمہ لقتل ۔
 (رد المحتار ج ۳ مسئلہ ۱۰۱۱ باب المروئی)

وقال جماعة من تبيخه: ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم او كافر فانه يجب قتله بهذا المذهب عليه عامة هل اعلم قال بن المنيذر
 اجمع عوام اهل العلم على ان حد من سب النبي القتل ۔

وانه رمى بالسبيل ملك المسابقة لا يخطئ

علامہ ابن عابد بن جابر کے جواب کے مطابق (الریوسن) کا قول کھاسبہ کر
 وایما جعل مسلم سب رسول الله فقتله او عابده او مقصده فقد كفر
 بالله تعالى وبانت منه امواته فانه تادب والا قتل ۔

رد المحتار ج ۳ مسئلہ ۱۰۱۱ باب معہ فی حکم سب الانبیاء

تاہم اگر وہ بدعتی دل سے توہم سے صرف قانون سے پہنچنے کے لیے توہم سے تفریق کے
 ان اس کی توہم قبول ہوگی۔

قال ابو الحسن علی بن الحسین سعدی: من سب رسول الله فانه مرتد
 ويفعل به ما يفعل المرتد ۔ (المنتقى في الفتاوى ج ۳ ص ۴۴۱ باب التبرؤ
 قال العلامة ابن عابد بن جابر: وظاهره في قبوله لو بینه كذا لا يعفى ۔
 منتهى الحاق علی بن عابد بن جابر ج ۳ ص ۴۴۱ باب المرتد)

وبالایم: ان مذهب ابن حنبل في تبيخه والتأني ان حكمه حكم المرتد وقد
 علم ان المرتد تقبل توبته وبويع ما فعله فاعين المنتقى ۔

(رسائل ابن عابد بن جابر ص ۴۴۱ تبيخه لولا ولا حکام)

پھر اگر توہم بدعتی ایمان کے بعد اس کو دوبارہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

سوئی: کیا پچاس سال کی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نہیں بڑھا تھا؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے بارے میں شریعت مقدسہ کی کتابوں
 میں تین قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں ۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن عفان کے تھے۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھنظلہ بن حنفیہ کے تھے۔

(۴) اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تختہ عروج کی عام عادت کے مطابق آپ کے داد جناب عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن کرایا تھا اور لوگوں کی دعوت بھی کی تھی۔

ما قال العلامة مشیر احمد اعظمی: قد اختلفت في مسألة هل خلاصة القول احدها انه ولد معشونا مسرورا وروى في ذلك حديث لا يصح وكل من اخرج ابن اسحق في الموضوعات وليس به حديث ثابت..... وانقول الشافعي انه حين علم بولده في ليلة الاثنين عند ظهره عليه السلام

والقول الثالث ان جده عبدالمطلب غلبه يوم سابعه وضع لثماويه وسماه محمداً. (فتح الملهم ج ۱ ص ۱۸۱) ہاں تو کچھ عرب، لغوی (الافانصرام)

یہاں میں قول کے علاوہ کوئی چیز بھی نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ساتویں دن کرایا تھا اور یہ قول کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال تک غیر مختون تھے اس بات کے غلط اور بے بنیاد ہونے کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے جو یہودی اور عیسائی کے شعائر پر مبنی تھا اور یہ عمل، رسم، جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت بیان کر میں سے تھا اور عرب بھی روزِ اول سے اپنے بطوں کا تختہ گرد نہ چلے آ رہے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ چالیس سال تک غیر مختون رہے۔ لہذا آپ کے بارے میں ایسا کہنا یا سمجھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و استخفاف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادنیٰ استخفاف بھی کفر ہے۔

لما في خلاصة الفتاوى، ولو قال للعرب من شعيرة أبائهم.

خلاصة الفتاوى ج ۳ ص ۳۸۵

آئیے جلی کر مزید کہتے ہیں: من سب رسول الله أو قصده أو كان فيه ردة -

خلاصة الفتاوى ج ۳ ص ۳۸۵

لہذا اس استخفاف اور توہین کی وجہ سے وہ قاتل، فرار، عار، من الاسلام ہے، حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس ردائز کو پسینے کو توڑ دیتی مزار ہے۔

سوال کیا یہ درست ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی شادی ۱۲ سال کی عمر میں کی اور پھر کبھی اس وقت آپ نہ ہی نہی تھے اور نہ مسلمان اس لیے نکاح نہ فرما؟
ج: سوال اول کے جواب میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ آپ روزِ اول سے مسلم ہو

پاکیزہ تھے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح باطل صحیح تھا، اس کی صحت پر کوئی شک و شبہ نہیں۔ نکاح چیس ہوا تھا تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ غزوہ بدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ سال قبل کے بعد ۴۰ سال کی عمر تک (۱۵ سال) بنائیں جتنا رہے۔ حالانکہ کائنات ارضی میں ایک چالیس کی ذات کیسی ہو سکتی ہے کہ چیس سے زائد کا دستکاب تو کی اس کا تصور بھی محال ہے حتیٰ کہ کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ کافروہ تو ہو سکتی ہے مگر زانیہ نہیں۔ لہذا کسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے توہین آمیز کلمات کہنا یا الزام لگانا موجب کفر ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔

لما فی اللہ تدبیرہ، مسلم من یسب الی الانبیاء الفواحش کفر معہم علی التزی و
نحوہ الذی یقولہ الخشویۃ فی یوسف علیہ السلام قال یکفونک ان شتمتم ہم
واستغفرت ہم۔ (الفوائد الہندیۃ ج ۲ ص ۲۸۲ باب موجبات الکفر)

سوال: کیا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر تک بغل اور زہیر بال کا کئے ہیں؟
ج: زہیر ناف اور بغل کے بال صاف کرنے کا علاج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
جلا آرہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دھوکے پیر ہو کر
تھے جبکہ زہیر ناف بال وغیرہ صاف کرنا سنت ابراہیمی ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ
اجداد اسی ابراہیمی سنت پر عمل کرتے ہوئے زہیر ناف اور بغل کے بال صاف کیا کرتے تھے۔ اس
بنامہ پر یہ کہیے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال تک زہیر ناف اور بغل کے بال
صاف نہ کیے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ قول فطرت الانبیاء ہے، حدیث شریف میں ہے: من عادیثہ
قلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق من الفطرة: قص الشارب وایفا
اللیۃ والسواک والاکناس شاق بالاء وقص الاظفار وغسل المواجد وتبغ
الایبط وحلق العانة انتقاہ المار۔ (ابوداؤد علیٰ حدیث حوالہ المعبود ج ۱ ص ۲۸۲)

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ حدیث بالکی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے
عشر خصائص من سنن الانبیاء: لہذا انہی نکتہ ای یہم کا ناف ظننا علیہا
وکننا نقول عن اکثر العلماء السنۃ الابراہیمیۃ۔ (ربط المعبود ج ۱ ص ۲۸۲)
امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: هذا الطہالت منقولہ عن ابراہیم
متداوۃ فی طوائف الاہم الخفیۃ اشربت فی قلوبہم و دخلت فی صمیم

اعتقاد ہم علیہا مجاہدیم و علیہا معاتہم عصاً بعد عصی و لذلک حبیب بالغلط
و هذا شد حرا الملة الخفية و لا بد لكل ملته من شماس یعرفون بها و یأخذون
علیہا ینکون طاعتہا و عصیانہا مؤلاً محسوساً رفیع المہم ۱۱۱ اشکاً بآکریم ۱۱۲ و الربانی
تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ت یکیسے لیکن ہے ر آپ نے دین بڑی ہی اور قطعاً انبیاء کے
مخالفت کر کے پائیس سالہ تک بغل اور زیر ناف بال رکھے ہوں۔ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہائے شہادت عیب اور آپ پر افترا بوبادھا ہے اور آپ کی تو جین و استخفاف کر گئے ہیں جبکہ
کئی بھی پیغمبر کے بارے میں ایسے توہین آمیز و مہیوب کلمات کہنا سبب ارتداد ہے۔

لانی التاؤدنیۃ من لدیقرب بعض الانبیاء و لعاب نیایشی و لدی مرض
بسنۃ من سنن المرسلین فقد تقررتنا و غابہ ۱۱۵ مشک
اسی طرح صاحب ناما رعا نیز ایک اور مقام پر لکھتے ہیں، و لو عاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بشیء من العیوب یکفر۔ و نا تارخانیۃ ۱۱۶ ۱۱۷
علامہ طبرسی نے عبد الرشید بخاری محیط کے حوالے سے لکھتے ہیں، فی المعیط من شتم
النبی و اہلہ و عابہ فی امور دینیہ و فی شغفہ و فی وصف من اوصاف
ذہ سو۔ کما ان الشاتم مثلاً عن امته و غیر ہا سوا کما من مباحل الکتاب
و ضیوۃ د مباحل ان او حر بیسا سوا کما ان الشاتم و الاہانۃ و العیب صاوداً
عنه عہد اذ سحوا و غفلۃ و جد ا و ہر کلا قد کفین خطو دا۔

خلاصۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸۴ الفاظ الکفر

سنت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین غیر مسلم تھے؟

ج، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں اُمت کا اختلاف ہے کہ وہ
اسلام لائے تھے یا نہیں؟ ان کی نجات ہوگی یا نہیں؟ یہاں تک تو یہ بات یقینی ہے کہ
آپ کے والدین کا انتقال آپ کو رسالت ملنے سے پہلے ہو گیا تھا اور یہ بھی یقینی ہے کہ
ان کا انتقال دو برس قبل ہی ہوا تھا لہذا ان کا تعلق اہل فرت سے تھا۔

لما قال العلامة جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ عن المحدثین عبد السلام
قال فی امایہ ما نصہ کل ہی ان رسول اللہ قومہ ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کان
تعلی طفلاً یكون ما عدا قوم کل نبی من ہل الفترۃ الارذیۃ نبی سابق فانہ

مغاطیہوں سے عیشۃ السابقین لان تدریس الشریعۃ السابغۃ فی بصیر کل من اهل الخلق
بیشک لا ینعم لیسامن درینہ و لا من قومہ۔ (حدیثی القادوسی ج ۲ ص ۱۲۷)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ایک مستقل رسالہ
لکھا ہے اور اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے آپ نے تین مسالک ذکر کیے ہیں :-

۱۔ چونکہ ان کا اعتقاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہو چکا تھا اس لیے ان کو
کوئی عذاب نہ ہوگا۔

۲۔ ان سے زمین فترۃ میں کوئی شرک ثابت نہیں بلکہ وہ دین ابراہیم کے پیروکار تھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر کی برکت سے کرامت ان کو زندہ کیا اور
وہ آپ پر ایمان لائے اور پھر فوت ہو گئے، یہ واسعۃ کثرۃ ثمرین و جلاۃ کرام وغیرہ
لی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں و متہم بن شاہین بن اخطاب یومر الخطیب
ابن عبدی و السخیل و القرعہ و المحب، بطبری و العلامۃ ناصر الدین حنفی
منیر و غیرہ۔ (حدیثی القادوسی ج ۱ ص ۲۲۴) فعلی فی الولد :-

علامہ ابن حجر عسقلانی و علامہ ابن عابدین اور علامہ ابوی و جمہل شافعی وغیرہ نے بھی اسی کو
ختیار کیا ہے۔

تالیف اصلاحۃ عثمانی تصانیف، قال العلامة ابن حجر فی الذی حیوان نبیہ صلی اللہ علیہ
وسلم قد اکرمہ اللہ تعالیٰ بحیوۃ أبویہ حتی امتنا بہ کما فی حدیث صحیحہ نقروہ فی راجع
اصولہ من حافظہ الشام و غیرہ، فانتمعا بالایمان بعد موت عن خلاف التقادیر
فی ما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۱۱۲) باب ما فی من شہد کفر
قال العلامة ابن عابدین، الا تری ان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اکرمہ اللہ تعالیٰ
حیاء أبویہ لغرض حتى امتنا بہ کما فی حدیث صحیحہ القریطی وابن ناصر الدین
للقادیر الشام و غیرہ، فانتمعا بالایمان بعد موت عن خلاف التقادیر، اکرمہ
نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی قول ابن اسیر انہ یخبر بقاتلہ الم

در المختار ج ۴ ص ۱۱۲ کتاب البیہ علیہ السلام ابویہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم،

قال العلامة لابن کثیر، و استدلال بالآیۃ (تَقْلِبْ فِی السَّجْدِ) فَمَنْ عَلَّی اٰمَنَ،

انویہ سنی اللہ علیہ وسلم لما ذهب إليه كثر من جده من السنة دنا حتى
انكروا علي من رقة ولول فيهما رضى. لقد تعاضا عنهما

تردد جملہ صفی ج ۱ ص ۱۳۱ سورۃ الاحزاب

وقال العلامة فعمل الدين الرقة من جنس وانما انما في قضية ذهب
إلى اياه من جدي للفساد وحلها حيا لولا مؤمنين وقبيل خوافي ذلك
بهذه الشدة وبالطريق اما هذا الآية فقالوا قولنا تعاضا وقبيل في شدة
يشتمل الموجود انتهى ذكرهم ويحتمل لوجوده انتهى ذكرهم ويتعمل ان
يكون المعنى ان الله نقل ريقه من ساجد الى ساجد كما نقول له
واذا حسن كل هذا الوجوه وجب حسن الآية على كل ضرورة انما لا
لأما فانه ذكر حيدان (تفسير كبير ج ۲ ص ۲۳۱ سورۃ الشعراء)

اسی اختلاف کی وجہ سے بعض علماء کرام نے اس بارے میں وقت اعتقاد کر کے توجہ
دے دی ہے مگر علامہ عبداللہ بن السیوطی اور علامہ ابن ماجہ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۰
میں اللہ علیہ وسلم کے دو مہینہ دو مہینہ مسلمان ہیں ان کو غیر مسلم کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ
اس طرح کہنے سے کوئی ایمان کی دولت سے محروم نہیں ہوتا۔

۱۔ اس تفصیلی جواب کے بعد صورت مسئلہ کے مطابق فی الجملہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان احمدی میں تو یہی تھی کہ ان کو جو سب کفر و ارتداد ہے اور مرتکب کی
مرتبقتی ہے۔

۲۔ علامہ امت کو چاہئے کہ اس قسم کے کلمات کے برعکس بھی کوئی کلمہ اس وقت
کے حوالے کر دیں۔

۳۔ ایسے کلمات کے کہنے والے شخص کی کئی قسم کی حمایت و رزائی یا مان کرنا کسی مومن مسلمان کے لیے
جائز نہیں ہے۔

۴۔ اسی طرح اس کی کلمات قانونی حمایت پر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۵۔ اگر کوئی اس کے ان کفریہ کلمات پر راضی ہو تو دنا بالکفر و کفر کی وجہ سے کوئی
بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا قوی خطرہ ہے۔

۶۔ کوئی چاہے دشت گرد ہو یا غیر سب کے لیے یہی منکر ہے۔

- ۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی پیغمبر کا شانِ اقدس میں گستاخی کرنا موجب کفر ہے جس کی مزا شرمناقل ہے۔
- ۸۔ تاہم اگر کوئی مرتکب شخص حدِ قتل سے توبہ کرے تو تنقیہ کے ہاں اس کی معافی کی گنجائش موجود ہے۔
- ۹۔ گستاخِ رسول اور مرتد میں کوئی فرق نہیں، دونوں کی مزا قتل ہے اور توبہ اس کی مقبول ہے۔
- ۱۰۔ کسی مسلمان کے لیے چاہے وہ عالمِ دین ہو یا کوئی جاہل ہو کسی مرتد یا گستاخِ رسول کی کسی قسم کی دنیائی یا مالی تقاضی حمایت کرنا جائز نہیں اور ضلکی صورت میں اس کے ایمان کے خروج کا بھی خطر ہے۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء کلام اس مسئلہ | **آدھا کلمہ پڑھنے پر دم نکل جائے تو** کے بارے میں کہ ایک شخص دنیاوی زندگی میں بڑا پاکیزہ، نیکو کار اور نماز روزے کا پابند تھا، جب اس کی زندگی کے آخری لمحات آن پہنچے تو اس کے رشتہ داروں نے بغرضِ تلقین اس کے سانسے یا آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا جس پر اس کی زبان سے بھی کلمہ شہادت جاری ہو گیا، ابھی وہ شہداء کا اٹھ ہی پڑھ سکا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی الا اللہ پڑھنے کی قربت ہی نہ آئی۔ تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس شخص کی موت کفر ہے ہوئی؟ اسلام پر تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب۔ یہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کا آخری وقت قریب ہو اور اس پر نیرنگی کی حالت طاری ہو جائے تو پاس بیٹھنے والے درسیاتی آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کریں تاکہ قریب المرگ آدمی بھی پڑھ سکے، لیکن نہ تو زیادہ رو سے پڑھیں اور نہ مرنے والے کو پڑھنے کا کہیں، صرف یقین و تدبیر کے لیے پڑھیں۔ اگر وہ کلمہ شہادت شروع کر کے درمیان میں ہی دم توڑ جائے یعنی آدھا کلمہ پڑھ کر فوت ہو جائے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، کیونکہ کلمہ کا تعلق عمدہ کلمہ کا انکار کرنے سے ہے۔ صورتِ منقولہ کے مطابق اس شخص نے چونکہ عمداً الا اللہ یا محمد رسول اللہ سے انکار نہیں کیا اسلئے دنیا سے مسلمان کیلئے، امید ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔

مسئلہ تقدیر کے بارے میں ایک استفسار | سوال :- کیا قرآن میں علماء دین

شعور کا ذکر کرنے میں پیدا ہوتا ہے اور کفر کی حالت میں ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کی تقدیر ہے تو کیا اس کے کافر ہونے میں اس کا کوئی قصور ہے یا کافر ہونا اس کی تقدیر ہے تو اسے غلاب عقل کہہ دینا یا اسے قصور داؤ نہیں انا کیا صحیح ہے ؟

الجواب :- مسئلہ قضاء و قدر اور اس پر ایک نکتہ عکس یہ مسئلہ تقدیر و قدر جسک بہت مشکل ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ جبر و قدر میں دو ایات سے زیادہ گفتگو کرنے کی حاجت ثابت ہے کیونکہ اس کے اصول و معنی پر اس کے پورے مشکل سے ہی عقل میں آتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک خالق کائنات کا وجود تسلیم کرنے کے بعد اس کا انکار کرنا اس سے زیادہ مشکل ہے جس نے ہی یہاں شریعت کی بیان کر وہ راہ اشد چھوڑی اس کو ہدایت کا انکار کرنا چاہی یا تو بندہ کو بھڑکی طرح مجبور محض مانا یا پھر اس کو خالقیت میں خالق کے برابر تسلیم کرنا پڑا۔ ہم یہاں آپ کے غور و فکر کی دعوت کے لیے چند سطریں پیش کرتے ہیں جو ممکنہ طور پر ان سے مسئلہ نہ ہو مگر ممکن ہے کہ کسی حد تک مزید دلکشانی کا باعث ہو جائے۔ وہ استیعین

جملہ اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اس میں سب کا اللہ تعالیٰ کو پہلے علم ہے اور یہ بات بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ علم ازل کے مطابق جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ قیود کتابت میں بھی آچکا ہے اور اب عالم کا ایک ذرہ بھی اس کے غلات تجلّیش نہیں کر سکتا اس لیے بحث یہ پیدا ہو گئی ہے کہ اب انسانی افعال کی حقیقت کیا ٹھہری ؟ کیا اس کو ان میں مجبور رکھ لیا جائے یا عتار کہا جائے ؟ اگر عتار کہا جائے تو لازمی طور سے اس میں قدرت اور اختیار کی صفت بھی تسلیم کرنی ہو گی۔ اور قدرت اور اختیار تسلیم کر لینے کے بعد پھر قضا و قدر کے سامنے اس کو مجبور کہنے کا مفہوم باطل ہو جاتا ہے اور اگر مجبور کہہ دیا جائے تو یہ ضروری ہوگا کہ اس میں قدرت و اختیار کی صفت کا بھی انکار کر دیا جائے اس لیے قضا و قدر کی بحث میں اصل نقطہ ضروری نہ کہ افعال عباد یعنی بندوں کے افعال و کام ؛ نہ جانے ہیں۔ اس پر غور کرنے سے قبل جب آپ عالم پر ایک نظر ڈالیں گے تو آپ کے سامنے دو قسم کے

مخلوقات نظر آئیں گی۔ ایک اور جو اختیار و ارادہ کے بڑا ہنر مالک نہیں وہ کھلے طور پر قدرت الہیہ کی سخری ہوئی ہے۔ مثلاً آفتاب حرکت کرتا نظر آتا ہے یا زمین و آسمان میں جو بھی متحرک ہے یہ سب جانتے ہیں کہ یہ اپنے ارادہ سے متحرک نہیں بلکہ ارادہ و قدرت الہیہ سے متحرک ہیں۔ دوسرے قسم کی مخلوق وہ ہے جو ہر ہنر ارادہ و اختیار و مالک نظر آتی ہے، یہ تین قسم کی ہے، ایک وہ جو صرف غیر ہی کا ارادہ کرتی ہے نیز کا ارادہ کر ہی نہیں سکتی۔ یہ فرشتے کہلاتے ہیں ان کی شان کا یعصوف اللہ ما اوصوہم و یفعلون ما یریدون ہ (سورۃ ۵۰) ہے یعنی جو حکم ان کو ملتا ہے وہ اس کے خلاف کر ہی نہیں سکتے صرف وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ یہ انبیاء و اولیاء و دلوں کو جمع کرنے سے اس مقصود کی ناکہ مقصود ہے۔ دوسری مخلوق اس کے برعکس ہے وہ نیز کے سوا غیر کا ارادہ کرتی ہی نہیں یہ شیطان ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو ہر دو نوع کے ارادہ کی مالک ہے اور دونوں قسم کے ارادہ سے کرتی سمجھے، یہ حضرت انسان ہے۔ انسانوں کی بھی پھر تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ قسم جس کا ایمان اور جس کی عقل و معرفت اس کی خواہشات نفسانی پر غالب ہوتی ہے یہ قسم فوتی کر کے فرشتوں سے جاملتی ہے۔ دوسری اس کے برعکس ہے، یہ برادر شیطان بن جاتی ہے۔ اور تیسری قسم وہ ہے جس کی عقل اس کی قوت شہوائیہ کی مفتوح ہو جاتی ہے، یہ بہائم اور حیوانات سے ملتی ہو جاتی ہے۔ جس طرح ان قبلم مخلوقات کا وجود محض علی و علیہ کی بخائش ہے اسی طرح ان کا ارادہ و اختیار بھی اس کا حکم کر رہا ہے۔

اب ہم پہلے اصطلاحات اور مذاہب کی تفصیلات سے علیحدہ ہو کر سادہ و خلصہ پر اس مسئلہ پر نظر کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ بات ہم کو ماننا پڑتی ہے کہ بندہ میں اختیار و قدرت کا صفت یعنی ہے اس کا انکار کرنا اپنے بدیہی وجدان کا انکار کرنا ہو گا۔ ایک بیوقوف سے جو قوت شخص بھی اختیاری حرکات اور ایک دھڑ زدہ شخص کی حرکات کے مابین فرق کو بخوبی سمجھتا ہے اور ہرگز دونوں کو یکساں کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ بھی بدیہی ہے کہ جس طرح بندہ کا خود وجود اور اسی کے ساتھ اس کی دیگر صفات کمزور اور ضعیف ہے اسی طرح اس کی یہ قدرت اور اختیار بھی ضعیف و ذلیل ہے۔ دیکھئے انسان کتنا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے اس لیے اس کو مشہور اور بینا کہا جاتا ہے مگر

چونکہ اس کی یہ صفات ضعیف ہیں اس لیے ان کی کچھ شرائط بھی ہیں، اگر وہ نہ ہوں تو وہ نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے، پھر ان شرائط کے ساتھ جہاں وہ سنتا اور دیکھتا بھی ہے وہاں بھی کچھ دوسری چیزیں اس کی مشغولیت اور بینائی کی دونوں صفتیں معطل فرماتی ہیں، بشا ایک خاص فاصلہ کے بعد نہ تو وہ کچھ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے، مگر کیا اس کی اس معذوری پر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس میں اسے دیکھنے کی صفت ہی نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں یہاں دورانیہ پیدا نہیں ہو سکتیں، بالافتقار ہی کہا جائے گا کہ ضروری ہے مگر اتنی ضعیف ہیں کہ تودہ دوسری چیزیں کام نہیں دے سکتیں۔ اگر صفت اختیار بھی ایسی ہی ضعیف صفت ہو کہ جس کا کچھ دور تک تو اثر ظاہر ہوتا رہا ہے لیکن نہ ہوا آئے۔ چل کر اس کا اثر ظاہر نہ ہوتا تو کیا اس صفت کی وجہ سے اس کے وجود ہی کا انکار کر دینا صحیح ہوگا؟ یا اگر اس کا انکار کر دینا جائے تو کیا پھر یہ بھی ضروری ہوگا کہ آخر تک اس کا اثر تسلیم کیا جائے۔ پس اگر ہم اپنے اختیار کے اثرات کچھ دور چل کر مفعول یا معدوم دیکھتے ہیں تو اس بنام پر ہم تو اپنے بددیوانہوں کے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں دے، اسی طرح اگر ہم اپنے وجدان کی بنام پر اپنے نفس میں صفت اختیار تسلیم کر لیتے ہیں تو یہ بھی کوئی لازمی امر نہیں ہے کہ پھر اس کے اثرات ہمیں آخر تک تسلیم کرنا پڑ جائیں۔ اسی لیے ہم پوری بصیرت کے ساتھ اس بات کے اقرار کر رہے ہیں کہ ہم میں قدرت و اختیار کی صفت موجود ہے، مگر ان خود اس صفت اختیار پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے، یعنی اس پر ہم قدرت نہیں رکھتے کہ اس اختیار کو جدھر چاہیں لگا دیں، بلکہ ہماری یہ صفت ضعیف الہیہ کے تحت اسی طرح ہماری حرکت کرتی ہے جس طرح ایک سنگ انداز کے ہاتھ کا چھوڑنا جواباً پتھر ہے کہ اس پتھر کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ اس سمت کو چھوڑ کر جدھر سنگ انداز نے اس کو پھینک دیا ہے کسی اور سمت چلا جائے، اسی طرح بندہ میں بھی یہ طاقت نہیں کہ وہ اس جانب کے سوا جس جانب قدرت نے اس کے اختیار کو لگا دیا ہے کوئی اور کسی بھی حرکت کر سکے۔ لہذا بندہ جو کرتا ہے یقیناً اپنے اختیار ہی سے کرتا ہے، مگر وہ اپنے اعتبار سے کرتا ہی ہے جو مختار مطلق اس سے کرتا جاتا ہے۔ پس اس لحاظ سے کہ ہم جو کرتے ہیں اپنے اختیار سے ہی کرتے ہیں، مختار کہلاتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ اختیار وہی کر سکتے ہیں جو ضعیف الہیہ ہوتا ہے، مجبور کہلاتے ہیں یا مجبور الہیہ مجبور، مگر یہ الہیہ مجبور ہے جو

جو مطلق سے متنازع ہے، کیونکہ جو مطلق میں مجبور کو اپنے ارادہ کی ساتھ مزاحمت محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کسی مومن کو کھڑکھینچنے کے لیے مجبور کر دیا جائے، تو اگرچہ وہ کھڑکھینچ کر باندھ دیا جائے کہ نہ دیتا۔ یہ مگر اس کے ساتھ ہی اس خارجی جبر کی مزاحمت کا احساس میں کئی بڑا سہ ہے، یا مشکل ایک منافی زبان سے کلمہ ایمان ادا کرتا ہے مگر یہاں بھی ظاہری خوف اس کے باطنی ارادہ کے لیے مزاحم رہتا ہے۔ لیکن جو چیز یہاں ہے اس میں ارادہ مجبور کے ساتھ کوئی مزاحمت نہیں ہوتی۔ انسان جو فعال بھی کرتا ہے وہ اپنے احساس کے مطابق کردار پروری خود اختیار ہی سے کرتا ہے، حتیٰ کہ اگر تقدیر کا جبر اس کو تباہی دیا جائے تو وہ اس کے تسلیم کرنے میں متامل کرتا ہے۔ جس طرح یہاں بندہ کا جبر جبر مطلق سے متنازع ہے، اسی طرح اس کا اختیار بھی مطلق اختیار سے متنازع ہے کیونکہ وہ جو چاہے اختیار نہیں کر سکتا بلکہ وہی اختیار کر سکتا ہے جس کا اختیار قادر مطلق نے اس کو دے دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے مگر چاہتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اس سے کرنا چاہتا ہے۔ اب اگر اس اختیار کے ساتھ کوئی شخص اپنے نفس کو مجبور کرتا ہے تو کیسے عہدہ ایسا مجبور ہوگا جو مسدود نہیں ٹھہر سکتا۔ پروردگار عالم کی غایت سے کہ یہ کرشمہ بھی عجیب ہے کہ اس نے ایک مجبور شخص کو کس حکمت سے ایسا تیار بنا دیا ہے کہ وہ اپنے کردار میں اپنے احساس کے مطابق اولیٰ مزاج بھی محسوس نہیں کرتا ہے حالانکہ ہماری گرفت اس پر اسی درجہ سخت ہوتی ہے کہ وہ جنبش کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صورت اس لیے پیدا ہو گئی ہے کیونکہ یہاں افعال پر جبر نہیں، افعال تو اپنے اختیار سے ہوتے ہیں مگر خود اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کی مشیت کاملہ کے تحت آتا ہے اس لیے اس مختار کو اپنے جبر کا احساس نہیں ہوتا، اگر جبر افغان پر ہوتا تو خود اس کا احساس ہوتا، یہ صفت اب صرف قدر کی ہے کہ وہ بندوں کے اختیار پر بھی حکومت کرتا ہے۔ قصائد قدر کے راز ہمارے سرسبز سب اسی نظر میں پہاں ہیں بندہ مجبور ہو کر اپنے مختار ہونے کا مدعی بھی اس لیے رہتا ہے کہ اس کو اپنا اختیار محسوس ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس کو یہاں اپنے ارادہ کے ساتھ کوئی مزاحمت محسوس نہیں ہوتی اس لیے فوقانی جبر کا اس کو کوئی احساس نہیں ہوتا، اور جب جبر واصلیٰ اس طرح مدغم ہو جائے تو پھر اپنے افعالی پر مسئول ہونے کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے

کیا ایسا مختار بھی مسئول نہ ہونا چاہیئے جو اپنے وجدان میں بھی خود مختار ہو۔ اس فوقانی جبر کا حال تو صرف ابنیہ علیہم السلام سے بتایا ہے۔ حرج و مرج سے کہ کیا تو انسان ایک طرف مختار مطلق مطلق مطلق ہے، ایسا مختار تقدیر کے جبر کو مٹنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا اور سلمان ہو کہ بھی اس کی تصدیق میں ہزار جہتیں نکالنے کو بیٹھ جائے اور دوسری طرف جب تقدیر کا جبر تسلیم کرنے پر آتا ہے تو یہاں بھی اس کی رد میں ممانعت نہ ہی نظر آتی ہے، یعنی پھر جزا و معزا میں الجھنے لگتا ہے۔ و قد صدق اللہ عز و جل :
وَيَكْفُرُ الْإِنْسَانُ بِأَكْثَرِ شَيْءٍ جَدًّا ۝ ۱۰۰ ۝ "انسان غلط ہے، جی جگرتا"
حالانکہ سوچ تو یہ چاہیئے تھا کہ کیا حکومت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ حکومت ہمیشہ ماکم کے زیر دست رہے۔ پھر یہاں تو رشتہ صرف حکومت کا نہیں بلکہ حکومت کا جبر ہے۔ کیا یہ معقول نہیں کہ ہواں جہاز غیر مستقل اختیار بھی مختار اور کی مشیت کا حکومت بنا ہے ؟
جب یہ بات سامنے رکھی جاتی ہے تو دنیا شور مچا کر دیتی ہے کہ جبر کو مجبور بنا دیا، مادہ کو خود کی بات تو یہ مقلی کہ جو سب سے موجود ہی نہ تھا وہ مختار تھا کس دلی و پھر یہاں کچھ مختار تھا تقدیر نے اس کو ختم کر کیا ؟ بلکہ انہی طور پر اور تسلیم کر لیتے ہیں یہاں تو یہ احسان کے ایک معدوم بعض کو شرف و جود بخشا، پھر اپنی حکمت کا علم سے ایک بڑا شخص یعنی لطف کو صریح و بعیر ادا مختار بنا دیا، اور ہر احسان فراموشی کے شکوکہ سے ہے کہ مختار کو مجبور بنا دیا۔ یہاں ایک مغالطہ یہ نگہ کیا ہے کہ تقدیر اور بندہ کے اختیار کو علیحدہ علیحدہ سمجھ کر تقدیر کو بندہ کے اختیار پر ماکم مانا گیا ہے، حالانکہ ہمارا اختیار بھی خود تقدیر کے لیے دائرہ میں شامل ہوتا ہے۔ اسی قسم کا سوال ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تھا کہ یا رسول اللہ! دینی اللہ علیہ وسلم! ہمارے حق میں دوا کا استعمال اور جنگ میں دوا کا استعمال کرنا کیا خلافی تقدیر کو ٹال سکتا ہے، یعنی جب نہیں ٹال سکتا تو پھر ان کے استعمال کا کیا فائدہ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کتنا مختصر دیا کہ کیا تسبیح بخشنی ارشاد فرمایا کہ تم میرے صحابہ! تم ان اسباب کو تقدیر سے خارج سمجھتے ہو، ان کیوں ہو، تقدیر میں یہ بھی لکھا ہوا ہوتا ہے کہ دوا کرو گے تو شفا یاب ہو گے، دوا کا استعمال کرو گے تو دکن کے دار سے بچ جاؤ گے۔ پس اگر کتاب اسباب بھی اعلا تقدیر میں داخل ہو چکا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ و بادشام کے قصہ میں نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ مقام کے پاس پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں تو بادشہ جیل رہی ہے، یہ سنا آپ نے اسلامی لشکر کو واپسی کا حکم دے دیا، اسی پر حضرت ابو عبیدہؓ نے الجراح نے عقب سے فرمایا اچھا آپ تقدیر سے بھاگ رہے ہیں، یعنی اگر موت مقدر ہو چکی ہے تو پھر اس واپسی کا کیا فائدہ؟ حضرت عمرؓ نے حکیمانہ آواز میں اس کا جواب دیا، فرمایا: اے ابو عبیدہ! اگر دو دایاں ہوں ایک سرسبز اور دوسری خشک، تو لو اپنے اوتھلے کس میں چڑھ گئے؟ اگر سرسبز وادی میں چڑھ اؤ اور یقیناً اسی میں چڑھ گئے تو کیا یہ تقدیر سے گریز ہو گیا یہ بھی اسی تقدیر کے تحت ہو گا؟ اسی طرح میری واپسی کو احاطہ تقدیر سے اہر کیوں کہتے ہو؟ اگر موت کی وادی سے بچ کر جا رہا ہوں تو یہ بھی تقدیر میں لکھا ہوا ہو گا جب ہی تو واپس جا رہا ہوں! (موطا مالک)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر و تقدیر میں جتنک نہیں ہے اور جنگ تو اس وقت ہوتی جبکہ تدبیر تقدیر کے احاطہ سے کہیں باہر ہوتی، اب تو تدبیر بھی تقدیر کا جزو بنی ہوئی ہے، تدبیر و تقدیر کے مراتب کو اس طرح محض نظر رکھنا یہ علوم نبوت کا نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے بیٹوں کو مصر روانہ کرتے ہیں تو نظر گذر کے شطرنج کے تختہ کے لیے بھرنے لگے ہیں: يَا بَنِيَّ لَا تَشْتَرُوا حُرًّا بِعَبْدٍ يَا بَنِيَّ وَلَا تَحْلُوا حُرًّا بِعَبْدٍ يَا بَنِيَّ۔ اے میرے بیٹو! دیکھنا کہیں ایک ہی دروازے سے سب کے سب مت داخل ہو جاؤ، ایک طرفی دروازوں سے جاننا (کہیں خانہ این نبوت کو کسی کی نظر نہ لگا جائے)۔ اور حضرت پڑی نظر گذر سے تختہ کی یہ تدبیر بھی کرتی جاتی ہے اور لسان نبوت رحمت تقدیر سے بھی آگاہ کئے جاتی ہے اور فرماتی ہے کہ: وَمَا أُخِفْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا مِنَ الشَّيْءِ۔ یعنی میری یہ تدبیر عالم اسباب کا ایک تسلی ہے جو مقدر ہو چکا ہے کہیں میں اس کو ٹال سکتا ہوں؟

یہاں اس پر بھی غور کیجئے کہ آپ تقدیر کا جبر سمجھتے ہیں اس کی حقیقت ہے کیا؟ یہی کہ قسمت نے اپنے ہی دے ہوئے اختیار کو اپنے کسر و لی میں نکال دیا یہ کہ جو اختیار عطا فرمایا تھا اس کو سلب کر لیا ہے پھر اس پر کا اثر ہے تو کہاں ہے؟

کیا ان اعتبار میں ہے جہاں آپ کو تقدیر سے قبل اختیار حاصل تھا یا ان میں جہاں پہلے آپ
 مجبور تھے۔ اس لیے یوں نہ کہتے کہ تقدیر نے ہم مختاروں کو مجبور بنا دیا بلکہ یوں کہتے کہ
 ہم مجبوروں کو ایک محدود میدان پر مختار بنا دیا۔ ایسا مختار بھی ہماری حیثیت کے نہیں زیادہ
 تھا۔ ایک مجبور میں نہیں بلکہ معدوم شخص میں اختیار کا تصور کرنا ہی کب معقول ہے؟ یہ تو
 مختار پر مطلق کا کرم تھا کہ اس نے بعض اپنے کو شوق قدرت سے ایک مجاہد کو اختیار بخش دیا اور
 اس کے اس اختیار کے سلسلے میں ایسا نہیں ہر وہ کو یاد کہ اس عالم میں اس پر کاراؤں
 کرنا مشکل ہو گیا۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نَخْلَةٍ اُمْتِاجٍ نَذِلَّاهُ وَرَفَعْنَاهُ سَبْعِيْنَ
 اَلْفَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔ سبزا اور وقت نظر سے کام لیجئے تو آپ کو معلوم ہو گا
 کہ ہمارا یہ ناقص اختیار قائم ہی رہ سکتا ہے جبکہ قدرت کا اختیار اس کے ساتھ ساتھ رہا
 رہے، اگر قدرت کا اختیار کہیں اس کی سرپرستی چھوٹے دے تو ہمارا اختیار خود بخود فنا ہو جا
 اس کی ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ بچہ جب بستہ کرتا ہے کہ وہ پلے اور اپنے پیروں ہی
 چلے جبکہ اس کے والدین جانتے ہیں کہ اس غریب کہ پیروں میں خود چلنے کا دم نہیں ہے
 اس لیے اپنی طاقت سے اس کو چلاتے ہیں اور جس طرف وہ چلنا چاہتا ہے اسی طرف
 چلا سکتے ہیں، اس کا ناقص اختیار جب اس طرح والدین کے اختیار مشغول کے سہارے
 کام کرنے لگتا ہے تو اس بچہ کے ارمان تو یوں پورے ہو جاتے ہیں کہ جو اس کی خدمت
 وہ پوری ہو گئی اور والدین یوں خوش ہو جاتے ہیں کہ اس طرح ان کا بچہ خوش ہو گیا اور
 ان کا کچھ بڑا بھی نہیں، اور اگر کہیں یہ بچہ اس بات کی خدمت کرے کہ والدین کی دستگیری کیے
 بغیر خود اپنی ہی طاقت سے چلے تو ظاہر ہے کہ بقا حاصل اپنے اس ناقص اختیار کے ساتھ
 اس نے ملے کر لیا تھا یہ بھی ملے نہ ہو۔

یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ بچہ تو اپنی مشیت بھی رکھتا ہے اور کچھ طا
 جی اور مزاحم کے والدین کو طاقت اس سے کہیں زیادہ رکھتے ہیں مگر اپنی مشیت اور
 اپنی طاقت کو اس بچہ کے تابع بنائے رکھتے ہیں اور اُدھر ہی اس کو مر دھرتے ہیں بعد
 وہ بچہ ارادہ کرتا ہے۔ مگر طاقت کے معاملہ میں بندہ کی مشیت کی ہستی ہی نہیں ہوتی وہ اگر

کچھ قدم چل سکتی ہے تو خالق کی مشیت کے ساتھ ساتھ ہی چل سکتی ہے۔ لہذا آیت
 ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ یعنی تم ارادہ ہی وہ کر سکتے ہو جو مشیت الہیہ چاہتی ہے۔ خوب ہے کہ
 اتنی حکمرانیت کے باوجود اگر ملکی فرائض میں ترویج معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس میں مشیت الہیہ
 ہمارے ارادے کے تابع بنی ہوئی ہے اور جو کام کرنا چاہتے ہیں وہی وہ بدور کرتی رہتی ہے۔
 یہ نام کو شرابی حکمت کا ہے کہ ہمارے فعال پر قدرت نے جبر نہیں فرمایا بلکہ خود چلتے
 اختیار ہی کو اپنے اختیار میں لے رکھا ہے، لہذا مجبور نہیں ہوتے کہ اجود بھلا سہما
 بھی رہتا ہے کہ ہم مختار ہیں اور اس عالم کے غلط سے یہ غلطی بھی نہیں۔ جو تیرہاں
 ہے وہ عالم غیب کے لحاظ سے ہے۔ یہ وہ ہمارے دسترس سے باہر ہے۔ اب اس کے
 حوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اس معاملہ میں صرف انبیاء کو اطمینان سلام کے بیان پر اکتفا
 کیا جائے یہاں دلائل کے اثر انداز بھی نہ گادیئے جائیں تو انسان اپنے ذاتی وجدان کے
 بالمقابل ان کو باور نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہاں سلام نے صرف تسلیم و رضائی ایک روایت دی
 ہے حقیقت سے بے خبر بھی نہیں رکھا اور اس کو پورے طور پر مل کر باور نہ کر سکتے ہیں
 سے بالاتر اس لیے اس بارے میں بحث کرنے سے بھی روک دیا۔ خاتموہ ہذا۔

مسئلہ عجائبات | جہاں اور بزرگے مسئلہ میں الجھنا بھی چکا رہے۔
 ازل تو اس لیے کہ یہ مسئلہ قاعدہ ہے کہ مالک اور خالق سے کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا بلکہ
 مالک کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو ہر قسم کا تعریف کرنے کا بجا نہ ہو۔ آپ ایک چیز عاریہ لیتے
 ہیں کہ ایہ پر بھی لیتے ہیں تو یہاں لائق اس کا مخالفت بھی آپ ہی کے سر پر قہر ہے اور
 آپ صرف وقت مقررہ تک وہ بھی بہت اختیار کے ساتھ اس سے قائمہ اٹھانے کے
 گزار ہوتے ہیں اس کو فروخت نہیں کر سکتے۔ مہربان نہیں کر سکتے، اس میں کسی قسم کی مہربانی نہیں
 کر سکتے، اس کو توڑنا اور خراب کرنا تو دور کی بات ہے۔ لیکن جس چیز کے آپ مالک کہنا
 ہیں اس میں آپ کو ان تمام تصرفات کا حق حاصل ہوتا ہے، بلکہ کسی قسم کی چیز کے ضائع کرنے
 پر بھی آپ مسئول نہیں ہو سکتے۔ جب ایک ہمارا ملک کے حقوق پر ہیں تو حقیقی ملک کے

مقوق کیا ہوں گے، پھر یہاں صرف علاقہ ایک ملکیت کا ہی نہیں غلو قیبت کا بھی ہے۔ اور چونکہ اس نے بلا شرکت غیر سے پیدا فرمایا ہے اس لیے ملکیت حقیقیہ کا حق بھی صرف اسی کا رہنا چاہیے اب ایسے مالک سے جو غالی بھی ہو زیادہ دوسرا کا سوال ہی کیا۔

دیکھئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ملکیت نہیں صرف ملکیت عطا فرمائی تھی اور وہ بھی بہت محدود پیمانہ پر، لیکن اس ناقص ملکیت کے لیے بھی جو امتیازی شان عطا فرمائی وہ قرآن کریم کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ **هَذَا اسطارنا فاعنوا امرنا** بغیر حساب۔ یہ ہماری بخشش ہے، اب آپ میں کو چاہیں دیں اور میں کو چاہیں دیں آپ سے اس کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔

علاقہ حافظہ میں کثیر و جماعتی مشہور نامہ تصنیف "السلامیہ والنہایہ" کی جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو تخت نبوت کے ساتھ سلطنت بھی مرحمت فرمائی گئی تھی اس لیے یہ بھیہ بھی کرو گئی کہ یہ بادشاہت ہے تو پہلا عطیہ، مگر چونکہ بادشاہ سے کوئی باز پرس نہیں ہوا کرتی اس لیے جاؤ اس بارے میں تم سے بھی کوئی حساب نہیں ہوگا (اسلام میں غلامی کے مسئلہ سے خلاسی ملکیت کا جتنہ جتنہ ہے، اگرچہ وہ صرف یہ جسکے کے لیے مقرر کی گئی ہے کہ جو مولائے حقیقی اور مالک حقیقی کی ملکیت پر راضی نہیں ہوتا اس کو پھر غلاموں کی ملکیت پر راضی ہونا پڑتا ہے۔ مگر اس ملکیت کے بھی جتنے حقوق ہیں وہ اس سے ظاہر ہیں کہ جو ابھی ابھی غلامی سے قبل خود مالک بننے کی اہلیت رکھتا تھا حکومت کا لفظ کسی بھی پہلو سے اس پر مائد نہیں ہو سکتا تھا، ہر تصرف اس کا نافذ اور ہر حکم اس کا ملحق تھا وہی غلامی کے بعد اس طرح ملوک بن جاتا ہے کہ ملکیت کی اس میں اہلیت ہی نہیں رہتی نہ اس کا کوئی تصرف درست ہو تا ہے نہ کوئی حکم نافذ ہونے کے قابل ہوتا ہو تا ہے۔ اور اس کے مالک کو اس کے بیچ ڈالنے کا بھی حق حاصل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ اس کو مار بھی ڈالے، جب بھی بعض ائمہ کے نزدیک گمراہ کو گناہ کتنا ہی بڑا ہو مگر دنیا میں اس سے قصاص نہیں لیا جاتا۔

پس جبکہ ملکیت و غالی قیبت کی اولیٰ سی مشابہتوں کے بعد سوال وجواب کا مرحلہ

ختم ہو جاتا ہو تو جہاں یہ دونوں باتیں اپنی پوری حقیقت کے ساتھ جلوہ گر ہوں بھلا وہاں محاسبہ اور سوال کا حق کس کو ہو سکتا ہے؟ اس لیے فرمایا لَدَيْنَشْنَىٰ مَعًا يُعْقَلُ وَكُهُم يَسْتَلْزَمُونَ (سورۃ نعت - ۱)

دوم آپ نے کبھی اس مسئلہ پر بھی غور کیا ہے کہ آخر اس عالم کی آفرینش مرنی کیوں؟ یہاں صرف ذات جامع صفات کا ایک اقتضائی ترقی تھا لہذا اب جس صورت سے بھی یہ اقتضام پورا ہو گا قاضی مناسب ہوگی۔ کمال یہ چاہتا ہے کہ مہر و قہر دونوں کی کاظم و ہر اس لیے ضروری تھا کہ دونوں کے لیے اسباب بھی پیدا فرمائے جائیں اور جز کر جزا اور سزا کا مخلوق پر چاہتا ہے کہ جزا میں عمل کی کچھ تاثیر بھی جہاں رہے تاکہ اچھے فعل پر اچھی جزا اور بُرے عمل پر اس کی سزا دی جاسکے، اس لیے یہ ضروری تھا کہ بندہ کو کچھ اختیار دے دیا جائے اس تناسب کے لیے جتنا اختیار عقل ممکن تھا وہ عطا کر دیا گیا اور اسی پر جزا و سزا کو دائر کر دیا گیا۔ اب جب کبھی بندہ اپنے اس عطا کردہ اختیار سے کوئی بُرا عمل کرتا ہے تو وہ دنیا میں بھی بُرا کہلاتا ہے، اور اگر بھلا داپا، عمل کرتا ہے جتنا کہلاتا ہے جب اس کے ان افعال پر دنیا میں تعریف و مذمت کرنا معقول ہوگئی تو افریت میں معقول کیوں نہ سمجھی جائے؟

پہلا عدم سے نہیں ہستی کو بول اٹھی تفتدیر

بلا میں پھنسنے کو کچھ اختیار لیتا جا

روشنی پر بات کر جب بڑے افعال کرتا بڑی بات ہے تو اس کا پیدا کرنا کمال کیوں کر سمجھا جاتے؟ تو اس کو بوند سمجھ کر خلق اور کسب میں بڑا فرق ہے۔ انسان جب کوئی عمل کرتا ہے تو وہ عمل اس کے ساتھ اس طرح قائم ہو جاتا ہے جیسے کپڑے کے ساتھ سفید یا اور سیاہی، اب جب اس لحاظ سے کپڑے کو سفید اور سیاہ کہہ سکتے ہیں تو ان افعال کے لحاظ سے بندہ کو بُرا اور بھلا بھی کہہ سکیں گے، مگر مخلوق خالق سے جڑی ہوئی رہتی ہے وہ اس کے ساتھ قائم نہیں ہو جاتی لہذا برائی مخلوق خالق کی صفت نہیں ہو سکتی، البتہ اس کا پیدا کرنا اس کی صفت ہوتی ہے، صفت خلق بہر کیف کمال

ہے، اتنی لیے ناقص نہ خیال کر سکتا ہے نہ خیر کیونکہ خلقِ مطلق ایک کمال ہے۔
اب رہا یہ سوال کہ خلقِ شر کمال کیوں ہے؟ تو یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ جب خلق
کفر میں غلبہ کرے تو مصلحت بھی ہو تو پھر اس کو بھی منتہائے کمال کیوں نہ کہا جلتے ہے
درکار غافلہ عشق از کفر ناگزیر است

دوزخ کو بسوزد اگر ہو لبیب نہ مانند

شاہ جہاں یہی مضمون کہہ رہا ہے کہ عالم کفر کا وجود اس لیے ضروری ہے کہ اگر
الربیب جیسا کہ فرد تو تو پھر ہم کی پیداوار کا کیا فائدہ؟

باشارتِ کمال و دلولِ قسم کہ طاقتوں ہی سے ظاہر ہوتا ہے "اس لیے کافر کے حق میں
کفر لکنا ہی قیض کیوں نہ ہو لیکن عاقبت کے حق میں تو منظرِ کمال ہوتا ہے۔

دیکھئے بیت اللہ یعنی باغِ امان خود کشتی ہی کس چیز ہو لیکن ایک بڑی سے بڑی کوٹھی
اس وقت تک ناقص ہی سمجھی جاتی ہے جب تک اس میں یہ ناقص و ناقص چیز پروڑ
نہ ہو جس طرح ایک کوٹھی کے لیے بیت اللہ کا وجود ضروری ہے "اسی طرح عالم کے
کمال کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومن کا دل کے بالمقابل ایک ارباب جیسے
کافر کا بھی ضرورت ہے۔ پھر جس طرح ایک کوٹھی میں یہ سوال کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے
کہ زمین کے کسی گوشے نے کیا قصور کیا تھا کہ اس پر بیت اللہ بنا دیا اور اس گوشے
میں کیا کمال تھا کہ اس کو شرفِ نشین بنا دیا۔ اسی طرح جہاں بھی یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ ارباب
نے کیا قصور کیا تھا کہ اس کو کافر بنا دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کیا کمال
تھا کہ ان کو صدیقیت سے نواز دیا؟ یہ سب مانگ، مانگ، مانگ کے اپنے ارادے اور اپنے
کتابت ہے کسی کو اس میں دخل در معقولات کا حق نہیں ہے۔

لبیب کو دیا تارہ تو پروانے کو جلتا

ختم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

حضرت شاہ جہاں صاحبِ رحمۃ اللہ علیہ نے فوائدِ قرآن کریم میں زیرِ تفسیر
آیت کریمہ ذِکْرُ بَطْنِ لُؤْلُؤٍ مِّنْ لَّا یُخْصِدُ اَۤیُّہُمْ مِّنْہُمْ مِّنْہُمْ مِّنْہُمْ مِّنْہُمْ مِّنْہُمْ مِّنْہُمْ

من اس طرح تحریر فرمایا ہے :

”اب جو کہے غلم نہیں سب اس کا مالیت، غلام ہیں جو غلم تھے آئے وہ بھی نہیں کرتا۔ یہ گناہ دوزخ میں نہیں ڈالت، اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے یعنی اعتراض کرے کہ گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے، سو یہ بات نہیں ہے اپنے دل سے بوجھ لے، جب گناہ پر دوڑتا ہے تو اپنے تصور سے دوڑتا ہے، اور جو کوئی کہے کہ قصہ بھی اس نے مراد تو قصہ دونوں طرف لگتا ہے اور جو کوئی کہے، اسی نے ایک طرف لگا دیا، سو بندہ کی دریافت سے باہر ہے، بندہ سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر، بندہ بھی کہہ لے گا، اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہے گا کہ اس کا کیا تصور شدہ ہے کر دیا یا اھ

ان ملامت کو بار بار بغور پڑھئے تو مسئلہ تقدیر کا حل چنانچہ واضح اور قفصہ راہگی سے آپ کو یہاں ملے گا۔ بڑی بڑی پیغمبر کتابوں میں بھی نہیں ملے گا، بلکہ سمجھنے کا ارادہ بھی ہو، اعتراضی رائے، اعتراضی نہ ہو۔

فقط والله اعلم وعلمہ اتم واكمل۔

نوٹ : ”مسئلہ تقدیر اور مجازات“ کے متعلق یہ تفصیل بندہ نے چند نام کتابوں سے جمع کیا ہے جس میں اکثر حقہ ”ترجمات السنۃ المولود حضرت مولانا الحاج محمد بدر عالم صاحب جہا جریہ فی قدس الشریعہ العزیز کا ہے۔ ان تفصیلات کا بغور مطالعہ کرنے سے انشاء اللہ العزیز مسئلہ تقدیر اور مجازات سمجھ میں آجائے گا۔

ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ اور اس کی تحقیق | سوال :- جناب مفتی صاحب! اہلکے کاؤر میں ایک غیر متقدم عالم دین نے زیرِ مہر یہ مسئلہ بیان کیا کہ اچھے اعمال کرنے سے ایمان بڑھتا ہے اور بُرے اعمال کے حدود سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور بطور دلیل اس پر قرآنی آیات اخصاً مائیتِ نبویہ علیہ السلام پیش کیں۔ اس کے بعد جب میں نے اپنے مسئلے کی مجسکے امام صاحب سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ایمان میں کمی اور زیادتی واقعی نہیں ہوتی، غیر متقدم بروی صاحب نے مسئلہ صحیح بیان نہیں کیا۔ انتخاب سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کا روشنی میں اس مسئلہ کو صحیح وضاحت نہ کر جاری رہائی فرمائیں؟

الجواب :- ایمان میں کمی اور زیادتی ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ زمانہ قدیم سے مختلف قیہ چلا آ رہا ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف کی اصل دو ایمان کی تعریف میں اختلاف ہے۔ دو مجبورِ محققین کے ہاں ایمان صرف تصدیقِ قلبی سے عبارت ہے اور اقرارِ باللسان وغیرہ اس کے شرائط ہیں۔ امام مہر نجی اور علامہ بزدوی وغیرہ کے نزدیک تصدیقِ قلبی اور اقرارِ باللسان کا نام ایمان ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے الفقہ ائمہؒ کا ایمان حوا لاقتواء والتصدیق کا مقولہ درج ہے۔ جبکہ محدثینِ حنفیہ کے ہاں ایمان تصدیقِ قلبی، اقرارِ باللسان اور عمل بالامرکات سے عبارت ہے۔ اسی غلط فہمی کے ہاں ایمان ان تین اشیاء سے عبارت ہے اُن کے ہاں تو ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے اور جن کے ہاں ایمان تصدیقِ قلبی سے عبارت ہے اُن کے نزدیک ایمان میں کمی و زیادتی پیدا نہیں ہوتی۔

لیکن اگر اس اختلاف پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی نزاع ہے اس لیے کہ ایمان کے تین معنی ہیں۔

۱۔ نفسِ ایمان یعنی حوالہ تصدیق بجاچار النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تعلق صرف دل کے ساتھ ہے جس میں گھٹاؤ اور بڑھوتری دونوں نہیں آتے و البتہ شدت اور ضعف پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کمی و زیادتی کو بھی دو قسمیں ہیں، (۱) حجازی۔ تحقیق میں شہاد کی گیت اور مقدار میں تفاوت ہوتا ہے۔ اور بخاری میں کیفیت کے انداز میں تشبیہ اور ضعیف ہوتی ہیں۔ تو ایمان کی اس تعریف میں کمی و زیادتی سے کبریت اور متقدم کی نفی مراد ہے

کیفیت کی نہیں۔

۲۔ ایمانیت دنیاوی: دنیاوی احکام اس شخص پر لازم ہوتے ہیں جو زبان سے کلمہ کا ورد کرے۔ اس لیے بعض علماء کو لازم نے دنیاوی احکامات کے اجراء کے لیے اقرار باللسان کو لازم قرار دیا ہے۔

۳۔ ایمانیت کائنات: جس ایمان پر آخری نجات ملا صاحب کو کتاب موقوف ہے ایمان کا اس قسم کے لیے اعمالی عامل کو کشف پر ضرورت ہے، اور اعمال بھی دوہرے۔

تو علماء کو لازم نے ایمان کی اس قسم کے لیے اعمالی مالک کو ایمان کا جز قرار دیا ہے، مگر پھر بھی جو شخص ایمانی صالحہ تھا تو کھدا و کھدا ترک کرے ان کے ہاں وہ کافر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمالی صالحہ کامل ایمان کے لیے ضروری ہیں نفس ایمان کے لیے۔ یہاں اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ صرف سطحی اور ظنی نزاع ہے حقیقت میں ان کے باہر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز چکا نہ کا تاکہ ہو یا کسی کبریا کا کلام تکبیر تو کھدائیں کے نزدیک وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں، صرف تاسی و فاجر شمار ہوگا اور آخرت میں اپنے اعمال کی سزا پانے کے بعد نجات حاصل کرے گا۔ اگر محدثین مفرات کے ہاں اعمال نفس ایمان کا جز قرار ہوتے تو وہ ضرور اس شخص کو دایرہ اسلام سے خارج تصور کرتے اور اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے، وجہی غدار سے کہے کیلئے، یا کم از کم اس کو ایمان و کفر کے درمیان رکھتے (جیسا کہ قتلا کی رائے ہے) اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کھدائیں کے ہاں بھی اعمال نفس ایمان کا جز نہیں بلکہ ایمان کا جز نہیں ہیں اس لیے کہ ایمان میں کئی بیشی اعمال بھی کی وجہ سے ملحق ہے۔

محدث مذکور کے مطابق ایمان کی زیادتی اور کمی کے بارے میں جو آیات مبارکہ اور احادیث پیش کی ہیں وہ سب ایمان کامل کے بارے میں ہیں ورنہ تصدیقی قلبی جو کہ نفس ایمان ہے اس کے لیے قرآن کریم اور احادیث برویہ علی اللہ علیہ وسلم میں کافی دلائل موجود ہیں۔ شہرہ منہ قرآن علامہ آقا ضیاء دہلوی نے سورہ القدرہ کے شروع میں ہی ایمان کے بسط پر نے کے کافی حقائق ذکر کیے ہیں مسئلہ: دَلِيلٌ لِّدِينٍ، فِي تِلْكَ بَيْتِ الْفِرَاقِ، وَتِلْكَ الْوَاوِ "مَنْ لَا يَخُودُ هُمْ دَلِيلٌ لِّدِينٍ قُلُوبُهُمْ" (آیت)۔ اور بسط میں کئی باریزاتی نہیں ہوتی اور یہ نفس ایمان ہے، اسی نفس ایمان ہی پر امام ابو حنیفہ کے قول ایمان کا بیان میر علیؒ نے

الموجود من دون فی الکلیات لھول من اس لیے نفس ایمان تمام ثمنین کا یہ مانا اور ہر
انسان کا ایمان اور ہر۔۔۔ سے بڑے فرشتے کا ایمان کیساں ہے اور وہ کی بیش قبول نہیں کرتا کیونکہ
تصدیق و توبہ کی کثرت سے عبادت ہے مقرر کہتے نہیں اور کثرت میں خدمت و ضعف تو آتا ہے
مگر کئی وزبانی نہیں آتی۔ لہذا اچھے انسان کہنے سے کل ایمان میں زیادتی ان کے بعد اعمال
کے اثر کا سب سے کامل ایمان میں کی واقع ہوتی ہے، لیکن جس ایمان پر نجات آخر وہ کی بدست
اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

سوال۔ جناب محنتی صاحب! اجاڑے کی غیر متعلقہ راجھی کا کیا ہے کہ
ایمانی کا ایمان جبرئیل (علیہ السلام) نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ کے قول ایمان ایمان جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا
ہے "اما محمد فرماتے ہیں کہ یہ ایمان تو نہیں کہہ چاہئیں مگر یوں کہنا مناسب ہوگا کہ امام جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا
ابھی کثرت طلب مرہب نہ کرنا تو اسی امام محمد (علیہ السلام) کے موضوع کے مذکورہ قول کی مخالفت کی ہے نیز یہ بھی
فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے قول ایمانی ایمان جبرئیل (علیہ السلام) کا کیا مطلب ہے؟ کیا امام صاحب علیہ السلام حضرت
جبرئیل علیہ السلام کے ایمان کے ایمان کے لیے ہے؟

الجواب۔ امام محمد کے حالات یہ کہنا ناگزیر نہ یقول ایمان جبرئیل کے جملے مت مانو
بجبرئیل کہنا چاہیے درست ہے، لیکن بات غلط ہے کہ آپ نے اپنے امت کی مخالفت کی ہے بلکہ آپ نے اپنے
اس قول سے کس کو دور کرنا چاہا ہے یہ میں تا کر وہی مع وجہ سے اپنے ایمان کو حضرت جبرئیل کے ایمان سے تشبیہ
نے کسی کا بھی ایمان و علاقہ کے برابر نہیں ہے بلکہ دونوں کے ایمان میں فرق نہیں ہے، اسی کا شریح
فقہ کیر ملائی قاری فرماتے ہیں: وہی حقائق الامام محمد علیہ السلام کی غلامت منہ الا ان یقول ابوہ
ایمان جبرئیل علیہ السلام وکن یقول امتنا عا امن بہ جبرئیل علیہ السلام۔ یعنی۔۔۔ وہی ان
الا ان یقول ان ایمان جبرئیل علیہ السلام من جمیع الوجہ ویس الامان من الامان و یفرق
نہیں بیچے حقائق۔ (شرح حقہ کتبہ) ایمان (برہان و کائنات)۔۔۔ ایمان کے امام صاحب کے
قرآن ایمان ایمان جبرئیل علیہ السلام کے تعلق سے تو ان کا مطلب بھی جیسے جو سے تشبیہ و تصور نہیں کرنا چاہتا
یعنی تصور یہ نہ کرنا کہ جبرئیل علیہ السلام میں مخالفت ایمان کا ہے اور جسے وہ ہم میں کی ایمان میں نمایاں و مدبر
کے داعی و برکتیں ہوتا جس کے امام محمد بھی تا کہ وہ ایمان میں جو میں دونوں کے ایمان میں مخالفت کے خلاف
یہ کہ اس سے معلوم ہو کہ دونوں امام کے قول میں کوئی مخالفت نہیں۔۔۔ مگر تفصیل کے لیے علی محمد کی کتاب
شرح فقہ کبیر اور حضرت شیخ الحدیث کی کتاب میں أدلة الاملاہ اور بیضاویہ الاملاہ لازمہ ضروری ہے۔

رفیع الدین دولوی غلامات قیامت کے ضمن میں ان بیڑوں کو بھی مفصل اور کچھ جمع کیا ہے اس رسالہ کی بنیاد آیات قرآنیہ اور مستند احادیث نبویہ پر ہے۔ یہاں ان کے رسائل و حالات قیامت سے اجتناب متفرحات نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کی علامت یہ ہوگی کہ اس سے قبل ماہ رمضان چاند اور سورج یکساں رنگ چمکے گا اور صیحت کے وقت آسمان سے نذر آئے گی **هَذَا خَلْقُ اللَّهِ مَعَهُ فَاِستَمِعُوا** واطيعوا یہ خدا کا عظیم ہدیہ ہے اس کا حکم منوالہ ملو اس آواز کہ اس جگہ نام خاص و نام عام سن چکے۔ حضرت امام سیاح و اولاد و اولاد کا ظہور کے ہونے کے آپ کا قد قیامت قدر سے لبا بدن حیرت زدگ بخلا ہوا اور چہرہ چرخہ فعلی اطر علیہ وسلم سے مشابہ ہوگی نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہوں گے آپ کا اسم شریف محمد دالہ صاحب کا نام آسمان ہوگا زبان میں تدبیر کلفت ہوگی جس کی وجہ سے تخلیق ہو کر کبھی بدن پر ہاتھ مارتے ہوں گے آپ کا علم لدنی رضا داد ہوگا اہل بیت کے وقت عمر پالیس سال کی ہوگی غلامت کے مشہور ہونے پر یہ بتی کہ نہیں آپ کے پاس کس سے سطر علی آئے گی شام عروق اربعین کے اولیا کریم و ابدال عظام آپ کی معاہدت میں اور ملک حرب کے بے انتہار آدمی آپ کی افواج میں داخل ہو جائیں گے اور اس خرد کو جو کہیں میں مدفون ہے جس کو تاج ملکوت پہنتے ہیں نخل کرمانوں پر تعمیر فرمائیں گے، آگے مفصل حالات میں بیان ملک کہ دہان کے دشمن پیچھے سے نقلی حضرت امام مہدیؑ علیہ السلام و مشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری اور ترتیب فرم کر چکے ہوں گے اسباب حرب و ضرب تقسیم کر چکے ہوں گے کہ توکل خود کی اذان دے گا لوگ غار کی تیار ہیں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کے گاہ حوں پر نگہ کیے آسمان سے دشمن کی جامع مسجد کربتی منار سے ہیں، افز و زکوہ افز دی گئے کہ سلم و شیر حمی سے آواز ہی پڑی حاضر کی جائے گی آپ اس کے ذریعہ سے قزوین ہو کر حضرت امام مہدیؑ سے ملاقات فرما دیں گے امام مہدیؑ نہایت تواضع اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آئیں گے اور جمیع سلم و فرماؤں اور فرمائیں گے یا علی اللہ اوست کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان فرمائیں گے کہ امانت تمہیں کر دیوں کہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں اور یہ حضرت اسی امانت کو خدائے دی ہے پس امام مہدیؑ غار پر چھائی گئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کریں گے راہی کے بعد دونوں اکٹھے ہو کر جانی کا مقابلہ کو فرمائیں گے استیصال کریں گے انام زمین امام مہدیؑ کے مدد ملاقات کے چکاروں سے ضرور نڈن ہو جائے گی علم بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی آپ کی عمر ۱۱ سال ہوگی، میرزاں حضرت امام مہدیؑ کا وصال ہو جائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی جنازہ سے

کی نادر چھا کر دفن فرمائی گئی اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے استقامت حضرت عیسیٰ کے ساتھ آجائیں گے
 دینی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام پچاس سال رہے گا و تمام حالات صحاح مشہور دیگر کتب حدیث میں
 مذکور ہے تفصیل کے لیے شاہ فریق الدین "کتاب علامات قیامت" دیکھئے واللہ اعلم۔
 جواب سوال ۲۰۔ اہل سنت والجماعہ کا عقیدہ ہے کہ قیامت سے قبل عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو
 سے نزول فرمائی گئی کہ قرآن کے لیے شمار خصوص تفسیر سے یہ عقیدہ ثابت ہے اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں نزول
 عیسیٰ ابن مریم کے بارہویں کثرت احادیث وارد ہوئی ہیں کہ مٹانے سے مستحضر کتابوں میں جمع کیا ہے۔
 حضرت عاصمہ رحمہا اور شاہ کشمیری نے اسکی موضوع بر عقیدہ الاسلام کی آیات عیسیٰ علیہ السلام
 اور انصاریہ جہاں ان کی نزول المسیح و مرتبہ موعود یعنی محمد شفیع ماسب میں حیات مسیح و نزول
 عیسیٰ علیہ السلام کو مرقعات اندر سے ثابت کیا ہے کہ تمام روایات متذکرہ اور احادیث صحیٰ تو اس کے قدر تک
 پہنچ گئی ہیں یہ سب ایک عیسیٰ ابن مریم ہیں کی کوئی اور عیسیٰ تو اس بارہویں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ رب
 نزول عیسیٰ میں صرف اہل مریم کہ کران و تابعین اور کلامین کی جڑ کاٹ دی ہے عیسیٰ کا نقل اکثر روایات میں
 ذکر ہی نہیں تاکہ کئی کوئی دجال اُن نام سے غلط فائدہ نہ لے سکے حضرت ابراہیم و یحییٰ علیہ السلام کی مشورہ
 صحت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى ابْنُ يَسْرَافِيلَ ابْنَ يَسْرَافِيلَ ابْنَ يَسْرَافِيلَ
 ابْنِ مَرْيَمَ حَكَمًا مَعْدُودًا خِيَمًا لَهَا بَابٌ وَتَحْتَ الْبَابِ مِيزَانٌ يَنْزَعُ الْيَسْرَافِيلُ فِيهِ خِيَمَتُ الْمَالِ
 حَتَّى لَا يَبْقَى أَحَدٌ. (حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ص ۴۹۱ بعد از صلہ ترمذی حلیہ ص ۲۸۲)
 فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ رب کی قریب ہے کہ مریم کا بیٹا تم میں آ کر ہی جو عادل و منصف
 فیصلہ کرنے والے میں عیب کو توڑ دے گا سنو اور خیمہ پر کو قتل کرنے کے کفار سے جبرہ نبوی کریم کے احکام
 صادر کریں گے اہل روایت کی اتنی خوبی ہو جائے گی کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔
 بخاری شریف منہ شریف کی روایت حدیث میں ہے۔

قَالَ كَيْفَ انْتُمْ اذْأَنْزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ خِيَمًا وَاَمَّا مَكُونُكُمْ۔

(مستحق حلیہ بحوالہ مشکوٰۃ تشریف میں ص ۲۸۰)

اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارے نام (مہدی)
 تمہی میں سے ہوں گے۔
 حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

عن الفضل بن يسار عن ابي جعفر عليه السلام قال قلت لعمد السعدي وقت فقال
كذب الوقاتون كذب الوقاتون كذب الوقاتون.

(نصيحة الشيعة ج ۲ ص ۳۸ بحوالہ اصول کافی ص ۲۳۶)

فضل بن یسار یہ اہم باقر سے روایت کرتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ کیا اس امر ضرور ہو گا کہ میں نے
کوئی وقت مقرر ہے، انہوں نے تین مرتبہ فرمایا کہ بعثت بلا تفاوت مقرر کر سنے والوں نے۔
(لفظ واللہ اعلم)

حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لانے والے لوگ مسلمان تھے | سوال۔ جناب مفتی صاحب !
لوگ یا آپ کی امت اسلام پر تھے یا نہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ اس وقت یا آج سے جو وہ سو سال پہلے کے
کافروں کو جو تھوڑا بہت دنیاوی فائدہ دے رہا ہے وہ مسلمانوں کے وسیلہ سے دے رہا ہے؟
کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۵ میں ہے:-

(ترجمہ) جب ابراہیمؑ نے کہا کہ پروردگار! تو اس جگہ کو امن دانا شروع کرنا اور میری
کے باشندوں کو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے بنوں چلوں
کی روایاں دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا پھر
انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ چہنچہ کی جگہ بُری ہے!

کیا مندرجہ بالا ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کافروں کو جو تھوڑا بہت فائدہ دے رہا ہے
وہ مسلمانوں کے وسیلہ سے ہے؟ مفصل جواب سے لوازیں؟

الجواب:- جو لوگ جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے وہ عوامی
مسلمان تھے اور جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے وہ کافر تھے۔ ایک حدیث کا مضمون
ہے کہ زمین پر جب تک اللہ تعالیٰ کا نام لیجئے والا ایک انسان بھی موجود ہوگا قیامت نہ
آئے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ دنیا کے آباد رہنے والے مسلمان ہی ہیں۔
(روایت احکم بالصواب)

کیا قاتل ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟ سوال۔ قرآن کریم کی آیت غیر از حد ہندہ غالباً
 فیہا سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کلم ہمیشہ جہنم کے لیے
 جہنم میں رہے گا جبکہ امارہ میں شفاعت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ اس
 تعارض کو کس طرح دور کیا جائے گا؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ جو قاتل کی موت اسی وقت مقدر
 تھی اس لیے قاتل پر سزا عذہ نہیں ہوگا، جبکہ کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ گناہ قتل ہو جانے والا شہید ہوتا
 ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مقتول کی موت اسی وقت ضروری تو وہ شہید کیسے ہو گیا اور قاتل
 کیونکر جہنم میں ڈالا جائے گا؟ اور اگر یہ قاتل پیش امام ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟
الجواب۔ اہل السنۃ والجماعت عقیدہ یہ ہے کہ آدمی اگر یہ بہت سے گناہوں کا کوکے
 اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو جائے لیکن جب وہ مومن ہو تو ضرور اللہ عزوجل کی مغفرت سے یا
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم میں گزربوں کی سزا بچنے اور سزاؤں میں
 جانے کے بعد ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا اور ایمان کی بدولت ہمیشہ کے لیے جہنم میں
 نہیں جائے گا۔

اسی عقیدہ کے مطابق فی جزائہ جہنم خالدا فیہا کی توجیہ اہل سنت والجماعت
 کے نزدیک یہ ہے کہ قاتل ایک مدت و زمانہ تک جہنم میں پڑا رہے گا، پھر نکال کر جہنم میں لایا
 جائے گا نہ یہ کہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔ اسی توجیہ کے مطابق غلو سے بڑھ کر قاتل
 و دیگر تک و جہنم میں یہی اسی وقت ممکن ہے کہ قاتل مسلم عادل جائے کر دیا گیا ہو، اور اگر قاتل
 مشرک یا کفریہ جان کر قتل کیا ہو تو اس صورت میں قاتل جو کہ استعمال حرام فعلی کے کاخ ہو کر ہمیشہ
 کے لیے جہنم میں رہے گا۔ (احادیث باللہ منہ) اسی تقدیر کی بنا پر غلو سے دوام پڑا ہوگا۔
 امام حافظ جلال الدین راسیہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ قاضی، علامہ بیضاوی اور دیگر مفسرین اس کی
 تشریح فرما چکے ہیں، اب کویت کریم اور حدیث شفاعت میں مخالفت نہیں رہی۔ باقی رہی
 یہ بات کہ علماء کہتے ہیں کہ مقتول کی موت اسی طرح مقدر تھی، تو یہ شہید کیسے ہو گیا اور قاتل
 جہنم میں جانے کا مستحق کیوں ہو گیا؟ تو اس کے جواب کو سمجھنے کے لیے چاہیے کہ مزید ذیل امور
 کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

والف: ایک مسلمان اگر یہ چاہے کہ میں دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے دربار میں ایسی حالت میں
 حاضر ہوں کہ میرے پاس ایمان کی دولت ہو تو اس کے لیے سب سے پہلے اس چیز کی ضرورت

ہے کہ وہ اپنے ایمان اور عقائد کی بنیاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور احکام پر رکھے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں نہ ہو حکم ملے تو بلا جرح و دجا اس سے اعتقاد تسلیم کرے اور دل میں کسی قسم کی شک و محسوس نہ کرے اور محض اس کا پابند رہنے کی کوشش کرے نہ ہی اطاعت اور حکم کی تفسیر کرے، تو یہ اگرچہ اچھا کام ہے مگر عرف مزید ایسا ہی نہیں کہ یہ ہے نہ کہ اصل ایمان کے لیے، تو اگر کسی حکم خداوندی کی ہوا اور حکمت کچھ میں نہ آئے تو اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ اس میں فی الواقع کوئی حکمت اور مصلحت ہے نہ ہی نہیں بلکہ ہمارے عقل کی رسائی اس حکمت تک نہیں ہوئی ہے۔

دب و دنیا میں جتنے بھی نظام پہلے گزر چکے ہیں یا اس وقت رونے زمین پر قائم ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نظام نہیں کہ اس کے لیے قوانین اور ان کی پابندی اور ان کی خلاف ورزی کرنے پر سزا اور جزا دینے کے اصول نہ ہوں، بلکہ ہر نظام کی کامیابی کے لیے قوانین اور اصول ہوتے ہیں، جو ان کی پابندی اور احترام کرتا ہے اسے اچھا بددہ ملتا ہے اور جو ان کی خلاف ورزی کرتا ہے اسے جرم کی نوعیت سے مطابق سزا دی جاتی ہے۔

(ج) کسی نظام کے بدلے والے دوسری کی خلاف ورزی کرنے والے کو قہراً کے مطابق سزا دیتے ہیں تو کوئی عقلمند انسان ان کے اس فعل کو قابل اعتراض نہیں سمجھتا ہے اور اس بات میں تردد ظاہر کرتا ہے کہ کیوں اس طرح، مگر جب جرم ثابت شدہ اور عیاں ہو چکا ہو۔ اگرچہ ہر سب کچھ بھی تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اب اصل جواب یہ ہے کہ یوں اسلام اور شریعت محمدی ایک الہی نظام ہے، اس نظام کے اصولوں اور قواعد و ضوابط کی پابندی بندہ دل پر اس لیے لازم کر دی گئی ہے کہ دنیا میں فساد و فحشاء پیدا نہ ہو، لیکن یہ بات بشرط اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سر پہنے کھینے اور سامنے کی توفیق عطا فرما رکھی ہے، معمولی اور پرانی میں نیز کرنے کی صلاحیت دی ہے، انتخاب اور ارادے کی آزادی عطا فرمائی ہے، تعزیرات کے اقتضات و نفع میں ہمیں بھی طرح سمجھا دیا گیا ہے کہ ہمیں اپنے اختیار اور ارادے سے نظام الہی کے اصولوں سے انحراف یا خلاف ورزی کی آیت سزا ضرور ملے گی اور میں نے الہی نظام کے اصولوں کی پابندی کی آیت انعام ملے گی۔ فاعلی نے جو محمد الہی احکام کی خلاف ورزی یا اختیار خود کی ہو ہے اس لیے ضروری ہے کہ وہ اس پر سزا کا بھی مستحق ہو، متحمل سے خلاف ورزی و سزا نہیں ہوتی ہے بلکہ

ظاہر کیا پابند رہا، وہ جذبہ انتقام کے انتہائی بولشور کے وقت میں جبراً امتیاز کر کے پامردی دکھائی اس لیے وہ اس بات کا متحقق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شہادت کا دوسرا جلیب ہو پور ہی میں بدل اور انصاف کا تقاضا بھی ہے، اسی طرف اشارہ ہے اس آیت کریمہ میں:

أَمْ تَجْعَلُ لِلَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَى الْقَتْلِ وَالْقِيلِيقِ كَالْمُسِيئِينَ فِي الْأَذَىٰ أَمْ لَا تَعْلَمُ

کَا الْفَجَّارِ۔ (سورۃ م)

باقی رہی یہ بات کہ اگر قاتل امام مسجد ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں عرض ہے کہ اگر کوئی دوسرا صالح امام نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔

قیامت کے دن توبہ کا بڑا نصیب کس کا بھی حساب کتاب ہوگا سوال۔ ایک شخص ممتاز و بازرگا

توبہ کر لی، حقوق عباد جو اس کے ذمے لازم تھے ان کو ادا کیا یا معاف کر لے، حقوق اللہ کے لئے تلافی نہ کر دیا، اگر معافی طلب کی اور خوب غلوں اور صدقہ لے لے کر انہوں سے توبہ مانگ لیا، تو کچھ کمٹا

اس کے کوٹھڑی پر کچھ گناہ سرزد ہوئے، مصلحت سے ان میں سے کسی کو بڑا بڑا شہادت بھی جاری ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا قیامت کے دن اس شخص کا بھی حساب و کتاب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: قرآن کریم کا ارشاد ہے: فَاَمَّا عَنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ فَيَتَّبِعْنَاهُمْ فِي سُبُطِهِمْ يُغْفَرُ لَهُمْ إِنْ فَعَلُوا مِنْ سُوءٍ فَإِنْ عَمَوْا فَبُخْسُوا وَأَنْفُسُهُمْ فِي سَبَابٍ مُنْذِرَةٍ لِّقَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (سورۃ الاحزاب)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن مسیح کا حساب و کتاب ہوگا چاہے وہ دل کامل ہو یا فاسق و فاجر کی، اس میں سے موت۔ یہ قبل توبہ و استغفار کیا ہو یا بعد توبہ کے اس کی موت واقع ہوئی ہو، مگر اللہ کے حساب و کتاب میں غرق ہوگا، نیک لوگوں کا حساب و کتاب صرف بطور برائی ہوگا، ان کا حساب آسان ہوگا، ان سے باقیہ سب موت کی بناء پر ہوگا، جبکہ فاسق و فاجر اور کفر کا محاسبہ بصورت مناقضہ ہوگا جو اربعہ کلفت و ہلاکت ہے۔۔۔ حدیث شریفہ میں ہے: فان من انقضت عہدہ راعیہ بنی العنقہ جس کا مناقضہ ہوا وہ ہلاک ہوا۔ لہذا توبہ و تائب شخص کا بھی حساب و کتاب ہوگا مگر بڑے ہلاکت و کلفت نہیں بلکہ محبت کے طور پر ہوگا۔

آسمان اور چاند کی تحقیق | سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین خدا عزوجل کے بارے میں کہ
راہ آسمان ٹھوس جسمت کا ہے یا صرف قدرتی طور پر

پردہ ہے؟

(۲) یہ کہ چاند آسمان کے وسط میں واقع ہے اس سے باہر مضاف میں ملتی ہے؟

(۳) حدیث کی روش سے معراج کی حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو دروازے کھولے
گئے تھے وہ نورانی دروازے تھے یا ٹھوس مادہ کے بنے ہوئے تھے؟

(۴) یہ کہ قرآن و سنت کی روش سے کسی مادی چیز کا سائنسی آلات کے ذریعہ چاند یا مریخ تک
پہنچنا ممکن ہے یا نہیں؟

امید ہے کہ آپ اس بارہ میں ہمارے شکوک قرآن و سنت اور ائمہ فقہاء کی راہ کی روشنی
میں رفع فرمائیں گے؟

الجواب :- آپ کے سوال کا ترتیب وار جواب حاضر ہے جو کہ امید ہے آپ کی تشفی
کا باعث ہو گا۔

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَبَنَيْنَا قُوفًا لَّكُمْ سَبْعًا مِّائَةً اَذًا** اور چُننے والے
تم سے اوپر سات چنانچہ مضبوط یعنی سات آسمان بہت مضبوط بنائے جن میں آج تک اس قدر
مدت گزرنے کے باوجود کوئی زخم نہیں پڑا۔ **وَتَجِبَتِ السَّمَاةُ فَكَانَتْ اَنْزَالًا** یعنی قیامت
کے دن آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائے گا گویا دروازے ہی دروازے ہیں **لَا يَوْمُ تَنْفَعُ السَّمَاةُ
بِالْفَخَاةِ** اور جس دن پھٹ جائے آسمان بادل سے **لَا اِنَّ السَّمَاةَ اَنْفَعَتْ** اور جب
آسمان کا پوست اتار لیں، یعنی جیسے جانور کا بعد ذبح کے پوست اتار لیتے ہیں تو اس کے تمام
العضاء اور رگ و ریشے ظاہر ہو جاتے ہیں، اسی طرح آسمان کے کھل جائے گا جس سے اس کے اندر
کی چیزیں نظر آئیں گی۔ **اِذَا السَّمَاةُ انشَقَّتْ** جب آسمان پھٹ جائے **اِذَا السَّمَاةُ انشَقَّتْ**
جب آسمان چر جائے پھٹ جائے؟ وغیرہ جتنی الایات مثلاً **وَجعلنا السماء سقفاً**
محفوظاً۔ یہ اور اس قسم کی دوسری آیات قرآن کریم میں مفسرین کی تحقیقات اور
نصوص حدیثیہ کی تشریحات کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ آسمان ٹھوس جسمت رکھتا ہے اور صرف قدرتی پردہ سے نہیں ہیں، کیونکہ جو معانی سے کہلا
آیات میں آسمان کے متعلق بیان کی گئی ہیں مثلاً **انشقاق** و **انفطار** و **فتح** و **الرباب** و **الترت** و **انفطر**

محمود وغیرہ ایسی صفات ہیں جو ایک محسوس ہوا متدکفہ والی چیز ہی میں ہو سکتی ہیں۔ اس حقیقت کا بناء پر معراج کی رات کو حدیث کا ٹکڑے جو دروازے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھولے گئے تھے وہ محسوس ہوا کے ہی ہر کھٹے میں نہ کرنا دروازے۔

(۲) چاند نور سورج وغیرہ ستارے ہیں، کل ستارے فضاء میں شریقی شکلہ نظر سے ملتی ہیں یعنی بیت السماء والارض ہیں۔ آسمان میں ایک بھی ستارہ نہیں ہے، ایہ سلف کا قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر روح المعانی ج ۲ ص ۳۰۰ القیامیہ والکبریٰ کی تفسیر میں منقول ہے: النجوم قد تاملت معلقة بين السماء والارض فبلا من فوقها ولا يدای السماء کتفہ۔ ہمدیہ فاسفہ کا قول بھی اس کے نزدیک ہے وہ بھی وی کہتے ہیں مگر وہ جذب کے قائل ہیں انور کچھ زنجیروں کے قائل نہیں۔ ویقرب من قول القلائعہ الجدیدۃ لکن بل جذب۔ اسی طرح امام ابو نعیمہ کے استاذ معاذ ابن رباح کا بھی یہی قول ہے۔ علامہ کوئی نے سورہ طلاق کی تفسیر میں دعوت الارض مشاہد کے تحت میں لکھا ہے: ولقد یقین علی ان شیانہن انکوا کلب مغرذ فی عشی بہن التسنوت کالنفس فی الخاتم والمسحور فی اللوح۔ اس جگہ علامہ کوئی نے اسرا تزل روایات کا تردید بھی کی ہے اور فرمایا ہے۔ نعم کثر الکثیرا فی احوال التسنوت والاکارض کا یقول علیہا اشار الیہ الفسفی فی دعوا الکلام۔

باقی جن آیات سے ستاروں کا آسمان میں ہوتا ترشح ہوتا ہے اسکی تردید روح المعانی کی جلد ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں موجود ہے۔ قل الذی یخلق فی ثلاث لیلۃ یسبغ لیلۃ کا تفسیر میں کہتے ہیں: قال اکثر المتفسرین هو موجع مکفوف تحت السماء تجری فیہ الشمس والقمر وقال الضعفاء ھو لیس بجسم بل مدای ھذہ النجوم۔ مگر اکثر تفسیریں اسلام محل کو اکب کو بس میں شمس و قمر گردش کرتے ہیں تحت السماء تسلیم کرتے ہیں نہ کہ فی السماء و آسمان کے نیچے نہ کہ آسمان میں۔

۱۳) روکن و امریکہ کے خلائی سفیر کے عالیہ کارناموں سے اسلامی تعلیمات پر کئی قسم کا اثر نہیں پڑتا، اس کا اگر کچھ اثر پڑے گا تو یونانی علم الفکک الہدایت بطیموں پر یا جہاز ارضی روایات مختلفہ پر پڑے گا۔ اب تک تو چاند مریخ و زہرہ پہنچنے کا سعی جاری ہے لیکن اگر تمام کواکب تک روانہ ہو جو مستبعد ہے تو بھی اسلامی تحقیق پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حضرت مولانا شمس افغان صاحب افغانی دہرائش ڈاکٹر مدلل کا قول جو میں نے جغرافیہ عالم میں ملاحظہ نقل کرتے ہیں کہ خورد بنووں کے ذریعے جو ستارے نظر آتے تھے ہیں ان کا تعداد سات اور ہے اور جو کسی صدمت میں بھی نظر نہیں آتے تھے ان کی تعداد شمار سے باہر ہے تاہم اگر ان سب ستاروں کی طرف دسائی ہو جائے تو بھی آسمان تک دسائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۳) ساتھی آلات کی بدولت جاندار مزید تک پہنچنے کی سعی جاری ہے مگر مستقبل ہے۔ (روافدا اعظم)

سوال: جناب مفتی صاحب! قرآن وحدیث کی روشنی میں خلائی سفر کی شرعی حیثیت | سورج اور چاند تک جانا ممکن ہے یا نہیں؟ اور ایک مسلمان

کا اس کے باب میں کیا عقیدہ ہونا چاہیئے؟

الجواب: یہ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ انسان کے لیے سورج اور چاند پر چڑھنا ممکن ہے اور اس سے قرآن وحدیث اور حکمت ایمانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ حکمت پر نازی پر اس کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اس عقیدہ پر بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اختصار کی وجہ سے یہاں مرث تین دلائل پر اکتفا دیکھا جائے گا۔

(۱) حضرت علی علیہ السلام کے متعلق اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ کر حضرت کے ساتھ اٹھائے گئے ہیں اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث اور اقوال سلف اجداد اجماع امت روز روشن کے طرح ثابت ہے۔ قرآن خلائی سفر نامک ہوتا تو یقیناً علیہ السلام کو آسمان کی طرف ڈھکیا جاتا۔

(۲) خاتم الانبیاء المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو حیدر اعظم کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے اور سدرۃ المنتہیٰ بلکہ اسی سے بھی بلند مقام تک پہنچائے گئے، قرآن کریم اور ذخیرہ امادین سے یہ امر بخبردار واضح ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خلائی سفر انسان کے لیے اگرچہ خلاف عادت ہے لیکن خلاف شرعیت نہیں ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وان جان کعب علیہ السلام انما اشدت ان یجئوا لثقیانی الا انهم فی السماء وقت انہم یأتیہ۔ (سورۃ النجم ۱۷) اگر آپ کو چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ کافر سلطان ہو جائیں تو آپ خود اس کا انتظام کیجئے اور اسباب کو مہیا کر کے ان کے ذریعے سے زمین یا آسمان میں جا کر کوئی فراموشی بھرو گئے یا نہیں اگر

آپ کو قدرت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرار اختیار کیا ہو تو دینی دینے کے ضمن میں اس کے اندر جلتے اور آسمان پر چڑھنے کے اسباب کے ممکن ہونے کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے، لہذا یہ کوئی ناممکن چیز نہیں ہے بلکہ ممکن اور شدنی امر ہے۔

قرآن وحدیث کی روش سے مسلمان اور کافر میں یہ فرق موجود ہے کہ کافر کا روح خود مبسم کے ساتھ جو جسم کے بغیر آسمان تک جا سکتی ہے لیکن آسمان پر چڑھ نہیں سکتی بلکہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كَذَّبُوا بِرُوحِنَا وَكَانَ أَفْوَاهُ لَا تَعْلَمُ لَأَتَفَتَحَ لَهُمُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَلَئِنْ نَشَاءُ نُخْرِجُ إِلَيْهِمُ السَّمَكُومَ الْيَلْبُوطَ وَالزَّادَ عَرَبَاً مُجَرَّباً وَنَزَّلْنَا مِنْهَا حَبًّا مُتَرَاوِعًا وَمِنَ الْبُنْيَانِ أَمْشَاقًا وَنَزَّلْنَا مِنْهَا نَارَ الْكَلْبَاسِ وَالْأَنْبُوتَ حُمْقَ الْحَمِيمِ** (سورہ ابراہیم: ۱۲-۱۸) اور جو کھجور کھاتے ہیں اور بوجہ تکبر اس سے لاعلم کہتے ہیں ان کے لیے آسمان کے دروازے دکھوے جائیں گے اور کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر نہ پہنچا جائے!

اور غیر طیر العلویۃ والسلام نہ جاتے ہیں: **فَيَسْتَفْتِحُ لَهُ فَلَا يَفْتَحُ ثُمَّ يَكُونُ أَلَسًا** (سورہ نازعات: ۱۸) دروازہ احمد از مشکوٰۃ ص ۱۸۹) "کافر کا روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولنے کا مطالبہ کیا جائے گا تو اس کے لیے دکھوایا جائے گا اور اسے جہنم تک دریا جائے گا!"

ایک شبیر اور اسی کا انزال یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحیح کد روایت میں آیا ہے کہ معراج کی رات پیغمبر اسلام نے آسمان اول میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کے وقت انہیں ایک عجیب حالت میں پایا وہ یہ کہ ان کے دائیں بائیں کچھ لوگ نظر آتے تھے، تو جب حضرت آدم علیہ السلام دائیں طرف دیکھے تو جیسے او جب بائیں طرف دیکھتے تو روپڑے، آپ کے استقد پر حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے متعلق فرمایا کہ: یہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، دائیں طرف جنتی ہیں اور بائیں طرف دوزخی ہیں۔ تب تو سوال یہ ہے کہ دوزخی اور کافر جس طرح آسمان میں نظر آئے؟ جہاں تک کافروں کے ارواح اور اجسام آسمانی پر چڑھ سکتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں ان ارواح کے آسمانی میں نہ چڑھنے کا ذکر ہے بلکہ اجسام میں داخل ہو چکے ہیں، جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس وہ ارواح تھے جو کہ ابھی جموں میں داخل نہیں کیے گئے تھے اور ابھی تک ان سے کفر کا ظہور نہ ہوا تھا۔ اور رسول

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان
 کے بارے میں ایک انتہا ساز کا جواب
 مسلمان کہہ رہے ہیں۔

عزیز السلام کا خاندان بت فروش اور بت پرست تھا، وہی پر عرو نے فوراً اعتراض کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان تو جہد پرست تھا۔ تو کیا یہ حق پرست ہے یا عرو؟

(۲) عرو کا بیان ہے کہ آخر فقط نفث میں خدا پرست کہتے ہیں، کیا عرو کا یہ بیان صحیح ہے؟

(۳) لایبہ آذر، آپ سے مراد بچا یا کوئی اور لواحق ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا قرآن کریم میں کہیں فقط آپ لوگوں کو اس سے مراد سمجھا لیا ہے یا نہیں؟ — ان تمام مسائل کا تحقیقی جواب مندرجہ ذیل ہے۔

الجواب :- (۱) قرآن کریم اس کا شاہد ہے کہ میرزا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مشرک اور بت پرست تھے اور ان کا سالہا خاندان اس وقت بت پرست تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بابل اور عراق چھوڑ کر شام کی طرف کوچ کرنا پڑا۔ میرزا صرف بت پرست تھا۔ عرو کا بیان ہے کہ حضرت سارو فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع ہو کر ان کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کی، اور پھر حضرت کو طویل اسلام سدوم کے علاقے کی طرف ہجرت فرمائے گئے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، واذ قال ابراهيم لابنہ آذر اتخذ اصناما ۱۱ لہن ترانہ اداک وقولک ف ضللک تبیہ ۱۱ (سورہ مریم)

آیت کریمہ صاف دلائل کرتی ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا اور وہ اور اس کی قوم گمراہ تھی کیونکہ اس قوم نے حق کو چھوڑ کر شرک و بت پرستی کا راستہ اختیار کر رکھا تھا۔ علماء انساب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام "ناہیخ" لکھا ہے، ممکن ہے "ناہیخ" نام اور "آذر" لقب ہو۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ آذر ایک بت کا نام تھا، ہو سکتا ہے کہ اس بت کی خدمت میں زیادہ رہنے کی وجہ سے خود ان کا لقب بھی آذر ہو گیا ہو۔ آذر کا معنی خدا پرست، ہم نے کسی لغت میں نہیں دیکھا اور اگر باہر میں آذر کا معنی خدا پرست بھی ہو جائے، تو یہ چونکہ وہ بھی آذر اور اس کی قوم اپنے آپ کو خدا پرست کہتے تھے، باطل معبودوں کو خدائی کا درجہ دے کر خدا کی مشابہت اور اختیارات الہی کے سہم کر رکھے تھے، اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو خدا پرست کہتے تھے، البتہ

اسی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سوحدی تھا جبکہ قرآنی قصوں اس کی بت پرستی اور شرک کو ظاہر کرتے ہیں۔ اَلْاِنْشَاءُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَضْلًا قَبِيْلًا ۝

اس سے مترجہ اور معائنہ گواہی کیا ہوگی کہ اشرف المخلوقات انسان اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے پتھروں کو نمونہ کا دورہ دے کر ان کے سامنے سبز جود ہر جائے اور ان سے عزیز مانگنا شروع کر دے۔ میرے نزدیک تو اس مسئلہ میں تردید ہی پر ہے۔

(۲) سوال کے جواب میں اس کا جواب بھی ہو گیا کہ آذر کا معنی لغت میں خدا پرست ہم نے نہیں دیکھا بلکہ آذر ایک بٹ کا نام تھا، اور بقول مجاہد اُمراس کا معنی خدا پرست ہو بھی جائے تو اس سے اُس کا توحید پرست ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) اُب کا اطلاق مجازاً بجا پر ہو سکتا ہے مگر اس کے لیے قرینہ ہونا چاہیے کہ یہاں اُب سے اپنا حقیقی معنی مراد نہیں ہے، جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پوچھا مَتَجَسَّلُوْنَ مِنْ اَنْعَدُوْنِیْ ہ تو بیٹوں نے جواب میں کہا، اَنْعَدْنَا الْهَلَاکَ وَالْاَبَیْثَ اِبْرٰہِیْمَ وَاسْمٰعِیْلَ وَاسْحٰقَ اَنْهَآ قَرَابَہُ۔ تو یہاں اسمعیل علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کا باپ کہا گیا ہے حالانکہ وہ یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے کیونکہ قرآن کریم سے بتا ہوتا ہے کہ اسمعیل اور اسحق علیہ السلام دونوں بھائی تھے اور یعقوب اسحق کے بیٹے تھے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام علاء الدناب نے ”تاریخ“ لکھا ہے اور جسے قرآن کریم نے آذر کے نام یا لقب سے یاد کیا ہے لیکن یہ کہیں تصریح نہیں کہ تاریخ ”اُذْ اُزْد“ کسی تیسرے شخص کے بیٹے تھے۔ سورۃ النعام کا مذکورہ آیت کے بعد باب سورۃ تو یہ بارہ ملا کی آیت ملاحظہ فرمائیں جو آذر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی بیجا متحرک کوشش کو وہ اس لیے ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ مصدق تھے مشرک نہ تھے اور آذر کو قرآن کریم نے مشرک کہا ہے اسی لیے وہ دوسرے شخص تھے، اگر ان کی یہ کوشش ناکام ہے کیونکہ قرآن کریم خود تصریح کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ مشرک تھا۔ وعاکان استغفار ابراہیم علیہ السلام اَلَا عَمَّ مَوْعِدٌ وَعَدَہَا اٰیٰتٌ فَلَمَّا تَبٰیثَ لَہٗ اِنَّہٗ عَدُوٌّ لَّہٗ تَبٰی اَمْنٌہٗ وَآتِیَہٗ سورۃ مریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے قبول حق سے انحراف کیا اور خداوند اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قتل کا دھمکیاں دینے لگا تو آپ نے والدین اور ہٹ دھرمی کو طوطا دیکھتے ہوئے فرمایا، سَلَامٌ عَلَیْکُمْ سَاۡتِدْفِیْزُ لَکُمْ رِزْقٌ مِّنْیَیْ

فہم ثابتاً میں خدا سے میرے لیے استغفار کرتا رہوں گا۔ اس وعدے کو ملحق آپ پر استغفار کرتے رہے، چنانچہ دوسری جگہ وضو لائی قربانی کی تدبیر موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مشرک حالت میں یہ قائم رہتے ہوئے مغفرت پا جاتے تھے، نہیں بلکہ عرض یہ تھی کہ انہوں نے اس کو توفیق دے کر حالت مشرک سے نکل کر اسلام کی طرف رخ میں آجائے اور قبولِ اسلام اس کی غفلتوں کے صاف ہونے کا سبب ہے۔ ان کے اسلام یہ ہدم کا مکان قبلہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے استغفار کو قرآن میں پڑھ کر بعض صحابہؓ کے دلوں میں یہ خیال آیا کہ ہم بھی اپنے مشرک دالہ بنی کے حق میں استغفار کریں۔ اسی کا جواب حق تعالیٰ نے یہ دیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے وضو کی بناء پر وہ اس وقت تک اپنے باپ کے لیے استغفار کیا جب تک آپ پر یقین طور سے یہ واضح نہیں ہوا تھا کہ اسے کفر و شرک اور خدا کی دشمنی پرانی مٹا ہے کیونکہ مرنے سے پہلے قتال تھا کہ شاید توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اور جتنا جانتے، پھر جب کھڑے مشرک پر ہی تہمید ہوئی۔ نہ سے یہ جاننا صاف کھل گیا کہ وہ حق کی دشمنی سے باز نہ والا نہ تھا تو مغفرت بولنا ہم علیہ السلام امد سے بالکل تیز زار ہو گئے اور دعاؤں استغفار ترک کر دیا۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام بائیکاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ خداوند اتیرا و مدہ ہے کہ تو مجھے صواب نہیں کہے تاکہ اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی کہ آج میرا باپ سب کے سامنے دوزخ میں بھیجا جائے، اگر تو تاپ کے باپ کی صورت مسخ ہو کر ضعیف و کفار بن گئی ہو جائے گی، خدا فرشتے گھیر لے کر اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔

(تفسیر رفیع انسان)

نہم اہل اور علیہ السلام کہنے والے حضرات خود اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ جملہ ایک مشرک کا ہوتا ہے یا موصوفہ کا، ان کا جواب شرابی ہوگا۔ (نقطہ و انشا علیہ)

اس سوال پر عزم القام حجاب مفتی صاحب! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بت خانوں میں ایک شخص ہو کہ امام مسجد ہے اور اپنے جاتر تبلیغ کرنے کا حکم ہوا تھا؟ آپ کو قطب زمان، ولی اللہ اور بہت بڑا عالم دی بھی کہتا ہے۔ ایک دل سحر میں طہر کی صفت، اگر نے نے بعد چنے مگا کو آجکل جو آدمی جہم تک گیا اس دھڑکی مگا بول رہا ہے دوسری طرف دھیان ہی نہیں، جو نماز پڑھتا ہے وہ صرف خانہ میں ہی مشغول ہے اُسے دنیا کی کوئی خبر نہیں۔ کوئی روزہ سے کچھ جانا ہے

لے اور کسی پھر کا پتہ نہیں، کوئی لوگ ہی کر رہا ہے اور وہ اپنے ہی خانہ میں مست ہے۔ اسے باقی دنیا کا فکر نہیں۔ چاہئے تو یہ کہ ہم حندروں، اگر دعووں اور شر باگھروں میں جا کر ہر چیز کی تہہ کو تلاش کریں، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ آپ گروادوں، اندروں اور ربّت خانوں میں جایا کریں۔ بسکہ میں چند غازی ہو جوتھنے، ان میں سے ایک نے پوچھا کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کا حکم برا سمجھتے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا قرآن مجید ثابت کر سکتے ہیں؟ تو اس پر امام صاحب بڑے ناراض ہوئے دوسرے دن (یعنی اسی بات پر پروں ڈالنے اور چھپانے کے لیے لوگوں کے سامنے کہنے لگے کہ یہ راز و نیاز کی باتیں ہیں ہر ایک آدمی ان کو سمجھ سکتا میری کل کی گفتگو کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ربّت خانوں میں جا کر بتوں کو توڑنے کا حکم دیا تھا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، جبرائیل علیہ السلام نے میں جا کر ربّت توڑنے سے منع کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں بتوں کو نام لے کر توڑا تھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔

۱) کیا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربّت خانوں میں جانے کا حکم دیا تھا؟
 ۲) کیا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربّت خانوں میں جا کر ربّت توڑنے کا حکم دیا تھا؟ اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی دیا ہو تو قرآن کریم کی سورۃ، رکوع اور آیت کا قول قلمبند کریں؟

۳) کیا ایسے ہی مہتری جوا اللہ تعالیٰ (امام مذکور کو تو بعد استخارہ کے لیے بھی کہا یا لیکن اس نے صرف کوئی دھیان نہیں دیا اور نہ تو یہ کہ؟ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اقرار باندھے کے پیچھے بغیر تو یہ کہے نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۱) مذکورہ امام مسجد اور بھی کئی من مٹھرت تھے، ہاں یہاں مسجد میں منبیل تشوہیح | بیخبر رہتے ہیں، ایک دفعہ انہوں نے اپنا ایک نوالہ قدم سنایا کہ ایک دفعہ میں ایک صاحب کثرت کے پاس گیا اور کہا کہ میری قنارہ ہے کہ میں بھی آپ جیسا ہو جاؤں، انہوں نے کہا کہ یہاں اس میں بڑی مشکلات ہیں، وہ کئی چیزوں کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے، جوتھنے نے قرآن کی مشکلات کا مطالعہ کرنے اور قربانی دینے کا اقرار کیا، انہوں نے کہا کہ اچھا تو سب سے پہلے ہیں و اگر میں معاف کرتا اور نماز چھوڑتی پڑے گی، ہاں لیکن مستہ نہیں نے

ہاں کر دی کہ تو قریبی وقت پہنچو دی، دیر مانتے پر تک بھی نہ گیا اور حجام کو برادر اڑی عات کرانے کے لیے اس کے سانسے پیچھ گیا، اور نبی حجام نے استرا میں سے مزید کھا تو کچھ متام باطنی چیز نہ کھا کھول کے سامنے نظر آنے لگیں۔ میں گھر سے بہت دور اور عمر دانوں سے چوڑا گیا تھا اور کسی کو میرا پتہ تک نہیں تھا کہ وہ سہ ماہی ہے اور کھولنے کے لیے مجھے تلاش کرنا پڑی تھی۔ میں نے دیکھا کہ میرا بھائی ورنیک دوسرا اڑی مجھے تلاش کرتا کرتا تک ہارز ایک ہول میں بیٹھ گئے ہیں۔

(۲) ایک دوسرے موقع پر مسجد میں بیٹھے مولانا روٹم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا روٹم ایک دفعہ حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اے صاحبِ کرامت! مجھے آپ اپنے رب میں شک نہیں، اُمی اپنے جیسا بنادیں، حضرت شمس تبریزؒ نے کہا کہ میں تو میری زندگی کے اتنے چھوڑنا پسند کروں گا۔ مولانا روٹم نے مظلوم کیا تو انہوں نے اور باتوں کے علاوہ دوسرے چھوڑنے کو بھی کہا۔ مولانا روٹم کھڑے اور سوچا شروع کیا کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور دوسری طرف جبر و مُشرکہ حکم ہے، آخر یہ فیصلہ کیا کہ بطور فرض پڑھ دینا مولانا کو خدا ناک ہے اور سنتیں قبول دینا ہوں، اور ایسے ہی صرف میں اور اس کے سونے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور بہت محنت مارا میں ہو کر فرمایا کہ گو نے خدا کے فضل تو پڑھ لے اور میری سنتیں چھوڑ دیں! مولانا روٹم اٹھے، اور اللہ کا خدمت میں حاضر ہو کر سارا راز بیان کیا، اور اللہ نے پوچھا کہ اس سے پہلے بھی کبھی تمھیں دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں زیارت ہوئی ہے؟ مولانا نے جواب دیا میں دیر اس پر اللہ بخند کہنے لگے کہ بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عقیقے میں تھے لیکن زیارت تو ہوئی، اگر تو فرض بھی نہ پڑھا تو خدا کا دیا بھی ہو یا تا۔ اس کے بعد حکمران امام صاحب نے مولانا روٹم کا پیر غریب چلا۔

مولوی ہرگز نہ سُخند مولانا سے روم

تا اسلام شخصیں تیر پڑی نہ سُخند

اس کے بعد امام کہنے لگے کہ انا میں کیا رکھا ہے خدا نماز پڑھنے سے نہیں ہٹتا، خدا کے ملنے کے بعد جیتے ہیں، اس قسم کے اور بھی کئی قصے اُترتے رہتے ہیں جن میں سے دو بطور ذیل پیش کر دیتے ہیں۔

(۳) علوی اناہم مذکور خود مسجد کی نماز پڑھنے کبھی مسجد میں تشریف نہیں لاتے کھنچ

پڑھ لیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ شیخ مسجد میں آکر نماز پڑھاؤ گے تو کہتے ہیں کہ ہم تو گول تو کیا ہیں، اگر میں صبح کی نماز پڑھاؤں گے تو یہ سویت انھوں کو نہ صوم سویت اور کیا کیا آفت آئے ہے۔

دوسرا مذکورہ امام صاحب بن جوہر کو مذبح خانے کا ایک آگاہ بڑے شوق سے جانتے ہیں اور جب اس کی دھن میں مسرت ہو جاتے ہیں تو اس بیٹھے ہوئے آدمیوں سے کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کچھ مانگا ہے تو مانگ لے۔ راقم الخدوش کی رائے میں گویا وہ صبح کی نماز کو محسوس اور بہن بھروسہ باندھنے والی دیکھ کر کہہ پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو مبتلائی مزاحیہ دیتے ہیں۔ مندرجہ بالا فقہ کیا بیروں کی روشنی میں منہ کے کلام اس امام کے بارے میں کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ نیز ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور جو نماز کیا اس کی اقتداء میں پڑھ لگتی ہیں؟ ان کا جواب ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: جامعہ اشرفیہ صلاہ و کا جواب [جو خود کہا کرتا ہے] وہ تو نہیں ہو ایسا ہوتا ہے وہ کبھی کہا نہیں کرتا بلکہ خود کو تھوڑے سمجھاتا ہے کہ اس کی دلیل ہے کہ کچھ نہیں ہے، فقہ فہمی میں مبتلا ہیں۔

وہ نہیں انہیں تلاش کرنے کا اس کو حکم ہو سکتا ہے اس کو بتائی نہ گئی ہو۔

دس شریعت میں پرگناہ و کفر کو مٹانے کا ٹکسہ اس میں بہت بھی ہیں جس قدر عورت ہو، وہاں جائے کا نہیں مگر امام کی قسم علمی پر اس قدر چڑھا ہوا ہے کہ کی ضرورت نہیں بھانسنے کی ضرورت ہے اسے زیادہ مفید ہوگا۔

۱۴) ان دونوں وغیرہ میں ہم بیچ کی حد تلاش کرنا گئی ویر سے ہو سکتا ہے اس لیے یہ کلمہ کفر یہ جتنے سے نکل سکتا ہے اس سے ترغیب کفر یہ باتوں کی ہوتی ہے اس لیے کہ ضروری اور آگے روز کی تدوین کو پائش رجوع کے ہے یہ مگر صحت اطفال میں تو نہ کرتی چاہیے اس کو بار بار ان سے کہا جائے وہ اس کو بھی کافی قرار دیں اگر ان باتیں ان میں نہ ہوں۔ دوسرے کاغذ سے معلوم ہوا کہ چھڑاؤں اور لوگوں کو گمراہ کرنے والے ہیں انہیں ان کی امامت کو کفر ہے ان کو فوراً امامت سے الگ کر دینا چاہیے بشرطیکہ مذکورہ باتیں صحیح ہوں۔

کتبہ: عیسیٰ محمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نونہ گندہ مسجد ۱۰/۱۱/۱۳۸۵ھ



دارالعلوم کراچی کا جواب | جواب صحیح — یہ شخص برے اور بے کافا سو بھڑکا
 قرب ہے۔ بھولے روایات اور قصے بیان کرتا ہے جو لوگوں کو بزدلی اور گمراہ کرنے والے ہیں
 اس کے پیچھے نہ چڑھنا کرو۔ چڑھنے سے اس کو امام بننا اور صحت نہیں ہوگی۔ اس کے پیچھے نہ چڑھو
 نہ پڑھیں، فوراً اس کو امامت سے غلطی کر کے اس کی بنا کسی منفی صحیح عقیدہ و مابطل
 اور اسے زمانہ کے واقعات کا شخص کو امام عقیدہ کریں اور نمازیں میں امام کے پیچھے پڑھ لیں
 ان کو بولنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

حقیر امیر محمد مہر تاب مذکر دارالعلوم کراچی ۱۱/۵/۱۴۰۵ھ



الجواب صحیح

بسمہ محمد تعالیٰ عثمانی دارالعلوم کراچی ۱۶/۵/۱۴۰۵ھ

دارالعلوم کھٹانہ کا جواب | اجہ دار صحیح — واقعی یہ شخص افسانہ و دروغ گو

ہے اور ہر چیز کا کوئی سے لوگوں کو گمراہ اور بے دینی کرنے والا ہے، ایسے قبیح اور
 کھانا یاں بیان کرتا ہے جس کا اثر مادی و روح مسلمانوں پر زیادہ ہوتا ہے کہ حقیقت میں
 کچھ نہیں۔ در شرعی احکام کے سوا اور بے فائدہ باتیں کہتے ہیں۔ ایسے مغربی نو ہرگز امام نہ بنایا جاسکے،
 اس کو امر و نہی کر کے اس کی جگہ ایک صالح مرد عالم دین کو منصب امامت پر نہ بنایا جاسکتا
 فقط واللہ اعلم

جدید سائنسی تحقیق انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت | سوال۔ جناب مفتی صاحب! آجکل اردو، انگریزی اور دیگر

مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات اور رسائل و جرائد میں کلوننگ کا مسئلہ بہت زور و شور سے آ رہا ہے۔ اس مسئلہ میں یہ دھڑکی کیا ٹیک ہے کہ اسکاٹ لینڈ کے ایک سائنسدان ڈاکٹر ولیم نے کلوننگ کے ذریعے کئی بھڑوں اور مختلف حیوانات کو پیدا کیا ہے اور اب وہ انسانی کلوننگ کا تجربہ کر رہا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہی شخص سے اس جیسی دوسری جنس پیدا کی جائے؟ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق میں مداخلت ہے یا نہیں؟ جبکہ تخلیق اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے کیا یہ صفت کسی انسان میں پیدا ہو سکتی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی شریعت مطہرہ کی روشنی میں اس بارے میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب۔ سائنسی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور دیگر حیوانات کی تخلیق خلیہ (سیل) سے ہوتی ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کی پیدائش کی ابتداء دو خلیوں سے ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک خلیہ باپ کا ہوتا ہے اور دوسرا ماں کا ہوتا ہے، یہ دونوں خلیے یکجا ہو کر جراثیمی نظام کے ذریعے نشو و نما پاتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ خود بخود دو کئی خلیوں کی پیدائش کا ذریعہ بنتے ہیں اور ایک سو بیس دنوں تک ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ دو جنسوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

نوگورا انسان کی پیدائش بھی خلیوں سے ہوتی ہے اور ایک انسان دو خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے جن میں سے ہر خلیہ ایک مکمل فیکٹری کا کام کرتا ہے۔ مگر یہ بات حقیقت ہے کہ ان خلیوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی مخلوق ان خلیوں کو پیدا نہیں کر سکتی اور مردہ خلیوں سے کسی حیوان کی پیدائش کا کام لیا جاسکتا ہے۔ سائنسدان تو کائنات کے ظاہری مشاہدات پر غور و فکر کر کے پھر اس پر علمی تجربہ کرتے ہیں جس میں کبھی تو وہ ایسا بھرتے ہیں اور کبھی ناکام۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر سائنسدان کسی جسم کے کاباب پر بھی جائیں تو پھر بھی وہ اس پر انہوں نے تجربہ کیا ہے وہ سائنس کی پیداوار نہیں ہے۔ ان کا خالق تو بالکل اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لیے کسی کامیاب تجربہ میں بھی سائنس دخالی کارہ نہیں دیا جاسکتا، اس لیے کہ خالق حقیقی ایک تو ان مخلوق میں کبھی ناکام نہیں

ہوتا اور دوسری وہ معدوم چیز کہ ہم مادہ کو نہ دیکھ سکتے اور کسی دور سے پیدا ہونے کا مادہ
پیدا ہوا تو نہیں کرتا۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ خدا نے خالق خیر اللہ (یعنی کیا اللہ تعالیٰ
کے علاوہ کوئی اور نہ تھا) ہے۔ ہاں یخفقوا یا یأیما (واللہ یموت وہ موجودین باطل قرآنیک بھی کو مجھ
پیدا نہیں کر سکتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوقات ہیں۔ سے کوئی بھی صفت حقیقت سے
صفت نہیں ہو سکتا۔

لہذا اس کا ٹیڈٹک سائنس دانوں کو اکثر ایمان دلے اور اس کی جماعت نے جو بیچارے اور
بندہ کو خلیوں سے پیدا کرنے کا تجربہ کیا ہے اس سے اللہ کے بارے میں حقیقت کا عقیدہ
نہ رکھا جائے اور یہ حقیقت بھی نہیں بلکہ ایک کامیاب تجربہ ہے اس لیے کسی بیچارے کو خدا کی
دلی این ملے یا کر کو کوئی ترقی یافتہ شکل ہو تو۔ ہے جس میں خدا کے ہر بڑے ہر کی ماحیت
ہو تو۔ ہے۔ تو اکثر دلالت اور اس کی جماعت نے اس کا پروردگار کی جسم سے بھیجے کے کھون
لی دی ہیں ملے نے بھیجے کی شکل اختیار کی۔ چنانچہ ڈاکٹر ولف کا کہنا ہے کہ اس سے بھیجے کے
یہی ہے کہ ایک دی این ملے کو ترقی دے کر اس کی این اسے میں درست ہو جو مکانات پوشیدہ
دیکھے تھے اس کو برائے کام دے میں کامیاب بنا لے۔ وہ جاندار الفی بلکہ شمار ملے۔
لہذا اس کو این کو ترقی دینے یا پرورش کرنے سے وہ جو اکثر دلالت اس بھیجے کا کافی
نہیں بن گیا کہ کوئی ذاتی یا سرس کسی پٹے کو اپنے اور اس کی پرورش کرنے سے اس کی
ہاں نہیں سکتی بالکل اسی طرح سائنس ایجادات سے کسی خلاف نظریات کا اس سے پر وہ سائنس دان
فاق نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ این اجزاء اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا انسانی میں یہ خاص خصوصیات
اسی نے پیدا کی ہیں۔ البتہ اس قسم کے تجربوں سے کسی جانور کو پیدا ہونا یا کسی خلاف نصرت امر کا
مسلطہ ناقص رہا ممکن نہیں لیکن اگر خدا کیا جائے تو سائنس دانوں کے ان تجربات سے
تو بہت حد تک کا ظہور اور اس کی تعلیمات کی حمایت سامنے آتی ہے۔ مثلاً انسان کی اس
اجزاء سے یہ بات ثابت ہے اس کی عقیدہ۔ ہے کہ جو عورت نامزد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
ان مادہ پرست اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے مسکن کو۔ ہے لہذا ہم دیکھیں
یہ بات تو ہر پریشان کن دی کہ جب ایک حقوق اپنے حق پر کسی جانور کے ایک خلیہ سے
یکہ اور جانور کو بالکل اسی شکل و صورت اور رنگ و صفت اور دیگر علامات و اعضاء کے
ساتھ ہیہ کر سکتی۔ ہے تو خالق کائنات، مالک، روح و سماء و زمین اولیٰ انسان کو مرنے

کے بعد دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔

ماترئی اس وجہ سے حیات بعد موت کے بارے میں دائرہ بعض اداوت مبارکہ کی
جلی تائید مبنی ہے، مثلاً یہ کہ جب کوئی انسان اس دائرہ قافی سے انتقال کر کے قبر میں چلا
جاتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضا فنا کر ہو جاتے ہیں، وہ دھڑکی کے (دوم کے سر) کے
ایک ہڈی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسی سے انسان کو دنیا کی شکل و صورت میں
انٹھائے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور دھڑکی کے بارے میں ایک عداوت میں ہے کہ دھڑکی مرنے کے ایک دانے کی طرح
ہے۔ (فتح ابی یوسف)

تو سائنس کی اس قسم کی ایجادات سے اسلامی تعلیمات کی تائید و تصدیق ہوتی ہے، البتہ
انسانی کائنات کا عمل شرعی تو قدر نظر سے کسی وجوہات کی بنا پر بنا جاتا ہے۔

(۱) اس حجبے کی کامیابی سے لا شعور اور لاعلم انسانوں کے دل و دماغ میں کسی رائے انسان
کی غفلت ہو نہ کہ عقیدہ راسخ ہو نہ کہ خطرہ ہے جو بعض خزان کریمہ، جائز و حرام سے
من پلے کر صفت خالقیت اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، لہذا قال اللہ تعالیٰ: **لَهُنَّ**
خَالِقٌ يُخَيِّرُ اللَّهُ وَالْآيَةُ **وَلَوْلَا تَخَضُّعُكَ بَابًا**۔ (الآیۃ)

(۲) اس عمل میں تخیل خلق اللہ کا عنصر نمایاں ہے جو کہ ایک شیطان فی عمل ہے جس کا شیطان
نے اللہ تعالیٰ کے سامنے انسانوں کو کمرہ کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ **وَلَا مَدْرِهِمْ**
فِيهِمْ **خَلْقٌ خَلَقَ اللَّهُ**۔ (الآیۃ) میں انسانوں کو اس بات کی تعلیم دوں گا کہ اللہ تعالیٰ
کی بنائی ہوئی شکل و صورت میں تخیل پیدا کریں اور اس کو بگاڑ دیں۔ کائنات میں
اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی انسانی شکل و صورت تختہ مشق بن جانے کی اور اس میں تخیل پیدا
ہوتا ہے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا ہے،
لَا تَسْبِيحِينَ لِلنَّحْوِ اللَّهِ۔ (آیۃ)

(۳) اس عمل میں غیر فطری طریقہ سے انسانی کی پیدائش ہوگی اور نواہد و تامل کا جو طریقہ
حضرت آدم علیہ السلام سے نہ کر آج تک چلا آ رہا ہے اس کی خلاف ورزی ہوگی۔

(۴) اس طریقہ عمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ ابتدائی ہی سے مادر پدر سازا و ہونگا اور
ماں باپ کے بہار و محبت سے محروم ہوگا، جبکہ اولاد کی تعلیم و تربیت کیلئے ماں باپ

کا ہونا از حد ضروری ہے۔

(۵) کلوننگ کے اس عمل سے پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں جھگڑے پیدا ہونے کا فوری امکان ہے، اس لیے کہ کلوننگ میں ایک ہی اصل سے خلیہ لیا جاتا ہے اور اسے کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھا جاتا ہے، تو اب اس بچے پر اس عورت اور جس مرد سے خلیہ لیا گیا ہے کے مابین جھگڑا پیدا ہو گا جبکہ جنگ و جدال سے اسلام نے منع فرمایا ہے اور اس کے ذرائع کو بند کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۶) کلوننگ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کے ثبوت نسب کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گا کہ اس بچے کا نسب غلطی والے مرد سے ثابت کیا جائے یا جس عورت کے رحم میں یہ خلیہ رکھا گیا ہے اس سے نسب ثابت کیا جائے، جبکہ اسلام نے ثبوت نسب کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے اور حتی الامکان کسی بچے کے نسب کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً یہ کہ اگر ایک شادی شدہ عورت سے کسی نے زنا کیا اور اسی نسل سے نسل حمل ہو گیا تو بچے کا نسب عورت کے زوج سے ثابت ہو گا نہ کہ زانی سے۔ ارشاد باری ہے: **الولد للفراش وللعاهر الحجر۔** (الحديث)

(۷) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مختلف رنگوں اور صورتوں میں پیدا کیا ہے، حتیٰ کہ ہر انسان کے ہاتھ اور پائیوں کی انگلیوں کی کھیریں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، ان کی آواز میں باہمی اختلاف موجود ہے اور یہ اختلاف اس لیے ہے کہ ان کی پہچان میں آسانی ہو، اور اگر کسی سے جرم کا ارتکاب ہو جائے تو اس تک قانون کی رسائی ہو سکے، جبکہ کلوننگ میں ایسا نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ کلوننگ کے ذریعے پیدا ہونے والا انسان اپنے اصل کے ساتھ ہر ہر شے میں موافق ہو گا، دونوں میں کوئی اختیازی نشان نہیں ہو گا جس کی وجہ سے اصل اور نقل میں پہچان مشکل ہو جائے گی۔ اسی طرح ارتکاب جرم کی صورت میں مجرم تک قانون کی رسائی بھی محال ہو جائے گی جس سے لائق تعزیت، بدامنی و جرائم کی کثرت اور دنیا میں فسادات کے زیادہ ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ اور اگر کسی جرم میں اصل کی بجائے اس کے کلوں کو اور کلوں کی بجائے اس کے اصل کو سزا دی جائے تو یہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک نظام ہے جس کے تحت وہ کسی کو بھی مصلحت کرنا ہے

اور کسی کو بیٹیاں، جبکہ بعض کو دونوں اور کسی کو تقسیم یعنی بے اولاد رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذَّكَوٰثَ ۖ وَهُوَ غَنِيٌّ**
ذُو فَضْلٍ ۚ إِنَّا نَاثٍ يَجْعَلُ مَن يَشَاءُ سَيِّفًا مَّا رَآهٖ (الاحقاف)

کوئی ننگ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو مخالف و مقابل ہے، اس لیے کہ ہر انسان میں بار آور طبعی حالت لاتعداد مقدار میں موجود ہیں جس سے کھونا کا پید ہونا لازمی امر ہے، تو اس عمل سے کوئی بھی تقسیم نہ ہونے کا مصداق نہ ہو گا اور لوگ صرف زمین اور لاد کا ہی تقاضا کریں گے جس سے یہ قہر (لَمَن يَشَاءُ) انا کا مصداق معقود ہو جائے گا۔

۹۔ بعض لوگ صرف اس لیے شادی کرتے ہیں کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہو، جبکہ بچہ پیدا کرنا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت، اور شادی کرنا فی ذاتہ سنت مؤکدہ ہے، اور شادی کے بعد بچوں کا پیدا ہونا کوئی ضروری نہیں، بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ چار چار شادی کر کے بے باوجود ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا حالانکہ طبی لحاظ سے وہ بالکل تندرست ہوتے ہیں۔ لہذا اگر کوئی ننگ کے ذریعے سے بچہ پیدا کرنے کو جانتا تو ہر دہائی کو لوگ کوئی ننگ کے ذریعے سے بچہ پیدا کریں گے اور امر مطلوب (شادی) کا منت عمل ترک کر دیں گے جو شرعاً صحیح نہیں۔

(۱۰) کوئی ننگ کے اس عمل میں اجنبی عورت کے رحم میں خلیہ رکھا جاتا ہے، چنانچہ اس عمل کے لیے غیر محرم مرد کے سامنے اسی عورت کا متر عورت کھل جاتا ہے جو کہ خلاف شریعت خلاف نفرت اور بیاد مہمل ہے۔ اسلام نے ہم جنس یا غیر جنس کے سلسلے بلا سروسر شریعت کثیف عورت کی اجازت نہیں دی ہے اور اپنے متر کو چھپا کر غیرت قرار دیا ہے۔ لہذا ان وجوہات کی بنا پر انسانی کوئی ننگ کا عمل ناجائز و حرام ہے۔

مسلم اور غیر مسلم محققین کی آراء اور تبصرے | ذیل میں انسانی کوئی ننگ کے اس غیر فطری و غیر مسلم خلیہ، مذہبی و حکومتی زعماء کی آراء و تصدیق کی جاتی ہیں۔

(۱) انسانی کوئی ننگ کے بارے میں مصر کے مشہور مفتی جناب فرید الدین صاحب کا فتویٰ

یہ ہے کہ۔

أنا أجمع قائم من الناحية العلمية والطبية على استنتاج
البشر مفروض والضمائم الناحية الاخلاقية ومن الناحية
العقلية ومن الناحية الاجتماعية. المجمع ۲۳، ۲۴ واقعہ ۱۳۱۸ھ

دہلا ماہنامہ الحق، شمارہ ۳۲، جولائی ۱۹۹۷ء

یعنی انسان کو رنگ کے عدم جواز پر علمی، فنی، اخلاقی اور معاشرتی طور پر خارج
قائم ہو چکا ہے۔

(۲) اسی طرح جامعہ اہل تشرف کے استاذ پروفیسر محمد الطیغ نے بھی انسانی کوننگ کو مسترد
کرتے ہوئے کہلے کہ انسانی کوننگ پر تحقیق خود ایک مذکورہ جاتے اس لیے کہ اس کے
تقصیقات فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ (دہلا ماہنامہ الحق، شمارہ ۳۲، جولائی ۱۹۹۷ء)

(۳) اپنے ترکہ انجرا اور غیر مسلم حکومتی زعماء رضامتی کو بند کرنے کے اقدامات کیے ہیں۔
چنانچہ امریکہ کے صدر ریل کٹنن نے ایسے تمام تحقیقی مراکز کے فنڈز روک دیے ہیں جہاں پر
کوننگ کے شے میں کام ہو رہا ہے اور جن کے بارے میں خیال ہے کہ وہاں انسان کی
فونڈیشن کو پی تیار کیا جاسکتی ہے۔ ریل کٹنن نے بھی شے میں کام کرنے والے تحقیقی
مراکز سے بھی کہلے کہ وہ بھی اس سلسلہ میں سرکاری شے میں کام کرتے والے مراکز کی
تقلید کریں۔ (دہلا ماہنامہ الحق، شمارہ ۳۲، اپریل ۱۹۹۷ء)

(۴) عیسائیت کے روحانی پیشوا پوپ جان پال نے ۱۹۹۷ء کو وٹینی کی سٹی میں ہزاروں
افراد کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ، انسانی حیات کا دترام خطرناک تجربہ ہے
کا نشانہ بنا ہوا ہے اس لیے دنیا کے تمام ممالک انسانی کوننگ کو بند کرنا چاہتے
اقدام کریں اور اس کے لیے سخت سے سخت قوانین کا اجراء کریں اس لیے کہ خیر مناس عمل
کے ذریعے انسان کی تخلیق اخلاقیات کے منافی اور رشتہ ازدواج کے بندھن کے وقار
کو پامال کرنے کے مترادف عمل ہے۔ (الطیغ، دہلا ماہنامہ الحق، شمارہ ۳۲، جولائی ۱۹۹۷ء)

(۵) بلکہ اس ایجاد کی شے میں شریک کار سائنسدان ڈاکٹر ایس کو لین کا کہنا ہے کہ میں اپنی بیوی
اور چودہ سالہ بیٹے کو اس کام کے بدلے میں قائل نہ کر سکا ان کا کہنا ہے کہ اخلاقیات کی تد
سے خیر خیر کام ہے یہ خوفزدہ کوئی نہ والی مانتے ہیں۔ (دہلا ماہنامہ الحق، شمارہ ۳۲، جولائی ۱۹۹۷ء)

(۷) اور خود اس جماعت کے سربراہ ڈاکٹر ایمان ولفٹ نے بھی انسانی کلوننگ کو غیر انسانی فعل قرار دیا ہے، چنانچہ اس نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ کلوننگ کے عمل سے حیوان تیار کرنے کا عمل تو ٹھیک ہے لیکن انسان تیار کرنے کا عمل ایک غیر انسانی فعل ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ الحق جلد ۳۳ شمارہ ۳ اپریل ۱۹۹۷ء)

خلاصہ کلام | شریعت مقدسہ اور غیر مسلم متفقین اور دانشوروں کی آراء کی روشنی میں بات اعلیٰ مرتبہ الشریعہ میں جو جاتی ہے کہ کلوننگ کوئی غیر مکنتہ عمل نہیں اور نہ کوئی تخلیقی صفت ہے کہ جس سے کوئی مافردان صفت حقیقت سے مستفید ہو جائے البتہ اس تجربہ کرنا ہی کھون پر بروئے کار لانا تفصیل میں ذکر کی گئی وجوہات کے بنا پر ناجائز حرام اور غیر اخلاقی و غیر شرعی عمل ہے۔ لہذا امین اللہ تعالیٰ سطح پر اس عمل کو فوراً بند کر دینا انسانیت کی بقا کے لیے از حد ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

چاند تک انسان کی رسائی اور اسلام

خلائی پرواز کا اسلامی تعلیمات پر کوئی اثر نہیں پڑتا



اگرچہ عالمہ جہ تمام کائنات کو حضرت انسان کے فائدہ اور خدمت کے لیے پیدا کیا اور اس کے لیے قوت دے کر وہ تمام کائنات کو سفر کر سکے۔ اس لیے قوت تسلیم اور اس کے ایجادات کے لیے جیسے چاند اور دھڑستیا تک انسان کے رسائی دینا کو ضرورت ہے والے دیا ہے اور دنیا میں ایک شے جس میں غی نہیں ہے اور بعض ذرات جس میں شوک و شہات پیدا ہوئے جس کے ساتھ جس کے یہ ترقی اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب اور حضرت مولانا سید القاسم صاحب نے اپنے اپنے مضامین میں اس قسم کے توہمات اور شوک و شہات کا رد کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کے رد شے میں یہ ثابت کیا ہے کہ چاند اور دوسرے سیاروں تک انسان کے رسائی سے اسلامی تعلیمات پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس قسم کے جہات کے ساتھ ایجادات و ترقیات اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔ — یہاں سے "قادی حقائقہ" میں اللہ پر و مفاہین کو افادہ عام کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ — (مترجم)

تَحْمِداً وَنُصْرَتِیْ عَلٰی سُلُوْلِهِ الْکَرِیْمِ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰی : وَلَقَدْ کُنَّا نَمُنُّ بِاٰیِ اٰدَمَ وَحَدَّثْنَاهُمْ فِی الْاَنْبِیَآءِ اَنْ یَّعْبُدُوْا قَوْلَنَا هَؤُلَاءِ عَلٰی کِبٰیْرِیْمِیْنِیْ خَلَقْنَا اَنْفُسِنَا لَہٗ

کائنات پر انسان کی فضیلت

مترجم: اگرچہ خداوند کریم نے انسان کو کائنات پر پوری دوستی و

فضیلت عطا فرمائی ہے، مگر میں انسان بہت بھروسہ ہے مگر

صوری و ظاہری تمام میں سارے عالم پر فائق ہے اور عقل و ادراک علم اور دوسری منوی نوعوں میں بھی سران و مخلوقات پر اسے ہیبت حاصل ہے۔ اگر یا کہ یہ پوری کائنات اس مختصر سے جسم میں سمٹ گئی ہے اور عالم اکبر اس عالم اصغر میں پنہاں ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ پوری کائناتی کائنات اس چھوٹے سے نفس میں موجود ہیں۔ وَفِي الْأَرْضِ أُمَّةٌ لَا تَعْلَمُونَ (۱) کائنات کا خداوند کریم کا درجہ دیکھ کر وہ لگاؤ کو مٹا دیتی، وَهَذَا صِفَتُ طَرَفٍ مِنَ الْبَرِّ وَالْمَعْرِفَةُ فَضْلٌ لِّهٖ عَلَى الْغَيْرِ يَسْتَحِقُّ خَلْقًا مُّطَيَّرًا (۲) ہم نے اپنی آدم کو کرامت سے نوازا ہے۔ وہ اسے بر و خیر میں اٹھایا۔ اور اسے بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

اس فضیلت کی وجہ باور امانت کا اٹھانا ہے اس فضیلت کا ایک دوسری نسبت میں اس طرح واضح فرمایا گیا ہے۔ اِنَّمَا تَعْلَمُونَ اَلَّذِيْنَ تَعْلَمُوْنَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالْاٰنۡصٰٓثُ فَاَبۡرَٓءُ مَا يَرۡى عِبَادُكَ لَا يَسۡتَعۡلِمُوۡنَ اِلَّا بِمَا شِئۡتَ (۳) ہم نے آسمانوں اور زمینوں پر اپنی مخلوقات کے اٹھانے کی ہیکش نہ مانی تو تمہوں نے اس باور امانت کو بھٹانے کی ذمہ داریوں سے معذرت کی اور انسان پر جیب سے پیش کیا تو اس نے اس ذمہ داری کو اپنے ذمے لے لیا۔

یاد رہے کہ باور امانت کی یہ ہیکش جیب مخلوقات پر جوئی تو نہیں اختیار دیا تاکہ اس میں اپنی کا بوجھ تو مٹنے اٹھایا اور اس کا حق ادا کیا اور اپنا ذمہ اس کے مطابق ادا کیا تو تمہیں نشانہ ملی جنت اور دائمی عزت نصیب ہوگی اور اگر وہ ذاتی قبول کرنے کے بعد تم نے حق امانت پورا نہ کیا تو تمہیں دائمی عذاب اور جہنم میں داخل ہونا پڑے گا۔ اس لیے جس اختیار سے اس امانت کے متحمل بنے ہو یا نہیں برداشت کرتے ہو یا نہیں۔ دونوں باتیں تمہاری مرضی پر ہیں مگر مکمل یا صورت میں نہیں اس حالت میں رہنا ہوگا۔ جمادات کی حد تک نہ تو تسبیح ہوگی نہ طویل عذاب کا مخطوب ہوگا نہ جنت کی امید ہوگی۔ تو زمین اور آسمانوں نے امانت نہ اٹھائے بلکہ نہ تو تسبیح دی کہیں کوئی کی صورت میں عذاب میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔

انسان کی فطرت میں محبت ہے آخر انسان جو کہ باری تعالیٰ نے رب العزت کا مشق ہے اور مشق کے بندہ سے اس کی روح اور ملکات بر شاد رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قلب ہر وقت بخوبی مضطرب اور دکھانا رہتا ہے۔ کوئی کہ عیب و نقیہ نہ تلاش اور یا د میں اپنی مہرمت سے اللہ اللہ کی ضرورت لگتا ہے۔ ایسے ماضیہ علم کو

محبوبؑ اشارہ دیکھ کافی سہا ہے۔ تو جب محبوبؑ کی طرف سے پہنچنے والی اس کو نورانی ہر مشق نے قبول کائنات پر آمادہ کر دیا اور یہ پروا نہ کی کہ ذرا داری میں کوتاہی کی صورت میں کیا کیا مصیبتیں پیش آئیں گی؟ دیکھئے! فرما دیجور جائزی عاشق تھا محبوب کے اشارہ اور پر پناہ کو دلے گا، تو انسان جو کہ عاشق حقیقی ہے محبوب حقیقی کے اشارہ سے یہ کیوں باہر کائنات اٹھانے سے بچ جائے گا۔ اور اس کا نتیجہ بھی نکلا کہ خداوند کریم نے اسے آسمانوں فرشتوں اور زمینی مخلوقات پر فوقیت دی یہ راہی اور وہ رعیت ہے، ساری کائنات اس کی سرخ ہوئی، اس کو بخیر و بر اور آسمان و زمین کے درمیان مادی و فضا پر چلنے اور ان میں تصرف کرنے کی، اجازت ملی اور نئی نوع انسان کے بتا چکے حضرت آدم علیہ السلام کو غیظۃ اللہ کا خطاب دیا گیا اور عالم کی تمام اشیاء میں تصرف کرنے اور اس کی تحلیل و ترکیب کی اجازت ملی اشیاء کے اسما اور خالیتیں اسے بتلا دی گئیں۔

کائنات میں تصرف کی اشیاء انبیاءؑ نے فرمائی | اس تصرف اور استعمال کی دانائی اپنے مروجوں کے ذریعہ فرمائی جو معصوم عن لغوی اور معصم من بدعتی تھے تاکہ انسان نفس کو شیطان کے دھوکہ اور غرہ ہذا بتناسانی کی وجہ سے اس کائنات کو غلط طور پر استعمال نہ کرے اور تمام چیزوں کی ترکیب و تحلیل اپنے مولعہ پر اور دیکھ مقصد کے لیے کرے اشیاء میں بے جا تصرف سے بدیعہ و قبیح کو دیا گیا اور دیگر فضیلتوں کے علاوہ اسے نعمت علم سے نوازا گیا جو انسان کی خصوصیت ہے ان انبیاءؑ کو دینے کے علوم میں درجہ ترقی ہو کر وہی رہا جس کے کہ ضرورتیں ملی اشیاء پر علم و تصرف لست در آپ کی ذات پر علوم نبوت کی تحلیل کر دی تھی۔ علوم کا ظہور اور تحلیل حضورؑ کی ذات پر ہوئی |

کہ شرف امتوں میں نہیں ملتی۔۔۔ خدای شریف میں حدیث ہے کہ جب حضورؑ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب مزاج میں جبائیل علیہ السلام کے ساتھ اور تشریف لے جا رہے تھے تو بیت المقدس میں بطور مجاہد دنیاقت کے مختلف مشروبات و نعت مایہ میں پیش کیے گئے۔ ایک گھاس پانی کا ساہا اچھا تھا ایک میں شہدہ وریک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب تھی مگر بارہے کریم رحمت کی شراب تھی جو جو شراب ظہور تمام سفافوں کو بہت میں ملے گی اور طیب و طاهر اور قسم کی خیراتوں سے پاک صاف ہوگی مگر پھر بھی شراب ہی اس کا نام تھا۔ تو حضورؑ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بانی پناہ نہ شہدہ اور شراب بلکہ دودھ ہی لیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا الحمد للہ کہ آپ نے دودھ ہی لیا یہ فطرت کے مطابق

اصل علوم علوم تہذیب تھے جو مسلمانوں کو ملے | علم ساری امت کو حضور کی آمد اور بعثت کے بعد آپ ہی کی برکت سے

ملا مٹا رہا۔ دھرت کو زبیر جسد موم مادہ کا ملا اور امت اب بتائی مسلمانوں کو مادہ اور جسد موم حسب علوم تہذیب و اخلاق کا روشنی ترسیر موم تھا۔ علوم تہذیب میں امت مسلمہ کو جو مقام حاصل ہوا اور جو تحقیقات یہ پسند آویں یہ موضوع پر علمہ امت نے پیش کیں اس کا نظیر کوئی قوم پہلی نہیں کر سکتی جس کا پچھلے لاکھوں لکڑیوں اور مسکروں کی علم کی شکل میں آج بھی موجود ہے اس کا مشر مشیر بھی نہ شدہ مسلمان امتوں میں نہیں ملتا۔

مادی اور روحانی علوم کا پورا نظیر حضور کے بعد ہوا | اسی طرح امت و دھرت نے مادی موم

تکرمیات کے محلی اسرار ہی ہر کرنے میں کو ترقی کی اس کا نشان حضور سے پہلے کی امتوں میں کامیابی ملتی۔ بعض اہل تمام علمی کمالات کا غیور امت محمدیہ میں اسی مخزن علم کے کمالات کا پورا ہے جو سید رسول نور عالم البیہین ہے اچھا علم کو علم بھرت ترقی کو یہ سلسلہ جس جا کر ختم نہیں ہوگا ملک دنیا اور نبوی علوم میں قیامت تک ترقی رہے گی۔ تو جس امت کا یہ غیر سارے موم اور کمالات کا ترشہ ہے اس کا امت کسی علمی کمالات و علمی ترقیات کی سب مخالفت کر سکتی ہے یا علم کی کوئی بھی اور ترقیات جامع علم کا دیکھنا کہ ہی کریم علیہ السلام کی تعلیمات کی سب مخالفت ہو سکتی ہے؟

خلانی پرواز اور اسلامی تعلیمات | آپسک چاند ملک انسان کی رسائی و پرواز نے ہر فرد کی

بعض مسلمانوں کو بھی خیریتہ میں ڈال دیا ہے اور وہ اس غلط فہمی میں ہیں کہ اس سے اسلامی تعلیمات پر زبرد ترقی ہے۔ حالانکہ یہ تو محض ایک سائنسی و زمانہ کی ترقی کا مسئلہ ہے۔ زمانہ کی ترقی مسائل میں ہر دور اور زمانہ کے لوگوں میں پھیلوں کہ یہ نسبت ترقی ہوتی آ رہی ہے اور سائنس اسلام کے اس کو دیکھ کر کبھی پریشان ہی نہیں کیا کہ اس ترقی سے اسلامی اصول و جرح و جرح سے جس قدر پہلے زمانے میں ساری کا وسیلہ کھوڑا، خیر اور اونٹ تھا، پھر موٹر زوریل و بھاؤ مولیٰ اور رفتہ رفتہ ہوا کی جہاز ایجاد کے ادب اس میں میٹالوں اور لکٹوں کا اضافہ ہوا ہے اور اس کے بعد بہت کم ترقی ہے اور بھی تیز رفتار ذرا کچھ مگر ایجاد و ہر بات میں۔

قرآن کریم میں تیز رفتار ساریوں کی طرف اشارہ | اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حرکت اور سرعت ممکن ہے۔

خلائی پرواز عمار شرافت نہیں | باقی رہی سنساروں تک پرواز، تو یہ تو آپ کو تہیہ سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ انسان آخرت المخلوقات ہے اور

پھر عمار شرافت کی پرواز کرنا نہیں ہے۔ آج علماء میں بدل پھر رہے ہیں۔ چیلنگر، کوٹ اور دیگر پرندے نظام میں بہت اونچے اڑ رہے ہیں۔ ایک دین بیکل جن سے حضرت سلیمان میرا لہو کو تخت سجاد چند لکات میں پہنچا دینے کی پیشکش کی۔ خود انسان ایک جسم سے کی گئی بل اور پرواز جہاز میں پرواز کر رہا ہے، تو اب اگر اس پرواز کی حد ڈھائی لاکھ میل علاہ میں چاند تک پہنچ گئی، آئندہ اس سے بھی بڑھ جائے تو اس میں کیا مسئلہ اور تعجب ہے اور قرآن مجید کے کون سے دعویٰ کا مقابلہ ہوا جو حاجت برت ہی جا۔
جنت کی آسمانوں تک رسائی | قرآن مجید سے تو جنت کی آسمان تک پرواز ثابت ہوئی ہے۔ قرآن مجید نے سورہ جن میں جنت کی آپس میں گفتگو نقل فرمائی ہے۔

وَاللَّهُمَّ السَّاءُ فَوَجَدْنَا هَاهُنَا حُوسًا شَدِيدًا وَشَهَابًا وَإِنَّا لَنَقْعُ دَهْنًا
مَدَامَا لِّلْمَعِمْ فَنِ يَسْمَعُونَ اَنْ تَنْجِدَ لَنَا شَهَابًا رَّصَدًا۔ (سورہ جنات ۷۷)
ترجمہ: اور یہ کہ ہم نے ٹھکانہ کر لیا آسمان کو بھرا ہوا ایم سے اس کو کہ بھرا ہوا ہے جنت پر کہہ دوں گے اور انگاروں سے اور یہ کہ ہم بچا کر لیتے تھے ٹھکانوں میں رہنے کے واسطے پھر اب جو کوئی سنا چاہے وہ پائے گا اپنے واسطے انگاروں کی بات میں۔

اس کی تفصیل بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدشت۔ سے قبل جنت اور شاہین آسمانی دنیا تک پہنچ کر خیر ٹھکانوں پر بیٹھ جاتے تاکہ فرشتوں کی آپس میں گفتگو نہ ہو سکے۔ یہ کہ جنوں اور نبیوں تک پہنچا دیں۔ اس میں سنی ہوئی کوئی بات تو درست ہوئی تھی اور سب سے جبروت اور کھڑت ہوئی تھی جس کا لوگوں میں مشہور ہو جانے پر اس وقت کے غریب حق پر اثر نہ تھا ان کے بعد دوسرے نبی آجاتے تھے وہ اسی جبروت اور حق سے محفوظ باطل کہہ کر دیتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم کے آخری نبی تھے انھوں نے کریم خود ہی اسلام قیامت تک کے لیے محفوظ رکھا اور انھیں کی نیلے سے بچا تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدشت کے بعد جنت کا آسمانوں تک پہنچنا روک دیا گیا اور اگر جنت ام رہ جانے کی کوشش

گرفت تو ان پر انگاریے اور شہابِ اقیب پھینکے جاتے تاکہ آسمانی باتیں نہ سن سکیں اور دینِ اسلام غلط طے نہ ہو۔ اور صورتیکہ آسمانوں کو بھونے و کس سجادہ مکہ کا بھی ثبوت ملتا ہے بعض برہمن خدائی ہی کی بھوننا دلیل کرتے ہیں جس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنات میں آسمانوں تک پر اذک صلاحیت رکھی ہے اس لیے جنات وہاں تک پہنچنے والے تھے جہاں تک ان کا پرواز پر پابندیوں لگی ہوگی نہ تھیں۔ اب اگر انسان اپنے علم و تحقیق احصاء کے لیے ہر مسئلہ کی بنیاد پر اوپر چلا جائے تو اس میں کوئی استحالہ نہیں۔

اسلام میں شماروں تک رمائی کے لیے یہ غلط ہے کہ ستاروں تک پہنچنے کے لیے آسمانوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام میں آسمانوں سے گذرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ یہی ہیں یہ ذکر نہیں کہ یہ آسمان کا کیا اور صورت جو تھے آسمان پر ہے یا دیگر ستارے فلاں آسمان پر ہیں یا تواریت سید سید ستاروں آسمان کے نیچے درجہ درجہ ہیں۔ یہ فلاں ستاروں کا عقیدہ اور ظلمیں اس کا مسلک ہے جس کا ذکر تعبیح شرحِ بفتح میں پایا جاتا ہے نہ فلاسفہ اسلام کا۔

سائنس کے متضاد نظریات اور اسلام
اہم مسلمان زونیم فلاسفہ کے معتقد ہیں اور جدید فلاسفہ کے معتقد ہیں۔ ان فلاسفہ کا ایدل انہیں میں خود و مثلاً قیثا ثورث و غیرہ تھے کیا ہے اور آج کے سائنسدان قدیم سائنس کو خود لغو اور جو باطل قرار دے رہے ہیں پھر جدید سائنس دانوں کا انہیں میں بھی شدید اختلاف ہے اور ان کے نظریات انہیں میں مسکلام ہیں جو ہم تمام خود اسلام کو یوں ایک فریق بنائیں البتہ اتنی بات واضح ہے کہ آسمانوں کے اندر داخل ہونے کے لیے اجازت یعنی پڑھنا ہے آسمانوں کے دروازے ہیں جو کہ بند رہتے ہیں، اندر جاتے وہ بلا بغیر اجازت رہا انہیں کے نہیں جاسکتا۔ جیسا کہ جدید معراج سے معلوم ہوتا ہے کہ جب میرزا یحییٰ علیہ السلام حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کے آسمان کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی تو فرشتوں نے پوچھا کہ کوئی فرشتہ نے فرمایا میرزا یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ من مصلک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل ارسل الیہ قال نعم ففتح۔
دیباچہ میں نے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تب دروازہ کھول دیا گیا۔
اس سے معلوم ہوا کہ فلک آسمانوں میں داخل بغیر اجازت خود وندی کے نہ فرشتہ کو

ہے۔ انکی بھی منزل کو اور حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایمہ تسخیر میں ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملنے اور درود نہ کھول دیتے کے بعد پڑھا۔

اب اگر ستاروں کے بارہ موجود ترقیات کا اثر باطل مذاہب اور فلسفہ پر پڑتا ہے۔ اور اس سے اس کے کہا ہوتا ہے۔

آسمانوں کے اندر یہ سب نوبہ اشکان درست ہو کر راکت اور خلائی بیگانہ آسمان کے اندر راضی اور تربت خداوندی کے کب داخل ہونے جو ہمیں نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ سب علم موسیٰ اقران کے پابند نہیں۔ مگر تو سلسلہ کے قائل ہیں تو یہ اشکال ہمارے اوپر درود ہی نہیں ہوتا۔ اس مذاہب نے یہ دعویٰ کیا ہے ان پر اس کی تردید ہی ہے مسلمانوں پر نہیں۔

تمام ستارے آسمان کے نیچے ہیں

سورۃ النکاح: ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے تزیین کر دیا اور ہم نے نیایا انہیں سیلاب میں ڈالنے کی چیز ہے۔

فیاضین تو آسمانوں تک جا کر باہر رہتے ہیں آسمانوں میں تو داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر ان ستاروں سے ان کو جہم تب ہی ہو سکتا ہے کہ ستارے بھی آسمان دنیا سے باہر ہوں اور دنیا کی تربت بھی ان ستاروں سے تب ہی ہو سکتی۔ اس لیے توحید مذہبی باطنی قبول نہیں کیا گئے فرمایا ہے: النجوم خدایا ہیں معلقہ بین السماء والارض۔ پس اس سے تو یہ باطنی السکون کا ہے۔

نور کی زنجیروں کے ساتھ انہیں فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔

سلام آؤں تو یہ روح لغائی میں فرماتے ہیں: جدید سائنس اور کائنات میں اس کے قریب قریب ہے فکر ان کے ہاں نور کی زنجیروں کی تعمیر کشش اور مرکز ثقل کے نام پر ہوئی ہے۔ و یقول منہ قول الفلاس فی الجدیدۃ لکن بانہذہ رب ربہم اعلیٰ جہدہم۔ سورۃ طہ: فی آیت: و من انوار من مثل نورک کہ تحت نورک تخرج عوامہم اوتی نے کہ ہے و یخرجہم و لیکن ان فیہا من انوار کہ عاف و فی شیء من شہودہم۔ انوار فی الخلق فی الخلق و المسطر فی الخلق۔ رب ربہم اعلیٰ جہدہم۔ یعنی ہم اس بات کو کوئی ثبوت نہیں کہ کوئی ایک ستارہ بھی آسمان میں ایسا پڑا ہوا ہے۔ نہ تو کوئی بھی اس بات کی تصدیق نہیں کرتا۔

امام ابوحنیفہؒ کے استاد عطاء بن ابی رباحؒ کا بھی ایسا ہی قول ہے۔

علامہ آرمسٹری نے سورہ طلاق کی تفسیر میں اسراہیلی روایات کی بھی تردید کی ہے کہ اکثر باطلی علماء ہیں۔ باقی جن آیات سے مستندوں کا آسمانوں میں ہونا ترشح ہوتا ہے اس کی تردید درج ذیل آیت کے تحت علماء ہر موجود ہے اور عموماً ایسی مخالفت میں ادنیٰ ملائکہ کے طور پر یہ مجازاً نسبت لگائی ہے۔

کَلَّا فِي فَلَاةٍ يَسْبَحُونَ کی تفسیر اشغال کے طور پر قرآنی کریم کی آیت کَلَّا فِي فَلَاةٍ يَسْبَحُونَ سے بظاہر لوگوں نے یہ فہم لیا ہے کہ سب ستارے آسمان میں تیر رہے ہیں۔ مگر عذر تو کوئی نہ لکھا ہے کہ اکثر مفسرین نے اس کراؤس کو کویا ہے جو روک دی گئی ہے آسمان کے نیچے جس میں چاند اور سورج گردش کرتے ہیں۔ قال: كَمَا لَمْ تَرَ بَعْدَهُ مَوْجٌ مَّكَوْفٌ غَتِ السَّمَاءَ تَجْرِي فِيهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

وقال: انما هذا هو ليس بحيد بل هو من دونه في الدنيا جوار۔ حضرت مہاک کہتے ہیں کہ فلک سے مراد ہم نہیں بلکہ ان ستاروں کا مجموعہ ہے۔ حضرت مولانا شرف علی خان قادریؒ نے بھی ان اختلافات کو ذکر کرتے ہوئے آیت کو آسمان کے مفہوم میں ہم قرار دیا ہے۔ الغرض اکثر مفسرین علی کو اکب کو جس میں وہ گردش کرتے ہیں تحت آسمان تسلیم کرتے ہیں نہ کہ آسمان کے نیچے ہیں۔ تو روس و روس کی خلائی پرواز اور یا نریک رسائی کا اگر اشرع تاجے تو یونانی ہیئت اور بطیمسی فلسفہ یا اسرار کی روایات پر مذکور اسلام پر چاند کو کیا اگر تمام کو اکب تک بھی آسمان کی رسائی ہو چکے تو یہی اسلامی تعلیمات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اسلام کی غیبی تائید سائنس سے ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سائنسدانوں کے ہاتھ سے ہی اسلام کی غیبی تائید کر رہا ہے اور ان پر تمام جستجو رہی ہے۔ سائنسدانوں نے لوہوں و دیسے سرخ کیسے تیار کیں، کنار و آتش کے نور بوجہ چاند سے مشتعل خاک لائے۔ لیکن سید المرسل اور مسلمانوں کے ہادی اعظم صل اللہ علیہ وسلم نے انکی تے ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے جسکو دو تون ٹکڑوں نے کو منظر کی پیاری کوشش میں لے لیا پھر اسی طرح اللہ رب العزت نے چاند کے دونوں ٹکڑوں کو ملا دیا۔ اقتراب، اساء، الشی القمر، وان یوا، یلہ فیض الواسع، منہ۔ (ظہیر) آسمان بڑا کارندہ جیسے جلاوا کٹ واسباب اور بغیر کھربوں رو بہ فضا کے غلہ ہر خواہی تو یہ ہے

خود غور سے غور کرو کہ اب تک نہیں ملتی، فلاسفہ نے ذائقہ ڈرا مہراج انہیں خود ہی کی ہونا پڑے
تمام سپارے فرق و التیام دیکھنا اور جڑ نام اور توڑ چھڑ توہر لی کرتے ہیں۔ تو حقیقت تو یہ ہے
تو آج کی سائنسی تحقیقات سے اسلامی تعلیمات کی تائید ہو رہی ہے، اور بحوالہ اللہ تعالیٰ جو لوگوں بھڑاتا
کے منہ تھکے اور بحال سمجھتے تھے ان دشمنان اسلام کی ایسی تحقیقات سے عدوانے ان کا منہ بند کرنا
قیامت اور مہراج کی تائید | قیامت ہم ان سیارات اور عالم کے فنا اور نیست و
نابود ہونے اور نئے رب سے دوبارہ قائم ہونے کا نام

ہے، آج تک فلاسفہ اس نظام کو ناقابلِ تعمیر مان کر اس کی خداست کے قائل تھے اور اس
توڑ چھڑتے خود ہی صدور عالم اور فقیر پادریہ ہونے کے قائل ہو سکتے ہیں اسلام نے جب
اعلان کیا کہ حصہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس جسدِ مندری کے ساتھ مخلوقوں سے اولیٰ شریف ہو گئے
اور ایک رات میں واپس ہوئے تو ان لوگوں (فلاسفہ) نے انکار کیا کہ وہ زمین کی مسافت اتنی
جلدی کیسے طے ہوئی اور بغیر آگے جس کے کیسے زندہ رہے؟ آج کے فلاسفہ کو وہ اس جسدِ عاک کے ساتھ
صرف چاند تک پہنچے اور بعض جگہ انہوں نے ہزاروں میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پیر والہ کو
تو دھک انک بڑیں برآسمان کا فاقہ ہے اس کا اپنے رسولِ مکرم کو پیچانے میں کیا ستم ارباب
سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْمَاۤیْ بِعَبْدِیْ ؕ اَلِیْلَۃٌ اَوْیُّ سَرَّابِلَ ؕ اَیُّ یَاسَکَ ہِیَ وَہِزَاتِ جَوَّ اَیُّ ہِنْدَہِ
کو راتوں رات لے گئے؟

رفعِ منہج کی تائید | قرآن مجید نے اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسدِ مندری کے ساتھ
آسمان پر اٹھا، نہ گئے، اس وجہ سے اللہ عز و جل یہ تعلیمات حضرت

اسے نامکمل بنا رہے ہیں کہ انہیں جسدِ مندری کے ساتھ تو یہ کیسے زندہ کی گئی ہو سکتی ہے کہ انہیں خود چاند سے پہلے اور پہلے
میں اپنے لیے لائٹ کر دیا جاتا ہے جس کو انہیں بڑھلے بہت دور میں۔ ہنوز وہی دور است

آدم علیہ السلام کا نزول | اسلام نے بتلایا کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کا انہیں
اسے پیدا ہونے سے پہلے جنت میں اٹھایا گیا، کچھ عرصہ جنت میں

گزارنے کے بعد خلافت اربعہ کیلئے انہیں زمین پر اتار دیا۔ اس کا میں تو آدم کی اولاد سے لگا کر انہیں
اسلامی تعلیمات نے تو تخلیق انسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک انسانی مروج اور
مصور و عزول اور خلاست گزشتہ، رہنے کا تصور پیش کیا اور بطور طور مجرور و تدبیرت خداوندی کے
اس کی کئی شاخیں پیش کیں۔

بلکہ زندہ رہنے والا دین ہے، خداوند کو پریم نے انعامِ نجات و نجات دلائی سے بلکہ اسے زمانہ کی رخصت کی بدولت حواسِ احمد مشاہدہ سے بھی کرا دی۔

وحی اور اسلام کے دیگر دعوتوں کی تائید | جب اسلام نے اعلان کیا کہ حضورِ اقدس نظر آتا ہے، وحی الہام کے ذریعہ نبی اکرام علیہم السلام، اللہ رب العزت کی باتیں سن سکتے تھے، تو اس کا انکار کیا گیا اور آج ڈھائی لاکھ میل دور خلائی جہازوں کے ساتھ ٹھکانہ ہو رہی ہے، ٹیلیفون کیے جا رہے ہیں اور ایک انسانی ایجاد ٹیلیوژن کے ذریعہ ڈھائی لاکھ میل دور کے حالات کا مشاہدہ ہو رہا ہے تو غرض اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روحانی قوت کے ساتھ بغیر آلات و وسائل کے کوئی چیز تخلیقِ عین اور خداوندِ کریم سے ہمکلام نہیں ہو سکتے تھے اور اگر انہیں آسمانوں کا مشاہدہ ہوتا تھا تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟

معجزہ امکان کی دلیل ہے | اتنی بات یاد رہے کہ انبیاءِ کریم علیہم السلام کے ہاتھوں ایسے امور کا ظہور بلاشبہ معجزہ کہلاتا تھا جو بغیر آلات و وسائل کے ہو سکتا تھا، مگر اس سے ہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ ذی روح جسم کا قیام الہی ممکن ہے اس لیے کہ معجزہ نام ہے اس کا کہ کسی امر کا ظہور بطور فرقِ عادت کے ہو جائے نہ کہ کسی حال کو ممکن بنا دے۔ اب اگر کوئی وسائل اور ذرائع کے ذریعہ سے ایسا کر دے تو یہ ممکن ہے مگر اسے معجزہ نہیں کہا جاسکتا، مثلاً ایک شخص بغیر و ذرائع کے کراچی پہنچ جائے تو یہ اس کی کرامت ہے اور اگر ریل، موٹر کار، ہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعہ جائے تو اسے معجزہ نہیں کہا جاسکتا۔

قرآن کریم کا نبیادی مقصد | یہ امر کہ وہ جو وہ ترتیبات کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا گیا، انہیں تو یاد رکھیں کہ قرآن کریم کا موضوع آخرت کی دائمی اور حتمی زندگی کے حصول کے لیے دنیا کی چند روزہ زندگی کو استعارہ کے طور پر بتلانا ہے اور اسی مقصد کے لیے زندگی کے کسی مرحلہ پر پیش آنے والی ضرورتوں کو تشبیہ نہیں چھوڑتا، سعادتِ آخری کے لیے دنیا کو ترغیب و تحریک ہے، بیان کرتا ہے اور تجارت، سیاست، اعزازت، نزاحت، سب شعور میں حلال و حرام کی رہنمائی کرتا ہے لیکن وہ طبیعت، عجم اور غیرانہ کی کتاب نہیں کہ ہر زمانہ کے مروج و برقعہ کے سارے مراحل بتلائے، اگستہ بطور آیات آفاقی اور عبادت و مساعی میں خود و غور کرنے کے لیے

کہیں ضرورت پیش آئی تو ان اسید کا ذکر ایسے جامع کلمات سے کرتا ہے جس سے قیامت تک اہم نئی
مسائل میں منبہت ہو سکیں، مگر یہ نہ تو ہر شخص کا کام ہے نہ اس کا فہم ایمان کے لیے ضروری ہے۔

قرآن کریم میں علوم کالاتعالمی ذخیرہ | اولاً ابھار اہر عقلمندوں کے لیے علوم کالاتعالمی ذخیرہ
قرآن مجید میں موجود ہے اور ان کلیات سے قیامت
تک جزئیات نکالی جاسکتی ہیں۔

عزم بجانب قرآن کریم کی کائنات بے حدودہ حجاب ہے، اسکا دستور کا نذر نہیں کیا جاسکتا،
ایک حدیث میں اس کا تعبیر ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ عرش علی کے چپے ایک ہزار دروازے ہیں، جو ان میں
اور یہ سقون آسمان زمین اہر جو کچھ ان کے دریاں ہے سب کچھ صرف ایک خدیل میں سما یا ہوتا ہے
باقی خدیل میں کیا ہے؟ ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کس کو ہو سکتا ہے؟ وَمَا يَعْلَمُ جَنَّاتُ
ذَرَاتُكَ إِلَّا اللَّهُ۔

نصر گاہی کچھ عرض ہوا، ائمہ کسی موقع پر جلسے یا مآثورہ تفصیل کا جلسہ کی بدستور اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کو فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ذَا عَمْرٍ دَعَا نَا اِنْ اَلْحَسَدُ لِيْلُو رَبِّ اَنْعَلِمِ سَيِّئًا ۝



سائنسی کارنامے

پچھلے دنوں بروہی سائنسدانوں کے اس اعلان نے علم و تحقیق کی دنیا میں تھلک مچا دی کہ
دوسرے کے ٹھکانہ خلائی حقیقت تھے دنیا خیر کو سطح پر اندر آیا اور وہاں سے معلوماتی
اطلاعات فراہم کریں۔ پھر چند دن بعد زہرہ سیارہ پر بھی کئی کئی کی خبروں سے دنیا کو
مزید حیرت میں ڈال دیا جبکہ چاند کی مسافت کا اندازہ سائنسدانوں کے نزدیک اربعانی
لاکھ س کے قریب ہے۔ اور نظام شمسی کے اس دوسرے سیارہ زہرہ کی مسافت (افق
سائنسدانوں کے) اس وقت ہم سے ساڑھے سترہ کروڑ میل دور ہے۔

اكتشافات کا عہد موجودہ دور جو اپنے طبعی حقیقات، علمی و فنی ایجادات
اور اکتشافات کے لحاظ سے کما طویل پر تاریخ کا اہم ترین دور ہے اور سچی ہے کہ
سے اکتشافات و ایجادات کے عہد سے یاد کیا جاسکے۔ دوسرے کے اس بحیرہ القول کارنامہ
سے جو بلاشبہ سائنس اور اکتشافات کی دنیا میں ایک عظیم رد قابل ذکر کارنامہ ہے جہاں
علم اور سائنس کی دنیا میں ایک نئے لہر ہے۔ وہاں بعض معلومات ہیں اس پر حیرت
اور تعجب کے لئے جسے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مذہب کا عینی مطالعہ نہ ہونے
کی وجہ سے بعض سطحی اذہان شگوک و شبہات کے شکار ہوتے کہ سائنس کے ان
نتیجے اکتشافات اور محرمات کے اس شاہدہ اور تجربوں میں اسلام کی
کلمہ ساتھ دیتا ہے۔ اور کہ تفسیرات کی یہ لائق کامیابی اور یہ برقی رفتار
بیش تردیدیں اسلام کے کسی اصول سے ٹکراتی تو نہیں؟ اور اس عالم کائنات روایات
یکہ بارہ میں سلام کو ان ایہا متواتر نظریہ یا عقیدہ تو نہیں برائے کائنات اور تفسیر کے
کسی کارنامہ سے بزرگ کھاتا ہو؟ — آج کی فرصت میں ہم اس نغمہ انگاہ سے تغیر

کائنات اور سائنس کے دیگر کائناتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ تاکہ ایک طرف ان شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے جو اذان کی ناچنگھی کی وجہ سے اسلام کے بارہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اس احساس کمتری کا ازالہ بھی جو جن کے شکوک بعض حضرات ان کلاموں کی پُر فریب چمک و دمک کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اور بالآخر یہ احساسِ امنِ اسلامی اذان و قلوب کو اپنے مذہب کے بارہ میں بالورسی اور افلاسی وغیروں کی ذہنی غلامی، اور ٹکری مرمریت میں جلا کر رکھ دیتا ہے۔

مذہب اور سائنس کے حدود کار | جہاں تک مذہب اور سائنس کے باہمی طرہ اور تعداد کے تحدیدات اور دسائوس کا تعلق ہے؟ مقل و فہم کی اس کج روی اور ضمیمہ و نظر کی اس گمراہی کی بنیادیں وہ یہ ہے کہ ان اذان میں مذہب اور سائنس کے دائرہ کار اور حدود و رفاہ کا تعین نہیں ہو سکا۔ حالانکہ مذہب اور سائنس کی باہمی بنیادی طور پر جدا جدا اور دونوں کے دائرے الگ الگ ہیں سائنس تحقیق اور علم و نگاشت کا سرکار اس عالمِ محسوسات و ادبیات سے ہے۔ جو کسی طرح بھی چارے حواس و مشاہدات میں آسکتے ہیں۔ اور مذہب کی ساری حوالہ غیب کی اس دنیا میں ہے جو ہلکے سُرطانت سے درہ اوراد ہے۔ وہ ہمیں اس دنیا کی حقیقتوں کی خبر دیتا ہے جہاں تک جلد سے عقل و ادراک اور احساس و شعور کی یہاں تعلق ناممکن ہے۔

فطری شمس | مذہب ہمارے ان سوالات اور کیفیوں کا حل پیش کرتا ہے جس کے سہماٹے سے سائنس اور فلسفہ، علم و شعور کی طاقیات دلائلہ اور دلائلہ ہر حال میں عالم کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا غمانہ بہت درد کی یہ سنگھڑ آدائیاں کہاں جا کر ختم ہوں گی؟ اس عالم آب و گل کی غمیں کیونکر، درگاہی مقصد کے لئے ہے؟ ہمارے کائنات کی وہ عجیب و غریب بستی جسے ہم انسان کے نام سے پکارتے ہیں جسمِ مادہ کے اس کارخانہ اور قدرت کے ان لامتناہی خزانوں پر کیونکر قابض و حاوی ہے؟ اور بالآخر تفسیر و طلبہ کی یہ

تربت و طاقت جسم و نورانیت سے متصف ہوتے ہیں عالم انفرادی اور مجموعی عالم انسان کے
 احوال میں کیوں اور کس وقت کیلئے ذریعہ کی گئی ہے۔ یہ نقل و فکر ان سوالات کے
 جواب دینے سے قاصر ہے۔

سائنس کی دریافتیں اور سائنس تحقیق کا عالم انسانی جبلت کے ان فطری
 مسائل اور کائنات | طوابعات و براب نہیں دے سکتا۔ اسے نور اپنی
 عجز و در اہ کی اعتراف ہے۔ اور انکشاف و انکشاف کی اس دنیا کا بڑے سے بڑا نقصانی
 اور عجز و اسباب و سبب کے نیچے حل کرنے والا بڑے سے بڑا نقصانی ہوتا ہے۔
 اپنے تصور اور لاعلمی کا اعلان کر رہا ہے کہ :

انسانیت کے آثار و آثار تک مشابہت کی روحانی نہیں ہے۔ اس سے پہلے
 دوزخ کا اور دوزخ سے ایک ایک ہے۔ (فرمان و شہرہ غیر سائنس پر مبنی ہے)
 ی دنیا کا ایک دوسرا مشہور عالم ڈیوید ایسٹن کئی صفاتی سے افراد کو اسے زندگی
 برائے انسان کی سب سے زیادہ تربیت حقیقت ہے، سائنس اسکی کیفیت و ذریعہ اور
 ذریعہ و آثار کے آثار سے قاصر ہے۔

اور انسان کے گہرے مسائل سائنس کی سرحد سے اہر و تیج ہیں۔ سائنس تو
 محض ایک انداز کی کوشش ہے۔ اور اسکی تمام سوچیاں مشروط ہیں : (برائے)
 بہت سے ماحول اور ان سے زندگی کے آثار کا جو مطالعہ کی کوشش کی
 ہے۔ اور ان سے یہ کہ وہ اب تک اس نے متعلق جو فطری علم حاصل نہ ہو سکا
 انسانی ہنر کی کچھ مزید و معاش سے متعلق سائنس کے اس بے دست و پا ہونے پر
 روشنی ڈالتا ہے۔

جب ہم اپنے زمانہ کی حوت و حرکت دیکھتے ہیں تو ہمیں زندگی کے آثار کا
 کوئی ریکارڈ و مصیبت نہیں ہوتا اور ہم اس غور کی کیفیت پر بعض ایسے نام

جنس کر سکتے۔

انہی کے ہم نام حریفین کیلئے کو قرار ہے کہ :

”ہم صرف معاصر نمک رسائی مہل کر سکتے ہیں۔ اور جہاں نمک سائنٹیفک

تحقیقات کا قلعہ ہے، بدلہ ہم صرف منظر کی تشریح اور ترجمانی کرنا ہے۔

سائنسی حقیقت آزادانہ تحقیقات اور تجربات میں سرسب ہے۔ تجربہ کو یہ طلب

ہو کہ اس کے اصول و مادی غیر تغیر ہیں، اسی میں مذمت و ستائش و ترمیم کا ہر وقت

امکان ہے۔ (درمان صفحہ ۶۷ و ۶۸)

کہنے کے۔ ہی نول کے خط کشیدہ الفاظ عام طور سے اس حقیقت کی غمازی کر

رہے ہیں کہ دستِ لالہ و نیکہ کی بنیاد پر گھڑے کئے گئے اصول و مادی کئے کمزور اور

بے نگیں ہوتے ہیں، پھر زندگی کے فطری سوالات اور حقائق کی رہنمائی ان تغیر پذیر نظریات

و مادی سے کس طرح ممکن ہے ؟

کائنات کی حقیقت اور | سائنسی اصول و نظریات کی ہیں بے ثباتی اور

سائنسدانوں کا اعتراف ہے | کمزوری ہے کہ جب بھی سائنس کی دنیا میں کائنات

کی حقیقت اور باہمیست کے، رہ میں سوچا گیا تو اس کی بنیادوں میں تضاد پیدا ہوتا ہے جن

اور نامی کی آمد حیلان اٹھنے لگیں اور انہیں نیا بنا کر ۔

ہمارے مادیاتی نظری ساخت ہیں استیلا، بیت اور کیفیت کے

اور ان سے ماہر ہے ہم صرف کیفیت کا اور انک کر سکتے ہیں کیفیت کا نہیں

(پروفیسر مکیہ برہان ص ۶۷ و ۶۸)

پروفیسر خدائی نے سبھانے کے لئے گھڑی کی مثال دیکر سائنس کے محدود اختیارات کا متنب

کیا اور کہا کہ ۔

”جبھی ہی عقل و انفعات و حرارت و نظری کا ہے، عالم کی اصل نشیں کے اندر ہیں

ایک مخفی مشین کا فروا ہے ، اور ایک نرانا قوت ہے جو اس مشین اور ذخیرہ قوت سے پروہ ہٹا کر یہ بتاتا ہے کہ واقعات و حوادث اپنی دونوں کے باہمی تعلق کا نتیجہ ہیں۔ لیکن کارخانہ عالم کی یہ اندرونی مشین خود کیا ہے ؟ یہ کیسے ہیں ؟ اور اس گہری کوکھ نے کو کیا ۔ اور اسکی پیادے والی قوت کہاں سے آئی ؟ یہ وہ حوادث ہیں جن کا جواب سائنس کے میں سے باہر ہے ۔

راز راز کا غلط محسن کیلانی ص ۲۸

ایک کد نام سائنس کیسے ہیں مشہور آج فلک کو مستعار نغمہ شمس کے بڑے سے بڑے اجرام کو زیر کر رہے ہیں۔ مگر زندگی کے وہ نظری معانی جس کے سمجھنے اور پانے سے خدا و آخرت پر ایمان لانے والا کوئی شخص بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر وہ شخص جس کے سر میں انسانی رما ہے ، گوہر نہیں اس کے متلی غمش مل سے مستغنی ہو سکتا ہے سائنس ، انجرائع اور ایجاد کی دنیا میں بارہ میں کوئی رہنمائی نہیں کر سکی۔ اور یکار پکار کر کہا جا رہا ہے کہ سائنس کسی چیز کی ہی کال قویہ نہیں کر سکتی۔ اس کے اسباب اولی تا آخر بتانے جانتے ہیں ، کیونکہ انسان کا عقل سے اعلیٰ علم میں تامل و توجہ میں آغاز و مشاہد کی طرف جہد قدم آگے نہیں بڑھ سکتا ۔ ” رکھتے :

اسی کہتے تھے نام سائنس کے بنیادی اصول و مباحث ، سلسلہ علت و معلول امریکی میکیزون سالمات (اعراض استرونی) وقت اور زمانہ کی کھجیاں سلجھانے میں ایک زندگی لکھا دیں۔ مگر بالآخر اسباب و سببات کے درمیان زمین و آسمان کے تلابے لانے اور عقل نامہ کے گھوڑے دوڑانے کے بعد اسے برطانیہ کی کتب اصول و ناخانی میں عزت کرنا پڑا کہ :

”وجود کی علت اولی کا مسئلہ میرے حقیر قوی نامی (سری) سے باہر ہے۔ اس باب میں جتنی لافنی ہر وہ سرشار بڑھے کا موقعہ مجھے ملا ان میں سب سے

بدلائل کوئی کے دلائل ہوتے ہیں۔ جو آثار عام کے متعلق روشنگر بن کر رہتے ہیں۔
مگر ان کوئی کے مہذبت ان سے بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں و جہ یہ ثابت کرنا
چاہتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں ہے۔ (الہیہ تعلیم)

یہ صرف چند نمونے اور اقتباسات ہیں جن سے عیب اور غیر محسوس عالم کے بارہ میں سائنس
کی باتیں اور زندگی کے نظری تقاضوں اور سوائست سے اس کے فرار و گریز پر روشنی
پڑتی ہے۔ اور یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مذہب اور سائنس کے دائرے قطعی
جدا جدا ہیں، ان میں تضاد و تضاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا خوب فرمایا ایک بائبل نظر
نفسی اور صاحب دین علامہ نے کہ: "اگر تشکیک کی شہین سمندر کے مہذب سے ٹکڑا سکتی ہے۔ تو
سائنس بھی مذہب سے ٹکڑا سکتی ہے۔"

غرض آج میں لوگوں کو سائنس کا ناموں سے مذہب کی بنیادیں گرتی اور زندگی معلوم
پر مبنی ہیں۔ یہ ان کی اپنی نظر کی کوتاہی اور عقل کے قرد کی دلیل ہے۔

پر بھروسہ حقیقت اگر ماند پر رہے

بزم رنگاہ دیدہ صورت پرست است

تعلیم مذہب کی حدود اور سمیتیں | مشابہت و محسوسات کی وہ آخری سرحد یہاں
سائنس میں ہے۔ یاد رہے کہ ظلمت بعد شہما خود را بیند۔ (تذکرۃ الفیہ) کے علم
جہل ہے خبری میں چھوڑ کر الگ ہو جاتی ہے۔ ٹیک وہاں سے تعلیم مذہب کی حدود کا
آگاہ ہوتا ہے، جسکی بنیادیں محدود ہیں، اور جسکی سمیتیں علم، دایت، فکر، فہم، عقل و غیر
کے نام خزانوں کو کھینچتی ہیں، یہاں فہم و جہل نام کی کوئی شے موجود نہیں، اور ہی نور ہے۔
فہم حقیقی کی ضیاء اشیاں اور قدرت و عظمت کے ان اعمال اور لاف زلال مادی کی فرار و ایمان
ہیں۔ نظروہ اللہ الحق فکر عامر علیہ لا تبدلہ لعللن اللہ ذلت اللہ و العجب و لکن
اکثر الناس لا یعلمون۔ جس سرحد پر محسوسات و مشابہات کا علم میں حیران و سرگردان

چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ دلوں سے مذہب اگر ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اور انسانی عظمت کے سراپوت کے بڑا ہوتے دیتا ہے۔ یہی تعلیم کا ثبات اور انسانی پیدائش کے مقاصد سے رہنمائی کرتا اور شکوک و شبہات کی تمام گتھیں علیٰ کونسانی قلوب و اذہن کو سلوانے اور ایمان کی نعمت سے دلالت کرتا ہے۔

نہو کی کائنات میں مذہب کی رہنمائی | زندگی کی حقیقت اور عالم کے آغاز و انجام کے بارے میں انسانی رہبری کے بعد مذہب ہمیں سکھاتا ہے کہ یہ زندگی کن خطہ پر بسر ہونی چاہیے، اور قسمت، مختار و تقدیر کی جو مقدار انسان کو دی ہے، اسے کن مقام میں رکھا چاہیے؟ مذہب کہتا ہے کہ مشا و ست و محسوسات کی یہ صدی کائنات اُن اعلیٰ مقاصد کے حصول کا وسیلہ ہے جس کی بنیاد پر ہم کے اسی جزم و خیر انسان کو پروردگار کی کائنات پر مشقت دے گی اُسے اشرف المخلوقات یہاں تک کہ اسے خلافت و ابائی کے آخری مقام پر فائز کر لیا گیا، مذہب کہتا ہے کہ اسی زندگی کو جس کے ذریعہ سے ہماری سائنس و عقل کا سرچھی و آخرت اور ایک ایسی زندگی کا ذریعہ بناؤ اور اسی طریقے بقائے دوام اور ایمان پر نہنے کی روح ظاہری و خفیہ یعنی محزون میں پوری کر دو جس کا دہرہ اور ترویج ہماری تعمیر میں شامل ہے۔ مذہب ہمیں ہرگز ان تخیری قوتوں کو کام میں لانے سے نہیں روکتا جو ہماری شریعت میں قدرت کے دست و پائی میں دیکھیں اور کہتا ہے کہ تم سب لوگوں کو اپنے ہونے کا مقصد و فکر کو دیکھ سکتے ہو، چہاڑوں کو حیرت کئے ہو، ہر ذرات اور سمندر و ارض کو مخلوق کہہ سکتے ہو زمین و آسمان کی وسعتیں سمیٹ کر اپنی صفحہ میں لاسکتے ہو، تیز رفتار اور دیرینہ سفر ہے جہان و جسم کو مخلوق سمیٹو، جہاز، ریل اور بحری بیڑے کی شکل میں راکٹ کے جو کائنات کے عناصر و اجزاء کی حقیقتیں اور باتیں دل لکھتے ہو، یہاں تک کہ ان کائنات سے ایسی توانائیوں کی صورت میں قوت اور طاقت کی کامیاب دولت حاصل کر سکتے ہو۔ قہار سے سنے آسمان ہے کہ چہاڑوں کے ہڈیوں پر کرور اور مخلوق پہنچائیں حیرت لگے اور انکس ہے کہ تم انہیں کے

علاوہ زہرہ و ماتہاب اور نظام شمسی کے دیگر سیاروں کو بھی اپنا سکون اور جلاں نگاہ بنادے کہ یہ سب کچھ تھامے رہے پیدا کیا گیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں تہذیب کے کامل ارتقاء و عروج کے زمانہ میں تھامی یہ تخلیقی قوت اور اختراعی صفت درجہ کمال تک پہنچ جاتے تھے مبادل برساؤ اور مہلک صورتحالوں سے احیاء و مرثیہ پر بھی قادر ہو جاتے۔

ہمت سے دعووں کی تائید و توثیق | مذہب اسی دن کے انتظام میں ہے کہ تم یہ

مسب کچھ کہہ سکو کہ اس کے ہمت سے دعووں کی مزید توثیق و تصدیق تھامی سے ان سائنسی کارناموں پر موقوف ہے اس طرح انبار غیب اور دہائی غیب کے وہ سارے دعوے اور حقیقتیں تم پر عیاں ہو سکتی ہیں، جسے تم اپنے مآوے دل و دماغ اور مغفوج ذہن کی بناء پر مانگین اور محال سمجھتے تھے وہ حقیقتیں اور غوارق مآواست جس کا مظاہرہ اس کائنات کے خلقت نشہ نہیں مگر اس کی سادہ شخصیتوں انبار و دہائی کے احوال کو دیکھتا آج سائنسی اور صنعت، واکٹ اور بیڑوں کے سہارے غلوں کے میدان میں انہرہ ہے ہر ہم نے مان لیا کہ سداوں کے گند کا کاشمیر کے بعد آج تھامی و مانی خلا سے پار کی دنیا تک پہنچا ہے دول کریم اور عروج و پرزائی میں لکھنا آج سے چودہ سو سال قبل غلغات میں خلوت الہیہ کے سب سے عظیم نظیر انسان نے محمد بن نذہ الی مانی کی شکل میں عروج و پرزائی کی یہ سدا میں پلک بچپنے میں نے نہیں کی تھیں۔ ولعتد ملای من آیات ربہ لکھتے۔

وہ جو خود ربانی ارتقاء و عروج کا آخری نقطہ معلوم تھا، (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ جو چاند اور ستارے تو کیا آسمانوں اور مطلق کائنات کی ساری لہریں سے بھی پرے پہنچ گیا جہاں دنیا کی سب سے بڑی مرم راز اور طاقتور ہستی جبروتی زمین کی رسائی میں ناگہان تھی لڑا اعلیٰ کے اسی امر و معراج میں نہ تو انہیں کی جسمانی قوت و طاقت کی ضرورت پیش آئی، بعد نہ اس عالم مآواست و مشاہدات کی، مادی قوت نے ان کی دستگیری کی، چیرہ اسلام اللہ

مذہب میں تو عقائد میں نے انسانی عروج و استیلا اور عروج و ارتقاء، اُن ایسی چیزیں مانگنی تھیں
 محمدؐ کی کہ عروج کی شہں میں صدیوں قبل دین کے سامنے رکھ دی تھیں کائنات کا احاطہ
 تصور اور اس کے بارے میں اسکاں میں ہونے کی تعلیم کسی دوسرے مذہب، مذہب، مذہب اور عقیدہ
 نے اس سے پہلے نہیں دی تھی یہ غلامانِ تجویز و سائنس اور جنگاں عقلِ تائب تک اس کا
 مذاق لڑاتے رہے، اندر زندگی کی تمام حقیقتوں اور آواز و انجام کے عذائی تقاضوں اور حکمتوں
 کی غرض اسکاں میں کذب کی، بد کے بد براہِ عالم محیط و اعلا۔

تیسرے عقائدات عرفت خیال کا ذریعہ | ان فرضِ قدرت نے ہمیں پوری دنیا میں سے
 اس کائنات سے فائدہ اٹھانے کا اختیار دیا کہ زندگی کے نظریہ و فرض میں ہمیں کائناتِ قیامت
 سامنے آئے، سے زیر و زبر کرد۔ مگر ہاں، زندگی کے کسی لحظہ اور کسی ثبات میں اس
 قیامت سے غافل نہ رہیں کہ ہرگز تباہی یہ تمام ترقیوں اور توانائیوں کو خیر کی کرم و نیریزوں
 کا نتیجہ ہے، ایک بار اور رہتی ہے جس نے پہلے عقل و فکر کی نعمت سے نوازا اور
 فوایدِ قدرت کے یہ راستے تجھ سے ملنے پنی ہے مثالِ فصل و کرم سے تہیں عقل کی
 دولت و مہی، استعطا و استغناء کی نعمت سے نوازا جس کے ذریعہ تمام کائنات کو اپنی
 جہانوں اور آسمانوں کا جگہ و سامنے ہوئے ہو۔ عقلِ انسانی اور مشورہ اور ذکاوت کا یہ جوہر
 انہی کا عطا کردہ ہے جس کے ذریعہ ہم تمام ارباب کی باہمی تعلیم و ترویج کر کے طمانت
 کے اور ان خزانوں پر تلافی ہو سکتے ہیں، انہی کے نہیں ورم کی کرشمہ سازیاں نہ ہو سکتیں اور
 میں نے کئی تہی جوہر عقل و ایمان سے توہیں نہ نوازا ہوتا تو ہم اس کائنات کی سب سے تیز
 اکیوں مخلوق ہوتے تو اس کائنات میں عقل و فکر سے عاری مخلوق ہوتی اور عقل و فکر و جسم
 خفاہ سے نوازا سے ہم سے بہتر نہ ہو سکتے ہیں جس نے عقل و
 فواید و طمانت، آسانی کی طرف سے ہمیں نوازا اس کائنات کو تباہی سے بچنے سزا دیا۔

وعدہ کرتا ہیں اوم و حناہم اور اللہ ہم سے ہی آدم کو نصیبیت

لو ان البعد البصر دور انعام وہی وہ مشکل و ترس و دونوں کی قرین
 و عیب و نقصانہم علی کثیر اسکی تابعدار کریں کہ اسے اقصائے بحرین
 من خضما لثقلان ہیں اور ابھی چہ پہ سکی عذری تھے
 سے یہ گردین نیز برکات ہم تھے بڑی ہے ان میں سے اکثر پر اس کو برکت ہی تھی
 ہوا اسوں خیر و کیم مافی الارض اللہ ہی دست ہے جس نے زمین
 جیوا ہے بھی ہر چیز کو تیار سے لئے پرا ایا۔

تفسیر الشعاشات: در قرآن غیب کی راہیں نبھانے والی یہ آخری صوفیہ غیب کہتا
 ہے کہ یہ تو خدا ہی ہے جس نے انسان کو تمام مخلوقات کی حاکمیت ملھا فرمائی اور سفلیات
 تو کیا عالم بالا کے شمس و قمر تک ہی تیار سے زیر کر دئے۔

الله الذی خلق السموات والارض اللہ وہ ہے جس نے مایا آسمان و زمین
 والوں من سماء ماء الارض اور آباد آسمان۔ سوائے پھر اس سے
 بہ من العزات ربنا لکم و نکال روزی تمام ہی میرے۔ اور
 منکر کہ الغلث نصرین ہی امیر مستور کیا تھا اس سے کہ کشتی کو کہ اس
 ہامہ و منکر کہ لا منکر لا منکر کے حکم سے دیا میں پہلے رہا کام میں
 کہ الشمس و القمر طابین نکایا تھا اس سے لئے مذکور و مبین کو
 و منکر کہ سید و السعد و النکام دور یہ مذکور ایک قوم رست و انکام
 من کل ما انتہوا وان فلتوا لئے مطلق اور کام میں نکایا تھا اس سے
 من الله لا تعصوا ان الاصل لئے رست اور وہی کو و دریا تم کو ہر
 لعلوہ کفاد جز میں سے جو تم نے اکل اور اگر کو

مکہ کہ عبادت مذہب سے نہ کو منکر کہوں یا ہے انشاء اللہ لا شکلا۔ (تو شیخ الحدیث)
 اللہ ہی تو ہے جس نے نہیں مادی مخلوقات سے زیادہ ممکن بنا دی کائنات کی ہر چیز کو

پہنچا تھا، مگر بڑی شہادت کے ساتھ چار مشہور نمونہ پروگرام پر شفقت اور رحم
 والا ہے۔ ان چاروں میں سے ہر ایک میں چیزیں بیان کرتا ہے جن کی ہمیں خبر نہیں۔
 کیا آیت ہانکا تو ہی ٹکڑا دینا چاہتے تھے۔ انکشافات، حقائق اور وجود و دور کی نشانی
 خداوند کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔

نوعیت تفسیر کا حق اور تقاضا ان آیات، بیانات سے حقیقت فرما رہی ہیں
 یہ بتی ہے کہ انسان کے ہر تصور میں کارنامہ، قضا، قدرت کے علامات نہیں ہیں۔ اور نہ سلام
 مقبوس میں سے روکتا ہے۔ بلکہ جگہ جگہ فکر اور تدبیر، تقیم کو ظاہر ہیں جن کی کائنات کی دستوں
 میں غور، فکر و پیرائی اور حق کی حکومت دیتا ہے۔ اور جہاں جہاں ہے کہ ہم اس عالم مشاہدات کے
 نفسی اور فانی آیات کو اس کے خالق کی پہچان اور ان قوتوں کو اسکی صفیات کے حصول
 کا ذریعہ بنائیں۔ تہذیبی یہ خلا اور دیوانی اسکی عظمت و قدرت کی پہچان کا ذریعہ بنی جائیں۔
 اور ہر نئے انکشاف و اختراع اور ایجاد و ادراک کے وقت تہذیب و تمدن اسکی گہرائی میں
 ڈوب جاتا ہے۔ کہ اس سے تہذیب سے آرام و آسائش کی خاطر غمزدگی کی ایک دنیا باریک
 تہذیب فرض ہے کہ اس کی تہذیب نفس کے گہر سے نکلتے ہوئے اسکی نفس کی کوئی شکستہ و گناہ
 دور یہ چاند اور سورج قرآن کے افلاکات و کائنات کا ایک نمونہ ہے۔ اور اس طرح اس
 عالم کا ہر ذرہ انسانیت کے ادنیٰ کلام، دائمی امن اور بقا کا وسیلہ بننا چاہئے۔ نہ کہ تہذیبی
 ہر ساقی توحید کی کوئی عظمت سے عظمت و وقار، اور اسکی نافرمانی و سرکشی و اسی دنیا
 کی غلامی و غلامی۔ تہذیبی کا ذریعہ بن جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایجابات تہذیبی ہمیں
 ہر ذرہ کی حیرت انگیز عالم کی تہذیبی و باریکی اور خلوص کی دیرانی اور ہم کو اسباب بن جائیں۔

— بلکہ :

نہم۔ تہذیب و اخلاق مجھ اند	پہر جیب اس پر تہذیب تسلط پر جلد سے
استریتم علیہ و لغت کرا	تو اپنے صیب کا اس میں یاد کرو۔ اور

سجده الذی عن حقہ ما ہذا کہو کہ پاک ذات ہے وہ جس نے
 وما کلمہ بقرضین و انا الی میں کو بارے میں میں کو دیا اے ہم
 ربنا المتقلبین۔ برگز اسکو اپنے قادر میں نہ لاکھتے
 تھے۔ (اگر ہم کی رہنمائی وہ دیکھیں نہ ہوتی) بلاخر ہم سب کو اسکی طرف لوٹنا ہے۔
 کذلک حقیرنا حالکم بشکم اللہ نے ہمیں تمہارے حقہ ایسا
 تشکرت۔ مسخر کر دیا کہ تم شکر کرو۔

کذلک حقیرنا حالکم بشکرتہ اس طرح ہمیں تمہارے تابع کر دیا تاکہ
 علو ما صدکم تم اللہ کی بزرگی بیان کرو کہ اس نے
 تجلی بدایت کا۔ (ترجمہ حضرت مولانا لاہوری)

چاند تک رسائی اے اسلام کا مروت | الفرز سائنس کا ناموں یا چاند اور سورج کی
 تسخیر کے بارے میں اسلامی تعلیمات میں کوئی ایسی تصریح نہیں پائی جاتی جس سے ان چیزوں
 کی نفی ہوتی ہو۔ سورج اور چاند کا کسی خاص آسمان میں چرنا یا دیگر سیارات کیلئے آسمانوں سے
 اچر یا باخوبی یا بچنے آسمان کے تعین کے بقول ان مشہور ہیں وہ فلسفہ زبان یا تعلیم میں علم
 نیست دیا اور انہی روایات پر مبنی ہیں۔ البتہ قرآن و سنت سے آسمانوں کا وجود ان کا ذی جرم
 ہونا ان میں وہ دائروں، گندہ گاہوں کا پایا جانا، ان کا مختلف منازل و برج پر تقسیم ہونا ثابت
 ہے۔ اکابرین اسلام میں حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ کی روایات میں تصریح پائی جاتی
 ہے کہ نظام فلکی کے تمام ستارے شمس و قمر سمیت تمام اولیٰ معلق (جگہ ہونے قادر ہوں)
 کی مانند آسمانوں کے نیچے موجود ہیں۔ وہ آسمانوں کا تمام آسمانوں سے اوپر ہے۔
طبیعیاتی علوم اور تمام غرائی کی اصرار بابت | مانی ان علوم کے بارے میں اصرار بابت

ماہ المہم قدامیہ محققہ ذہبیہ السواد والارواح، صلا ماع من نورہ، دی اللات کت

(مدح انسانی صحت)

وہی ہے جو نام غزالی نے اپنی خرد نوشتہ واردات و تائیدات المنقذ من الضلال میں ارشاد فرمایا کہ یہ طبیعیات، طبیعیات وغیرہ کا مذہب سے نفیاً و اثباتاً کچھ بھی تعلق نہیں۔ اور نہ مذہب کے ثبات کے لئے ان کے افکار کی ضرورت ہے۔ ان طبعیاتی علوم کے بارے میں (جس میں عالم سمادات کو کواکب، عناصر اربعہ اور اجسام مرکبہ وغیرہ سے بحث ہوتی ہے)، ہمیں یہ اصولی بات یاد رکھنی چاہئے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ خود بخود نہیں سرگدگ ان علوم کی باریکیوں سے سرگوب ہو کر یہ خیال کرتے ہیں کہ علوم غیبیہ و خفائش میں بھی ان لوگوں کی ہمارے گاہیں ملایں ہوگا وہ غلطی پر ہیں

نام غزالی ایک طرف علماء طبعیات کے ان گاداموں سے مرعوب افواہان اور ان کی تعقید میں دین کے انکار اور استغاثات کرنے والوں پر سخت گہرخت کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف ان علمی افواہان پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ جو ہر نئی دریافت و مادی اکتشاف کے اسلام سے مستحادم سمجھ کر اس کے راستے سے انکار کر جیتے ہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں :

الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	طبیعیات سے مرعوب ہونے کی طرح یہ بھی
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	ایک بڑی آفت ہے کہ اسلام کے بعض
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	نادان و درست غلام اور علماء طبعیات
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	کی برائی و ریافت اور نظریہ اور ان کے
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	ہر عرض کی تردید اسیا فرض اور اسلام کی تہ
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	مجھے ہیں، یہاں تک کہ طبیعیات کے مسئلہ
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	میں سرور کی گرم چاند گہر میں تک کے بارے
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	میں انکی باتوں کو غفلت شرع اور مذہب
الاحتیاج الى التامية في شئ من هذه	سے مستحادم سمجھ کر غلام دینے میں اسکا گزر

برہانہ وکنہ مستغذات اللہ
 حنین۔ لی العبد والکمال البرہان
 القاطع فیروزہ الفلسفۃ حقا و
 لاجلام بنفاد لغتہ منہم علیہم
 جاذبہ من فنن اور الاسلامہ منہم
 بانکابہ ہذا العلمہ دلیس فی
 الشرع تعزین لہذا العلمہ
 بالحق والاثبات خلافہ ہذا
 الاسلامہ تعزین لہذا العلمہ
 جاتی ہے۔ ان لوگوں کی اسلام کہ بارے میں بڑی جھلست ہے میں گمان ہے کہ
 اسلام ان لوگوں کے ہنکار کی عود افزائی کرتا ہے حالانکہ شریعت کو نہ تو ان مشیاء
 کا ثبوت مطلوب ہے اور نہ انکار مقصود اور نہ ان علوم تحقیقات میں دینی اصول
 کو تعرض ہو سکتا ہے۔ (الفقد من اخطال مغزالی ص ۱۱)

حسن و تمجید کا دلروہ دار مقاصد اور استعمال پر ہے۔ | یہاں ہم کہہ چکے ہیں کیا اس سے
 بخوبی واضح ہوا کہ ساتیس کے کسی شے سے بڑے کارنامے کا ذہب کے کسی پیلو پر زو نہیں
 پڑتی۔ پھر اسلام صیادین فطرت — جو اپنے بنیادی اصول و ارکان روح اور مزاج اور
 مقاصد میں خدہ بھر ترمیم و تبدیلی کا رد اور نہیں۔ اس کے سادہ اور اعراض لافانی اور اس کے احکام
 و قوانین بدل میں۔ ناکہن ہے کہ یہ غتہ ضعیفہ ساتیس و علم اور نظریات کے کسی پہلے کو قبول
 نہ کر سکے وہ ان ادبی ترقیات کی مخالفت نہیں کرتا بشرطیکہ اس فانی کائنات میں تہا را یہ نگہ باز
 مقاصد و سادہ اور انہماک سے بے نگرانی کا عتہ نہ ہے اور تم وسائل و ذرائع کو زندگی کا مقصد
 نہ ٹھہراؤ۔ یہ چیزیں بنات خود نہ خیر میں نہ شد۔ اگر تہا را یہ شہسوی تو تیس عالم کی تلاح و غایت

کی بھی غیر خرابی دیکھ رہی تھی۔ حقیقت انسان کی پہچان کا ذریعہ اور حصر اب آخرت کا وسیلہ بنتی
 ہیں تو ان کی خوبی کچھ کیا ہے۔ اور اگر تباہی سے یہ یکاوی و اختلائی کارنامے دنیا کے مختلف
 ملک کی تباہی اور بربادی عالم کی تخریب کاری اور انسانیت کی پریشانی عالی۔ ایک دوسرے
 کو مغرب و مغرب کر سنے اور مغرب ہستی سے مٹانے کا باعث بننے میں۔ اور جیسا کہ
 دو عالمی طاقتوں سے یکراب تک ان امتیاز کے مستقبل سے نجات ہو رہا ہے۔ تو تباہی
 یہ سب کچھ نہیں۔ اور یہ شاید روز کو شش صرت اس جذبہ سوامیت اور زندگی کی تسکین
 در اس وقت و برتریت کا غور ہے جو خدا اور قاضی فطرت سے مخالفت و انکار
 ہدیت کو فہمائے عبادت بنانے کے بعد ان انسان غا جہوں کو دشمن و دشمن اور چھ پاٹروں
 سے بھی ذلیل و نواز رہتا ہے۔ انکس کا احاطہ مل جہم اقلے۔ اگر تباہی مقصد ان ملکائی
 نعمات سے زمین کے رہے جسے زمین و سکون کو تباہ کر کے اپنے سامراجی اور چرائی اور دولت
 کو بڑا کر رہا ہے۔ تو کارنامے کی فلاحی طاقتیں تباہی ان کامیابیوں پر غصہ جھپٹیں ہیں۔ اور
 پکار پکار کر کہہ رہی ہیں۔

تو کار زمین و فلاح مافی | کر بر آسمان مل و پر و فلاح
 میر جہانے نزدیک اس غلال اور اچھی اور کے روشن خیال اور کو مٹا۔ درندہ سے قزاقی
 کا وہ غیر مذہب الہی ہزار و ہزار جہت سے جو غلوں میں رہتا۔ کہ اس کا دل انسانیت
 کے انعام و فلاح اور فلاحی عظمت و تقدیس سے معمور تھا۔

ایک اور اختراع اور بربادی عالم | یہ روشنی کی دلدوز داستانیں کے بھولی ہوئی صرت
 ایک دن ۲۰ اگست ۱۹۴۵ء کو صرت ایک ہم سے ہڈیاں کا عظیم صرت ان شہر حیدرآباد
 ہرک، و گیارہ بیسی کی دہشت کے مطابق اس ایک ہم سے دو لاکھ چالیس ہزار افراد ہلاک
 ہوئے۔ سیکڑوں جن تک دفنا تباہی وراثت سے نہر آؤ ہوئی اور جس کی تاثیر سے بچے
 ہونے لوگوں کا خون نہیں ہوا۔ ان کے بال کر سنے رہے۔ اعضا سکڑ گئے اور رختہ رختہ ہوتے

کے ٹرے میں جاگرسے (خرچہ) اور خضر المعالہ (پچھلے ہفتہ زرائع کے مشہور رسالے)۔
 ہیرس ہرج۔ میں اس کتاب کی ہلاکت آفرینی کی حوصلہ پرورٹ مشائع ہوئی جس کا ترجمہ
 جنگت لڈج ۱۹۶۵ء میں مشائع ہوا۔ اس پرورٹ کا کہنا ہے کہ دس لاکھ بیوں کی انسانی
 ترقی پر ہندوؤں میں بانی پھیر دیا گیا۔

یہی حال دوسرے شہر ناکامی کا تھا۔ یہ تو اس وقت کے ایم ایم کا حال تھا۔ آج کے
 جس میگا ٹن کا ایک ایم ایم ان بیوں سے ہزار گنا طاقتور ہے اور اگر یہ ایم ایم شہر پر گرا یا جانے
 جس کا قہم میں پل میں پھیلا ہو تو چشم زدن میں یہ ساری آبادی نیست و نابود ہو جائیگی
 برطانوی سائنسدانوں کے اندازے کے مطابق خدوں یا نیولکس بھیجی گویا آبادی پر یہ
 ایک ایم ایم دو کروڑ انسانوں کو موت کی خیز سلا سکتا ہے۔ امریکی حکام اپنی بیسی دور مار میزائلوں
 کا دوسری کر رہے ہیں جس سے براہ راست چین اور روس کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ حکومت
 روس اعلان کر رہی ہے کہ اس کے پاس ایک سو میگا ٹن ایٹمیہ دھن بم تیار ہو چکا ہے جو
 روس سے ہزاروں میل دور دشمن کے علاقوں کے برصغریٰ، اقتصادی اور فوجی مرکز کو
 صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ اور اس کے جنگ تابکاری اخراجات لاکھوں مربع میل کے
 پرمانند کارخانوں کو فروغ کر کے رکھ دیں گے۔

تہذیب جدید کی سائنسی فتنہ سالانیاں | تہذیب جدید کی ان سائنسی فتنہ سالانیاں
 کی تعبیر حضرت اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کی ہے۔

جان ہی لینے کی حکمت میں ترقی دیکھی ہوت کا نکلنے والا کوئی پیدائہ ہوا
 یہ حال تو ان چیزوں کے، اختیاری اور ارادی استعمال کا ہے۔ غیر ارادی اور تکوینی طور پر ان
 چیزوں کی ہلاکت آفرینی کا حال کیا ہے؟ پچھلے ایک اہم دنیا کی صرف ایک حکومت کے
 ایک دارالخلافہ ٹوکیو میں ہے درجہ برائی حادثوں سے تین سو اڑھائی لاکھ ہوتے، دنیا کے
 مختلف حصوں میں آٹھ کس برائی جہاز گر کر تباہ ہوئے۔ امریکہ کا ایٹمی اسلحہ سے ایس برائی جہاز

بحرہ سپین میں گرا اور ایک دنیا کو ہلاکت اور تباہی کے خطرے میں ڈال دیا گیا۔ اسی طرح اس وردنگی و ہمت کو بھی نگاہ میں رکھتے جس کا مظاہرہ بیٹ نام کی ہتھی انسانیت پر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہر ناک خراج کو دیکھ کر ڈاکٹر الفریڈ ایون نے جنگ عظیم کے بعد کہا تھا کہ جنگ عظیم کے بعد سائنسی انکشافات کے بارے میں میری اچھی توقعات کا خاتمہ ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہی علوم و فنون اور انجنیری کی ساری سکھتیں جس سے انسان کی خدمت کی جا سکتی تھیں انہی کے حق میں دشمن بن گئیں اور اسکی وحشت و سنگدلی شقاوت اور ہمتیت میں ان آفات سے بدجہا اضافہ ہو گیا۔ تخریب و بربادی کے عظیم الشان انجنیہم جانوروں کے ہاتھ لگنے : ان ترقیات کی نظر فریب حقیقت دوسرے سائنسدان پرو فیسر برڈ نے ان الفاظ میں ظاہر کی کہ : تم پرانی مجاہد کو نفعائے انسانی پر اڑتے دیکھ کر اس کے مرقہ کے عزم و ہمت پر رشک کر سنے لگتے ہو مگر ذرا ان مقاصد کا جائزہ و جن کے ماتحت یہ پرانی مجاہد استعمال ہو رہے ہیں۔ وہ مقاصد کیا ہیں ؟ فضا ئے آسمانی سے نیچے انسانوں پر دیار ہی انسانوں کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا و زندوں کا لگا گھوٹنا، انسانی جسموں کو بھلا دینا۔ نہر ٹی گیروں کا پینکنا یہ مقاصد یا تو احمقوں کے ہو سکتے ہیں یا شیطانوں کے۔ انما یرید اللہ ان یضد بجمہا فان اللہ یضدھن و انفسہم و ہم کفیرون۔ الآیۃ حلہ یحزبون الاماکانوا یعلمون صدقہ اللہ خائفون شکاکہ مولانا الکریم۔



چاند اور ستاروں کی تسخیر

ماہرین کی دنیا میں کچھ چند سالوں سے خدائی قوتوں کا غلط فہم ہے، امریکی خدائی جہاز اپلو و ہم کے طیارہ تجربہ اور ۲۰ جہازوں ۶۹ کو چاند پر انسان اتارنے کے پروگرام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اس وسیع کائنات کا حسین ترین بیارہ چاند انسانی قدموں کے زیرِ ہوا چاہتا ہے۔ مذہب اور سائنس کے دائرہ کار اور حدود سے لاطعی طبعیاتی علوم میں بالکل اندازہ نہیں ہے۔ دور کی یا کم علمی کی وجہ سے ان خدائی کاموں نے بہت سے مسلمانوں کو اس سائنس کی ترسی، سرعہ و بیت اور شکر و شہادت میں ڈال دیا ہے۔ آج کی فرصت میں اسلامی نقطہ نظر سے اس مسئلہ پر کچھ اصولی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

نظرتِ انسانی کے تجسس کا قابلِ تسلیم جواب | مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ پورا کائنات عالمِ اپنی تخلیق و بقا اور اپنا تسلسل قائم رکھنے میں کسی لیے حیاںِ دادہ، انرجی، ماحول، مہینوں یا سلسلہ طاعت و عمل کا منت پذیر نہیں بلکہ یہ نہایت منظم انداز پر حرکت کا ثبات ایک ہی و قیوم اور حکیم و عظیم صالح کی کرشمہ سازی ہے۔ انسانی نظرت کی اس بارہ میں جو تجسس اور بے چینی ہے۔ اس بے چینی کا یہی ایک میدانِ اسرار اور قابلِ تسلیم جواب ہے۔ اس ازل اور باری حقیقت کو گھوڑ کر حقلہ اور فاصلہ قدیم یا عصر حاضر کے ماہرینِ جدیدات اور سائنسدانوں نے جو بھی راستہ اختیار کیا وہ ایک ایسی سرحد پہنچے جو کہ ہاں انہیں بہت دماغِ غراب، ٹھکری، تشوہ، تضاد بیانی اور بالآخر عجیب و غریب مبالغہ کی کے اعتراف کے ہوا اور کچھ رمل مرکا۔

لاخود کائنات اور سائنس کی مکررات، | پھر یہ کائنات صرف وہی نہیں جو اب تک ہمارے

علم ہائیک اور مشاہدات کی گرفت میں آچکی ہے بلکہ خداوند قدوس کی خدائی کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ موجودہ
 سائنس کو اپنی تحقیق اور تجربہ ثابت کی روش سے اعتراض ہے کہ طویات اور فضیات کا تواتر حاضر ہمارے
 علم و مشاہدہ میں آچکا ہے۔ وہ اس لامحدود کائنات کا کھڑکیاں نہیں جو اب تک ہماری نگاہ
 نہ ماخذ سے مستور ہے۔ مذہب نے اپنے آخری ترجمان رسولی آخری کی دنیا کی کائنات کی ان لامحدود مقس
 کا اعلان کیا تو بندگان عقل اور علما و مشاہدہ کو ترو ہو مگر آج کے سائنس دانوں نے فائن کائنات کی
 تخلیقی عظمتوں پر اپنے اس قسم کے اعتراضات سے منکر ان کا بھی سربلیم کر دیا اور مذہب
 کی تابد و تصدیق تکلیف دہ کام ہے جو قدونہ کریم آج سائنس سے ملے ہوئے ہے۔ اس کائنات کی بدستوں
 کا کیا حال ہے؟ اس کے جواب میں بطور مثال ہم سرت چند چیزیں پیش کرتے ہیں۔ کائنات کی وسعت
 کے بارے میں یہ بھی سرت چند قیاسی اور نظری تحقیق میں دور حقیقت اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ صرف متداول
 کو بیچے جواس بین کائنات کا سرت ایک جز اور ایک عنصر ہے۔ دور لداائیں کی تحقیق کے مطابق اگر کائنات
 کو مطلق صاف ہو تو ہزار ہا تارے نظر آتے ہیں۔ ہلکی درجہ میں سے کئی ہزار ہا تارے دور بینوں سے کروڑوں
 اور ہزار کیکے بڑے وند گاہ مادہ پالوسر سے لہلوں نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر ٹنڈل نے بذرا فیہ علم میں
 غور و بینہ سے نظر آنے والے ان تاروں کی تعداد ساٹھ ارب بتائی ہے مگر بعض علما، ٹکسیات کا خیال
 ہے کہ ان تاروں کی تعداد دینا بھر کے سمندر کی کے کنارے بہت کے ذرات سے بھی بڑھ کر ہے۔ بحر
 ان میں سے بعض تارے تو جہاں اتنے بڑے ہیں کہ بعض میں لاکھوں اور بعض میں ہزاروں زمینیں
 سما سکتی ہیں۔ پھر ان تاروں کی درمیان صاف اور کراہت سے ناممکن کا کیا عالم ہے۔ انہی ماضیوں
 کا کہنا ہے کہ چاند ہمارے نہیں سے اٹھان لاکھ میل دور ہے۔ مائے کوکبڈا وند نہرہ سارے تیرہ کروڑ میل
 دور ہے۔ ان میانوں میں بعد ترین پیداہ مائے کوکبڈا سے سارے صاف سارے میل کے دائرہ میں چکر لگا
 رہا ہے۔ پھر یہ کائنات ساروں کی لاقعد لاکھ لاکھوں کی صورت میں حرکت کرتے ہوئے ہے جس کے شمس نظام
 کا قریب ترین لکھناں اپنے محور پر گردش کرنے ہوتے ایک درجہ میں کروڑ سال میں پورا کرتی ہے۔ چوری

کائنات کی پیمائش کے لئے بعض سائنسدانوں کے خیال میں ۸۶ ارب سال اور بعض کی رائے میں ایک ارب سال کا عرصہ درکار ہے جبکہ اس عرصہ میں ہلکی خشک و انکسائٹ کی رفتار ایک لاکھ ۸۰ ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ اس پر بس نہیں بلکہ ہر لمحہ اس کائنات میں چاندل طرٹ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس پھیلنے کی رفتار سائنس دانوں کے خیال میں اتنی تیز ہے کہ ہر ۱۰ ارب سال بعد کائنات کی مقدار دوگنی ہو جاتی ہے اور یہ تیز رفتاری سے چھوٹ چھوٹ کر ہماری نگاہوں کو غرق کرتی رہتی ہے اور ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے آ رہی ہے غرض بہت سے شادے ایسے ہیں جن کی روشنی اس تیزی اور سرعت کے باوجود اندلے آفریش سے بے گراب تک ہمارے زمین تک پہنچ بھی نہیں سکتی۔ یہی وہ چیز ہے جو اس کائنات کی وسعت کی صحیح تصویر اس کی بے سلب کھنٹی اور اس کے صحیح اندازہ کے بارہ میں انسان کو مجبور کر دے پس بالکل اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور کر دیتی ہے جیسے خداوند کائنات نے انسان و مخلوق میں تعبیر فرمادیا۔

وَسَوَّاتٍ مَّسَالٍ ۚ وَالْاَرْضُ مَتَّ	ان زمین کے تمام قسمت تمام ہوں اور گردہ
نَجْوٰۃً اَتْلَافًا وَّالْخَبْرُ يَوْمَئِذٍ مُّعَدًّا	مخلوق کے ساتھ سات اناجے کند بھی
مَنْ يَّصْبِرْ سَبْعَةَ اَشْهُارٍ	میا ہی بن جائیں جب بھی خدا کی تعظیم
مَّا اَعَدَّتْ لِّلْعٰثَةِ ۚ اَللّٰهُ	کلوز ہوں اور کشتی کی تہ تیہ ہو کر سب

اور یہی وہ صداقت ہے جسے قرآن نے وسایہ محدود و محدود (اللہ و اللہ نہیں جانتا تیرے رب کے شکوں کو مگر وہی اللہ و اللہ اللہ تم من اللہ اللہ لیللا) اور نہیں دیا گیا تمہیں مگر تصور اس علم سے اشارہ فرمایا ہے۔

عالم غیب | یہ حالت تو صرف اس عالم کی ہے جسے ہم مادیات اور عناصر و محسوسات کی دنیا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ عالم بھی ہے جو نگاہوں کی دسترس سے بالاتر عقل و خود کی ترک تالیفوں سے عواراد الہیہ ہے جسے عام غیب سے مراد کہتے ہیں اور جس کے لئے یہ مادی ظاہری کائنات ایک وسیلہ اور قدام ہے۔ اس کی مدتوں اور گہرائیوں کے مسلت تو یہ پوری مادی

کائنات بھی ایک ذرہ بے شمار کی حیثیت رکھتی ہے جس کے حصول اور جس کی تعمیر و ترقی کے لئے انبیاء و کرام آتے رہے اور ان ابدی حقیقتوں کی تلقین کرتے رہے جن پر پہاڑی وادی کا مینابی اور حیاتِ جاودہ الٰہی کا نور و مادہ ہے۔

تخلیق کائنات کا مقصد اور
تعمیر کائنات کے غائی مقاصد

اور یہی اہم بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اس پورے عالم
آب و گل کو اس کے غائی مقاصد کے لئے جیسے مقاصد اور غائی مقاصد قرار

نہیں دیا بلکہ زمین میں اپنے غلیظہ حضرت انسان کو اربوں روز سے علمی قوتوں سے مالا مال کیا۔ بدستور
الاس (دیکھا) اور بار بار اس کائنات میں خود فکر اور تدبیر کرنے، اس کی حکمتوں کو سمجھنے، اس کے
لامحدود خزانوں سے فائدہ اٹھا کر اسے عام آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کی مسلسل
دعوت دیتا چلا آ رہا ہے اور بار بار اعلان کرتا ہے کہ مخرج سے لے کر مخرج تک سب کچھ تمہارے
لئے پیکر لیا گیا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے ذوق کو غائی کائنات کی پہچان اور اس کی
عظمتوں کے اعتراف کا ذریعہ بنا دو۔ اس کے پیر چہرے میں تمہارے لئے عبرت و نصیحت کے دفتر
پہنچا دیے۔ اس کا ذوق و تمہارے لئے راحت اور ملامت لکھنے کا ایک عجیب گرافیا ہے اپنے اندر
لے ہوئے ہے۔ یہ شمس و قمر یہ بحر و بر یہ سب کچھ تمہارے لئے ہے اور یہ اس رب کریم کی نہایت
کرم نوازی ہے کہ تمہارے اوپر کئی ہزار ہی دہائی فصاحت کی اتنی بارش برساتا ہے جسے تم قیمت تک
حسب میں نہ کر سکو۔ یہ زمین بلکہ فلق و آسمان تخلیق اور مباد کے اس کل میں ہر جگہ ترقی و تامل اور
انسانی ہر تہہ و تنہا ہے۔ یعنی مالا مخلوق اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تم اس کی ہر جگہ
فصلوں سے خوب خوب فائدہ اٹھا کر اس کی عظمتوں میں خوب زیادہ۔ سرایہ عبدیت اور بندگی
میں عبادت و تمہارا اول و اول بدان اس کائنات میں تمہارے اعتراف و التکونانات ہونے کی ایک
واضح نشان بن جائے۔

تم : ذکروا نعمتہ و ربکم پھر یہ اس پر تمہارا غلط جواب ہے

ذہن اس میں ہمہ جہت رہا۔ وہ توفیق دے گا۔
 اس کے لئے اللہ تعالیٰ مصلحتاً ارادہ فرما
 وہ اس کا اہل حق ہے۔ وہ انسانی
 وہ اس کے لئے توفیق دے گا۔ وہ توفیق دے گا۔
 تو اپنے رب کا احسان یاد کرو اور کہو
 کہ پاک ذات ہے وہ جس نے اس کو
 ہمارے لیے میں کر دیا۔ بیشک ہم اپنے
 رب کی طرف ہوش کر جاتا ہے۔

اس مقصد کے لئے قرآن کریم ہدایت کی تفسیر کے ساتھ ساتھ کہیں بعضہ ذہن کو
 تاکہ تم شکر کرو۔ کہیں کہ جو اللہ جل جلالہ کا ہے۔ تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو کہ
 اس سے پہلے ان چیزوں کی پابیت وہی ایسے کلمات ذکر کرتا ہے۔

مذہب اور مائیں کے سرحدات اور سرحدیں

کے لئے بنایا جاتا ہے اور اس میں تفسیر اور غلبہ کی لاجہ وہ تہیں ولایت فہما اور اولیٰ تاکہ تم
 تدبیر کی دعوت دینا خود بخود اس حقیقت کی غامضی کر دے کہ ہے کہ موجودہ مائیں کا مقصد اگر
 علم اور اربعہ کے باہمی تعلیم و ترکیب اور علم اور علمی و عقلی کے باہمی ربط و تعلق سے پردہ ہٹا
 کر انسان کے لئے اس سے استفادہ کرنے کی نئی راہیں نکالنا ہے۔ تو ایک سچے اور
 صحیح مذہب کے کسی گوشہ اور پہلو پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ مذہب کا براہ راست
 تعلق ایک دوسرے عالم سے ہے جو اس کائنات کے آغاز و انجام کی گتھیاں سلجھاتا اور ہر ایک
 اصلاح کے طریقہ سمجھاتا ہے اور اس پوری کائنات کا مقصد تحقیق جانتا ہے۔ مذہب کی
 حدود و فرمانروائی و اہل سے شروع ہوتی ہے جہاں مائیں اور فلسفہ کی سلطنت ختم اور اس کی
 قوت پر وارد جواب دہ دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں مائیں اور طبیعات کا تعلق صرف
 عالم تب و ثنی اور کیفیت علمائے ہے۔ خواہ اس کا علم و کفر و ارضی کی شکل میں ہو یا جہان اور
 مادی کی شکل میں۔ مذہب کا دائرہ کار اور تعلق روحانیات اور اہلیات ہیں۔ وہ ہمیں
 انسان کے گہرے سامنے، فطری حقائق و غوامض خداوندی، آخرت و حساب و کتاب اور قانون

مکافات عمل و زندگی کے انجماہ اور توحید و رسالت جیسے لطیف اور باقی دہا پیداوار امور سے واقف کرتا ہے۔ اولیٰ الذکر کے اصول و مادی سہولت تعمیر پذیر ہیں۔ اس کی تحقیق و انکشاف پر مبنی نتائج میں ہر لحظہ ترمیم و تبدیلی ہو سکتی ہے جبکہ مذہب کے اصول و مادی اہل اس کی سچائیاں ابدی اور اس کے علوم، نظریات کی صداقت و نفاذی اور ہر زمانہ اور ہر دور کے لئے ایک پیمائش ہوتی ہے۔ ایک کامرخیہ خواستے ہی و قیوم کی دی ہوئی روشنی و وحی و نبوت ہے۔ دوسرے کا صیغہ علم، عقل، فہم اور فہم ناقص علیٰ حدیث، الشریعہ و این التوحید۔

سائنس اور مذہب میں | پس زمین پر چلنے والے پر پالوں کا ہوا میں اڑنے والے پر پندوں کوئی تضاد نہیں ہے | سے اور کسی بل گاڑی کا سمندری جہاز سے تضاد و امتناع نہیں ہے۔ نیز نہیں جتن کہ یہ راستے قائم کر لینا کہ مذہب اور سائنس میں تضاد ہو سکتا ہے۔ اگر سائنس کی کوئی بات معادہ نتیجہ اور نقصان خیم پر مبنی ہے تو ناممکن ہے کہ مذہب کے کسی اصول سے اس کا ٹکراؤ ہو۔ اگر انسانی قدرت خالق کہیں پیدا ہو جائے تو وہ در حقیقت حق کی جھلک کا نتیجہ ہو گا۔ حقائق ایسی رکے اور اک میں ہمارے علم و فہم سے غرض ہرگز ہرگز یا بعد ایک ایسی بات کا فرض ہم نے مذہب سے جاریا ہم گا جو نہ تو کسی صحیح سند اور مضبوط استدلال اور نقل صحیح پر مبنی ہو گا اور نہ اس کا رشتہ در حقیقت مذہب کی اولیٰ تعلیمات سے ملا ہو گا۔ — اور یہ اس لئے کہ جس طرح ایک سچا مشاہدہ اور علمی دریافت قابل تسلیم ہے تو کسی قطعی اور متواتر دلیل پر مبنی مذہب کا کوئی اصول اس سے ہزار درجہ ناقابل تردید اور صاحب التسلیم ہے۔ دونوں میں تضاد نہیں ناممکن ہے۔ دونوں کا کا درجہ کار الگ الگ اور دونوں کی حدود و اعتبار جدا جدا ہیں۔

تدائی تعلیمات کا اصل موضوع

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ انبیاء، کرام کی بعثت اور آسمانی تعلیمات وحی و رسالت

کا اولین مقصد صرف اور صرف انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی ہوتی ہے۔ نیچر کی تعلیمات کا غور و سچائی کی تحقیق، بھلائی کی ہدایت، غفلت کا خاتمہ، غلطی کی دسی ہوئی زندگی اور اس کائنات کا صحیح صرف اور محل میں استعمال کرنا اور اس زندگی کو حیات جاودانی کا ذریعہ بنانا ہوتا ہے۔ وہ اگر آیات آفاقی و انسانی سے بحث کرتا ہے تو صرف اس لئے کہ اسے ذاتِ حق و لاشریک کی پہچان کا ذریعہ بنایا جاسکے۔ وہ عالم آخرت و حیات بعد الموت کا ذکر بھی کرتا ہے تو مادی استدلال اور منطقی مفردات سے اسے ثابت نہیں کرتا بلکہ روزمرہ مشاہدہ میں آنے والے منطقی امور و حقائق کی طرف توجہ دلا کر پوچھنا چاہتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ ممکن ہے تو مرنے کے بعد دوسری زندگی اور نبرد کی دیگر تعلیمات ماننے میں کیا استعداد ہے؟ یا پھر صرف اس حد تک انہیں بیان کرتا ہے کہ کسی شرعی مسئلہ اور بندگی کے کسی طور پر فقہ اور اس کے وقت اور مقصد اور سے اس کا تعلق ہو اصل یہ تعلیمات تعلیمات ہدایت، جو، حقائق انبیاء اور غماہر کی کنز و ہدایت سے بحث کرنا اس کا موضوع نہیں ہوتا۔ چاند کے بارہ میں بار بار پوچھا گیا تو صرف یہی کہا گیا کہ خلا بھی دو قسم ہے۔ ہوا سمندر وغیرہ اور دیگر اجسام کے اوقات کی نشاندہی کرتا ہے۔ آگے اس کی مابین اور حقیقتِ ذہین سے اس کی ممانعت اور اس کے قابلِ غیر ہونے یا نہ ہونے سے بحث کرتا ہے۔ انبیاء کو تو ہدایت کی کتاب ملتی، کیا انہیں دین اور رہنمائی کی نہیں ضرورت تھی؟ اس کا تعلق عالم غیب سے نہ تھا انہیں انسانی علم و فہم پر چھوڑ دیا گیا کہ یہ پیغمبر بھی خدا کی دی ہوئی تھی اور یہ اس لئے کہ تو ایسے مسائل پر مذہب کا اثبات موقوف تھا اور نہ مذہب ان مسائل سے انکار پر مجبور کرتا تھا۔

ناہ امتداد | ایسے اگر آج کوئی شخص علماء طبعیت کے کسی کارنامے سے مرعوب ہو کر دین سے انکار یا اس کا استغناء کرتا ہے تو وہ اتنا ہی قابلِ مذمت ہے جتنا کہ وہ شخص جو ہمیشہ دریا فتنے اور مادی گفتگو کو اسلام سے متصادم سمجھ کر اس کے ماننے سے انکار کر بیٹھے۔ دونوں راہیں غلط اور منطقی ہے۔ نیچر کی علامت ہیں۔

چاندنی تسخیر میں اسلام کا موقف

اس تفصیل کی روشنی میں چاند اور ستاروں کی تسخیر کا مسئلہ سمجھئے۔ بلاشبہ قرآن وحدیث نے اس کے وقوع پذیر ہونے کی صحت پر یہ اور حکم الفاظ میں نشاندہی نہیں کی کہ نہ تو یہ چیز ان کے موضوع میں داخل تھی اور نہ چودہ سو سال بعد تحقیق اور مشاہدہ پر مبنی کسی دیانت کی تمام تفصیلات اس وقت کے اذہان کے لئے قابل فہم تھیں۔ مگر کیا اسلام نے ان فتوحات کے متعلق اور وقوع ہونے کی نفی بھی کی ہے؟ اسلامی تعلیمات اور کتاب و سنت کی تصریحات میں ہمیں کوئی بھی ایسی چیز نہیں مل سکتی جن سے ان چیزوں کی نفی ہوتی ہو یا اب تک کسی ثابت شدہ تحقیق سے اس کی تعلیق ہوتی ہو۔ چاند اور سورج یا دیگر سیاروں کا کسی خاص آسمان کی طرف نسبت یا آسمانوں میں اس کا جڑنا اور اس قسم کے کئی امور کے بارے میں جو متضاد آراء اور مختلف نظریات مشہور ہیں۔ وہ سب کے سب نفس پرانانہ روئی علم الافلاک یا بطیموس علم ہیستہ یا پھر اسرار علی روایات بلکہ خواب تک کے مائتدوں کے متضاد اقوال پر مبنی ہیں، مصدیوں تک ان افکار و نظریات کا غلط ہوا اور مسلمانوں کے در ایک مفسر نے بھی اس سے متاثر ہو کر ان کا رشتہ جاہل کے طور پر کسی آیت سے جوڑ دیا، تفسیر محکم کے طور پر ہرگز نہیں۔

نظام فلکی	میران تھابیر بھی اگر بطیموس اور نیشا عورت کی تحقیقات پر مبنی اقوال
اور ان کے خلاف	مل سکتے ہیں تو دوسری طرف عبداللہ بن عباس سے جبرائیل اور

۱۔ یہاں واضح اور غیر مبہم اخبار و اطلاع کی نفی ہے ورنہ علامات ساحرہ کے معنی میں ایسی بعض ہی چیزیں ہیں جنہیں نادانوں کے درمیان عہری لہجہ و ادب کے لئے پیش گوئی قرار دیا جاسکتا ہے مگر اس کی تعبیر میں اس وقت تک مخاطب دنیا کا محافظ نہ تھا گیا اور بعد ان کے اجابت کی شرح ایک ایک کر کے دنیا کے سامنے اس حدیث و مصدوق کی صداقت کی گواہی دے رہی ہیں۔ "س"

کیا تمام سیاست بھی ہماری کندہیں آجائیں تو کسی اسلامی تحفین اور اسلاموں کے وجود کے بارے میں اسلام کے کسی دعویٰ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

اسلام نے کبھی بھی سائنسی اور کائنات کی ان لامحدود وسعتوں میں غیر انوار کی ترک مادی تخلیقات سے نہیں روکا | تازیوں کو دیکھ کر یورپ کی ذہنی علمی میں غلط فہم سے نوک اس میدان میں مسلمانوں کی سپانگی کا لازم ہے چاہے اسلام کے سرسوت چٹا پوہتے ہیں، حالانکہ ہر فرد اس طبقہ کی ذہنی پستی اور فکری غلامی کا قیدی ہے جسے وہ بڑی عیاری اور چالاک سے اس اسلام کا سر نہ دھنا چاہتے ہیں جس کے ساتھ وہ اپنا فہمی و فکری اور عملی رشتہ سب سے بڑھیں کاٹ چکا ہے سوال یہ ہے کہ اسلام نے سائنسی اور مادی ترقی اور تعمیر و تہذیبوں سے ہمیں کب روکا تھا؟ اسلام کی تاریخ کو سننے والے علماء اور سائنس دانوں نے کب آپ کا نفور دکا ہے؟ اسلام ان بے مایہ ارباب اور مذاہب، حیثیت اور پانہ پائیت جیسا مذاکرہ ان میں عصری عناصر اور سائنس کا سامنا کرنے کی تاب نہ تھی اور یورپی اقوام کو سائنسی انقلاب کے لئے اپنے مذاہب کے باطنوں بلکہ دشمنوں کے طوفانوں سے گزرنا پڑا بلکہ ہر دور کے تبلیغ کا جو ہر باب، باور فیاضیت تک رہے گا۔ پھر کیا ایک عجمی مثلی اسلام کی چور ہمسارہ تاریخ سے پیش کی جاسکتی ہے کہ اس نے علم و تحقیق، ایمان و انتشار اور مادی ترقی کو باوجود غلامی و بوجہ یہ یہاں تقویر الہ ہے تو یورپ کے کب کو غلامی ہے اسلام کی نہیں۔

مسلمانوں کے مختلف نہیں طبعیاتی علوم میں مسلمانوں کا غفلت اگر سب تو اس کی ذمہ دار ہے، سائنس و ہر دور | یورپ کی وہ اندھی تقلید ہے جو ہماری غلط انتساب صورت دہلی کی فحاشی، عیاشی، اور دیگر فراموشی پر مبنی ذہنی ہے اور علم و تحقیق اور انسان کے میدان میں فحش و فحاشی کو نہ صرف اسلام کے مذہب اور ان لوگوں کے دماغ اور انکے پرستار کرتے ہیں جنہیں آج کل مغرب اعلیٰ رکھتا ہے، بلکہ اس کے مذہب و انیس ہمیں ان تخلیقات سے

دوتا ہے تو جن لوگوں نے صدیوں سے عالمیں مذہب کو انکار و نفی قرار سے کفر مذہب کا جوا اپنے
 گلے سے لٹا رکھا ہے اور دوسرائی و سوسائلی سے اپنی ساری ٹکری اور علمی و فنی مغربی نظام تعلیم
 میں کھارہے ہیں۔ انہوں نے سائنس کے میدان میں کوئی تیر مارا ہے۔ اس میدان میں ان کی
 دوائی زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ مغرب کے بنائے ہوئے انداز اور ایمادات کا کچھ استعمال سیکھ
 سکیں تو درحقیقت ہماری پہاڑی کی جڑ عورت یہ ہے کہ بہت سے یورپ کے خد اور اپنا مذہب اپنا
 ورثہ اور اپنی ٹکری تو نہیں چڑھا دیں اور اس کے بدلے میں مغرب سے ایک ناقص اور چاند
 نظام تعلیم قبول کر لیا جس کے نتیجے میں ہمیں سوائے اولیٰ و اعلیٰ درجے کے ٹکڑوں، دستروں اور اس کی
 تہذیب و معاشرت میں فعال کرنے والے ہر وہیوں کے اور کچھ نہ ملے۔ اس نظام تعلیم سے ہمیں ذہنی
 اور اگر یورپ کی مرعوبیت، مذہب سے گریز کی دوستی تو مل گئی مگر ایسا اور اختراع، تحقیق اور
 دریافت کی کنیاں انہوں نے اپنے پاس ہی رکھیں۔

تسخیر، عہد و جہد کے ہولناک نتائج

آخر میں اگر اعلیٰ انسانی اقدار کی روشنی میں امریکہ اور روس کے اس مظالم اور مسلسل جبر و جہد
 کے محرکات و اسباب کا جائزہ لیں تو ہمیں اور بھی مایوسی ہوگی۔ ان تسخیری قوتوں سے انسان کی
 کوئی مشکلات ختم ہو رہی ہیں، اس کا پھل تو مستقبل کے لئے گاگر اس سلسلے میں اب تک ختمی ایکادانت
 ہمارے سامنے آچکی ہیں۔ ان اقوام کی انسان دشمنی، حیوانیت اور زندگی کی دہر سے ان ہیں
 سے اکثر انسان کی نواح و بہرہ و کی بجائے اس کی ہلاکت اور بربادی کا اندازہ بنی ہیں۔ طاعی لڑائیوں
 کی شان میں سامنے ہے۔ تسخیر قوت کی اس جہد و جہد کی پشت پر بھی یقیناً یہی حیوانی جذبات کا غرور ہیں
 یہ لوگ ایک ایک نوجو پر کئی گھر بے روئے چھوٹے رہتے ہیں مگر روئے زمین پر پڑتے رہتے
 مگر دردی جو کہ لگے سردی اور دھوپ میں پھلنے والے اور جنگ کی جھڑپوں میں پھلنے والے
 انسانوں کے مرنے و سکون اور دنیاوی غمزدگی سے فراہم کرنے کے لئے سائنس کے پاس وہ کوئی

نقص سمیلتے ہیں۔ — نادان اور احمقوں پر کڑی نہایت ہے چرمس اور دم پہ ہر شخص ایک ہونہ
 پر بالادستی اور برتری ہے تو اس وسیع اور لائندہ کائنات اور زمین کے ذرائع کے برابر نادان
 کے ہونے ہوئے یہ عقاید اور پس آکر کہاں جا کر ختم ہو گا؟ کوئی مانے یہ نہ مانے مگر انسانیت کی
 تلاش کامیاب اور امن و سکون کا اعلیٰ عروج نہ سہ کے پاس تھا اور یورپ نے جو می میاری سے
 اس کا رخ ایک نہ ختم ہونے والی دمی میاشی کی غروت مقرر کیا ہے تاکہ جلوا بجلو یہ عالم پسٹا انہم
 تک پہنچ جائے۔ مگر خدا کی دمی جون غربت اب پوری ہو اسی چاہتی ہے کہ اقترب الساعت
 والحق المقدر اور قریب ہے کہ وقت مولود کسی بھی دولت انسانوں کے اوپر پھٹ جائے۔
 لا یجلیٰ بھاو قضا اللہ هو ثقلت فی السماء لولہ اللہ ابی اذا انتیکم اللہ یفتنکم
 جہان فی



چاند تک انسان کی سائی

پنڈ شہباز کا ازالہ

چاند تک انسان کے رسالے کے بارے میں دارالافتاد اور ماہنامہ الحق کے خزانے
بیشمار خطوط کو وصول ہوئے، اسے منظر پر لگانے کا گتہ ۹۶۹ اسے شمار میں غلطی
روشنی ڈالنے کوئے، بعض خطوط میں کچھ غلطیوں نے اپنے شبہات کا اظہار کیا ہے،
دارالعلوم کے دارالافتاد نے اسے غلطی میں اتنے شبہات کے ازالہ کے کوشش کے
ہے ماہنامہ الحق نے شائع کیا تھا۔ اس بات سے بغیر ان ادارہ عام شائع ہوا
کیا جا رہا ہے۔ درج ذیل

والف ہاذل چند فیادی باتیں عرض ہیں۔ واضح رہے کہ تمام اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ
اس سارے عالم کو بنانے والا صرف اللہ ہی ہے اور اس عالم کے تمام ذرات اور تمام نئی قوتیں جو
کہ عالم میں وجودت کی گئی ہیں، مخلوق اور خالق ہے۔ پس جو مخلوق اللہ تعالیٰ نے ہی تخلیق
پائی کیے ہیں ان میں غلطی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر سائنس اور وحی میں اگر تضاد محسوس ہو
تو یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ سائنس دانوں نے پوری تحقیق نہیں کی ہے ورنہ ان کی صحیح تحقیقات وحی
سے کبھی متصادم نہ ہوتیں کیونکہ وحی اور سائنس دونوں حقائق پر مبنی ہوں، میں مخالفت اور تضاد
ناممکن ہے۔

دب اللہ تعالیٰ نے وحی اس مقصد کے لیے نازل کی ہے کہ انسان کو فضیلت مع اللہ کے
اصول کے طریقہ معلوم ہوں اور فضیلت الہی غیر فضیلت سے متاثر ہوں، وحی الہی کا مقصد
اسلمہ ساری اور کائنات ساری نہیں ہے اور نہ قرآن کریم تاویلی یا جغرافیہ کا صحیفہ ہے اور مقاصد
کی تحصیل کے لیے لغت غلطی یا عقل کا استعمال ضرورت کے وقت کافی ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ وحی میں ایسے تناقض کی طرف کوئی تعرض نہیں کیا جاتا ہے جی کا نزول وحی کے مقصد کے ساتھ
کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

روح (تقلیبات اور ازل تعلیبات کے ساتھ اسلامی رویہ بھی بظاہر آیا ہے کہ ان میں سے جو امور دینی سے مخالف ہوں، ان کی تکذیب کی جائے گی اور جو مخالف نہ ہوں تو وہ دو قسم ہیں، ایک یہ کہ مشابہ و یا دلیل سے ان کی ثابتیت ثبوتاً ہو تو ان کی تصدیق کی جائے گی سو دوسرا یہ کہ مشابہ و یا دلیل سے ان کی ثابتیت نہ ہو، ہر توان کی تصدیق کی جائے گی اور نہ تکذیب۔

(د) قرآن اور حدیث سے یہ حقیقت معلوم ہوئی ہے کہ کفار آسمانی میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَدْخُلُ فِيهِمُ الْبَابُ السَّامِیُّ الْكَفَّارُ (ان کے کفار کے لیے ان کے اعمال اور ارواح اور اجساد کے لیے) آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے (سورہ الاسراء ۷۵) لیکن آسمان تک جانے سے منوع نہیں ہیں اور نہ آسمان تک جانا مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعد ازاں اعلیٰ علیہ البیات مقرر شیا طین اور جنات کا آسمان تک چڑھنا اور آسمان کو چھونا نص قرآن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَأَى الْمَلَائِكَةَ آتُوا جَدَّ نَاهَا مَلَكُتُ حُرّاً مُشْدِقَةً (سورہ جن) لہذا جو اشیا را آسمان سے نیچے جس کفار کے لیے ان پر چڑھنا منوع نہیں ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

دھ) جاننے کے متعلق حکام و زبان راسخین کا خیال اور عقیدہ تھا کہ چاند پہلے آسمان کے ٹخن میں مرکوز ہے اور بہت سے اہل اسلام بھی ان سے موافقت کرتے تھے، اس بنا پر کہ یہ عقیدہ نسوس۔ یہ متنازع نہیں تھا، اس لیے کہ قرآن و حدیث میں چاند کے متعلق احادیث اور روایات یہی کہا گیا تھا کہ چاند آسمان کے ٹخن میں مرکوز ہے اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ چاند آسمان و زمین کے درمیان فضا میں ہے کیونکہ قرآن کے متعین نزول کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا، چنانچہ قرآن مجید میں چاند کے متعلق ”فی“ کا لفظ استعمال ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَبِّیْ عَلَّمَ الْقُرْآنَ بِرُوحِیْهِ الْبَرِّ وَاللَّهُ عَلَیْهِ تَوَكَّلْ وَتَعَالَیٰ عَنِ الْمُنْجَرِّ (سورہ النجم ۱۰) ”فی“ کا مدلول یہ ہے کہ اس کا مدخل کسی چیز کے لیے نہ ان یا مکان ہوگا، وہ جہ میں نہیں ہے کہ اس کے مدخل میں کوئی چیز مرکوز ہوگی۔ زید فی الدار، فی المسجد، فی السوق، فی الجنة سے یہ مراد نہیں ہے کہ زید ان اشیاء میں مرکوز ہے۔ (وہذا اما لا یخفى علی من تفکر فی الاستعمال) نہ یہ نفی کا تقاضا ہے نہ معرفت کا۔ اور مزید یہ کہ یہ کہہ کر غلط ہے ہمیشہ کے لیے یہ مراد نہیں ہوتا ہے کہ کلمہ ”فی“ کا مدخل نفس الامر اور حقیقت میں غلط ہوگا۔

بلکہ بسا اوقات اس سے مراد بادی اور ظاہری نظریں طرفیت ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسے مقام میں کج
عام افواہوں کے لیے یقینیت کے سمجھنے میں مشکلات پیش ہونے کا خطرہ ہو۔ اور یہ معنی بھی نصیح اور
یمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَجَدَهَا تَغْرِبُ فِي مِيقَانِ حَمِئَةٍ وَذُو الْقُرْبَىٰ سَوِيحٌ كَرِهُوا
أَكْبَدَ لَهَا تَالَابَ رِيحٍ وَجَدْتَهُنَّ يَتَبَنَّاتٍ ۚ إِنَّهُنَّ مَقْصُودَ بَنِي ظَاہِرٍ نَظْرٌ مِّنْ أَلْبَابٍ ۚ إِنَّهُ سَمِعَ عَنَّا خِصْفًا مِّنَ النُّجُومِ
تَعَالَىٰ تَوَاسُخُ حَقِيقَتِي كِي تَبْدِيرِي لَمْ يَكُنْ مَعِي كَلَّ كَلَّ كَافِي السَّمَاءِ ۚ بَوَّابُ بَادِيِ الْاَوْدِ الْاَوْدِ ظَاهِرِي نَظْرٌ مِّنْ جَوِّ -

(و) یہاں پر بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ فلک اور سما بعض مقسموں کے نزدیک
رکب ہی چیز کے نام ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ فلک سارے کو کہا جاتا ہے نہ کہ آسمان نہ کہ اعلیٰ
اَلَا تُؤْمِنُ فِي تَقْسِيمِہٖ ۚ اِنَّہٗ وَانْفَالُہٗ فِي الْاَصْلِ كُلِّ شَیْءٍ دَاخِرٌ وَہٗ تَمْلِکُہُ الْغُزَلُ
وَالْمُرَادُ بِہٖ هَاہُنَا عَلٰی مَا رَوٰی عَنْ اَبِی عُبَّاسٍ وَہٗ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا السَّمَاءُ -
وَقَالَ اَكْثَرُ الْمُتَفَرِّعِیْنَ ہُوَ مَوْجٌ مَّكَشُوفٌ تَحْتَ السَّمَاءِ بِجُزْءٍ فِیہِ الْتَمَسُ وَالْمُغْصَرُ

وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ ہُوَ لَیْسَ بِجِسْمٍ دَاخِلٍ مَّا ہُوَ مَصْدَرٌ ۚ وَهَذِهِ النُّجُومُ ۚ اِنْتَهٰی

حکیم الامت حضرت خانواری داماد شہید النیرانیؒ میں فرماتے ہیں: فلک کو چار کچے ہیں:
جو غرضی و قمر کی حرکت مستدیر ہے اس لیے اس کے مدار کو فلک فرمایا۔ اخرا وہ آسمان ہر یا
فضاء میں السامین ہر یا فضاء میں الارض والسماء ہر یا سطحی سما ہر کوئی نص اس میں قطعی نہیں اور
اور سلف سے تفسیری مختلف منقول ہیں۔ کَذَا الدُّنْیَا الْمَشْهُورُ - اس لیے اس کو سیم ہی
رکھنا قریب الی الہیۃ ہے۔ (سورۃ الانبیاء ص ۱۷۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فلک اور سما دو الگ الگ چیزیں ہیں نیز اس کی تائید ہوتی کہ
شمس و قمر آسمان کے ٹخن میں چنبی طور پر مرکوز نہیں ہیں۔

(رہا) نجوم (تاروں) کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما - سے
روایت فرماتے ہیں: اَنَّ النُّجُومَ تَتَخَادِلُ مَحَلَّةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَتُكْتَبُ عَنْ سِلَاسِلٍ مِّنْ نُورٍ
بَابِدِی مَذْبُکَہٗ مِّنْ نُورٍ - درود اسلاف بطور ۳ منہ پہنچے ستارہ ہر آسمان اور زمین کے
درمیان ہیں اور آسمان کے ٹخن میں مرکوز نہیں ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: اَلَمْ یَقُمْ دَبِیلُ عَلٰی شَیْئَا
مِّنْ اَکْکَلِ کَبْ مَضْرُوفٍ فِی مَنٰی مَوْتِ اَلْمَسْمُوتِ کَالْعَقْرِ فِی الْاَوَامِ - درود اسلاف بطور ۳ منہ
مالکوان کے متعلق اللہ فرماتا ہے: تَبَارَکَ الَّذِیْ یَجْعَلُ فِی السَّمَاءِ بُرُوجًا جَدًّا (سورۃ الفرقان ۱۷)
در بدرجہ سے اور نجوم اور تارے ہیں۔ (فی التَّحْقِیْقِ وَہُوَ مَنْقُولٌ عَنِ السَّلَفِ) اور فرماتے ہیں:

وَقَدْ يَتَنَا التَّنَادُ الْفَتَا بِسَابِغٍ. دوسرا ملک ہے جو جس طرح نجوم کے متعلق کہتا ہے ”فی استعمال ہزار امداد کنیزت سہار کیا گیا ہے اور باوجود اس کے کہ یہ آسمان میں مرکوز ہیں مگر باری اور ظاہری نظر پر ہی اتکاد کیا گیا ہے۔ اسی طرح پاند کے تعلق بھی کہا جائے گا کہ لاجواب یہ قسمیں جاتے کہ زمین اور آسمان دونوں گولی ہیں تو اسی قدر پر پاند اور سورج بلکہ زمین تمام کے تمام پر یہ اطلاق لادریب صحیح ہے کہ یہ چیزیں آسمان اور آسمانوں میں ہیں۔

یہ تہمید کے بعد یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسلمانوں کے لیے چاند اور سورج بلکہ آسمان پر اتنا ممکن ہے جتنی آدم علیہ السلام، حضرت جیسی علیہ السلام اور حضرت خاتم الانبیاء میں علیٰ اذن علیہ وسلم کا آسمانوں کی طرف مانوق بلا سبب چڑھنا اس امکان کی واضح دلیل ہے کیونکہ اسی حکم کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ بیشک امریکہ وغیرہ کے کفار کے لیے اتنا ممکن ہے کہ وہ آسمان میں داخل ہو جائیں لیکن جو چیزیں آسمان سے نیچے ہیں ان پر اتنا کفار کے لیے ناممکن اور ممنوع نہیں ہے۔ پس اگر چاند آسمان سے نیچے ہو گیا کہ یہ اکثر مغربی کلام ہے تو کفار کے لیے اس پر اتنے میں کوئی استمالہ نہیں ہے۔ باقی دہا امریکہ کا یہ دلی کہ (۱) اس نے چاند پر انسان اتارا ہے، تو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ایسے دعوؤں کا وہی کے ساتھ کوئی تصادم نہیں ہے۔

(۲) آلات اور رصد گاہوں کے ذریعہ سے اس کا مشاہدہ ہوا ہے۔

(۳) رکوس وغیرہ جو کہ امریکہ کے مخالفین انہوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔

(۴) نیز شریعت میں کفار کے ذہنی انبیاءات پر اعتقاد کرنا جائز ہے بلکہ اس میں دینی مصالح بھی موجود ہیں خصوصاً ذہنی معنی اور واقعہ معنی کا ذہنی لین ہونا اور کفار پر تمام نجات ہونا اور انکا کی صورت میں قرآن مجید کی کفریہ کا خدو ہے خصوصاً جبکہ عام رسوخ شروع ہو جائے لہذا اس کو تسلیم کرنے میں کوئی حذر نہیں ہے۔ (۵) اس سے ممکن ہونالی کو سخت حد درجہ پہنچا کیونکہ اس کا یہ اعتقاد کہ چاند آسمان کے حق میں مرکوز ہے غلط ثابت ہو گیا۔

چند تشبیہات کا ازالہ | رام اندر تعالیٰ نے فرمایا: وَتَعْلَمُونَ أَنَّ السَّمَوَاتِ أَرْبَعًا وَتُرَابًا مِّنْ دُونِهَا۔ زمین میں ٹھکانا ہے (اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان طویات پر نہیں اتر سکتا ہے درجہ سطح علیہ السلام وغیرہ کس طرح آسمان پر ٹھکانا کہتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عام طور پر انسان زمین پر ٹھکانا کہے گا کیونکہ زمین زندگی کی ضروریات کا یہاں انتظام بخواتم ہے لہذا یہ ممکن

ہے کہ بعض افراد باخلاق یا نیکو دامن بہ غلط راست علیحدہ پر آ رہے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَيَبْقَىٰ وَجْهٌ لِّمَن رَّزَقْنَا** یعنی جو کس کو ہم نے زمین میں تم کو ٹوٹا دیں گے (اس سے بچنے نہیں نکلا ہے کہ انسان خلائی پرواز نہیں کر سکتا بلکہ اس سے مراد یہ رہے کہ انسان کسی نہ کسی وقت ضرور زمین میں ٹوٹا جائے گا) موت کے ساتھ متصل ہوا بشر سے پہلے ہو۔

(۳) **وَنُحِطُّنَ هَهُنَا** یعنی خلیفہ خلیفہ **دَجِيم** (مخوف لکھا) م سے اس کو ہر شیطان مردود سے (تو اس سے مراد افسانہ اور آسمان تک چڑھنے سے حفاظت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد آسمان کے حالات سے خبر داری سے حفاظت ہے یا آسمان کے باشندوں کے احتیاط سے۔

(حسن مع بد الاوسی فی نفسہ من جملة اعدائہ)

(۴) شہاب ناقص کا حملہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ مشیاطین استمرار کرنے کیلئے میں **قَالَ لَقَدْ نَزَّلْنَا** **كُنْ يَسْمَعُ الْاَنَ يَجِدُ لَهَا شَهَابًا قَاصِدًا**۔ اور قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف چڑھنے سے ہر خطر شروع ہوتا ہے، لہذا کفار کی آسمان تک واپسی میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

باب الفرق الاسلامیہ وغیرہا (اسلامی اور کفریہ فرقوں کے احکام و مسائل)

اہل السنۃ والجماعۃ کی تعریف | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل السنۃ والجماعۃ کا
اصناف کون و کون ہیں اور ان کی کیا تعریف ہے ؟

الجواب۔۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا مصداق وہ لوگ ہیں جو عقائد و احکام میں قرآن و
سنت کے ساتھ سچے صحابہ کرام کے مسلک کو پالنے اور ان کے اقوال پر عمل کرتے ہیں۔

لما قال العلامة ظفر احمد العثاقی: اہل سنت و جماعت وہ مسلمان ہیں جو عقائد و احکام
میں حضرات معارف کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک پر ہوں اور قرآن کے ساتھ سنت نبویہ کو بھی محبت
ملنے اور اس پر عمل کرتے ہوں۔ قال فاشرح العثاقی: فیہت ایضاً و تدق
الشعری: مذہبہ فاشتغل هو و من تبعہ بابطال لأی المحتلۃ و اثبات
ما ورد بہ السنۃ و معنی علیہ (الجماعۃ) (راہ الاحکام) ^{۱۶۹} ج ۱ ص ۱۶۹

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اور اس کی جماعت حزب اللہ شریعی حکم | اس سوال
پسند

مولانا صاحب میں بمسئلہ روزگار و کسب میں تقسیم ہوں ایمان ایک نیا فرقہ حزب اللہ کے نام سے
وجود میں آیا ہے جس کا بانی ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی نام کا کوئی شخص ہے، اس فرقہ کے کئی بڑے
محبوب و غریب بائیں کرتے ہیں مثلاً امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو کافر کہتے ہیں، عقیدہ حیات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم، توسل بالاعمال و بالذوات اور عذاب قبر وغیرہ کے منکر ہیں، تقلید مذہب اربعہ کو
شرک کہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری باتیں و عقائد ان لوگوں کے ایسے ہیں جو
ام نے آج تک اپنے علم سے نہیں سنی ہیں تو اس فرقہ کے بانی اور اس کے پیروکاروں
کے بارے میں شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے یا سزا ان لوگوں کے ساتھ حصہ مناکت اور دیگر
سطحی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب۔۔ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی بانی جماعت حزب اللہ سوال میں مذکور عقائد
کے علاوہ بھی بہت سارے خلاف شریعت عقائد کا قائل اور داعی ہے اس لئے مسلمین فقہ اور شاد

پیدا کرنے والا شخص ہے اس کے شیعہ شدہ رسائل میں امت مسلمہ کے متفقہ دور اجتماعی عقائد سے
فرار اور ایک نئے دین کی بنیاد رکھنا پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ مسلمانوں کی تحسین پر
بھی از حد جھڑباز سے طعنان تک کر رہے بڑے بڑے مشائخ اور کھٹن علم و کرام کو بھی معاف نہیں
کرتا، اس لیے ڈاکٹر عثمانی اور اس کے متبعین ضالی و گداری اور مغل و گمراہ کرنے والے ہیں، انکے کلمہ
رشتہ نامہ کے علاوہ کئی قسم کا تعقید رکھا جائے اور ان لوگوں کی صحبت سے ایسا کیا جائے۔
محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کا حکم | سوال :- جناب مفتی صاحب

نجدی اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں کیا قرضہ ہے؟ کیا یہ لوگ کافر ہیں یا مسلمان؟
الجواب :- محمد بن عبد الوہاب، نجدی ایک مشہور فتنہ گرد مذہبی آدمی تھا اور اس کے
پیروکار بھی اس کے تعریضات کی روشنی میں لوگوں کی تکبیر میں بہت جلد بازی سے کام لیتے ہیں
صفت علم و دین پر اس کے عقائد و تعریضات سے اتفاق نہیں رکھتے اور انکی اور اس کے
پیروکاروں کی تکبیر کے متعلق ہیں، عوام انہیں اس کے عقائد و نظریات سے اجتناب کرنا
مزدوری ہے۔

لما قال العذرة انهم شاءوا الكشميري، اما محمد بن عبد الوهاب النجدى فانه
كان رجلاً بليدًا قليل العلم وكان يتارع الى الحكم بالكد واليسبق ان يعظم في
هذا الوادى الامم يكون مستيقظاً متقناً عارفاً بوجوه الكفر والاسلام
رفيع الباري ج. ملك كتاب العلم باب من جعل اثم مسلم

سك قال الامام خليل احمد اشهار نفوذى، انكم صدنا فيهم ما قال
صاحب الدر المختار وخواجہ حم قویم نعمه منعه نخرجوا عليه بناوین یولون
انه حق یا ظن کفر او معصية قوجب قتاله بناوین یستحلون دماء و
اموالنا و بیوتنا ما قالوا ان قال و حکمهم حکم البغاة ثم قال و تمنا
لن کفرهم بكونه من تاوین و انت صمان یا ضلأ

المستدر علی المفتد ص ۴۶
اسوال الث ف عشر

الجواب :- ایک شخص کے عقائد و نظریات اس کی تحریر کردہ کتابوں اور دیگر شے سے معلوم ہو سکتے ہیں جن میں وہ اپنے عقیدہ اور نظریہ کا کچھ نطلوں میں ذکر کرتا ہے ، فرد و شیخ کا نہیں مگر سید احمد نے اور اس کے ہم خیال لوگوں کے عقائد و نظریات خود ان کی تحریر کردہ کتابوں میں مذکور ہیں ، ان میں بعض قواعد ، جیسا قرآن و حدیث و آیات امت کے خلاف ہیں اور بعض بدعت و منہست ہیں بطور مثال چند وہ عقائد جو مراد شریف محمدی کے متضاد ہیں ذکر کئے جاتے ہیں :-
 ۱۔ الایمان حققت ملائکہ و شیعیین و شیخ و احنافہ
 ۲۔ ملائکہ قبر کا اسکے اور جہنم جنت و جہنم کا انکار ، قیامت جس قدر شریف ہے حدیث مذکور و اور جہنم بغیر ملائکہ و معجزہ و کرامت کا انکار ، غرور و سبکدوشی کا کھنڈن و غیہ و ذمک رسا کے علاوہ کچھ بدعت سے ایسے عقائد میں جہاں جماعت امت کے تضاد ہیں ۔

میں کو ایسا مستحضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب امداد المستعجزین میں اس
قرینہ کج حدیث کے تمام اقوال و عقائد پر مفصل بحث کی ہے اور ان کے تمام عقائد پر بالکل کونکرانہ
حدیث کی روشنی میں مردود اور قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا ہے اور بہت سے
علماء دینی کے فتاویٰ جو اس کے کفر و ارتداد پر مبنی تھے انھیں ایک نیک خود جوہر اعلیٰ (مسلم)
کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا البتہ یہ فرمایا کہ زمر سید (علیہ السلام) کا قتال و قتل اور جنتی ہونے کا
لبتہ ایسا شخص جس کے عقائد قرآن و حدیث کے خلاف ہوں۔ سب سے زیادہ مسلمانوں کا
خیر خواہ اور ان کی آزادی کا فکر مند نہیں بن سکتا ہے بلکہ یہ عوام کا ناخدا م کی ناطقی اور
خوش عقیدتی سے کہ اس کو اپنا خیر خواہ نہ سمجھیں۔

[illegible]

گستاخ رسول سلمان رشدی کی سزا کا حکم | سوال :- کیا فوائے میں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تبلیغ سلمان رشدی کی مخالفت میں اس کی بدنام زمانہ کتاب "شیطان آیت" کو جو سب عالم اسلام خصوصاً پاک و ہند اور ایران میں غلط فہمی پھیلا رہا ہے ان مطالبہ رول کے دوران ایک عالم دین نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ (سلمان رشدی) مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے اور تمام ائمہ علیہ السلام کا قتل چوتھو حصہ ہے لہذا بعد از قریب بھی قتل کیا جائے گا، اس بارے میں وضاحت فرمادیں؟

الجواب :- جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالیہ میں گالی بکے تو بلا شک و شبہ وہ کافر و مرتد ہو جاتا ہے، اگر ایسا فعلی تبلیغ پر پھر یہ کہ تو اس کی سزا قتل ہے البتہ اگر صدق دل سے توبہ کر لے کہ آئندہ ایسی کجی نہیں کجی کا تو محققین علماء کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے لیکن صاحب بزاز پر اور بعض دوسرے علماء کے نزدیک ایسے شخص کو صدا قتل کیا جائے گا خواہ توبہ کر سیکتا رہے، تاہم ایسا شخص جس کی خیانت پر پورے عالم اسلام میں پھیل رہی ہو اور اسے رہا کرنے کی صورت میں دوسروں کو بھی جرأت ملتی ہو تو ایسے گستاخ کے ناپاک و جود کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے۔

لما قال العلامة ابن باز الكوردی: الا اذا ثبت الرسول عليه السلام او واحداً من الانبياء عليهم السلام انه يقتل حداً ولا توبة له اطلاقاً بعد القرآن عليه والشهادة او جازاً ثباتاً من قبل نفسه كالترديد لان الله عز وجل لا يقبل التوبة للذين كفروا حتى يحقق لهم انفسهم في انفسهم (الفتاوى البرزانية على هامش انبساطية ج ۶ ص ۳۳۳) الثلاث فيما يتعلق بالانبياء (رحمہ)

لما قال العلامة الحصكفي: والكافر بسبب النبي من الانبياء فانه يقتل حداً ولا يقبل توبة مطلقاً، ونوبت الله تعالى قبل لا توبة حق الله والا قول حق عبد لا يذول بالتوبة ومن شلق في عقابه وكفره كفر۔

والدر المختار على صدم رقا المختار ج ۴ ص ۳۳۳ باب المرتد

ومنه في خلاصة الفتاوى ج ۳ ص ۳۸۶ كتاب الفاطه الكفر ويصل بهل۔

فرقہ آغا خانی کے عقائد و نظریات | سوال ۱۔ فرقہ اسماعیلیہ آغا خانی جو پرنس
عبدالمکریم آغا خان کو اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے
ہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس فرقہ کے لوگ مومن ہیں یا کافر؟

الجواب :- فرقہ اسماعیلیہ آغا خانی کے تمام عقائد و نظریات قرآن و حدیث
کے بالکل خلاف اور متضاد ہیں۔ اسی طرح ان کے فروعی مسائل مصلوۃ، حیا، حج،
زکوٰۃ وغیرہ کا طریقہ بھی اسلامی تعلیمات کے کسر مخالف ہے ان لوگوں نے اپنا مذہب
خود ہی ایجاد کیا ہے ان کا کوئی بھی مسئلہ (سولہ یا فروعی) اسماعیلی تعلیمات کے ساتھ ملانے نہیں
سے ہر لوگ انتہائی غمزدار کہنے میں، مثلاً آغا خانی امام کی تصویر کی پرستش، تسمیہ کے
موقع پر جیسے ہمسہرہ کے لحاظ سے اوم، ذکر کرتا، نماز، ذکر اور کار، درود کا طریقہ بھی بڑا
عجیب ہے ان کا کلام یا علمی مدد اور مسلمان کا جو بھلائی بدو کا کلمہ شجاعت، شہادت
علی اللہ ہے، وضو کو یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے کہتے ہیں کہ ہمارے دل کا وضو ہے اور روزہ کا زمانہ
ہو آٹھ کا ہوتا ہے کھانے پینے سے نہیں ٹوٹتا، زکوٰۃ کی بجائے دواۓ جماعت فائدہ کو دیتے
ہیں بیچ ان کا اپنے حاضر امام کا دیدار کرنا ہے، ہر سب امور موجب کفر اور بغاوت ہیں، اسلامی تعلیمات
جو ہیں ہم اسے قبول ہی اللہ علیہ وسلم دیکھ گئے ان کے ساتھ ذرا بھر بھی ان عقائد کا واسطہ نہیں
ہندو فرقہ اسلام سے کوسوں دور کفر و ارتداد کی شدید ظلمات میں گھرا ہوا ہے۔

ما قال الصلوات ولا الذین یحکمون، والکفر یفعل، فسروا وشرعاً تکذیبہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی شیء، مما جاد بہ من الدین ضرورۃ وایضا تعریف فی الغدازی۔
والجنت ارض علی ہامی وداۓمہ جہنم صلی اللہ علیہ وسلم

ایمانیہ عقائد بن عبدین، قوم یکن ینہ صلی اللہ علیہ وسلم المراد بالکذیب عدم التصدیق الذی انما
عدم الذعان والتسبیح لما علم بوجہہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورۃ ای علماً ضروریاً بالتیقن علی نفس
واستدلال ولین المراد الضمیر یا نہ کاذب، فی کن الاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی اللہ علیہ
وسلم کفر وکذاہ کلامہ تخصیص اکثر بعد التصدیق فی نقطۃ من فقرۃ حدیثہ عن وجہہ
انقطع وان لم یکن ضروریہ۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۳) یا لمرید قبل مطلقاً لا یجوز (معارف)
ومثلاً فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۰۱ باب الحکم المردودین۔

شیعوں کے کفر اور اسلام کی تحقیق اس سوال ہے: کیا شیعہ عقائد و نظریات رکھنے والے کفر سے
 تعلقات قائم رہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شیعہ کے مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقہ کے عقائد و نظریات یکے سے
 جدا ہیں اسی وجہ سے ان کی تکفیر میں سلفاً غلطاً اختلاف پیدا آیا ہے، لہذا میں نے
 ہر فرقہ مزدرباست دین کا مسئلہ اس کی گنجینہ میں کسی کو اختلاف نہیں، مثلاً جو گروہ مبدیہ حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر زمانہ تک تہمت کا نکل رہا ہے یا حضرت ابو جہر صدیق رضی اللہ عنہ کا
 صحابیت اور خلافت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہمیت کا عقیدہ و کھٹکنا اور
 ان کو بھی خیر الزمان تسلیم کر کے حضرت جبریل علیہ السلام کے متعلق وہی لالچ میں غلطی کا عقیدہ
 ہے یا قرآن کریم میں تغیر و تبدل کا قائل ہے تو اس فرقے کے کفر میں کسی قسم کا کوئی ٹکڑ نہیں
 اس سے تعلقات رکھنا، ٹھٹھا، رشتہ نامہ قائم کرنا، ان کے تازہ و غیرہ میں شرکت کرنا
 ناجائز ہے۔ اور اس کے علاوہ عقیدہ رکھنے والے گروہ مستبعد ہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدین رحمۃ اللہ: لا شئ فی تکفیر من قذات الیوم عائشۃ
 رضی اللہ عنہا، ان تک صبیحة المصنوع رضی اللہ عنہ واعتقد ان الوہیة فی علی رضی اللہ
 عنہ وان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی او فہو لا یؤمن الکفر، نصریح امام الفکر
 الفقیران۔ زرد الختار ج ۴ ص ۲۳ باب المرتد ص ۱۰

لما قال العلامة ابن البزاز: وكذا المواقف في قوسهم يرجعون الاموال الى الدنيا وينسخ الاصح
 وانتقال روح الاله الى الائمة وان الائمة الهة وفي قوسهم يخرجون امام ناطق بالحق
 والنصاح اكفر والنهي الى ان يخرج ويقتلهم ان جبريل عليه السلام غلط في الوحی
 الى محمد صلى الله عليه وسلم وروى عن علي بن ابي طالب احكام المرتدين ومن انكر
 خلافة ابي بكر رضی اللہ عنہ فہو کافر فی التصحیح و منکر خلافتہ مستر فہو کافر فی الاصح
 وجیب کفار الخوارج فی اکفارہم جمیع ائمتہ سواہم و وجب کفارہم باکفارہم ان علی وطلحة
 و الزبیر و عائشۃ رضی اللہ عنہم۔ والبنازیرۃ علی حاشی الہندیۃ ص ۲۶ باب احکام المرتدین
 و مشکوٰۃ فی الہندیۃ ج ۲ ص ۱۱۰ ابواب المتابع فی احکام المرتدین۔

فرقہ انشاء عشریہ کی ختم نبوت کے منطوق تاویل کا مسدود سوال، انشاء عشریہ
 جو کہ براہِ اماموں کو ماننا ہے اور ان کے باہر میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مأمور من اللہ یعنی الطاعت اور محرم من اللہ یعنی
 ہوتے ہیں اور یہ ان کے نزدیک بنیادی عقیدہ اور اصول دین میں سے ہے۔ کیا یہ عقیدہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی تو نہیں؟

الجواب: شیعوں کے مختلف فرقے ہیں ان میں سے بعض مراعاتِ ضروریات دین کا
 انکار کرتے ہیں وہ تو کافرو مرتد ہیں اور بعض اپنے کفر و ضلالت کو چھپانے کے لیے کسی
 امر اجتماعی و ثابت فی الدین بالضروریۃ کی تاویل بعید کرتے ہیں جو کتاب اللہ و سنت رسول
 اور اجماع امت کے خلاف ہوتی ہے، تو ایسے لوگ زندیق کہلاتے ہیں اور ان کا کفر زیادہ
 قریب الی الشر ہوتا ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تاویل بعید کر کے کہتے
 ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قائم البقیۃ تو ہیں لیکن سن کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بعد کسی کو نبی کا نام نہیں دیا جائے گا اور نبوت یا نبی معنی کہ کسی انسان کا مخلوق کی طرف مبعوث
 ہونا جس کی اطاعت مخلوق پر فرض ہو، محصور من اللہ تو ہے۔ یہ صفات تمام کے تمام
 ائمہ اثنا عشرہ میں موجود اور باقی ہیں، لہذا اس قسم کی تاویلات کہنے والا جو قرآن و حدیث
 اور اجماع امت کے مخالف ہو زندیق اور اس کا نام عہدہ ہے۔

لَا تَقُولُوا لِلّٰهِ عِدَّتَانِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَتَعَالٰی عَنِ الرِّبِّیَّةِ ۚ وَقَالَ الْنَّبِیُّ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مَا
 النَّبُوۃُ وَ لٰکَ مَعْنٰی هٰذِهِ الْاَقْلَامُ اَنَّهُ لَا یَجُوۡزُ اَنْ یُّسَمَّیَ شَیْءٌ بَعْدَہٗ اِحْدَ بِالْاَنْبِیِّ وَ اَمَّا
 مَعْنٰی النَّبُوۃِ وَ هُوَ کَوْنُ الْاِنْسَانِ مَبْعُوۡثًا مِّنْ اِلٰہٍ اِلَی الْخَلْقِ مَفْزُوۡحًا اِذْ اَعَادَہٗ مَعَهُ وَاَمَّا
 مِّنَ الْاِنْشَاقِ وَ مِّنَ اِنْبَاقٍ عَلٰی الْخَلْقِ اِذْ یَاۡجِی فِیْہِمْ مَوْجُوۡدٌ فِی الْاُثْمَةِ یَعْنِیْ فَاَنْتَ اِنْ تَدَّی
 وَ قَدْ اَتَقٰی جَاحِیْمًا اَخْطِیۃً وَ اِنَّمَا اَفْعِیۃٌ عَلٰی قَتْلِ مَن یَّجْرِی ہٰذَا الْمَجْرٰی۔
 (مسئوی علی النیاط ج ۲ ص ۱۰۹ مطبوعہ دہلی ۱۰۱۵ھ)

اَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَقَّ اَنَّمَا اَفْعِیۃً وَ اِنْ کَانَ مَعَ اَعْتَرَاہُہٗ نَبُوۃُ النَّبِیِّ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَوْ اَنَّمَا اَفْعِیۃً اِذَا
 یَبْطُنُ مَقَّ اِذْ یَاۡجِی کَفَرٌ بِالْاَتَقِیۃِ خَصٌّ بِاسْمِ النَّبِیِّ یُقِی۔ (شرح المقاصد ج ۲ ص ۶۸)
 وَ یُمْتَلِکُہُ فِی رَدِّ الْمَعْتَارِ ج ۲ ص ۲۰۰ باب المرتد۔

مشید کے بعض کفریہ عقائد | سوال :- اگر کوئی شخص حضرت علیؑ کی الوہیت جبریل امین
معدن سمجھے کا عقیدہ رکھے تو از روئے شریعت اس شخص پر کیا حکم لگایا جاسکتا ہے ؟
الجواب :- مذہب بالاعتقاد مکمل طور پر مرتکب شرک اور کفر پر مبنی ہیں ، جو شخص
پاگروہ ان عقائد کا حامل ہو تو جماع امت سے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے
ان کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک نہیں کرنا چاہیے ۔

لما قال العلامة ابن عیینہ رحمہ اللہ : لا شک فی تکفیر من قذف السین قذالہ
او انکر الصحیحة ان صدیق ثواب اعتقد الوحیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی ۔
رد المحتار ج ۴ ، فصل ۱۰ باب المستدلل

سوال :- ایک شخص نے اسلام چھوڑ کر یہاں کی مذہب
بہائی مذہب اختیار کرنا کفر ہے ۔ اختیار کر لیا ہے اور اس کی تبلیغ میں سرگرم عمل ہے ،
دلائل سے وضاحت فرمائیں کہ دین اسلام چھوڑ کر یہاں کی مذہب اختیار کرنے سے کوئی ثمرت
ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- فرقہ بہائیہ جو کچھ ضروریات دین کا منکر ہے ، مثلاً روز قیامت اور نبول
جنت و جہنم سے انکار ، اشرقان کا کسی کے جسم میں حلول کرنے کا اعتقاد رکھنا ، قیام موت
سے انشاء میراث میں مرد و عورت کی مساوات ، عدت سے انکار وغیرہ ، یہ تمام عقائد کفریہ
دین میں ہیں اور پوری امت مسلمہ کا ان پر جماع ہے لہذا ان میں سے کسی ایک سے انکار کرنا یا کسی
کے جسم میں اشرق ہونے کے حلول کا عقیدہ رکھنا موجب کفر اور ارتداد ہے ، اسلام میں داخل
ہونے کے لیے کل مابین باضر و قہ کا یقین اور اقرار کرنا ضروری ہے کسی ایک حقیقت کا
انکار بھی موجب کفر بن سکتا ہے ، اس لیے یہاں کی مذہب اختیار کرنے والا کافر مرتد و

لما قال العلامة ملا علی القاری : لو استدل بسبب القتل نہر کافر لا محالة ۔ فی شرح عقائد سبب
الصحة والظن فیہم ان کان مما یختلف الادلة القطعیة فلو کتذ ف یأتیہ رضاء اللہ عنہا ۔
(شرح الفقہ الکبیر ص ۲۶) الکبیر لا تغیر المؤمن من الایمان
و شلہ فی ایجازیۃ علی حاشی المہندیہ ج ۹ ص ۳۱۰ باب احکام المرتدین ۔

خارج عن الماسد ہے ۔

بما قال العلامة مُدَا عَلِي قَلَابُي، والتعقيق ان الإيمان هو تصديق النبي صلى الله عليه وسلم بالقلب في جميع ما علم بالضميمة بحيث به من عند الله اجناداً..... ثم المراد من انهم علموا ضرورة كونه من الذين يجب ان يعلموا عاصمة من غير اشتقاق النظر والاستدلال كمن حدثه انصاف ووجوب الصلوة وحرمة الخمر ونحوها وانما تجد بها لان منكر لاجتهادات لا يكفر اجماعاً واما من يقول انصوصوا بالضرورة في حشر الاجساد ووجوب العلم وعلم الداعي بالجزئيات فانه يشترط لما علم قطعاً من الذين انما على ضوئها الخ (شروح المفصلة الاكبر ص ۱۱۵ لايمان هو ان تصدقوا بالتصديق) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تم قبیل ختم نبوت کے وقت کے تعین کی تحقیق کس وقت سے تسلیم کرنا چاہیے؟ ولادت کے بعد یا نبوت ملے کے بعد یا بعد اوقات؟ مقصد یہ ہے کہ وحی کا دروازہ کس وقت سے بند نہ ہو کر رہا جائے؟

الجواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے امر سے ہی قائم الہیہ میں رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی من منصب مبارک کے یہ ازل سے ہی منتخب فرمایا تھا۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مابہ کرامہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کو نبوت کب ملی، ارشاد فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت بھی نہیں ہوئی تھی۔ البتہ عالم اجساد میں آپ سب انبیاء کے بعد آئے اور جب آپ مبارک پائیس برس ہوئے تو نبوت ملی اور وحی کا نزول شروع ہوا۔ آپ کوئی شریعت

نقل علامہ ابن عابدین: المراد بالکذب عدم التصديق لانه في حشر اي حشرى من ۳۰ كلمة من القرآن لما علموا بحجته يوم صلى الله عليه وسلم وضروا في علمه ضروريا لا يتوقف في نظر واستدلال ولا في التفسير بما في الآية من دلالة لان مجرد نسبة الكذب اليه صلى الله عليه وسلم كفر وطعن كلامه تحميم لغيره بعد نفس ودي فقط مع ان الشريعة انما نبوتها من وجبة القطع وان لم يكن ضرورياً (رد المحتار ج ۴ ص ۲۲۳ باب ۳۳۳ منہ) وبتسہ فی الدار المختار علی ۵ متر دو اختار ج ۴ ص ۲۲۳ باب ۳۳۳ منہ۔

اور نئی کتاب ملی ہو تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کے لیے ناکار بنا دی گئی، لہذا آپ علیہ السلام کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو خنثی کر دے تاہم مذہبی تقلید سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قیامت کے نزول فرمائیں گے اور شریعت محمدی کا احیاء اور اس کی اتباع کریں گے، اور مادیات مجسمہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ پر مرقی بھی آئے گی لیکن یہ مرقی شریعت مصطفیٰ کو بدلنے کے لیے نہ ہوگی بلکہ اس وقت کے ضروری امور کے متعلق ہوگی، گویا انقطاع وحی سے مراد وہ وقت ہے جو حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو خنثی کرے۔

ماوردی الحدیث : قال ابو هريرة رضى الله عنه قالوا يا رسول الله متى وجبت لك النبوة قال والادام بين الروح والجسد - ررنه لقرمذى بحواله مشكوة - والله باب فضائل سيد المرسلين صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الثاني

قال احمد ملة حلا على القارئ في شرح هذا الحديث : وجبت لي النبوة والخال ان آدم بين الروح والجسد يعني مرقوع على الاخر من بلا روح والعني الله قبل تعلق روحه بجسده وروى ابو نعیم في الدلائل وغيره من حديثه ان هرويرة مرثوباً كنت اقول النبي في خلق والاخرهم في ابعث رموقة المصالح احمد و قال العلامة جلال الدين سيوطي رحمه الله : فينبما هو كذا في ابي الله الى عيسى بن مريم عليه السلام اني قد اخرجت عما ذاك لاما ان لا احد يقتلهم فحضر عيسى الى الطور وبعث الله ما جوج وما جوج (الاولية) فذلت مصرع من انه وحى حقيق لا وحى انهم ان ما توهمه هذا الزاعم من تعذولوق الحقيقي فاسا كان عيسى عليه السلام نبى فای مانع من نزول الوحي عليه ؟ فان تخيل نفسه ان عيسى عليه السلام قد ذهب عنه وصف النبوة فهذا قول يقارب الكفر لان النبي لا يذهب عنه وصف النبوة ابداً حتى بعد موته وان تخيل اختصاص الوحي للنبي صلى الله عليه وسلم بمزمن دون زمن فهو قول لا دليل عليه وبطله شهور الدلائل على خلافه - (نور عيسى بن مريم آخر الزمان ص ۴۸-۵۲) له

سنة ومثله في اشعة المصالح ج ۴ ص ۴۹ باب فضائل سيد المرسلين صلی اللہ علیہ وسلم

۱) اسی طرح ملا علی قاریؒ نے موسو عایت کبیرؒ سے ”میں خاتم النبیین کا یہ معنی کرتے ہیں کہ انھیں کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کو مسور کرے اور آپ کی امت نہ ہو۔“

۲) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ”تفہیمات الہیہ“ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبیوں کے ختم ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ و گویا کے لیے شرف نبی بن کر بھیجے۔

۳) مجمع البحار مصنف شیخ محمد طابریؒ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ یہ لوگوں کو کہہ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں لیکن یہ نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴) تفسیر صافیؒ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ”میں ایں خاتم الانبیا ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔“ تو کیا اس سے مراد یہ لیا جائے کہ حضرت علیؓ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا؟

۵) ”دلیل مجھے“ کی حدیث ہے کہ میں انھیں انھیں کے ساتھ سب سے پہلے جنت میں ملاؤں گا اور میں اپنے سے پہلے اور بعد کے سب نبیوں کا سردار ہوں۔

۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو خاتم الہدایین کہا ہے تو کیا حضرت عباسؓ کے بعد کسی نے ہجرت نہیں کی؟

۷) سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم معنی ”مہر“ کے ہیں اور مہر کا کام تصدیق کرنا ہے، ایک مہر کا یہ لازم اس لیے مہر لگانا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ رقم یا تحفہ دینے والے وصول کی ہے نہ کہ کسی دوسرے۔

۸) ایک عدالت کا حاکم اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نوشتہ یا پر دانہ میرے علم اور حکم سے جاری ہوا ہے۔

۹) ایک بادشاہ اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ فرمان یا حکم میرے علم اور حکم سے لکھا یا جاری ہوا۔

۱۰) ایک ڈاکٹر خط پر اس لیے مہر لگاتا ہے کہ تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ خط فلان معتمد سے فلان تاریخ اور وقت پر روانہ ہوا یا پہنچا۔

۱۱) ایک ایبل رئیس اپنی مہر اس واسطے لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ شہادت کی

جمع ختم الختم کل ما یتختم به الخاتم جمع خواتیم الخاتم ما یتختم به وعاقبت جعل
منشئ جو کہ حضرت سنی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ (۴) سفرات القرآن لایم راغب
اصغری ج ۱ ص ۱۶۰ پر ہے: وخاتمہ الدین کلامہ ختمہ النبوة الخاتمہ جمعہ۔

مذکور بالا احادیث سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ خاتمہ ختم کرنے اور ختم کرنے
کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور غیبت قادیانی کے دھوکہ کو دیکھو کہ یہ لفظ کہیں بھی ختم
کرنے، ختم ہونے اور ختم ہونے کے معنی میں نہیں لایا، خاص کر امام راغب اصغری کی
تفسیر کے الفاظ۔ آنکسرہ مصنف تو عیسائی ہے مسلمان نہیں اس عیسائی کے الفاظ دیکھیں
کہنا ہے عاقبت کل المشوع، اور یہ معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے اگر
یا مقرر کسی لغت میں لفظ خاتمہ معنی ختم کرنے والا نہ بھی ہو تب بھی پہلے دعا اور
اجامی عقیدہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ ہم سے نزدیک لغات کی کتابیں مسطور
نہیں ہیں اور نہ ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے ان سے استدلال کرنے کے پابند ہیں
بلکہ ہمارے دعویٰ قرآن پاک کے قطعی اور قطعی نعوس، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے
ثابت ہے، قرآن و حدیث کو چھوڑ کر لغات کی کتابوں سے استدلال کرنے والا مددِ دیو کا
زنیق اور ملحد ہے اسلام سے کوسوں دور ارتداد کی شدید ظلمات میں پڑا ہوا ہے اس کے
حکومت پر داعی کہ جو شخص قادیانی مذہب اختیار کرے تو مددِ دیو کی صورت میں اسے
سزائے موت دے۔

قال الله تعالى: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّبِّكَمُ وَرَبُّكُمُ إِلَهُكُمْ وَرَبُّكُمُ إِلَهُكُمْ وَرَبُّكُمُ إِلَهُكُمْ
وَمَا كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (سورة الاحزاب، آیت ۴۰)

قال المفسر ابن كثير: تحت هذه الآية ضمني الآية نص في الله لا بشي بعدوا
كان لا بشي بعده فلا رسول بعده بالطريق الأول والاخرى لان مقام الرسالة يخص من مقام
النسبة فان كل رسول في كل بعث وبذلك ورد الاحاديث المتزنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم
من حديث جماعة من الصحابة - (تفسير القرآن العظيم ج ۳ ص ۵۸۳) -

لعمري قال العلامة القرطبي: قال ابن سفيان: هذه الآية عند جماعة علماء الامة خلفاء واولاد خلفاء
عليهم السلام انتام متعصية لشيء لا بشي بعده صلى الله عليه وسلم -

(احكام القرآن ج ۱ ص ۱۹۱ سورة الاحزاب)

مرزا نبیل کا لادھوری فرقہ بھی کافر ہے | سوال :- مرزا نبیلوں کا لادھوری فرقہ جو مرزا خان احمد سے بذات کا اہل بدعت تھے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا، اسی طرح یہ فرقہ حضرت عیسیٰ کے رُبع الی السماء کا بھی منکر ہے۔ کیا یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ مسلمان ہیں یا قادیانی مرزا نبیلوں کی طرح کافر و مرتد؟

الجواب :- مرزا نبیلوں کا لادھوری فرقہ اگرچہ مرزا خدام احمد قادیانی کے نبی اور غیر نبی ہونے میں متروک ہے لیکن دیگر عقائد قطعیہ مثلاً حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونے سے انکار اسی طرح ان کے رُبع الی السماء سے بھی انکار مرنا اور مرث بدعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر بیان القرآن جلد ۳۱۳ ص ۳۱۳ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یومعت بخار کا بیٹا ماننا، اسی قسم کا عقیدہ رکھنا قرآنی آیات، صحیح احادیث اور اجماع امت کے خلاف ہے لہذا مرزا نبیلوں کا یہ (لادھوری) فرقہ بھی اپنی تاویلات فاسدہ کی وجہ سے مسلمان نہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قال الله تعالى حكايه عن مريم: قَالَتْ اِنِّي عُذُّوْا لِيْ خَلِيْلٍ وَنَفْسٍ اِنْ كُنْتُ نَفْسًا ۖ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ وَيَتَقَ لَاهِبٌ لَّكَ ۚ قَالَتْ اِنِّي لَا اُحِلُّمُ وَلَا اُنْهَى يَمْسَسُنِيْ بَشَرٌ وَلَقَدْ اَنْتَ نَبِيٌّ ۚ قَالَتْ كَذِبٌ ۚ قَالَتْ هُوَ عَلٰى هَيْئَةٍ وَنُفُوْثٍ ۚ اَيْتُ لِّلَّهِ مِنْ وَدُوْحَةٍ مِّثْلَا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مُّعْجِزًا ۚ (سورة مريم آیت ۱۸ تا ۲۱)
وقال الله تعالى: وَاسْمُ قَوْمِ الْاِنْتِ اَعْمٰنُ اِنْ اَخْمَصْتُمْ فَنَرْجِئْهَا فَنَفَعُنَا ۚ يٰۤاَيُّهَا رُوحَاتُ وَصَاتُ ۚ وَكَانَتْ اِنْ كُنْتُمْ مِنْ اَلْقَائِمِيْنَ ۚ (سورة الشعراء آیت ۱۲) ۔

۱۔ وقال ابو عبد الله محمد بن احمد رحمه الله (علیه السلام): وَكَانَتْ اِنْ كُنْتُمْ مِنْ اَلْقَائِمِيْنَ ۚ
ای شکاح و لکھ: اِنَّا نَفْعُنَا ۚ اِی: دانیة و ذکریت هَذَا نَابِیُّ ذَا لَا قَوْلُهَا لَمْ
یَمْسَسُنِيْ بَشَرٌ ۚ یَمْسَسُنِيْ ۚ وَلَانِ وَالْغَوَامِر: ۚ وَالْخَلْفَةُ اِی: اِی: دِلَالَة
علی عجیبہ (و یجمع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۰۷ سورة مريم)
وَعَسَىٰ لَّهٗ فِی التَّفْسِیْرِ الْعَرَبِیِّ اَنَّ الْعَجِیْبَ ۚ ۳ وَكَانَ سُوْرَةُ مَرِیْمَ.

لاہوری مرزا کی بھی کافر اور خارج اسلام ہیں | سوال کیا فرماتے ہیں علامہ دین سی
مسٹر شیخ کی ٹوڑھ پر بستے ہوئے
ہم بھی دن مابقی انہیں جو لوگ سید محمد غفلت تعلقہ مرزا کی لاہوری فرقہ کی کسی کا جنازہ مسجد یا
میں لایا گیا اور یہاں کے سرکاری امام خواجہ قمر الدین جو کہ ایسے آپ کو جس سنت والہما عسب
ظاہر کرتے ہیں مرزا کی سابق نام محمد طفیل کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی جائے گا۔ پھر پھر مرزا
ان کی اس حرکت کا بھی سہ کیا تو خواجہ قمر الدین سرکاری امام اور لوگ مسجد میں یہ دلیل پیش کی کہ یہ
اس لیے جنازہ میں شرکت کی ہے کہ محمد مرزا محمد طفیل بسا اوقات میرے لیے نماز پڑھ لیا
کرتے ہیں اور دوسری دلیل یہ پیش کی کہ میں لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مرزا
غلام احمد دہلوی کو صرف مجدد تسلیم کرتے ہیں اور ہم کو کافر نہیں سمجھتے لہذا آپ نے اپنی
کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے شخص کے متعلق شرعی فتویٰ سے کما حقہ مطلع فرمائیں۔

یعنی شاہدوں کے دستخط مندرجہ ذیل ہیں

الجواب :- مرزا غلام احمد دہلوی نے دعاوی کا صلہ کے قرآن وسنت کی کفر
اور بدیہی اصولوں اور اجتماع امت کی بنیاد پر قلع کافر و شرک ہے ایسی وجوہات کی وجہ سے ہر ایک
ایسے معتقدات کو اپنا کرنے والے یا کسی کی اعتبار کرنے والے یا اس کی تصدیق و تائید کسی
حرف تاویل کرنے والے بھی قطعی کافر اور بدعت ہیں۔

یعنی کہ مرزا قادیانی نے اپنے کے بعد ان کے تبعین کی ایک جماعت نے ان کو مرزا
مرزا کی جماعت کہلاتی ہے اور جس کی قیادت مولوی محمد علی لاہوری نے کی مرزا کے واضح بدیہی
اور غیر مسلم دعاوی کے ماہر اور اس کی تجویز کرنے کی بجائے (جو ہر مسلمان کا لازمی عقیدہ و ایمان ہے)
یہ نام دعاوی اور اقوال کی تفسیر کی تاویس نہ دے کر دی جبکہ وہ خود اپنے دعویٰ میں کہہ رہے
کہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں آشریعتی بھی اور قریشی بھی اس سے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
پہلے نبی بڑی کا دعویٰ کرتا رہا اپنے منکر ماہر مسلمانوں کو جسبی اور کافر قرار دینا بارگھر مولوی
محمد علی لاہوری اور ان کی پارٹی نے مرزا صاحب کو کافر سمجھنے کی بجائے جو وہ ہیں منکر کا خدو
تعلیق آبرو اور اس سے بڑھ کر سچ مولود تک مانا۔ علامہ دین سی کی تفسیر بالقرآن حدیثوں
میں ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱

فکر اور مصلح و فہم نہ کہنے کا بھی واسطہ نہ بن کر چھوڑنا اور تیس اور مسلمانوں کو غیب دینے کیلئے
استیاء کرنا کہ وہ نہ تو قدرت لاہور کی اور نادانی ہرودہ پار یوں۔ کے مسقطات میں کوئی فرق نہیں۔
ملاحظہ ہو یہ صانع مہربان نے جو کہ لاہوری پارٹی کا ترجمان ہے اس میں مرزا کا دیالی کو رسول
ماننے کا اعلان موجود ہے۔ اپنے رسالہ ردیو جلد ۳ ص ۱۰۰ میں مرزا کو نہ صرف رسول اللہ اور
نبی مکرر سارے رسولوں سے افضل کہا۔ ہر حال اگر حضرت علیؑ کی ہوتی کہ وہ مرزا کو عربی مصلح و مجدد
سمجھتے تب بھی ان کی کھڑی ہوئی پس و پیش نہ ہوتی۔ ہر صفحے کے پھونکے علماء مفسرین و مفسرین کو شہادتیں دے
اس فریب نقادانہ پر بھی قطعی دلائل سے چاک کیا اور یہ بھی کہیں ہی کے ضمن میں لکھا کہ ائمہ اربعین ان
مردانہ انداز میں جو کہ ان کا کتاب بھی میں دانی خرید کر تفسیر لکھتی و تواتر عمارانہ روایات پر ان میں
تاویل و تحریف و انکار قطعی کفر ہے اگرچہ یہ کہنے اور خود اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اپنے کو اہل بیت میں
سے سمجھ اور اہل بیت کے ان اسلم عبادات وغیرہ عمل ادا کیوں نہ کرے۔

مسلمانوں کیلئے نمونہ ہوں یا لاہوری فرقہ قلابانی اور ریائی جماعت سے بھی بڑے خطرناک ہے علماء
مسلمان انہیں غلاموں وغیرہ میں شرکت کرنے و یکجہ کران پر جس طرح مایوس ہیں اور بالآخر ان کے مکہ مکرمہ
قبائیت کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی مذہبی مرزا قادیانہ کے یسوعی میں سن سکھانوں کے بارہ میں بھی
خوش نمی کا شکار ہو جاتے ہیں جو نصاریٰ دین و ایمان بن کر رہ جاتے ہیں۔

الحاصل لاہوری مرزا کی تادیب کی مرزا یوں کی طرح قطعی کافر ہیں نہ تو کسی مسلمان کے پیچھے ان کا ہر قسم
ان کے مسلمان ہونے کی دلیل بن سکتا ہے نہ ان کا یہ کہنا کہ وہ مسلمانوں کو کافر پرہیزگار اور بدعتیوں کو
رہو جماعت کے نام سے بھی اور ان غیر مسلمانوں کو دھوکہ دے کر یہ کہنے کی خاطر اپنے متبعین کو ایذا
کے ساتھ تازیانہ اور معاشرتی و سماجی تعلقات قائم کرنے کی جرات دیدی ہے۔ چنانچہ ان کے متبعین
نے یہ مسلمان کہا کہ میں گئے ہاں کہہ رہا ہوں کہ کافر بھی کہیں تو کیا اور دوسرے غارتے میں نہیں گئے؟
ہرگز نہیں بلکہ یہ کہ وہ مرزا کے بارہ میں اپنی کفریہ عقائد سے رجوع نہ کریں۔ سلام! آج کے کافر
نزدہ واجد اختلاف اور بغیر قرار دے گا۔ آپ نے اپنے سوال میں جس شخص کو مذکور کیا تھا خواہ وہ ایسی ہی ہو
کیلئے اگر اس نے قطعاً بھی ہر طرح غلطی کی وجہ سے لاہوری مرزا کی اقتداء نہ کی آئے گا ان سمجھتا رہا کہ
آپ نے نام اہل بیت ہو کر اپنے متوکل سے رجوع کرنا چاہیہ اور اگر آپ بھی وہ لاہوری مرزا ہو
کہہ رہا ہیں اپنی رائے پر کھڑے ہوتے منصب امامت سے ہٹنا اور مدعوں کی رائے اختیار نہ کرے۔
واللہ اعلم بالصواب۔

شیعوہ مذہب اختیار کرنے سے نکاح پر اثرات | سوال :- ایک بڑے نے اپنے آپ کو یعنی عاہر کے ایک شخص کے لئے کہنا شروع کیا کہ جبکہ حقیقت میں وہ شیعہ مذہب اور شیعیت کا بھتیجا ہے اور اب یہ بھی شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے لیکن بڑے نے یہ اختیار کرنے پر راضی نہیں اور وہ اس کے پاس آیا اور بچے کے لیے تیار ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت محمدی کی مد سے شیعہ مذہب اختیار کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور ایک سنی اسکھ فائز کو کسی شیعہ مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- مورد مسئلہ میں اگر بڑے نے شیعہ مذہب سے کہ وہ عقائد اپنا رکھے ہیں جو ضروریات دین کے خلاف اور تضاد ہیں جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر دنیا کی تہمت لگانا، مسیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور آپ کی خلافت حقہ کا انکار کرنا، اسی صریح قرآن پاک کے محرف ہونے کا عقیدہ رکھنا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہونا یا آپ کو نبی آخر الزمان ماننا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لاتے میں غلطی کی اور حضرت علیؑ کی بھائی جانا ہے جناب محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مسلم بن ہاشم وغیرہ وغیرہ یہ تمام عورتیں کو حجب کفر و ارتداد ہیں۔ لہذا اگر مذکورہ شوہر اس قسم کے نظریات رکھتا ہے تو بلاشبہ وہ کافر ہے اور خرافیت اسلام کی زد سے شوہر کے منہ ہو جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور عورت اگر مدخل بہا ہو تو وہ عدت گزارنے کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور پورے حق بہرہ کا حقدار ہے اور اگر غیر مدخل بہا ہے تو عقد بھی واجب نہیں البتہ اودھا جہر ملے گا۔

لما قال: بعد سنة علاؤ النبی المصطفیٰ رحمہ اللہ: وارند احدھما ای نوزحین۔
فسخر۔ (الدر المختار معنی ہامش رد المحتار ج ۲ ص ۷۳) باب نکاح الکافر

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: کلاشت فی تکفیہ موت قد فی
اریدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوانکر النعبۃ لصدیق رسول اللہ تعالیٰ عنہ
واشتد الانوہیۃ فی علی رضی اللہ عنہ اور ان جدیل علیہ السلام

گاتا پھرے اس لیے کہ فقہاء اور متکلمین نے کھلے کر مسلمان ہونے کی شرط یہ ہے کہ
 ان تمام ضروریاتِ دین کا اقرار اور تصدیق کرے جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر
 آئے ہیں اور دین کے کسی ضروری امر کا انکار نہ کرے لہذا ڈری فرقہ اسلام کی ان بنیادوں
 ضروریات کے انکار کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لما قال الامام ابن النجيم المصري، والاعتماد تصديق جميع ما جاء به النبي
 صلي الله عليه وسلم عن الله تبارك وتعالى مما علم بحديثه به ضرورة وهل هو
 فقط، وهو مع الاقرار قولان فاننا اخفينا على الثاني والمحققون على الاول والافضل
 شرط اجراء احكام دينيا بعد الاتفاق على انه لا يقتضي من طوبى به اى به فان
 طوبى به فهو يقر فلو كفر عنه ادوا لكفره انما استمر وشرعاً تكفيها بحديثي تنوي
 مما ثبت عنه ادعاء ضرورة . انبجوا لائق ۷ ص ۱۱۹ باب احكام المرتدين ۱۰

بریلوی فرقہ کا مذکورہ اس سوال :۔ جناب مفتی صاحب، بریلوی فرقہ کا بانی کون تھا
 اور اس کے عقائد و نظریات کیا تھے؟ اس کے اور اس
 کے پیروکاروں کا شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب: بریلوی فرقہ کا بانی احمد رضا خان تھا، اس نے کابری علماء دیوبند اور
 دیگر علماء کرام کے بارے میں بہت کچھ غلط افواہ استعمال کیے جن کو زبان و قلم پر لانا بھی
 مشکل ہے اس کے علاوہ اس نے علماء دیوبند کی عبادت کو کوٹ چھانٹ کر ضعیف و حرجین
 سے ان پر کفر کے فتوے حاصل کیے جن کی وجہ سے بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کو
 علماء حق سے متنفر کیا، اور ان میں مختلف قسم کی بدعات و رسومات کو رواج دیا، لیکن اس
 سب کے باوجود علماء حق نے اس فرقہ کے بانی اور اس کے پیروکاروں کی کفر نہیں
 کیا، تاہم کسی بھی غیر اندکرمالوفک الدسبب عاجزت و اماننا اور اس کے لیے طبعاً و
 کلی و ضروریاً خطر کا عقیدہ رکھنا موجب کفر ضرور ہے۔

لما قال العلامة ملا علی قاری، رکن اعظم دارالاحیاء، جیب علیہ وانکار بعد اذ ہم بہ
 یعنی میں اس دور میں۔ (شرح منہ الذکر ص ۱۵۲) استحلال المعصیۃ کفر
 وحرکۃ فی رد المحتار ج ۴ ص ۲۲۰ باب احکام المرتدین۔

لَمَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْعَجِيبُ : قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُؤْتِي الْحَيَاةَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ رَاةٌ
 وَاجِدٌ (سورة الکہف آیت ۱۸۰)

وَقَالَ أَيْضًا : قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ (سورة الاسراء ۹۳)

لانی الحدیث، قال: لقی فی صلی اللہ علیہ وسلم انما انا بشر مثکم، ذہا اسر تکہر
 بنی من امرو منکر فخذره بید واذ امرکم بنی من رانی فانما انا بشر۔
 (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۰۰ باب الکتاب والسنۃ)

قل علامۃ ملاح علی القادی: خلیس فی اطلاع علی المغیبات انما ذہب شیئ
 قلنہ بحسب النظر۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۰۰ باب الاعتقاد بالکتاب والسنۃ)

مولانا بیچ پیر اور انجی پیر و کاروں کو کافر کہنا صحیح نہیں | سوال :- حوالہ بیچ پیر اور
 ان کے متبعین کو ان کے عقائد و
 نظریات سے افتراء کی بنا پر کافر کہنا کیسے ہے؟ میزان کے ساتھ مسلمانوں کی یہ تعلقات
 قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- مولانا بیچ پیر اور ان کے متبعین کا عقیدہ صحیح اور درست ہے اور وہ
 اہل السنۃ والجماعہ میں داخل ہیں اگرچہ بعض مسائل میں خدشہ سے کام لیتے ہیں جو کہ
 راواختراں سے تجاوز کر چکی ہے، اس سختی اور بے بافتوئی بازی کو دیر سے علماء حق شناس
 نے ان کی جماعت میں شامل ہونے سے منع فرمایا ہے لیکن ان کو کافر اور مرتد کہنا صحیح نہیں
 علماء کرام نے تکفیر کے فتویٰ میں بڑی احتیاط کا حکم دیدہ ہے اور مسلمان ہونے کے ناطے سے
 ان کے ساتھ مسلمانوں والے تعلقات قائم کرنا صحیح اور درست ہے، کسی بھی مسلمان کو

لہ قال علامۃ ملاح علی القادی: ثم اعرف ان الانبياء لم يعلموا النيبا من اكلية الا ما
 اعلمهم الله تعالى احب ذكرا ان النبوة نصريعا بالانكفير باعتقاد ان النبي صلى الله
 عليه وسلم يعلم الغيب معارضه قوله تعالى : قُلْ مَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ (سورة غفرۃ الاکبر ص ۱۰ حکم قصد بنی الکافران)

وَمِنْ خِلَافِ الْهَدْيَةِ ۚ ۲۸۰ الباب التاسع في احكام المرتدين ومنها ما يتعلق
 بالانبياء عليهم الصلوة والسلام۔

بلادیہ کافر کہنا موجب قلعہ بر ہے ۔

لما قال العلامة ملا علی قاری : وقد ذكر ان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان لها تسعة وتسعون حثالة الكفر واحتمال واحد في نفسه فالاول في السفى والحق ان يعمل بالاحتمال الثاني لان الخطا في انت كافر اهل من الخطا في انت مسلم واحد الم رشرح الفقه الاكبر ۵۹۹ تكفيرا اهل الكفر

مودودی صاحب اور ان کے جمعیوں کے جہد پسند نظریات | سوال : جناب مفتی صاحب بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ عقائد مودودیہ گمراہ کن اور جہاد اُمت کے مخالف ہیں ، مودودی صاحب خود شان و منزلت ہیں ، ان کی کتابوں کا مطالعہ بغیر عالم دین کے عوام الناس کے لیے ناجائز اور محنت نظر ہے ، اس جماعت کے ساتھ میل ملاپ اور اس کی حرارت کرنا ناجائز ہے ، اس بارہ میں آپ اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں ؟

الجواب : مودودی صاحب کے عقائد و نظریات پر اکابر علماء دیوبند نے کافی حد تک روشنی ڈالی ہے اور ان کے تمام یک طرفہ نظریات کو جمع کر کے قرآن و حدیث اور اجماع اُمت کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ اُمت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیا ہے ، تاہم مختصر یہاں بھی عرض کیا جائے کہ مودودی صاحب کی تالیفات اور ان کی جماعت کے بعض ذمہ دار حضرات کے مضامین و خیالات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کی رائے انسان کی جو اپنی تحقیق و تہذیب اور برہم خدا و استیلا کے شوق میں اُمت و قوم کو یکساں اوقات جہاد اہل سنت و اجماع کے مسئلہ مسلک اور حدود سے بھی تجاوز کر گئے ہیں ۔

لما قال العلامة عالم بن العلاء نزاری : يجب ان يعلم انه اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل الى الذي يمنع التكفير تحسنا للظن بالمسلم . (الفتاوى لتاج خانية ج ۵ ص ۳۵۸) كتاب احكام الموتين
لما قال العلامة مرغينانی : اذا اقرض مسلمنا بغير الزنا فقلنا يا ناسق ويا كافر اد يا خبيث فوجه التحريم (البهجة ۲۳ ص ۲۳۸) كتاب الحدود فصل في التعزير
وَمِنْهُ فِي رد مختار ۲۲ ص ۲۲۲ في باب الموت

مودودی صاحب کی ان طبع آزمائیوں کا لازمی نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ان سے متاثرہ افراد کے دلوں میں بھی سلفِ صالحین کی وقعت اور ان کی علمی اور فقیہی تحقیقات اور کتابوں سے اعتقاد قائم جاتا ہے۔ جوہر کے مسلک اور قطعی نصوص مسائل سے بے اعتنائی اور مخالفت کی چند مثالیں ہماری معلومات کے ثبوت کے لیے کافی ہیں تاکہ مودودی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں کا تعارف سامنے آجائے۔

(۱) تنقید سے صحابہ کرامؓ کو مستثنیٰ نہ کرنا اور نہ انہیں معیار یعنی سمجھنا۔ (دستورِ ملک) حالانکہ صحابہ کرامؓ کا عادل بننا ان قطعی سمات میں سے ہے جن پر دین کی بنیاد قائم ہے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی بے شمار نصوص اللہ کے معیار یعنی ادرسیزبانِ عدل ہونے پر تعلق پور شاہد ہیں۔ اور بقول علامہ ابن حجر عسقلانیؒ: ”جو کوئی بھی صحابہ کرامؓ کی تنقیص و نقید کو جائز سمجھتا ہے وہ دراصل قرآن و حدیث کی ابطال و تنقیص کرتا ہے اور ایسا شخص نہ رہتا ہے۔“ (الکتابۃ)

اور بقول شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ: ”اگر ملاحیہ ائمہ یونانی امامیہ اسوۂ خیرنا قابلِ اعتماد ہوں گے تو دین کی تمام عمارت گر جائے گی اور اسس دروازہ تنقید اور جرح کے کھلنے سے تمام دینی اصول و فروع ناقابلِ اعتماد ہو جاتے ہیں۔“ (مکتوبات ج ۲ ص ۲۷۷)

(۲) ایسی ہی عصمتِ انبیاء و علیہم السلام کے متعلق ذاتی راستے کو رانگھا اجتہاد و تشہدِ عام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق رسائل و مسائل ۱/ ۳۱۱، حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق (تفہیمات ۲/ ۴۶۲) اسی طرح دیگر انبیاء و حضرت ابراہیم علیہ السلام (تفہیم القرآن ۱/ ۵۵۵) حضرت یونس علیہ السلام (تفہیم القرآن ۲/ ۳۱۲-۳۱۳) وغیرہ کے بارے میں گستاخانہ افواہ اور ان کی شایع نبوت میں فضیلت و سب پر داہی سے ایسے انداز میں ان پر تبصرے کیے کہ جن سے بے ادبی واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔ یا مثلاً حدودِ شرعیہ کے متعلق ظلم اور بے انصافی کا خیال نہ کرنا۔ (تفہیمات ص ۷۷) یا مثلاً دجال و غیور کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو قیامات اور فن و تخیل قرار دے کر انہیں افسانے کہنا۔ (یا مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نہ نفع جہانی الٰہی التسلیم کے تسلیم و شفقہ حقیقہ و عیسیٰ کا ورتہ ذکرنا (تفہیم القرآن)۔ اور اسی طرح کے دیگر یہاں تاخام

جو کہ انھوں نے قطعیہ کے کسر خلاف ہیں۔

اس کے علاوہ مودودی صاحب کی تحریرات میں سہل سہل اور مثبت بیانات کے ساتھ
مشکوٰۃ دہائیت اور تقویٰ کے طریقوں، تجدیدین و مصلحین کے خصوصی امتیازات اور
تجدیدی کارناموں کی تفصیل و تحقیر کا مجموعہ ہیں جس کا وجہ ہے ان کے روشن خیال اور
خالص دین شناسی کے دلوں میں ملت اسلامیہ کے صحیح رہنماؤں، فقہاء و ائمہ کرام، شائخ عظام
اور ان کے طریقہ و دعوت و عزیمت اور تجدید دین کی مساعی اور کوششوں کی قدر و قیمت
گھٹ جاتی ہے اور عزت و احترام کے جذبات بالکل معدوم ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں
کو تجدید و دعوت، اجتہاد و امامت کے لیے ہمہ جہت اور جامع الثقافت شخصیت
صرف مودودی صاحب ہی نظر آتے ہیں۔ اس قسم کی تحریرات کا نمونہ ان کی ”تجدید اور
احیاء دین“ نامی کتاب میں موجود ہے جن کے صفحہ ۴۵، ۴۸، ۴۹ پر امام غزالی، امام ابو حنیفہ
جدید الفتن ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ وغیرہ پر بڑی تحقیر
کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ آٹھ دن فقہی مسائل میں انوکھے اجتہادات سے مسلمانوں میں تشویش
اور اضطراب پیدا کرنے کے لیے تمام قوتیں بروئے کار لائی گئیں، اس کی چند مثالیں خود انہی
تحریروں کی روشنی میں ملاحظہ ہوں :-

(۱) اضطرابی حالت میں ہوا زکوٰۃ کی فرضی صورت۔

(۲) مسنونہ دائرہ میں آنے والی طبیعت حیلوں سے اس کی مقدار و عظمت کو گھٹانے
کی کوشش۔ (ترجمان القرآن)

(۳) خلع اور اس کی عدت میں ذاتی رائے۔ (محقق الزوجین)

(۴) بے وضو مسجد تلاوت کرنا۔ (تفسیر القرآن ۱/۶۲ اسرۃ الاعراب)

(۵) روزہ دار کے لیے بعد از طلوع فجر کھانے پینے کا حوالہ۔ (تفسیر القرآن ۱/۶۲ اسرۃ الاعراب)
جن کے لیے کسی شاذ و نادر قول یا نامی وغیرہ کا سہارا لے کر جھوٹے مسلک کو بھروسہ دیا
جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین، اہل دین اور مسائل دین کے بارے میں بے ادبی اور بغاوت
اور اپنے مذکورہ نظریات اور آراء پر گھنڈہ ان کے آراء اور تحقیقات کا قدر بشتر کر رہے ہیں اور

اس طرح مودودی صاحب اپنی جذبات پسند جمیعت اجدید اور قیوم انجمن داریج سے ایک نئے مسلک اور دین کی دامن پیل ڈالنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں، جن کو لازمی قبولیت بخشتا رہنا ان کا غیہ و غصہ ہے، سے جدا ہو کر دین کے باپ سے ایک ایسے شخص کو متفقہ طور پر ٹھکانا ہے جس میں اجتہاد و امامت اور تحقیق و استنباط کی شرائط اور لوازم کسی حال میں موجود نہیں اور جو اپنی تحقیق کے گھنڈہ میں اپنی عیادت تک سے ختم پوشی کر جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ معصیت و ضرورت سمجھے تو دین کے ستر عفاۃ اور اصول تک میں بھی حکمت عملی کے نام سے نرم و تبدیل کر سکتا ہے۔

مذکورہ العبد بعض وہ اشارات ہیں جن پر اکابر علماء دیوبند نے تحقیق اور تفصیل سے اس کے تعزیرات و غلط و گمراہ کن نظریات پر روشنی ڈالی ہے اور انکے الگ مفہام میں درج اہل کلمے ہیں، اس بارہ میں اپنی تحقیق سے زیادہ ہمارا اعتماد حضرت مبارک سید حسین احمد مدنی حضرت مولانا احمد علی بک لوری، حضرت مولانا ابو الاعلیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ اور پاک و ہند کے دیگر علماء کرام اور امام باپ فتویٰ کے قائلوں پر ہے جو جوہرے اخلاص و ولایت اور حق پرستی و خیر خواہی مسلمان اور نصیریت باطنی کی روشنی میں مودودی صاحب کو بحیثیت جمہوری ایک گمراہ اور ان کی جماعت کو ایک گمراہ کن جماعت سمجھتے ہیں، ان حضرات کا اتباع اور تقلید اور پھر اپنی ذاتی رائے کی بناء پر ہم بھی مودودی صاحب کو مسلمانوں کے حق میں ناپسندیدہ و گھبر اور ان کے نظریات و آراء سے اجتناب کرنا ضروری سمجھتے ہیں، مودودی صاحب کے نظریات و عقائد کی تادیب اہل سنت والجماعت کی مشہور کتابوں سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح قرآنی پاک میں حضرات مہی بہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف لگائی ہے اور قرآن پاک میں جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا توہین معذوق حضرات مہی بہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں ان حضرات کو ہم اہل سنت و اجماعت معصوم نہیں سمجھتے لیکن تمام امت میں بہترین اور افضل ترین سمجھتے ہیں، صحابہ کرامؓ کو موضوع تنقید و تردید بنانا حدود و حرکی ضلالت و گمراہی ہے، اور یہ تمام اہل سنت و اجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی نشر و اشاعت میں بالکل عدول ہیں اور ہم میں انہوں نے کسی قسم کی کمی جیتی، کوتاہی یا غفلت اور ذلتیات کو شامل نہیں کیا اور میں دین سارا دین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کرامت تک پہنچا یا ہے۔ (اسی طرح تمام)

انبیاء علیہم السلام بھی مصوم ہیں نبوت سے پہلے بھی اور نبوت کے بعد بھی، یہ بھی تمام اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

قال: **لله تعالى، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَكُفِرُوا وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ** (سورة الانفال آیت ۷۲)

لا وروى الحديث: قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تستجروا أصحابي فلو ان احدكم نفق، مثل احد ذهباً ما بلغ مئداً احدهم ولا نصيفه - متفق عليه (مشکوٰۃ ص ۵۵۴ فی باب مناقب الصحابة، فی الفصل الثانی)

وَقَالَ: علامة ملا علی القاریؒ، الصحابة كلهم عدول مطلقاً نظراً لاهل البيت والسنة واجماع من يعتمد عليه - (مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۵۵) لہ

فادریا نبیوں کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات قائم کرنا ناجائز ہے سوال: جملہ رہتے ہیں تو کس امور میں ہم مسلمانوں کو ان کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیے اور کس امور میں قطع تعلق کرنا چاہیے؟

الجواب :- فادریا نبیوں کے تمام دھوکے جھوٹ، اور فتوایات پر مبنی ہیں یا ایمانیت پر لوگ کافر اور مرتد ہیں لہذا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات رسانیکت، ہواکت، شاریت وغیرہ) قائم کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

لما قال الله تعالى: **وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ يَكْفُرُوا أَنْ يَتَذَكَّرُوا فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِ رُسُلًا** (سورة هود آیت ۱۱)

لہ وقال: علامة ملا علی القاریؒ ولما أبو خنيفة: **وَالَّذِينَ كَلِمَ مَنْ هُوَ هُونٌ عَنِ الصِّفَاتِ** **وَالْكِبَارِ وَالْكَثْرِ وَالْعِبَادَةِ وَدَقْدَقَانِ مِنْ كَلَامٍ وَخَطِيئَةٍ**، شروع الفتا لا کبر ص ۱۹ لہ قال الامام ابو عبد الله محمد بن الحنفیؒ: **ثُمَّ قَالَ تَعَالَى: اِلَى الَّذِينَ يَكْفُرُوا قَبْلِي هَلْ شَرٌّ قَبْلِي** عامۃ فیہم وفي العصاة..... وهذا هو الصيغ في معنى الآية وانها دالۃ علی جوران اهل الكفر والمعاصي من اعلى البدع وغيرهم فان صحبتهم كبر او مصيبة اذا عصية لا تكون لاعن مودة - (وقد قال حکیم) عن عمر ولا تسال و سل عن قریبہ - فكل قرین بالقارین یفتدی (احکام القوان ج ۹ ص ۱۱۱ سورۃ البود)

ملازمہ عنایت اللہ مشرقی کے بارے میں ایک استفسار کا جواب | رسول کیا فرماتے ہیں علامہ کرام
 علامہ مشرقی کے بارے میں کہ

۱۔ یہ کیسے آدمی تھے؟ آپ کا ہم نے سنا ہے کہ علامہ مشرقی دشمن اسلام اور قرآن و حدیث کے خلاف سخت مذہب رکھتا تھا، چنانچہ مؤرخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۹ء کو حکم بنادی انسانی دہشت گرد علامہ ابو الحسنات قادری خطیب مجدد دیر جان لاہور نے علامہ مشرقی کے متعلق جیسے اکرشائع کیا تھا اور اس پر کہہ کا فتویٰ دیا تھا۔ اور علامہ پنجاب ناہور علامہ ہند دہلی نے بھی علامہ مشرقی کو اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔ چنانچہ علامہ ابو الحسنات قادری نے اپنے رسالہ "افکار مذہب اور اسلام" میں لکھا ہے کہ علامہ مشرقی نے اپنے تذکرہ اور اشادات میں تحریر کیا ہے کہ مشرقی عقیدہ میں بنو قریظہ نماز فرض نہیں اور مشرقی عقیدہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک بنو قریظہ سچا مذہب ہو سکا نہ خدا کا وجود کسی دین سے ثابت ہوا۔ مشرقی عقیدہ کے مطابق مسلمانوں پر ایچھ کرشش اور یا د کرام اللہ امد کرنا کوئی عبادت نہیں بلکہ ریاکاری، سکاری، دہنرک و کفر ہے۔ کیا یہ کفر مزہب متاثرین علامہ مشرقی کے تذکرہ اشادات میں لکھے ہوئے ہیں یا نہیں؟

۲۔ اگر لکھے ہوئے ہیں تو کیا علامہ مشرقی اپنی تحریرات اور کفریہ مضامین سے بعد میں تائب ہو گئے تھے یا حالت کفر پر ہی ان کا انتقال ہوا ہے؟

۳۔ اگر علامہ مشرقی "تذکرہ" میں درجہ خرافات اور کفریات سے تائب نہیں ہوئے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکثر لوگ مشرقی کو ایچ اور نیک آدمی مانتے ہیں، در بڑے بڑے عالم اس کے جنازہ میں شرکت کرتے ہیں اور نماز جنازہ اور نمازی مسجد ہجرت میں ادا کی گئی۔

۴۔ جو لوگ علامہ مشرقی کو ایچ اور نیک آدمی مانتے ہیں اور خدا گزاری مذہب رکھتے ہیں عندئذ سچ کفر ہیں یا فاسق؟

۵۔ جن لوگوں نے علامہ مشرقی کا جنازہ پڑھ لیا ہے ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

۶۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا شرع جائز ہے یا نہیں؟ اور عجمی کی حالت میں بھی جائز

ہے یا نہیں؟ اور امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسجدیں وضو پر چھانکنا ہے؟

الجواب :- آپ کے سوالوں کے نمبر دار جواب جو فیق الہی حاضر ہیں :-

(۱) واقعہ مشرقی کا "تذکرہ" ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو نہ صرف یہ کہ اسلام کے مفہوم احکام کے مزید خلاف ہیں بلکہ قرآن کریم کے مضامین میں مزید تحریف بھی لگائی ہے۔ یہی وہ خلاف تشریح مضامین ہیں جن کو دوسرے تمام علماء اسلام کے حلقہ میں علامہ مشرقی کو دین اور مذہب و ملت کے لیے انتہائی خطرناک آدمی سمجھا گیا اور علماء زمانہ نے کبھی بھی اس کو ایسی نگاہ سے نہیں دیکھا۔

(۲) ہمیں علامہ مشرقی کی یہ حالت معلوم نہیں ہے، اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے یا پھر مشرقی کو۔ (کہ وہ اپنے ان کفریہ عقائد و نظریات سے تائب ہوا تھا یا نہیں؟)

(۳) اس کی وجہ تو ان لوگوں سے پوچھنی چاہیے جو علامہ مشرقی کو لکھا اور نیک آدمی مانتے ہیں اور اس کے جواز میں شریک ہوئے یا ان لوگوں سے جنہوں نے اس کا جواز دیا ہے، ہم سے یہ باتیں لے جانا مناسب نہیں۔

(۴) ہم ایسے لوگوں کو کافروں نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کے عقائد کا جس یقینی علم نہیں ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی عبارتوں میں تاویل کی گئی تھی ہو، البتہ اسے (مشرقی کو) قاضی ضرور کہیں گے کیونکہ جو بات فسق امور اس کے عقائد و نظریات میں ضرور پکے جاتے ہیں۔

(۵) جب ہم خود مشرقی پر کفر کا حکم نہیں لگا سکتے تو جن لوگوں نے اس کا جواز دیا ہے ان پر بھی ہم کوئی حکم نہیں لگا سکتے۔

(۶) ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مکروہ ہے جبکہ دوسرے ائمہ جواز بلا کراہت کے قائل ہیں۔

فظم واللہ اعلم

مورودی صاحب عقائد کے بارے میں استفسار کا جواب

سوال، بیان پر
بعض حضرات نے مندرجہ

ذیل سمنوں کا شائع کیا ہے یہ دوسرے ہے کہ عقائد مورودیہ گمراہ کن ہیں قرآن و حدیث سے عقائد ہیں، اللہ ربیعہ سے مخالف ہیں۔ مورودی عقائد منافی مصلیٰ ہے۔ مورودی عقائد دوسرے مورودی کے پیچھے مندرجہ ہر عقائد حرام ہے ان سے میں خطاب حرام ہے ان کی کتابوں کا مطالعہ غیر عالم دین علوم کے لیے حرام ہے اس بات کا حمایت کرنا حرام ہے بلکہ وارثانہ طور پر مورودی صاحبان عقائد اور ان کی کتابوں کے بارے میں کچھ معلومات پیش کیا آپ اس قرآنی سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اگر واقعی مورودی گمراہ کن ہے تو جسے کرم ہماری رجحانی نہیں۔ اگر نہیں تو ہم بدنامی نہیں کریں۔

بجواب: تحفہ و فیضی علیٰ رسولہ اکرم ﷺ۔ امام احمد اس وقت مورودی صاحب کے بارے میں کچھ لکھنے کی فرصت نہیں مگر کچھ اپنے مطالعہ اور پھر اپنے اکثر علماء و دینی حضرات سمیعہ و سندہ کی شہنی دہر سندی مولانا سید حسین احمد دینی ندوی اور سرور العزیزی تحقیق اور مورودی جماعت کے بعض درون خانہ حضرت کے صفات و خیالات سے معلوم ہوا تو میں کہ مورودی صاحب ایک آزاد خیال انسان ہے جو اپنے تحقیق و تیسرے اور بزم خود انشاء و دستخط کے شوق میں اللہ ربہ فوکیا مساویات جمہور اہل سنت و نبیات کے ساتھ مسلک اور عقائد سے بھی باہر نکل جاتے ہیں مورودی صاحب کے ان بیچ آکر نہیں کا نامی اور طبعی تہمید ہوتا ہے کہ ان سے تنازعہ اور اس کے دونوں سے بھی مصلحت کی وقت اور مصلحت صالحین کے علمی و فقیہ تحقیقات اور کارناموں سے اختلاف اٹھ جاتا ہے جمہور کے مسلک اور فقیہی اور مخصوص مسائل سے بے اعتنائی اور مخالفت کی چند مثالیں ہمارے ان مسلمات کے ثبوت و تائید کے لیے کافی ہیں۔ مثلاً عقیدہ سے صاحب کو بھی مستثنیٰ نہ کرنا اور نہ انہیں میا حق سمجھنا و مستثنیٰ ۱۲۷ھ تک میرا کرام کا عدول ہونا ان قضیہ خطاب میں سے ہے جن پر دین کا بنیاد قائم ہے کتاب و سنت کے بے شمار نصیحتوں میں سے میا حق و دین ان حملہ پر نہ پناہی و شہادتیں۔ اور بعض کا تقدیر انہی عقائد کی جو کوئی میں میں مکرر کی تحقیق و تنقید کو جائز رکھے وہ ان قرآنی و سنت کی لفظی و مفہومی کڑا ہے اور ایسا شخص رتبہ میں سے (الاصافۃ) اور بعض شیوخ کا مقام حضرت الانسارہ مولانا دینی اگر مذکورہ بیچیں اساتذہ اسلام فریق اہل انصار میں سے تو تمام حدیث دینی بالکل اٹھا جائے گی اور اسی دروازہ (تنقید و مرجع) کے کھلنے سے تمام دینی امور و فروع علیحدہ ہو جائے ہیں و کتب و ج ۲ ص ۱۶۳ سے اسی طرح مسئلہ عصمت انبیاء کے بارے میں ذاتی رائے اور لوگنا اجتہاد و تحقیقات ۵ ص ۲۲۱ پھر حضرت مولانا عبد السلام در رسائل و مسائل

یہود کا ذکر قرآن میں

حضرت اعلیٰ مولانا عبدالحکیم زردوہی سابق صدر المدینہ جامعہ دارالعلوم تھانہ

۱۹۹۷ء کی عربیہ اسلامیات جگہ میں حروف کو ختمیہ پر ایڈیٹرز کے اقبول نہ گشت
 کا سامنا کرنا پڑا تو اس سے متعلق بعض اذکار نے یہ اہم شبہ کا اظہار کیا کہ خطیبی اور تھاکر یہود
 جو کہ جہت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَبِیْبٌ عَلِیْمٌ اللّٰهُ تَوَلَّیْکُمْ ؕ اور اس کے بعد
 کوئی دیگر مواقع اور تھاکر یہود کا ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور معصومیت پر خبر تصدیق
 ثبت کر دے کہ وہ تو اللہ کو قاتل عالم عرب پر تیغ کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اور یہ وہی مقالہ ہیں
 حضرت العلماء مولانا عبدالحکیم زردوہی نے اللہ شہید کا جواب فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے دیکھ
 جس سے اس کے مورد دیگر شہادت کا بھی ازالہ ہو گیا ہے، دارالعلوم تھانہ کے مولانا جی
 اہلار الحق نے اس پر چند معروضات کو شائع کیا کتاب الفقائد کے ذریعہ الفرقہ کے ساتھ
 خاصیت کی بابت لکھتے تھانہ میں اللہ کے لئے شائع کیا گیا (موصوب)

مشرقی و مغربی مسلمانوں پر یہود کی طرف سے جو معصیت ظنی و بظنی ہے۔ اس سے غیر مسلم
 اقوام کو مسلمانوں کا مذاق اور تمسخر کرانے کا موقع مل گیا۔ اور غصہ دینے کا سامان ہم پہنچا ہے۔ اگر منشی میر
 یہودوں سے یہ کہہ کر مسلمانوں کو شکست ناک دیکر حالہ تک یہ قلم دنیا بھر میں خصوصاً مسلمانوں کے
 نزدیک ذلیل تر ہے۔ نہ تو مسلمانوں کو عظیم کثرت نے شکست سے بچا یا اور نہ امداد میں ان کے شامل
 ہوئے۔ بس کہ مسلمانوں کو یاد دہانی کرتے ہیں کہ نفرت خداوندی ہمیشہ ہمارے شامس علیہ۔ جو ہے۔ اسی
 طرف اس سے بعض ازان میں دوسرے پڑا ہے کہ یہود کی حکومت اور غدارانہ عزت قرآنی تصور ہے کہ
 غدار ہے۔ خدا ایت حَبِیْبٌ عَلِیْمٌ اللّٰهُ تَوَلَّیْکُمْ ؕ وَالْمَلٰئِکَةُ وَآلُ فٰرِیْعَیْنِ عَلٰی حَبِیْبٍ (البقرہ)
 وَحَبِیْبٌ عَلِیْمٌ اللّٰهُ تَوَلَّیْکُمْ ؕ (الاحزاب) وَآلُ فٰرِیْعَیْنِ عَلٰی حَبِیْبٍ (الاحزاب) وَآلُ فٰرِیْعَیْنِ
 عَلٰی حَبِیْبٍ (الاحزاب) وَآلُ فٰرِیْعَیْنِ عَلٰی حَبِیْبٍ (الاحزاب) وَآلُ فٰرِیْعَیْنِ عَلٰی حَبِیْبٍ (الاحزاب)

تو یہود کی سوجھ بوجھ عزت اور حکومت بلکہ مسلمانوں پر تسلط کیسے وقوع میں آیا اور نہرت خداوندی کا وعدہ (وَكَانَ عَاقِبَةُ الْأُمَمِينَ) کیوں وقوع پذیر ہوا یہ تمام شبہات نہایت عمدہ و ترغیبت سے تشریح فرمائی ہیں۔ یہاں اس کے متعلق مختصر مضمون ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ دارالحدیث کا وعدہ مشروط ہے ایمان و اطاعت اور عہد وفا طوری پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور اشاعت میں کی عہد و پیمان کرنے پر..... وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْحَسِينِ۔ وَلَيَهْدِيَنَّهُ اللَّهُ مَن يَشَاءُ۔ وَانْتَهَى الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ مَقْصِدِينَ۔ وَحَقَّ الْحَيْثُ لِمَنْ مَقَصَدَ۔

آیات مذکورہ بالا اس قسم کے دوسرے بے شمار نصوص آیات اور احادیث اطا و نفرت خداوندی کی بنیادی شرط پر واضح طور پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ نفاذ اور اطاعت سے انوف افعال کے عملی تحقق و نفاذ کے ارتکاب شعائر اسلام کے کسی مرتکب کی صورت میں عذاب اور تباہی کے مستحق بننے کی وعیدیں بھی وارد ہوتی ہیں مثلاً

۱۔ وَاقْتُلُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الْفِرْنَ ظُلُمًا۔ اور بچنے پر جس کو خدا سے کہ نہیں ٹپتے گا تم میں سے خالص ظالموں میں سے۔

۲۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرْآنَ۔ تیرے پروردگار کی شان نہیں کہ کتب مقدسوں کو تباہ کر دے حالانکہ ان کے لئے دئے نیک کردار ہوں۔

۳۔ اِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا۔ اللہ میں بدل کسی قوم کے حالت کو جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

۴۔ وَاقْرَأُوا اِنْ هَلَكَ قَرْيَةٌ غَرَبًا۔ اور جب ہم نے چاہا کہ قارت کو کسی قوم کو ہم سے حق فیہا ففسقوا فیہا الحق علیہا۔

القرآن ففسقوا فیہا حق علیہا۔ انفریق کی اس میں یہ ثابت ہوئے ان پر بات چہ اگلا ہمارے ان کو اٹھا کر۔

عہد حاضر کے مسلمانوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر عہد و پیمان توڑ کر عالم بغاوت اور بے محلی کا رنگ شروع کر دیا ہے۔ کوئی عیب ایسا نہیں جو ان میں نہیں پایا جاتا۔ دنیا میں کوئی حکومت مسلمانوں کی جی نہیں جس میں اسلامی احکام کیلئے طور پر نافذ ہوں۔ کثرت پر مغربیت اور غربت مسلط ہے اسلام کی سیاست ملی و مذہبی جزئی و تہذیب و اخلاق، معاملات، عبادات، معاشرت اور ایمانات سے عالم واقف بلکہ اسلامی اصول و ضوابط کو ملائیت۔ درجہ بندی کی ہر کثرت دیکھنے

لئے توفیق حاصل نہ ہو سکے اور ہرگز وحید الہی کو زبان حال دعوت دینے لگے۔ چنانچہ نتیجہ میں اپنے کردار کے عواقب برداشت کرنے لگے۔ اور رسالتاً بصلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی تھی، حرف بہ حرف واقع ہو کر رہی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وقرب متعدد اقوام تمہارے کھانے پونے میں آئے گئے
 کے لئے ایک دوسرے کو دعوت دیں گے جس طرح کہ کھانا
 دلوں کے کاس میں رکھ دیا جائے گا، ایک
 دوسرے کو بلائے میں کسی نے کیا کہ ہم میں دعوت
 میں جوئے کے فریاد نہیں تم اس وقت بہت زیادہ بڑھے
 لیکن تمہاری حالت میں دلت باندہ سیلاب کی بھارت
 کی ہوگی اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں سے تمہارے بہت
 نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ضعف پیدا کر دے
 گا چنانچہ دنیا کی بہت آدمیت کی نگرانی۔

(تفہیم کے محرم میں یہودی شاہیوں)

تم فرود آمد سابقہ کے طور پر حجاز پر چلے۔ جوئے
 باشت بیاشت دست بدست (یہی برائے کے بڑے
 بفرق بیان کرتے اگر وہ داخل ہونے پر بلائے
 کے سوراخ میں تم بھی ان کا تباہ کر دے۔

اپنے ٹوک فتنہ جو جاوے گئے ایک جہد بیکرے اور رہا
 جاوے گئے ایسے لوگ جن کی کوئی حیثیت نہ ہو بے قدر
 ہوں مانند جوئے ہوئے کے اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پروا
 نہ کرے گا جیسے جس طرح ہے ان پر رحمت پر غصہ
 کوئی انداز نہ فرما دے گا نہ فریاد کی مثال میری۔

تو وہ مشہور دلیا باخیر کے بعد مسلمانوں کے ہر دور کی تاریخ اور ان کی انفرادی زندگی اور اجتماعی
 زندگی کے حالات کا مطالعہ کر کے ان آیات و احادیث و وعد و وعید کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا تو قریش بھی

۱۱ یوشافاٹ ابن مہدی علیکم السلام
 کاتما والذکاة علی القصصۃ فقال قال
 ومن قلبہ خوف یومئذ قال انتم
 یومئذ تمشی ولکنکم غث و
 السیل و لیس من اللہ من حد و
 عدوکم المہابۃ ولینفذ لوف فی
 قلوبکم الرحمن قال قائل یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
 اوحی قال حب الدنیا و
 کسبہ العزت۔ (مشکوٰۃ)

۱۲ عن ابی سعید قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و سلم یفتن سنی من قبلکم شیء
 یسبی ذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر
 صب لیعتہم وہ قیل یا رسول اللہ
 الیہود والنصارى قال فمن لا شکوک

۱۳ من الطوائف قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یذ صلب النصارى
 الاول والاول و یبقی حذ لہ
 کفالتہ الشعیب ان جب یہ صلب
 اللہ بالہ (مشکوٰۃ)

پیدا نہیں ہو سکتا کہ امت مسلمہ کے یہ تو وہ مظلوم ہیں کئی غریب آج ہے۔ یا ان کو ناکردہ کتا بول کی سزا ملے ہے۔ وہاں ان کے لیے طلبہ و تلمذ کا انفسہم یظلمون خدا کی شان یہ نہیں کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہ اسے اور خود غلط کرتے ہیں۔ یہودی سرچرہ دور میں خارجی حکومت اور قسطنطنیہ جس کو قرنی تصور تھے کے خلاف اُسکھا جارا ہے۔ تو اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے جسٹس معروفات پیش کرنا ضروری ہے۔

ابن عالم اسباب میں محدثات کا اجتماع اور محدثات کا تعاقب محض تحت و اتفاق کی بنا پر نہیں۔ بلکہ خالق کائنات نے ان کے درمیان باہمی ارتباط اور تعلق پیدا کر کے بعض کو اسباب اور بعض کو مصیبت قرار دیا ہے۔ اسباب مہیا اور موجود ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عادت کے مطابق مصیبات ان پر مرتب ہو کر وجود میں آتے ہیں۔

(۱۰) تحقق اسباب کے بعد ترتیب مصیبات لزوماً ہوتا ہے۔ اس کا تخلف نہیں ہوتا الّا نادر میں کو خرق عادت یا خلاف عادت البتہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً سورج کے طلوع کے بعد رات ضرور وجود میں آتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ سورج طلوع ہو کر رات قائم ہو جاتی ہے۔ جب تک مقدار میں نہ بہر کھانے کے بعد موت ظاہر ہو جاتی ہے۔ چاہے حکیم کھانے چاہے جالی۔ پانی پیئے اور کھانے کھانے کے بعد پیامی بھوک کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر اور چیز میں امور ہیں۔

(۱۱) قوم کے مروج و مطلق اور آزادی و غلامی کے لئے بھی اسباب ہوتے ہیں۔ مانند دوسرے حالات کے یہ اسباب دو قسم کے ہیں۔ عسکری یعنی فوج اور مدداری یعنی عادی اسباب۔ قسم اول کے متعلق پہلے عرض کیا گیا کہ وہ مشروط بالزمان و بالظاہر ہیں۔ اور کبھی متاخر ہونے کے مطابق کافروں کو دوسرے کافروں یا مسلمانوں پر مسلط کر دیتا ہے۔ کماقن تعال و تفتیح بعضہم باس بعض۔ اور ہم چکھاتے ہیں بعض کو دوسروں کی شدت جیسا کہ یہودیوں پر جاووت، سخت خضر خلیفہ روس روی اور ہنگوینو کو مسلط کر دیا۔ اور مسلمانوں پر سزائے جرم کی پاداش میں یا تیسرا اور عبرت حاصل کرنے کیلئے مختلف ادوار میں نصاریٰ یا کاتاری وغیرہ کا تسلط ہوا۔

(۱۲) عادی اسباب عروج و زوال کی کے عادی اسباب جب کوئی قوم چوتھے طور پر مہیا کرے (مثلاً اتفاق یا ہمی۔ موائتہ۔ عمرانی۔ ملحق اللہ سبحانہ میں تمام ان طاعت اور احکام و ممانعت اور تسلط کے مطابق ہونے میں ہر نوع اسلام کی غریبی، جفا کشی، دینار، زمین سیاست مدنی و ملکی کیلئے ضرورت مصلحت سے بغیر تمام ہر چیز میں یوں کی ہیں) تو حکومت اور غلبہ ماضی ہو گا۔ کفر

کے لئے ملانے ہوگا۔ آج کل امریکہ اور روس کو جو فوقیت حاصل ہے وہ اپنی سیاسی اور دنیا کی بنا پر ہے نہ کہ وہ کونکر ہیں۔

۱۵) کسی قوم کو آزادی یا غلامی کا کم یا کثرت کہنا کہ غلامی اور آزادی کا حکم ان ہے جن کی حیثیت القوم باعتبار مجموعہ افراد یا اکثریت کے کہا جاسکتا ہے۔ اگر کسی قوم کے کروڑوں افراد میں سے چند ہزار یا لاکھ کسی ترکشہ میں حاکمیت اور آزادی حاصل کریں، تو اس بنا پر تو ہم جن کی حیثیت القوم کو آزادی کا حکم ان اور باعزت نہیں کہا جاسکتا۔

۱۶) اسی طرح اگر ہزاروں سال کے اندر کسی قوم کو عارضی طور پر چند سال کے لئے حکومت ملے تو عارضی حکومت چند روزہ کا عدم قرار یا مجموعہ اکثریت کے لئے نہانے کے اعتبار سے ان کو تسلیم و اعتراف کیا جائے گا۔ چنانچہ احادیث سے صراحت ثابت ہے کہ وہاں یہودی کو عام دنیا پر سوا لے کر عربین شریفین کی پوری حکومت حاصل ہوگئی کہ باوجود وہ صریح علیہم الذلہ کے صدق ہیں (۱۷) اگر کوئی قوم جتنی آزادی اور حکمرانی غلبہ میں مستقل ہو، کسی دوسری قوم کی نسبت کمزور ہو تو ان کی طرف قدر اور حکومت کا نسبت حقیقتہً صحیح ہوگی، اور اگر کسی دوسری قوم کے لئے آزاد ہو، اور ان کی تمام طاقت و دین قوم کے اسرار اور سیاسی مفاد کے نگہبان کیجئے ہو، تو اسی قوم کی طرف حکومت اور تسلط کی نسبت حقیقتہً صحیح نہ ہوگی، بلکہ حاکمیت اور تسلط اسی دوسری قوم کے لئے ہے۔ جس قوم کی یہ آزاد اور غلام ہے۔

اس تہید کے بعد موجودہ دور میں ان سارے راج کی انجمنیوں یعنی جمہور کی حکومت اور غلبہ اور اس کے وجود میں آنے کے عوامل و سیاسی پر غور کرنا چاہئے۔ تاکہ اس کی حقیقت اچھی طرح سے سمجھا جاسکے۔ جو کہ کسی مشعر کی گنجائش نہ ہے، اگرچہ سابقہ معروضات بھی ازالہ شدہ کیجئے اور ازالہ کافی ہیں۔ ۱۹۴۰ء کی جنگ عظیم میں جبکہ ان مضمضاب حلیہ پر تدرست کی طرف سے ہنگو حکم تازہ ان غرضب کی کرمط ہوا۔ تو میں نے ممالک مستورد میں حکم جاری کیا کہ جس یہودی جان بچانا منظور ہو وہ ان ملکوں سے اترتا میں گھنٹے کے اندر اندر نکل جائے ورنہ اس کی جان کا خطرہ ہوگی۔ جرمنی کے سقوط سے پہلے جتنے یہودی نکل گئے وہ جان بچانے میں کامیاب ہوئے، جو نہ نکل سکے ان کو قید کر کے زندہ جلا دیا اور کسی کو مصدقہ میں ڈبو دیا اور اکثر قتل کر دئے گئے۔ یہ داستان کسی پر مٹنی نہیں کیجئے ورنے جو کثیر تعداد میں مختلف ممالک میں منتشر ہوئے تھے۔ سارا جموں نے ان کو اپنے سیاسی مفاد کے لئے آزاد بنا کر عرب کے طلب کیجئے کے لئے فلسطین میں لاکر بٹایا اور

عسکریوں کو مجاہد و فتنہ گرد کیا۔ عرب مخالف اپنی کمزوری اور بے اتفاقی کی بناء پر دیکھتے رہے اور کچھ نہ کرنے، ہاتھ نہ میں تھوڑی مقدار میں آگے۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بڑھتی رہی، اور یہاں پر نے جس پر ان کے ہند ان کو کافی طور پر بندنے اور سیاسی غلبہ حاصل کرنے کیلئے، نہیں بچر امداد دی مصلحت اور جہاد سمیت کے لئے انہیں ہر قسم کے جدید اسلحہ سے پوری امدادیں مہیا کر دیں تاکہ سیاسی فتنہ کی کیلئے جن فتنہ گردوں اور دشمنوں کی ضرورت تھی، اس کے کوئی نہ کر دیا۔ یہودی جو فتنہ گرد تھے ان میں انتہائی مظالم و مصائب برداشت کیے تھے، موقع کو غنیمت سمجھ کر ان سے فائدہ اٹھانے لگے، اور یہی اتفاق مواصلۂ قربانی و جفا کشی، تعصباتی مال سے گر بڑی غرضی معاشرہ اور نوعیت کی اصلاح اور کامیابی کے لئے جو اخلاقی، دینی و کاروائی کے درکار تھے، ان کی تحصیل میں عہد شکنی کی۔ اب قانون و ضبط اسباب بالمسببات کی رو سے ان کو حکومت اور طاقت حاصل ہونا معافیاً عہد تھا اور عرب حریف پر جو بے اتفاقی، بیادری عیاشی، ممالک بے ثقلی اور احکام خداوندی سے بغاوت کے شکا رہوئے تھے، ان کا غالب ہونا غیر متوقع نہ تھا، اور غیب نہیں کہ قدرت کو ان ذلیل ترین یہودیوں کے اتحاد سیاسی کا قانون مجاہدات کے دریک کو، تھیں، اور علمائے مسلمانوں کو بالعموم تنہا اور نازیبا تاغیبت منظر پر، بلکہ ظالم ہیں، وہ کان ریلک، لہجہ القری و اعلا مصلحتوں تیرے پھر دنگا کی پریشان نہیں کہ بستیوں کو تیار کر دے اور اس کے بچنے والے ٹیک کرارہ ہوں، آج امریکہ اور اس کی بیٹوں طاقتوں کے علاوہ ساری دنیا گہری ہے، کہ یہ یہودی سامراجیوں کے چہرہ دکھتے ہیں، اور انہوں نے ابھی اپنی سیاسی اغراض کے لئے عربوں پر مسلط کیا ہے، وہ ان کی مکمل یوزر میں نہیں، اس روش حقیقت کے بعد کوئی مائل اس حکومت اور طاقت کو ان کی طرف حقیقتاً منسوب نہیں کر سکتا، بلکہ یہ ساری حکومت اور طاقت سامراجیوں کی ہے یہودی ان کے ظلم پر کڑی غلہ دی اور ہے ہیں، یہودی کو موجودہ حکومت کو پیش نظر رکھ کر حسب ذیل آیت مزید صراحت کے معنی پر غور کر کے معلوم کر جائے کہ یہ اس کی تعریف ہے کہ خلاف کجاکر میں پرستہ کیا جائے۔ ضربت مدینہ، المذاہجۃ یقتولوا الذی یجیل من اللہ وحبل من اللہ من الاشیاء ماری گئی ان پر وقت، یہاں دیکھے جاویں سوئے دستاویز شدہ کے، اور دستاویز کو گھٹے قرآن کریم کی مدد قسٹ غیر متزلزل سے کسوشہ کی میں گھیا میں نہیں قصور ہوا دے فہم کا ہے۔

لَا یُتِمُّہُ إِلَّا ظِلُّہُ مِنْ جَہَنَّمَ وَبِیْہِ وَبِیْہِ خَلْقُہُ ثُمَّ قَذَلِہُ مِنْ حَکِیْمٍ حَمِیدٍ۔ انہوں نے آسمان اس کو

اس کے ساتھ اعتقاد نبوت ہے۔ اور اس میں مسلمان نصاریٰ دونوں شریک ہیں۔ اور اہل حقان
 بھی اس کے شاہد ہیں کہ یہود ہمیشہ کیلئے مسلمان یا نصاریٰ کے حکم آئے ہیں۔ اور اس وقت
 بھی یہی حال ہے کہ سامی دنیا میں یہود دوسری اقوام کے زیر اثر و حکومت ہیں۔ قرآن کریم نے
 اس ذلت و پستی کی جو علت بیان کی ہے۔ قتل انبیاء علیہم السلام، حدود شرع و عقل سے تجاوز
 افرائی، انکار آیات، دنیاویت طبع کی بنا پر فتنوں کی ناشکری اور نفیس کر خفیس انبیاء سے
 استبدال، انبیاء کی سرکردگی میں جہاد سے انکار وغیرہ۔ قباغ انکار اور لازم ذلت و حقارت
 کی کئی دلی اور شرعی بالطبع مجازات و مکافات سے تنگ کر عارضی اور وقتی غم بردہ درست
 پر جا تا ہے۔ جیسا کہ یہود نے بھی مخالفہ کے پہ قدم پر عقل و غایت مگر سے تنگ کر کر اپنے نبی
 سے بادشاہ کا مقابلہ کیا تاکہ اس کی سرکردگی میں جہاد کر کے شاہ کا سیاب بیکر کر کہ اطمینان
 کا سامیوں ہیں۔ اذ قال النبی لہم ایست لنا ملکاً نقاتل فی سبیل اللہ۔ مگر بادشاہ طاقت کے
 تقرر پر بھی شریعت سے باز نہ آئے۔ اور پھر بھی کثیر تعداد میں قتال سے انکار کر بیٹھے۔ (الحاصل یہود
 کا موجودہ غلبہ بھل من الناس کا مصداق ہے۔ اس طرح صلی ازل میں آیت وادانہ دن و رات
 لیجئن علیہم الایام القلیۃ من یسومہم سورۃ العذاب، ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو
 جب تجویزی تھی تیرے رب نے کہ حضور بھیجتا رہوں گا، یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص
 کو کہ دیکھتے ان کو بڑا عذاب۔۔۔۔۔ سے شہر پیدا ہوتا ہے کہ اس میں یہود کی قیامت
 بھی منظور تھی، اور حکومت کا اعلان کیا گیا ہے۔ حالانکہ موجودہ وقت وہ قابر و حاکم ہیں۔
 اس شہر کا زلہ کے فی معرض میں کافی ہے۔ لیکن مزید وضاحت کے لئے آیت کی تفسیر
 مناسب ہوگی۔ یہ آیت سورہ اعراف کی ہے۔ جو یہود کے تذکرہ میں وارد ہے۔ اس سے اوپر
 کہ آیات میں یہود کے قباغ اور ظلمات کا بیان ہوا ہے۔ آگے اس آیت میں ان کے قباغ کا
 دنیا میں علو و سزائے آخرت کے انجام بد کر ہے۔ یعنی خدا کی طرف سے پختہ اعلان کر دیا گیا تھا
 کہ اگر یہود احکا و قرات پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ ترقی تلال قرب قیامت میں وقتاً فوقتاً
 ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر رہے گا، جو ان کو بڑے عذاب میں مبتلا کر دیں۔ بڑا عذاب یہی
 حکم باز نہ لگی، جان و مال کا خیر معصوم ہونا جزیر دنیا وغیرہ ہے۔ چنانچہ قرآن میں یہود سلیمان علیہ السلام
 کے بعد کبھی پرانی کبھی کلدانی بادشاہوں کے زیر حکومت رہی ہے۔ کبھی ہمت نغز اور دوسروں
 کے شدائد کا خوف، شش بینی۔ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہم سادک ملک جو یہود کی

بالجملہ نہ رہی۔ پھر سولی ان حکمرانوں کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔ غرض اس وقت سے آج تک ان کو موت
 القوم عزت اور آزادی کا زندہ نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ جہاں کہیں رہے اکثر ملک و حکام ان عرق
 سے سخت ذلت و اضطراب کا تعلق نصیب آتھا ہے۔ ان کی مال و دولت و حیرہ کوئی چیز انہیں اس
 غلامی و محکومیت کی نعمت سے نہایت ذرا سے ملے۔ ابھی مشرق وسطیٰ کی طوائف میں جب یہود
 نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ تو ان کے وزیر ایشلور نے مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر اس کے
 سامنے ٹھکڑے کرتے ہوئے خود اعتراف کیا کہ تین ہزار سال کے بعد ہم کو بیت المقدس میں داخلہ
 نصیب ہوا۔ اس عرصہ دراز میں یہودی قوم نے نہایت سخت مصیبتیں برداشت کیں ہیں۔ اور روبرو
 کی ٹھکڑے کھا لی ہیں۔ سور قابو نہیں ہیں۔ بغاوتیں لگتی تھیں۔ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
 علیہ السلام کو قتل فرمایا ہے۔ جو کہ مذکورہ بالا آیت کے معنیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ
 موسیٰ نے اپنی قوم سے وادعائیں دیں کہ تم لا زبہ منکم فرمایا کہ وہ وقت یاد
 کرو جب تمہارے رب نے ملائکہ فرمایا کہ گرا حسان! ہاتھ دے دو۔ زبہ یاد و نصیبیں ملیں گی۔ ولین کلام
 ان هذا بنی نشدید۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت۔ یعنی جو چیز نصیب نہ سے
 سلب کر لی جائے گی۔ اور ناشکری کی مزید سزا ملے گی۔ خدا کی ناشکری اس کی روحانی اور جسمانی
 فتنہ کا سبب ہے۔ قدرتی اور نازل کردہ احکام کی نافرمانی ہے۔

تو اسی آیت اور آیت مذکورہ بالا کی سیاق سے واضح ہے کہ محکومیت و غلامی کا سزا
 ان کی نافرمانیوں اور ناشکری کی پاداش میں ہے۔ اور ترسب قیامت کی قیاس میں لکھا ہے۔ کہ
 روایات ہر عرصہ سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں یہودی چند روزہ حکومت کریں گے۔ لیکن یہ
 چند روزہ حکومت کو عرصہ دراز کی غلامی کا نسبت کا بعد از آزادی کیرالیم القیامہ کیا گیا۔ اسی طرح
 اس عرصہ دراز کے درمیان میں بھی یہودی و کفر یا ہے۔ ثم وعدناکم انکم لا علیہم واعدکم
 بامداد و سنین و جعلکم اکثر نفیثا۔ پھر ہم نے یہودی قبیلہ بنی اسرائیل پر امداد و توت دی تم
 کو مال سے اور بیٹوں سے اور اس سے زیادہ کر دیا تمہارا لشکر۔ اہل کاہن و ترسب نصیب
 یہود پر مسلط ہو کر ان کو تباہ و قتل کر دیا تھا۔ تقریباً سو سال کے بہن بن احفاد یا ہے
 یہود پر دہم تھا کہ ان کے قیدیوں کو آزاد کر کے ان پر دایاں کو بادشاہ مقرر کیا۔ اور
 چند روزہ آزادی ان کو حاصل ہوئی مگر تھوڑے عرصہ بعد دومیوں کے ہاتھ سے ان کی تباہی
 ہوئی اور آزادی سلب ہو گئی۔ تو اس عرصہ وقت آزادی کی نسبت یمن ہزار سال بلکہ اس

سے بھی زمانہ زمانہ غلطی کی طرف کچھ بھی نہیں۔ اسی کو استغراق اور استیجاب میں کہتے ہیں غلبا بات
اور محاورات میں بھی استیجاب اور استغراق کھل سہ۔ اس کی مثالیں حدیث لا توال طائفہ
ہمنا استغلاہم بن علی المرتضیٰ یاقب امین اللہ۔ یعنی قیامت برپا نہ ہوگی۔ یہاں تک
کہ کرمی دنیا میں اثر انداز نہ کہنے والے ہو لیکن یہ عرصہ چونکہ بہ نسبت زمانہ ظہور حق بیست کم ہے۔
اس لئے اسی کو کالعدم قرار دیکر حق یا قی امین اللہ۔ یعنی قیامت تک کہہ دیا گیا۔ لہذا ہجرت
کا یہ معمول وقفہ آخری آیت بلالکے عموم پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔



قادیانیوں کے دونوں گروہوں (دوسرے قادیانہ کو آئندہ انتخابی غیر مسلموں یا غیر مسلمین نام میں
 یہ مسئلہ کھل جائے گا۔

۱۱۔ کوئی فیصلہ ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف پرچہ نہیں کر سکے گا، خلاف ورزی کا عمل تصور
 برسر ہوگا۔



یہ ستمبر ۱۹۹۴ء جاری پاکستان کا نمبر ۱۱ اور تاریخی دن تھا جب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے
 پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے اس دن اپنے ایک ایک بیلانوں میں آئین میں ترمیم کا ایک ترمیمی
 بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا جس کے تحت پاکستان میں قادیانیوں کے دھرم گروہوں اور ہونے والے
 قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ آئین کی دفعات ۱۶۱ اور ۱۶۲ میں ترمیم کر کے یہ قرار
 دیا گیا ہے کہ ایسا کوئی شخص جو حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا
 ہو یا خود کو کسی بھی صورت میں شی یا مصلح ہونے کا دعویٰ کرے یا اس کا ایک کسی بھی کاذب کوئی ماننا ہو تو
 وہ مسلمان نہیں ہوگا نیز یہ بھی قرار دیا گیا کہ قادیانہ اور قادیانیوں سے نفرت کے تمام ارکان کو آئین
 قانونی طور پر پاکستان میں بننے والے غیر مسلموں کی مانند سمجھا جائے گا اور جیسے جیسے انہوں نے بدنامی
 بردھوں یا دسیوں اور شیطان دشمنی کی طرح ان کے لیے بھی اہمیتوں میں اضافہ شہتیں ہوا
 کریں گی۔

آئین میں یہ ترمیم قومی اسمبلی کے پورے زمران پر مشتمل کمیٹی کی سفارشات کو تسلیم کرتے ہوئے کی گئی۔
 یہ سفارشات قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ایک مرتفعہ قرار داد کی صورت میں منظور کیا۔ ان کے تحت اس طرح
 کے نظریہ ختم نبوت کو جو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا بھی دی جائے گی۔
 قانون سازی کے اور چند ضروریات پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے بعد ۱۹۷۹ء کا اضافہ دیا جائے گا
 جس کے تحت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے عقیدے کے متعلق کسی بھی قسم کا
 پرچہ قابل تخریر نہ ہوگا۔ سفارشات کے تحت آئندہ انتخابی غیر مسلموں میں قادیانیوں کا نام نہ لیا
 بھی غیر مسلموں کے زمرے میں ہوا کرے گا۔

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم
آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات میں ترمیم کی صورت اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا

ہے اس کی روشنی میں آئین پاکستان کی متعلقہ دفعات کی ترمیم کے بعد یہ صورت ہوگی،

آئینہ ۱۴۴ | جو شخص قائم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انسان میں نبی ہونے کا دعوٰی کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی نبوت یا نبی صلیح پر ایمان لانا ہے وہ از روئے آئین و قانون مسلمان نہیں ہے۔

آئینہ ۱۴۵ | اگر **آئینہ ۱۴۴** کی کارروائی میں مذکور بقولہ کے نقطہ کے بعد قادیانی یا لاہوری گروپ کے اشخاص جو خود کو "اندھی" کہتے ہیں اس کے چلنے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اضافہ کے بعد لازماً کی صورت یہ ہوگی | موبائل ایپلیکیشن، یوٹیوب، ویسٹان، انٹانٹرنی، جیٹ، سوبر ایڈسٹرو، کلاڈیٹر میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان ایپلیکیشنوں میں صحابیوں، پند و نوح، کھولنا، یزیدوں، پارسیوں اور قادیانیوں یا شیعوں کا شمار کے لیے اضافی نشستیں ہوں گی۔

آئینہ ۱۴۶ | دوسری ترمیم کے بل کا متن | برقرین مصلحت ہے کہ ہندوؤں، دروز، نرائی کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کو جائے لہذا پندرہ ہندو مسیح تریلی قانون وضع کیا جاتا ہے۔

غیر ختم اور آغاز نفاذ | (۱) یہ ایکٹ آئین و ترمیم دوم، ایکٹ ۱۹۷۳ء کے تحت لایا گیا۔ (۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آئین کی دفعہ ۱۹۷ میں ترمیم | اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین جسے بعد از آئین کہا جائے گا دفعہ ۱۹۷ کی شق ۱۳ میں لفظ "اشخاص" کے بعد لکھا جائے گا تو میں اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص کو چاہئے آپ کو احمدی کہتے ہیں، دروز کے بائیں گے۔

آئینہ ۱۴۷ | آئین کی دفعہ ۱۹۷ میں شق ۱۳ کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی۔

۱۳۔ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر یا کفری ہی میں کے نام لائیں ہوں یا کسی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبی میں یا کسی بھی قسم کو نبی ہونے کا دعوٰی کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبی یا نبی صلیح پر ایمان لانا ہے وہ آئین یا قانون یا احکام کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیانات و اعتراضات | جیسا کہ تمام دیوانہ کی سفارش کے مطابق قریباً سب میں نے یاد ہے کہ اس دن کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر شخص جو

حضرت محمد علی علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر خسر و عا طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کو کسی ایسے مدعی کو نبی یا وحی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے غیبت میں قرار دے جائے۔

توقی اسمیل کے پورے ایمان پر مشتمل خصوص کیٹی نے سفارشات تاریخی قرار داد کا مقصد پرچہ قرار داد نے کی ہے اور جس کی سفارشات کو قری اسمیل نے منظور کیا ہے وہ یہ ہے :-

○ توقی اسمیل کے کل ایمان پر مشتمل خصوص کیٹی متفقہ طور پر ملے کرتی ہے کہ سب ذیل سفارشات توقی اسمیل کو قرار منظور کیے جائیں۔

○ کل ایمان پر مشتمل خصوص کیٹی اپنی رائے کیٹی اور ذیل کیٹی کی مدد سے اس کے سامنے پیش یا توقی اسمیل کی طرف سے اس کو بھی گئی قرار داد ان پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور کیٹی کو مشغول کر برائے ان انجمن احمدیہ ربوہ و انجمن احمدیہ امت اسلامیہ اور کیٹی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر توقی اسمیل کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترکیب کی جائے۔
(۲) دفعہ ۱۲۴ میں تادیبی جماعت اور لاہوری جماعت کے انضمام دھچپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(۳) دفعہ ۱۲۵ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔
مذکورہ بالا سفارشات کے خلاف اسے لیے خصوصی کیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(۴) یہ کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں مندرجہ ذیل خسر و عا درج کی جائے۔

تشیس صیح کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۱۲۵ کی شق ۱۲۵ کی متضمنہ جماعت کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ۱۲۵ کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(۵) یہ کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی و جٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ اور انتخاباتی قہم ستوں کے قتلہ ۱۹۷۹ وغیرہ قانونی اور مناسبات کی ترمیمات کی جائیں۔

۱) ہر پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ کہتے ہیں کہ جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

(۱) عبید الحفیظ بیڑا (۲) مولانا مفتی محمد مسعود

(۳) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی (۴) پروفیسر غفور احمد

(۵) عسکرام سناروق (۶) پروفیسر محمد الہی

(۷) سردار مولانا بخش مسو مری۔



قادیانیوں کے بارہ میں صدارتی آرڈیننس مجربہ کا مکمل متن

میں سے آئین صحت زیر اسم کے ذریعے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے جاتے کے تقریباً دو سو سال بعد صدارت خیالدار الحق مرحوم نے مجربہ صدارت میں شامل مولانا محمد الحق صاحب اور دیگر علماء و اسکالین کے کوششوں سے صدارت آرڈیننس کے ذریعے قانون ساز صحت کی ذیل سے اس آرڈیننس کے مکمل متن پیش کیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

درج ذیل آرڈیننس کے تحت عمل درآمد کیا جائے گا

قادیان گروپ لاجوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمنی سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کر کے لیے آرڈیننس۔ چونکہ ضروری ہے کہ قادیان گروپ لاجوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمنی سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے اور چونکہ صدر اس بات سے مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کے تحت فردی کاروائی کا ضروری ہے اسی لیے اب ۵ جولائی ۱۹۸۳ء کے فرمان کے تحت اور اس سلسلے میں تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر سندھ برقی آرڈیننس کا اجراء کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔

حقیقہ ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز

(۱) اس آرڈیننس کو قادیان گروپ لاجوری گروپ اور احمدیوں و مہانت اور سزا کالونٹس ۱۹۸۳ء کا بیٹے گا۔

(۲) یہ قادیان گروپ لاجوری گروپ اور احمدیوں کے خلاف عمل ہوگا۔

(۳) آرڈیننس کو ملاحقوں کے اسکالات اور فیصلوں پر فوقیت ہوگی، اس آرڈیننس کی دفعات کسی بھی عدالت کے حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گی۔

حصہ دوم (۱) تعزیرات پاکستان (۱۸۶۰ء کا قانون) میں ترمیم

تقریرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ: تقریرات پاکستان کے چند ہجری باب میں دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد درج ذیل نحو و نعت شامل کی گئی ہیں۔

۲۹۸ ب: بہترین شخصیتوں اور مقامات کے لیے مخصوص اصطلاحات کا اختصار استعمال۔

(۱) قادیانی گروپ یا لاهوری دہراپنے آپ کو احمدی یا کوئی اور نام دیتے ہیں، کہ کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ یا ظاہری واضح طریقے کے ذریعے (الف) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خلیفہ یا مہمان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو "امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین، مہمانی یا مکی ائمہ فتنہ کہتا ہے یا اس نام سے مخاطب کرتا ہے۔ (ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی صہبائت کے علاوہ کسی دوسری عورت کو تمام المؤمنین کے لئے اسے مخاطب کرتا ہے یا کہتا ہے۔ (ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت کے علاوہ کسی اور شخص کو اہلبیت کہتا ہے یا مخاطب کرتا ہے یا (د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد المکانام دیتا ہے۔

اسے تین سال قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروپ یا لاهوری گروپ دہراپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں، کہ کوئی شخص انھوں کے قدیم پول کر یا کھج کر اپنے عقیدے میں اختیار کیے گئے عبادت گاہ پر ملانے کے طریقہ کار کو اذان کہے گا یا مسلمانوں کی عزت اذان دے گا تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۹۸ ج: قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا اپنے عقیدے

کی تبلیغ یا تشہیر کرتا ہو، قادیانی گروپ یا لاهوری گروپ دہراپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی بھی دوسرا نام دیتے ہیں یا کوئی شخص جو اپنے آپ کو برہم راست یا ابوامسلم اور یہودی ظاہر کو کہے گا یا جوئے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کہے گا یا غلطوں کے ذریعہ اپنی گمراہی کھڑی کرے گی دوسرے نمایاں طریقے سے دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے گا جس سے مسلمانوں کے مذہبات کو جنس پہنچی ہو تو اسے تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۹۸ د: آزادی میں کے ذریعے مجبورہ ضابطہ فوجداری ۱۹۹۷ء کی دفعہ ۹۹ الف میں بھی ترمیم کی گئی ہے جس کے ذریعے صوبائی حکومتوں کو کسی ایسے اخبار، کتاب یا دیگر دستاویز کو ضبط کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جو مجبورہ تقریرات پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلاف ورزی میں

پہاڑی گئی ہو، آرڈینیٹس کے ذریعے مغربی پاکستان پر میں اور پہلی کیلینڈر آرڈینیٹس سہ ماہی ۱۹۶۶ء کی دفعہ جنگ میں کی ٹرمیم کے ذریعے صوبائی حکومت کا اختیار مل جائے گا کہ وہ مجموعہ زمیندارت پاکستان میں شامل کردہ نئی دفعات کی خلافت و برتری کرنے والی کسی کتاب یا دستاویز کی طاقت یا اشاعت کے لیے استعمال ہونے والے پرلین کو برتر کر دے، اس اعلان کے ذریکے زمین کو غصہ کر دے، جہاں دفعات کی خلافت و برتری کرے ان کی کسی ایسی کتاب یا دستاویز کو مضبوط کرے جس میں ایسا مواد شامل ہو جس کی طاقت یا اشاعت مذکورہ دفعات کی برتری سے ممنوع قرار دی گئی ہے۔



قادیانی مسلک میں مسلمانوں کی فتح میںین

علامہ کرام اللہ نے جب دہراداد مسلمانوں کے چند خطبات سے مجبور ہو کر جب حکومت نے قادیانیت کو اپنے طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو شیخ الحدیث حضرت سرنامہ طبرانی سے صاحب نے اذکار و مسرورہ کر تو ہوئے ۱۲ جنوری ۱۹۷۰ء کو خطبہ جمعہ المبارک میں طویل اور مفصل خطاب فرمایا تھا، جسے اب قادیانیت کے حاکمیت سے قانون سے خارج کیا جا رہا ہے۔۔۔ (دھرتی)

فَصَلِّ عَلَى رَسُولِهِ الْكَوْمِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ تَكُوْنُ اِيْمَانًا لِّقَوْمٍ فُلُوْتْ ۝

یہ ہے عزیمت بجا کر! اللہ جل ہولہ کا پاکستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے اور ایک فتح عظیم اللہ نے مسلمانوں کو دی ہے۔ ہمارے جسم کا ایک ایک روال بھی اگر موجود ہو کر کسی احسان اور نعمت کو اللہ نے ہم پر فرمائی ہے شکر ادا کرتا جا رہے تو ادا نہیں کر سکتے گا۔

تھمر تہمت کی حفاظت | مجاہد نامہ اور آپ اپنی جان و اپنے مال اپنے بچوں کا انتظام کرتے ہیں، شریعت اس کی حقیقت اور حفاظت کے مطابق ایک گھر بناتا ہے پہلو دیوتا

کچھ ہے اور دوازے لگا ہے صرف اپنے گھر اور بال بچے چوروں ڈاکوؤں اور دوسرے خطرات سے محفوظ رہیں اور جب گھر کی ہر طرح حفاظت ہو جائے تو سب کی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔۔۔ دنیا میں ہر قوم اپنے ملک کی حفاظت کرتا ہے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے ہم اس کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہیں، ملک میں کسی قسم کی اختلاف برداشت نہیں کرتے۔ ہر ملک کے حکمران اپنے بچوں میں اربوں روپے رکھتے ہیں، پولیس داخلی حفاظت رکھتی ہے، فروغ بیرونی وطن سے حفاظت کرتا ہے، ملکی سرحدات کی حفاظت کیلئے ہر دوں لاکھوں لوگ قربان ہو جاتے ہیں اور جب ملک محفوظ ہو جائے تو قوم فتح کی خوشی مناتا ہے۔۔۔ تو جیسا کہ جی جان و مال عزت و عار و مال باپ اور لڑکے کی حفاظت ہو جائے ہے جس خوشی ہوگی روح کو جینان ہو جائے ہے، اسی طرح ایک مسلمان کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس

من سب چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے۔ جو سب مخلوق کی عزت و ناموس ان کی شان و رفیع ان کے بلند مرتبہ مقام کی حفاظت ایک جہہ اور دوا کو سے ہو جائے تو کتنی خوشی ہوگی؟

یعنی بچوں اور ماں باپ کی حفاظت سے زیادہ اس پر خوشی ہوتی ہے۔ غلبہ کی حفاظت ہو جائے وہ بھی خوشی کی بات ہے، مگر اس سب سے بڑھ کر مسرت یہ ہے کہ وہ اسلام محفوظ ہو، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس عزت و مرتبت کو خداوند تعالیٰ محفوظ فرما دے۔

ختم نبوت | میرے مہترم بزرگوار! اللہ علیہ السلام نے مسلمانانِ پاکستان کو عالم اسلام پر سب سے بڑی نعمت عظیم بخش دی ہے۔ اگر آپ کو فرمائی۔ اسی لیے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت جو اپنے کما حقہ دشمن کہلاتے ہیں ان کا پیشوا اس مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ وہ نقب مگاہتا عالمِ نبوت کے قلعوں کو اس تاریک عظیم میں دست اندازی کر رہا تھا جو ختم نبوت کی شکل میں اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے سر پر رکھا تھا۔ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَلَا أَنتَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ وَأَنَّكَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ۔ آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو درجہ کمال پر پہنچا دیا ہے۔ اور دیکھئے ہر چیز کی دنیا میں ایک انتہا ہوتی ہے۔ سوائے خدا کے ہی و قیوم کے کہ وہ سرمدی الہی الہی دائمی ہیں ان کے علاوہ ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہے اور ایک انتہاء ایک آغاز ہو سکتا ہے اور ایک کمال انسان کا کو کچھ پہلے ہی ہوتا ہے پھر ترقی کرتے کرتے ہم سالہا میں کمال کو پہنچتا ہے پھر زوال پھر ختم ہوتا ہے اور قیوم جاتا ہے۔

ایسی حالت ہو چکی ہے۔ نبوت کا سلسلہ اقدس اللہ نے حضرت آدم سے شروع فرمایا اور نبی کریم ﷺ کی ذات باریکات پر اسے کمال اور عروج تک پہنچا دیا۔ اَلْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَضَیْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دین اس مقام و مرتبہ پر اللہ نے منور فرمایا اور خداوند تعالیٰ نے

مستقیم کتاب اور قیوم انبیاء | مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت سے انکار کیا اور خداوند تعالیٰ کی دعویٰ کر بیٹھا، ایک شخص جب بے حید ہو جائے تو اسی کے لیے پھر

کوئی کاروبار باقی نہیں رہتا۔ اے اللہ تعالیٰ فعلِ عاشق جیسی دنیاوی چیز ہوتے ہیں پہلے پوری کی جیسے عموماً معمولی چیزیں جراتے ہیں پھر بڑے بڑے بڑے مالک جری ہو جاتے ہیں بالکل اسی طرح خدا کا دین ہے جس پہلے یہ کہا نہیں آدم ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، موسیٰ اور عیسیٰ ہوں، پھر جاننا کہ کیا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوں بلکہ سب انہی سے بھی افضل ہوں۔ ایک اور بڑا اس نے کھنڈتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی شکل میں آج آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی کہا کہ خداوند تعالیٰ ہوں ذات کے جانے میں نہیں جو میں آج ہوں تو میں بدرجہ دیگر کی کا نام ہوں۔ یہ بزرگانِ مہتمما

ہیں جن کا اسمی میں بھی مرزا ہے اور کافر نہیں ہو سکا۔ اس نے اپنے آپ کو بدیر کامل اور خیر افضل الیہیہ
 والہ علیہ کی کوہلی ذات لکھا نہ کہا، اس نے صرف ایک نبی کی توہین نہیں کی بلکہ سید انکسارات قدس تعالیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور تمام انبیاء کی بھی توہین کی ہے۔ کہتا ہے کہ منشی ابی مریم کوئی ہے جو میرے منبر پر
 قدم بھی رکھ سکے؟

مسلمانوں کی تکفیر | پھر یہ ایک کذاب اور بہت بڑا اداک شخص تھا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص

کو استہزاء کیا تھا، اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ جو کلمہ کرم آخری نبی میں آپ کے
 بعد قیامت تک بنیادی بیعت ہوگا مانا جاتا ہے، نہ کوئی ظنی نہ برتری۔ اور مسلمانوں کو یہ بھی قصہ ہے کہ
 نبیجات و فلاح دنیا کی جہاد آخرت کی صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی رہی تھی جنت بھی
 آپ کے اتباع سے ہی ملے گی۔ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے میری پیروی نہ کی اور مجھے یہ نہ مانا، تو اس
 نے میرا نام بھی نہ لیا، میرا پہاڑوں اور جنگوں میں رہتا ہو لیکن مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ بھی دائرہ اسلام
 خارج اور پکا کافر ہے۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور جنت میں اس شخص کو روضہ
 حج و زکرة سے دے گا جو تصور اقدس کسی نے نہیں بتلائے لیکن مرزا کہتا ہے کہ نہیں جو میں کہوں گا حلال و
 حرام اس کی بھی پیروی کرنا ہوگی۔

سرخ جہاد | ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ: "الجنة تحت ظلال العیوف جنت تلواروں کے

پے جہاد کتاب ہے اے جنت نصیب ہو کر وہ انگریز سے ہٹکے ہندو سے جہاد کرتا ہے تو انکس سے
 تلوار کا تلوار بھی پڑے گا تو بلا حساب کتاب کے جنت میں جلتے گا جہاد پر عقیدہ بھی ہے کہ الجہاد خاص
 الی یوم القیامة، جہاد قیامت تک جاری رہے گا، خصوصاً نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ ہر دور میں جب کفر کا
 مقابلہ قیام جہاد کریں گے، حتیٰ کہ حضور اقدس فرماتے ہیں کہ تم ہمارے ایمان اور تمہارا ملک بدکار اور بد عمل ہے
 اور تم اس سے ناراض بھی ہو کر رہو جب اس نے جہاد کا غرہ بند کیا تو اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔

ایوب خان سے کوئی خوش تھا؟ مگر جب اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہہ کر جہاد کا غرہ بند کیا تو سب کو
 معلوم ہے کہ منبر و مراب سے آواز اٹھی گا گے بڑھو یہ سونہ کی آ کر ایوب خان سے لڑیں خوش ہیں یا نہیں!
 یحییٰ خان شکر لڑائی ہے یا نہیں؟ جو مجھ سے مرگاہ وقت ہے جہاد کا۔ تو جہاد کی اتنی اہمیت ہے
 جہاد قیامت تک رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ میں قوم سے جہاد کا ٹکڑا گیا تو وہ قوم سے عزت ہو کر رہ
 رہ گئی، اصل زندگی جہان ہی میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ یَنْفَعُکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ لَمْ یَنْفَعِکُمْ شَيْئًا

مَنْ أَحْيَا نَفْسًا فَكَلِمَةً لَّنْ تَعْمُرُونَ •

انگریز کی اطاعت | امرنا قادیانی کہتا ہے کہ اب جہاد حرام ہے، قلعہ حرام ہے اور جہنم مسلمان کے اولیٰ میں انگریز کی مخالفت کا خیال گذرے تو وہ بھی جہنمی ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی امت کو جو پانچ بنیادی اصول اپنی دعوت کے ستارے اور وہ مرزائی مذہب کا کھنجر بنائے۔ جیسا کہ ہم مسلمانوں کے پانچ اصول کو دشہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہیں۔ تو مرزا قادیانی کے بنیادی اسباق میں یہ ہے کہ برطانیہ اور حکومت انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت و تابعداری کرنا ہوگی۔ اور ہم نے یہ بھی اصولی میں مرزا ناصر احمد سے تسلیم کروا لیا کہ یہ تو مجاہد مذہب کا کھنجر بنادیا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سب مباحث قوم کے سامنے بھی آئیں گے۔ انشاء اللہ جہاد کو مرزا نے بالکل حرام کیا، عراق، حبش، انگریزوں نے فتح کیا تو ان لوگوں نے غلہ ان میں چرا لیا، کیا، لوگوں نے کہا کہ مسلمان تو رو رو رہے ہیں کہ انگریز نے ایک اسلامی ملک پر قبضہ کر لیا ہے اور تم چلے گئے کر کے خوشامد ہے جو کہا ہاں ٹھیک ہے اس لیے کہ یہ انگریز تو جمہوری تالیف ہے اور یہ تلوار ہاں ہاں نیچے گئی ہاں مرزا نے قوم کی فوج بھی مٹا دی۔ چنانچہ فرنگی نے عراق کو پہلا گھبراہٹ ایک قادیانی کو متحرک کر کے لوگوں سے روٹی میں آسریوں کو فتح ہوئی تو مرزائیوں نے انہیں مبارکباد دی کہ شکر ہے کہ خدا نے انگریز کو کھانا کیا۔

ملک اور قوم سے غدار | انہیں عرض یہ کر رہا تھا کہ ان لوگوں کا کردار کیا ہے اور عظام اور ملک اور قوم سے غدار ہیں؟ پاکستان بننے کے بعد پہلے تو ان کا یہ اڑوہ تھا کہ کشمیر کو قادیانی ریاست بنا دیا جائے، انگریزوں سے سمان سبھر گئے تو انہوں نے جیسے بھڑوں اور ان کے عوام کا کام بنا دینے اس کے بعد مرزا بشیر الدین نے اپنے لوگوں کو تھپتھپائی کہ لوہے کا توبہ بہت وسیع ہے مگر مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے اس لیے قدرت تعاد کی بنا پر ہر مسلمان کو قادیانی ریاست بنانا بہت آسان ہے، انگریز وہ غیر آباد قبضہ ہے مگر جب اپنا ایک الگ صوبہ ہو گا تو ایک نشست ہوگی یہ بات بھی اصولی کہ بات میں مرزا ناصر سے منرائی گئی کہ انکا کیسے ہو سکتا تھا کہ تجربات سنا لے کہ میں جو دیکھوں یہ عہد ثابت کر دیا کہ تقسیم ہند کے وقت تحصیل گوراکھ پور جہاں قادیانی ہے انہوں نے خودی دینا دیا ۸ برس پیشتر کہ ہم ایک الگ فرقہ ہیں۔ اور لاڈ ماؤنٹیشن کو کہا کہ ہمیں بھی دیگر انڈینوں جیسا ملے وغیرہ کہ الگ نشستیں مقرر کرادی جائیں، اگر اس وقت یہ درخواست دی جوتی تو یہ مسلمانوں میں شہاد ہو جاتے اور شاید یہ علاقہ پاکستان کے ہاتھ میں ہوتا اور گریٹر بھی نہ نکلتا یہ تقسیم آخر میں پاکستان کے مختاری حق تو گویا ۲۸ سال پہلے ان کی جو درخواست تھی وہ کسرا بند کے آواز، ہر تیر کو اسمبلی کے درجے منظور ہوئی۔

الغرض انسان نہ انہ جانتے۔ بڑا خوشامد اور جی حضور کو دیکھ کر نہ تو اس میں وہ یاد
مونی ہیں اگر یہی عنوان جہاد بھی جو اس میں لگے اور ان کا تھا وہ بھی انگریز کی اتنی خدمت و تفریق نہیں
روئی اور کہا کہ کوئی تو کیا ایسا نہیں تو کوئی شریف انسان بھی نہیں کہلا سکتا اسے ہونا تو پوری بات ہے انہی
چاہے جس کا تصور تو ہم انگریز ہی والوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ مکہ و مکہ پر یہ کوہ و ام القیابا لہا اور نہ کہ
نیزائے تخت۔ اقبال پریشانی رہے تو قتل اللہ ہے اور وہ مسلمان عنوان ہے۔ یہ ایک نسبت ہے جو شریعت
کہ خلافت خیال کو بھی دل میں جو دے۔ تو اتنی چاہے تو کوئی بھی نہیں کر سکتا پھر ایک
ماہر حکومت کی انگریز کی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جب انگریز نے ہندوستان میں اگر قدم جمایا تو اس وقت انگریز کے
خلاف شاد عبدالموید اور دیگر کامر نے جہاد کا فتویٰ دیا، جہاد کا ایک اٹھ، سیکھ، اٹھ مسلمان بھائی
ہوئے اور جہاد کا نعرہ بلند ہوا تو مسلمان جہاد کے لیے جان و مال قربان کر رہے تیار ہو گئے۔ اگرچہ
تو اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کو غلام رکھنے کا علاج سوائے اس کے نہیں کہ ان کے دلوں سے جہاد کا
کا جذبہ نکال دیا جائے۔ اور اس کے لیے ایک فرقی ہی کھڑا کر دیا جائے اور وہ جہاد کو مرام قرار
دے۔ یہی تو وہ خود کا ششہ ہو جوتا تھا جس کا اتوار مزار نے اپنی خرید میں کیا تھا اس نے یہ بھی
لکھا کہ ششہ کے قدر میں بھی میرے والد نے یہی سونوار کھودیں تبت انگریز کوہ پیش کیے۔

پھر حال بڑی کم سنہاؤں کو ۱۰ سال سے لاکر بیٹھے کر رہے تھے اور جب یہ چیز اہل میں پیش
ہوئی تو اپنی مطلب بڑی کی ہے اس کا انکار کرنے کے، تو جب وہ عداوتیں پیش ہوئیں کہ تمہارے تو
مذہب کو نہ دانتے والوں کو دانتا اسلام سے غارن، کافر اور پکا کافر کہا ہے۔ تو کہا کہ اقربوں کی مکرمت
میں داخل ہیں اور ملت کے تین دائرے ہیں ایک اسلام، ایک اسلام ہے بچہ اور ایک تیسرے
ہے۔ رانا جلیق صاحب مرکزی وزیر ہیں اسلام سے باہر ملے جیاد ہے ہر نہ تھے میں ملے کہا
وزیر عداوت کیا جان ہے۔ ۶ جنس کر کہا مولانا ابھی لکھتے تھے کہ دہلی سے چھ بڑوں پرت
نہیں اس سے جبر کب نکالتے ہیں۔

معاشرتی تعلقات سے ہے مخالفت (۱) یہاں سے کہ کیا مسلمانوں کے معصوم بچوں پر جہاد کا
یہ کیا حکم ہے آپ کے بڑوں نے تو کہا تھا کہ باطل نامہ ہو گا
اور جس عورت پر نہ ہو سکھ، عیسائی، ہندو، جتانہ نہیں پڑو سکتے اسی طرح نہ مڑائی مسلمان بچوں کا گھر ہے
میں کہ کافر باپ کا کافر لالہ ہے۔ مسلمان کافر تو اس کا بچہ بھی کافر ہی ہو گا۔

نکاح کی بار دہلی کہ لڑکی کوئی مسلمان صورت فرنگی یا ہندو یا سکھ سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر نہیں تو کسی برائی صورت کا بھی مسلمان مرد سے نکاح جائز نہیں ایسے مرد کی مسلمانوں کی لڑکیاں دینے عقد میں لے سکتے ہیں جیسے کہ اہل کتاب کی۔ یہ مختصر نکاح کے بارے میں ان کا عقیدہ۔

الغرض چنانچہ اجماعی ہیں، قادر یا نبوی پر اجماع کے لئے بیسویں صدی کے مسلمانوں نے غلطی کی کہ ان میں سے چند کا انتخاب یہ تھا کہ جرج اور ویت کا محمد بنوہ تردد و بنا دھمکی باتیں رہیں۔ آخر یہ پاکستان کے یسائین میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا ذکر پہلے ہی موجود تھا، خدا اور قدرت پر غلطی کے حلقہ کی عبارت میں تو ختم نبوت کا قائل ہونا علی شہ تھا کہ مسلمان عزت و ہی ہو یا جو حضور نبی کو اللہ کا آخری نبی مانتا ہو، یہاں ایسی کسی کی بحث میں یہ لے کر آنا تھا کہ کیا مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں اور کیا اس کے پیروکار اس کو نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا ان کے نزدیک ان کے ماننے والے غیر برائی مسلمان ہیں یا کافر؟ تو یہ وہ والوں نے اور ان بعدی مرزا یوں نے بھی یہ سب چیزیں مانی ہیں اور قرار کیا کہ وہ ایک راستہ اور راہ ہیں۔

لاہوری فرقہ کی منافقت | اور لاہوریوں کا یہ وہ دونوں سے بڑا تو منفی خلافت اور گمراہی نشانی کا تھا لیکن وہی منافقت سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے حال میں چھڑانے کے لئے مسلمانوں کو مسلمان کہنے لگے، جرج کے دوران لاہوریوں نے بھی قرار کیا کہ تم کو یہ حقیقی مسلمان تو نہیں ہو البتہ عازمی مسلمان ہو۔ اور یہ مرزا یوں سے اس دور پر لڑاؤ کے بارے میں پوچھا جائے مسلمانوں کو کافر بھی سمجھتے ہو اور ان کے لئے مسلمان کا نام بھی استعمال کرتے ہو تو جواب دیا کہ حقیقی مسلمان تو نہیں ہو البتہ دنیا میں ایک قوم مسلمان کے نام سے معروف ہے۔ اس لیے ہم بھی عرفاً تمہیں مسلمان کہتے ہیں۔ یہ وہ وہ قوم تھی جو حضرت موسیٰ پر ایمان تو لائی مگر حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد پر ان کا کہنے کے بعد کافر ہو گئے، قوم جو ابھی تک یہودی نام سے ہیں، عیسائی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نبوت کا انکار کر کے کافر ہو گئے عیسائی مذہب کے ٹکڑے تھے اب بھی عیسائی ہیں، اور جس طرح حیدر اللہ نامی شخص اللہ کی سرکشی اور نافرمانی کے باوجود حیدر اللہ کہلاتا ہے، حقیقی نہیں صرف نام کی نسبت کی وجہ سے، اسی طرح ہم نے بھی کہیں کہیں مسلمانوں کو مسلمان کہا۔ لاہوری مرزا یوں نے مرید بنی۔ نبول ہی اللہ علیہ وسلم کے صلیب کے صلیب میں اصراف کی کفری تھا۔ الغرض جب زلزلے سال سے وہ خود بھی کافر کہتے رہے سمجھتے رہے اور پنے آپ کو ایک انت اور یہ وہ کتاب انہیں اپنے ماننے والے ان کافروں میں شرکت پر امر اور رخصت و فادہ حاصل کرنے اور دہرے دہرے

بکشت و مہاجرت اور دور دورہ تہذیب و تمدن کے ساتھ اور بڑی مروتوں کے ساتھ سب سے سب کا ان
 نے انہی میں پڑائیں کر میں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس شخص نے جس نوع سے بھی
 اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور جو کسی پر ایمان لایا، اسے مذہبی مسلح سمجھا وہ غیر مسلم ہو گا اور جزائی قادیانی
 لاہوری جو نوکروا حق نہ کہلاتے ہیں غیر مسلم اہلیت ہیں۔ اب قیامت تک اس ملک میں انشاء اللہ تو ایسی
 نبوت کا چھوٹا دعویٰ نہیں کر سکے گا۔ اور جہاں تک انہیوں کے تحفظ کا مسئلہ ہے تو حالتِ امن ہندو سکھ
 عیسائی سب ہیں مگر مسلمان ان سب کا تحفظ کرتے ہیں، قوانین موجود ہیں، اسلام کی تعلیمات ہیں، ہم ان
 دینداروں کا بھی تحفظ کریں گے، مسلمان و مسیحات میں ہندو سکھ، عیسائی سے بھی مسودا صلحت فرماتے ہیں مگر
 وہ انہیں غیر مسلم جانتے ہیں یہ غلط فہمی۔ یہی غور پر دھوکہ دہی کے اور مارا پستقین بن جائیں، مگر اب مارا دینا
 پر قانونی عمل کی حیثیت اٹھانے سے بچنا اور جلتے کے بعد یہ غلطو کم ہو گا کہ یہ ساری دھم سے لہو تو یہ رو دکار کا
 بڑے سے بڑا قزم اور انعام ہے کہ قوم کا، ملک کا، دین کا تحفظ ہو گیا۔ ہمارے دیگر بھارت میں اصولاً
 وزیراعظم نے مان لیے ہیں۔ اب دیکھیں وہی جہاد پران کو فائر نہ کھنا چاہئے آپ سے دشمنی کرنا ہے۔ اب
 ہمارے سارے دلائل قائم کرنے اور ہر طرح دشمنی کرنے سے یہ لوگ کوئی دریغ نہیں کریں گے، نہ بھولتے
 دو قوم سے بھلائی کریں گے، اس لیے ضرورت اس امر کہ ہے کہ انہیں جلد جلد گدی چھڑوں سے ہٹا دیا جائے
 پاکستان کے اندر رہنے کے نام سے تمام قادیانی ریاست ختم کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی حدود | قرآن و حدیث نے اپنے نفس و کرم سے اپنے دین کی حفاظت نہ کرنا، ان شرعیہ کی کوئی
 نشان کے مسلمان غائب علم جلا جہیز بنیوں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے، ساری قوم انہی
 لازم و تجاوزات، عوام و طبلاء مسجد نے جرات الہی کا ثبوت دیا، ابتدائی تین دن تک تحریک کا مرکز سے
 یکایک نہ تھی تو کچھ گڑبڑ ہوئی، پھر مجلس عمل کی تشکیل ہو گئی، ساری جماعتیں اس میں شامی ہو گئیں سب
 نے حلف اٹھا کر اس مسئلہ میں سیاست بازی نہ ہو کر سب حضور کے دلائل و آیات فی اللہ علی وسلم کے مطلق
 اور اسلام کی خاطر اس تحریک کو چلائیں گے۔ بہت بڑے دوچار افسروں نے بھلے دہم میں ایک میٹنگ
 کے بعد کہا کہ کیا کرنا ہے؟ ہم صرف کسمپرسی متظر ہیں گے، انہیں نے پوچھا پھر کیا کرو گے؟ کہا پھر
 آپ سب کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ اسلام آباد کے تمام ملازمین نے
 ایمان و عزیمت کے عجیب مظاہرے کیے، اللہ تعالیٰ نے ساری قوم کو متفق کر دیا، مجلس عمل نے تدبیر
 سے کام لیا، سرکاروں کی قیادت میں بحالی، پھر اسمبلی میں حزب اختلاف کے ملحد اور جاحلوں نے مجلس عمل
 کی مخالفت میں کام کیا۔ پھر پوری قومی اسمبلی کی ایک حزب احمدیہ اور ایک حزب اختلاف اس جہاد میں شریک ہو گئی

اور اس کو فتح نصیب ہوئی، اور اپنی آسمانی اور ان کے کرم سے فتح ہوئی کہ مہرے تو جنہو پر حق مسلم کا
حق کا وادہ ہونے کا، جس طرح انقلاب کے مقابلہ میں ہزاروں میں بڑے نے جان ل فرمائی دی کہ ہزاروں افراد اور
مترکہ تہ تیغ کیے گئے اور یہ تو جس اللہ کا فضل و کرم ہے کہ یہاں میلہ پیاب کے مقابلہ میں صرف چار مسلمان
شہید ہوئے، اسلامی قوم کو ذرا سی غصت کرنی پڑی اور فتح غلبہ حاصل ہو گئی، اور اس راہ میں چار مسلمان
قوم شہید ہو جانے اور نامور بزرگ قوم کو موت محفوظ ہو جانے تو یہ بھی بہت بڑی فتح ہو جاتی۔

اب ہمارا اللہ اللہ تعالیٰ اس ملک، قوم کو اس سنگدل مدد سے اپنے فضل و کرم سے مالا مال کر
دے گا، اس مسئلہ کا کریدلے ہو، یہاں قوم و ممالک، پہلی کو پہنچتا ہے، ہم ملنے لگا تو کام ہی جی ہے موضوع
ہی توجہ و رسالت چنے ہو کہ جسے شیعہ کے ملے میں ہم کہیں تو ہی پہلی تہہ اور نہ میں ایک دوسرے سے
بغضت سے کی کر شہر ہر گز نہ رہا کہ کوئی شہر نہ رہے، محمد قدس آج پاکستان کو حقیت پر ہو کہ مسلم مہر و شہر مبارک
ہے، یوں جہدی کے اکابر کی فرمایاں رنگ لائیں ہر گز غشی میں نہ جانی تقسیم ہو رہی ہے، ایک دوسرے
کو مینا کہا وری چار رہا ہے، آج نماز وجود کے بعد اللہ تعالیٰ با رکہ میں رکوعت شکر اُن کی ہو رہا ہے
بعد اسی داخل ہیں ہونا چاہیے ہو کہ پہلے سے بھی زیادہ شہید کی سے ان پر نظر رکھیں ہوئی، دیکھ کر قاریانی
انتہائی مسلم ہیں، ان کی پشت پر اہر یکہ برطانیہ اور مسیحی حاکمین ہیں، اگر یہ لوگ دینی ہر گز ہر امن ہر کر
رہتے ہیں تو ان کی حیثیت دوسری ہوئی، اور اگر تمہا رب نہیں، تو تمہا عہدہ کا پاس رکھیں، مسلمانوں اور
ماہر اسلام کے خلاف کام کریں تو پھر مسلمانوں کو بھی مناسب طرز عمل اختیار کرنا پڑے گا، ان کا سیاسی
استنباط کرنا ہو گا۔ اب اللہ کی بارگاہ میں سجدہ و ریت ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شامل رکھے اور شہداء اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و
شکوہت قیامت تک بلند ہوتی رہے، آمین۔ ؎ اَیُّوْهُنَّ لَعْنُوْا اَیُّوْہُ الْخَلْفَہُ الْبَاقِیَہُ تَبٰرَکَ تَعَالٰی ؕ



مسلمانوں کی فتحِ مبین

مدرسہ پاکستان نے جلال محمد فیضان الحق کے قادیانیت کے بارہ مرتبہ جاری کردہ اہل اذہان و اذہان سے
برابر اذہانیت اذہان صاحب مہتمم اسلام حقانہ کا طوطی اور پرنسپل جعفر مہتمم مابین اذہانیت سے
جسٹس خدایت ہے۔ (مترجم)

﴿مترجم﴾

قادیانیوں کے بارہ میں عدلیہ ملک جلال محمد فیضان الحق کی جانب سے جاری کردہ اذہان و اذہان کے پیرو
مسئلہ پنجاب، مبنی کذاب مرزا غلام احمد دہلوی کے پیروکاروں و قادیانی اور قادیانیوں کے پیروکاروں کو
برطانیہ کی خلافت اسلام پر گروہوں سے روک دیا گیا ہے اور قادیانیت پاکستان میں ایک نئی دھڑا ۱۹۹۷ء
شامل کر دی گئی ہے جس کی زد سے قادیانی اسلام اور مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات استعمال نہیں کر
سکیں گے، منہ اذان دے سکیں گے، ذاتی عبادت گاہوں کو مسجد کہیں گے، انہیں اپنے آپ کو بالواسطہ
مسلمان خطاب کریں گے اور مزید اچھے مذہب کو اسلام کا نام دے کر اس کی تبلیغ و تشریح کریں گے،
ذاتی ایسی برکت کے مجاز ہوں گے جس سے مسلمانوں کے احساسات و جذبات مجروح ہوں۔

پروفیسر آئیڈینس، کٹھن اہم، سبابت فروری، مقبول اور قطعی تہذیب و تہذیب ہے اور کٹھن تہذیب اور
دور رس تہذیب کا حامل ہے؟ اس کا اندازہ وہ لوگ کریں گے جن کی تہذیب و تہذیب کی تاریخ پر غور، محرو
عراق اور ملت مسلمہ کے خلاف اس جماعت کی ریشہ و تہذیب، کٹھن و تہذیب اور اسلام دشمنی کے
منظم اور مربوط و ہمہ گیر منصوبوں پر ہے مسلمانوں کے جن خاصہ طاقت اور اسلام اور دین
سرشار قادیانی اور اذہان کو اللہ تعالیٰ نے سرزیت کے بارہ میں دل بیتا اور درست شرح صدر سے نواز
تھا نہیں لے اس مہدی کے آغاز ہی سے علمی، شعری، سیاسی اور عوامی اتحاد اور دین و دین سے شہ و شہ سے
اس کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی مضمرات سے مسلمانوں کو اور برصغیر کی حکومتوں کو آگاہ کرنا، اپنا
اولین فریضہ سمجھا، وہ نازک اور پرخطر حالات میں بھی غلط جہاد لہرانے دے، انہیں ملکاں تہذیب
اور مسلمانوں کو اس مہم آستین سے بچنے کے لیے جنم دے رہے۔ علامہ اور شاہ کشمیریؒ پر صاحب
گورنر تہذیب، منظر اسلام علامہ محمد اجازت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کی پیروی

جماعت مولانا غلام علی خان، بشیر بخش کاشمیری، علامہ یوسف بنوری اور ایسے ہزاروں علماء و مفتخرین،
 زعماء اور محققین، مراطہ صحافی اور مبلغ تھے جن کا زندگی کا اہم ترین مشن ان ساری خانہ آجین اور ملتویجہ
 تہذیب و ثقافت کی ترقی و ترقیت کا مناسب اور تعاقب رہا، جنہوں نے شوالیہ پیرائے کے نام پر ختم نموت کی مخالفت
 کی، وہ جدیدین اپنے زمانہ کیال تکی دیں، اور دیکھئے سعادت مند تھے جو اس راہ میں کوئی کمزور غصیت نہ ہارت
 رہے مگر ہرگز ہوسے اور شقاوت آفا کے دو جہاں اور خوشنہ وئی تھی، ڈھنڈ و آخر ہی کی یہ سعادت
 سے علا مان ہوئے۔

ان تمام قبائلیوں کے نتیجے میں اور ملت کے مسلمانوں کے ہر وجود اور اتحاد کے نتیجے میں
 یہ نتیجہ سامنے آیا جس حوالیہ کو اسے جوہر ہے جس کو کہ اس وقت کی بے دین حکومت نے کھٹے چمک دیئے
 اور اس میں تمام قبائلیوں کو یکساں تسلیم کیا، یہ تمام باتیں کے خلاف مسلمانوں کی اہمیت
 فتح کی فکر اس وقت کی حکومت، علماء اور مسلمانوں کے مسلسل مطالبہ کے باوجود اس دستور کے عملی
 تقاضوں کو نظر انداز کرتی رہی اور تمام قبائلیوں کے بارے میں کسی قسم کی قانون سازیت نہ کر رہی تھی بلکہ
 یہاں تک کہ موجودہ حکومت کا دور تو ایسا گزرا کہ وہاں کی وہاں ہی رہی مسلمانوں کی یہ دستور کی عملی
 تکفیر کی قبول نہ دیکھنے کی وجہ سے کاشمیری اور یہی فتح رہی، نتیجتاً ان کی یہی پیشہ، اور ملائیم
 دانش اور فاضلہ کی سرگرمیوں میں شکست رہا۔ اور مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی کی گہری آواز اٹھ رہی تھی
 رہی بالآخر ایک بار، آگ اندر ہی اندر کھلتی رہی، اور یہی جوش و خروش رہا جس نے ان کی تین گروہوں کو جس
 نے کاسر تحفظ ختم ہوئے، اور اس کی کئی ساتھی مجلس عمل کے بروقت احساس اور خاص رینی و تہذیبی
 تحریک کے نتیجے میں موجودہ حکومت اور اس کے سربراہ جناب بھڑلہ بھڑلہ، حتیٰ صاحب کو قوتوں کی کڑی
 اس شجورہ نصیحت، اس آڈیشن کی شکل میں کڑی ضرب لگے دیں، درحقیقت کے بارے میں طویل مہینوں کے
 کے اس بے شکام گھوڑے کا کام تک پہنچا۔

یہ تصویر ایک ایسا چٹا پتلا اور روشن ہے جس سے ہمارے آگاہ کی پچھلی ایک صفحہ کی گزرتا
 محفل نے ٹکڑی میں اور مجید و عقل کا ایک طویل سفر منزل آستانہ ہوا گیا ہے، عالم اسلام کو عرف اور
 صرف دینی ایشیاء و افریقیہ خطرات میں مبتلا کر دینے والے دشمن اسلام، خانہ آجین و قادیان کا یہ مخالف پاک
 کر دیا گیا، اور کئی ایک صدیوں کے مسلمانوں کے لیے سوا ان دو جہاں مسلمانوں کی منزلت مل ہو گیا ہے۔

بلاشبہ ایک ایسا روح پرور اور ایمان آخری فیصلہ ہے جس کے تحت ساری کائنات منور اور مسکین کا خوشرو سے نکلنے میں مدد ملے گی۔ علامہ غفرلہ میں بہار انکس ہے اور عالم طہریں میں علامہ شریف، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، علامہ قبالہ اور حضرت بنوری کی ارواح کی آسودگی میں اضافہ ہو گیا ہے اور دوسری طرف کلمہ بھڑک گیا ہے۔ اختلاف کی مہر نہ زمین میں ہو گئی اور دنیوی تعصب و تعصب کے کفر سے چونکہ غالب ہو گئے ہیں، اہل کلمہ نے اختلاف اور جمعی توحید کے غلط کردار کی تاریخ لکھ کر رکھی ہے۔ یہ فیصلہ انہی کے نام لیا اور شرافت کی بجائے اسے مذہب، ایمان اور حقیقت ناموں پر رسالت کی ترجمانی کرنا والا فیصلہ قرار دیتے ہیں ایک ایسا فیصلہ جسے غلط اسلامیہ کا تاریخ میں ہمیشہ ملی اور مستند بی تردید سے لکھا جائے گا۔

اس ضخیم خوش فہم مقدمہ سے اثر شریک ہیں ایک توجہ دہانے والے آریا جہان میں جو کچھ معاہدہ میں اس عہد تک بتو میں کرم جب تک دو بیلائے معبود حکومت و اللہ اسے ہلکا نہ ہو جائے کہ ان کی آنکھیں کھل سکیں کی راہوں پر چلتے ہوئے دیر پر دستہ بستہ نکلیں گے، ان کے لئے کچھ تو ایسے ہیں کہ جن سے قلب و ذہن میں ایمان اور مذہب کی کوئی کرن پڑتی ہی نہیں کہ وہ ہرل از ہم ۵ و نیت اور سیکر از ہم کی غلطیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کچھ وہ جو تمام نبیوں اور پیغمبروں کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی دشمنی خیال کرنے میں خواہ وہ لفظ اسلام کا جو یا غلط حقیر توحید کا یا توہم و فکری غلطی تسلیم اور معاشی استحکام اور معاشی امن و سکون کا، انہیں اگر کوئی سرکار سے توجہ و توجہ اور انکسول سے خواہ اس کے نتیجے میں پوری قوم نے سب سے فکری انتشار باہمی اتفاق و اختلاف پیدا ہو جائے، ان جہات اور طاقتوں کے اس کا شکریہ ادا نہ ہو جائے، اس لحاظ سے اس فیصلہ کا یہ پہلو خاص طور سے مسلمانوں کو دعویت فکری سے رہا ہے کہ سیاست و جمہوریت کے علمبردار اکثر لیڈر بالخصوص محمد مجتبیٰ کو رازا کے داعیوں کے ان کی ذہنی میں نہ صرف اس فیصلہ پر غور کیا ہے بلکہ بعض ایسی فکری تاخیرات کے بغیر طبعی ذہن ان کے دنوں میں قادیانوں کے لیے نرم گوشے نہ بنے آگئے اور کچھ تو بے ہوشی سے اس فیصلہ کو دیکھ کر دیکھ کر انہوں کا نشانہ بنایا ہے مولیٰ ہے، تراویح و قدرت ملک کی خوشنودی اس میں میں بیخ کنال نکال کر قادیانوں کو خوش کرنے کی سعی ہو گی۔ بلاشبہ فیصلہ معاہدہ میں نہ سے ہر جگہ کی رہنمائی نہ کہ شامیں ہیں، خطروں کے گراں در گراں، اور طرز عمل کے تقویر میں قادیانی فرقہ اب آپ کو ایسے سیاسی عناصر کی گود میں ڈالے گا اور لادینی سیاسی عناصر اور طالع آزمایا سیاستوں کی تعداد آگے

پہلے کو مرزا یوں کی سیاسی ہنگامہ اور مصائب سے لگا۔

بہر حال اب اس انقلابی اقدام کے کچھ لازمی اور منطقی تقاضے ہیں جو حکومت وقت نے فوری طور پر جوڑے کرنے ہیں۔ انکو یہ قسمی مسائل کا اندازہ رکھنا عام طور پر وقت کو نالیا اور سالی کو رخصت دینا بہت لگ بھگ کسی کسی طرح سمجھا جاتا ہے اور کوئی نازاں نہ جو۔ جس پالیسی کی وجہ سے اسلامی نظام کا ٹانگی ایک ایسی ہندوئی میں پھنس کر رہ گئی ہے کہ نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے، چاروں پہیے چل تو رہے ہیں مگر ستر کھن اور منزل قریب قریب جا رہی ہے، انیس مرزا یوں کے بارہ میں یہ گڑبڑی نہیں براری کر کے اس سے ایک ذریعہ مٹانے کو مارا نہیں بلکہ صرف زخمی کیلئے ہے اور جب یہ مٹا دیا جائے تو وہ کوئی بھی امور ملت مستحکم اور پاکستان کو ٹوٹنے کا خائف نہیں کرے گا وہ کوئی معمولی شے نہیں بلکہ وہ عالمی سامراجیت کا خود کا مشتہ پورا اور مہم جوئی اور برطانوی کے بعد اب امریکی سامراج کا پروردہ ہے، وہ عالم اسلام کے تحفظ اور جہاد کے خلاف سامراجوں کا خلیفہ اختیار ہے، وہ اسرائیل کا کاشت ہے جس کی فوری سیاسی سرگرمیاں اور محرکات اور منصوبوں کی تفصیلات ہماری مثال کے ساتھ "قادیان سے امریکی ملک" میں پڑھی جاسکتی ہیں، اور وہ رقبہ ہی ہے اپنے دور پر وہ منصوبوں میں شمالی میل مغربی نظم و ضبط، ہمسایہ اور گہرے علاقوں کا رنج و کد، دے رہا ہے۔ پاکستان تو یہ مہم پنجاب اور ہمسایہ ممالک میں پاکستان اور عالم عرب قیام اسرائیل کی شکل میں اس کا خیر نہ جنگلت پر کا ہے۔ عوامی جہاد ویاں حاصل کرنا، سیاسی لیڈروں سے اپنے مفادات کا حصول، ملکی نظام کے لیے رجالی کارکن کی تبدیلی اور کیدی مٹا دینا، کٹر ویاں حاصل کرنا عالمی رائے عامہ کو گمراہ کر کے لیے اس کے مخصوص سامراجی پھلنے سے جس اور ہوشیاری سے ایسا ہاتھ مارتا ہے کہ پوری قوم سیاسی اور معاشی سطح پر غلامانہ مشقی سے طرغیادہ و تیار دشمن پھر بھی نگاہوں سے غائب و نہا ہے۔ اب ایسے دھم پر جو جوہ آؤ ان کی شکل میں کاری نہ پگھلنے کے بعد اگر وہ اپنی مثال اور گمراہ وسیع انداز اور روادار کے کام لیا گیا تو یقیناً نہ تو یہ اس ملک کی بقا کا سوا کام کے ہے مفید ہوگا اور نہ اس مارٹنٹس کو براری کرنے والے۔ یہ ملکیت کے لیے کردہ اب ان دونوں پر پھر چڑھ کر کے گا، اس لیے وقت کا اور میں قانا ہے کہ فوری طور پر۔

- ۱۔ قائم علیہ بالخصوص فوج کے اہم مناصب سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔
- ۲۔ فلسفہ کے اندر اس کی تنظیموں، سرگرمیوں، اور مرکز، دفاتر بالخصوص چٹا کوئٹہ، دیوبند، پشاور، لاہور، کراچی، کھٹکے دیکھی جائے۔

۳۔ اس کے تمام تجزیہ، دستاویزات اور شجرہ کی پڑتال کی جائے اور اس رڈ ٹینس کی رو میں آنے والی ہر جھڑپ اور غلطی کو ملحوظ رکھ کر کیا جائے۔

۴۔ ہر وہ ملک جو اسے عالم اسلام کو اس اقدام کی حمایت سے آگاہ کیا جائے اور عالم اسلام کے ایسے ہی اقدامات اور تقاضوں کا خیال لی ایل کی جائے۔

۵۔ ساری دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں اور خارجہ امور سے وابستہ اداروں سے تقابلیوں کی مکمل نظر پر کی جائے۔

۶۔ اپنے مخالف اتحادیوں اور علمی و فنی تنظیموں کے ذریعے غیر مسلم دنیا میں، اسی فرقہ کی سرگرمیوں اور منصوبوں اور ہر بات کی نقیصہ و حرکت پر بڑی توجہ رکھی جائے۔

۷۔ اس فیصلے کے خلاف بیرونی دنیا کو آگاہ کرنے والے قاریائی اور علمی پروپاگنڈہ کا مضبوط اور بھرپور جواب دینے کے اختیارات کیے جائیں۔

۸۔ مرزئیوں کی دہریہ و نیم فوجی قسم کی تنظیموں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔

۹۔ قومی استقامتی لٹریچر اور پمپوٹ میں مذہب کی نشاندہی کے فوری اختیارات کیے جائیں تاکہ کوئی قادیانی "اسلم" کے روپ میں عالم اسلام یا مخصوص عالم عرب و مسلمانوں کے برابر نہ ہو جائے۔

۱۰۔ پیشہ دانوں کا مرکز نہ بناسکے اور اگر کوئی قادیانی ہے تو وہ اپنی تشکیلات کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ آئندہ کے لیے گھروں اور مدارس کے اس سلسلہ خدمت کے تدارک کے لیے لکھی ہے کہ اس کی سزا دے اور تلافی کی جائے۔

۱۱۔ اس بات کے خود قادیانی شریکوں سے تحریری فتوایہ و فتوے کی ذمہ داری مرکز اسرائیل میں قائم ہے

اور اس کے روابط و رجوع سے ہیں۔ قادیانی تنظیمیں "اسرائیل جاتے ہیں اگر وہ راست نہیں تو بھول

سے برعکس، مارشلس، جبرافچی، نامیجر یا اور دیگر افریقی ریاستوں، یورپ، ملک کے تمام علاقہ

وہاں سے اسرائیل جاتے ہیں۔ ایسے نام نہاد و مصلحتی تنظیمی، ملوث، مشہور و بے جا پابندی لگائی

جائے۔ یہ کئے ختم اور انہوں کی بات ہے کہ ایسے اسلامی جمہوری ملک کا زبردستی غیر وہاں ہر ایک

اسلام اور عربیہ تحریک کے خلاف بغاوت پھیلے ہیں اور اسلام دشمنی کا ہر پہلو ان کے لیے ہے۔

مسلمانوں کو اپنے وطن و مغرب کے دامن زد ویر میں جھینٹاتے ہیں "اور پاکستانی زیادہ سے زیادہ

مغرب پاکستان بلکہ عالم عرب کے خلاف اسلام دشمنی کا دھندہ جاری رکھیں۔

۱۲۔ راجہ کی مرافقہ تحریک کی معاشی خدمات، ماحولیات اور خوش عقیدہ گی کے بہتھنوں میں بکڑے ہوئے

پیر کاروں کے مالی اور اقتصادی استحصال پر قائم ہے وہ ایجاب لی میں چھٹے ہوئے ہیں کہ
 بے فوٹو پسینہ کی کھائی لازماً مرزائی پچائیت کی نذر بنائی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس استحصال
 کے بغیر وہ ماضی و سماجی معائنہ سے رہائی ان مجبور و بے بس پیر کاروں کے لئے ناممکن ہو جاتی ہے
 وہ مجبور اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اور بعد از مرگ ساری جائیداد کا دسواں حصہ صدارتِ انجمنِ احمدیہ
 کے نام منتقل کرتے رہتے ہیں۔ ایسی بہت بڑی جائیداد مرزائی سربراہان کے نام ہے اور
 یہاں کی معاشی افراتفری میں اس معاملے کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ یہ مرزائیوں کے استحصال
 سے تھکنٹے ہیں جن پر از سر نو نظر ڈالنے کا ضرورت ہے، اس سے نہ صرف مسلمان مطمئن ہو سکتے
 ہیں بلکہ دنیاوی استحصال کا شکار تادیانی فرقے کے لوگ بھی نجات پا کر اپنے مذہب اور
 عقیدہ کے بارے میں از سر نو آواز و فیصلہ کر سکیں گے۔

واللہ اعلم الحق وهو ہدیٰ لبطل



قادیانیت کے بارے میں قومی اسمبلی کا منفرد فیصلہ واسکے

ذیل جم تقاضے

ایڈیٹر ایسٹ افریقہ کاسٹل آف ریشم سیریز میں فضل زعماء ملک ملت کے جواہرات

سوالنامہ

- (۱) آئینی فیصلہ کے بارے میں آپ کے تاثرات اور ضمانت کیا ہیں؟
- (۲) کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی ہے؟
- (۳) ملک و بیرون ملک قادیانی فتنے کے سیاسی اور دینی اثرات کیا ہیں؟
- (۴) ایسے جہلک اثرات کے تعاقب کا طریقہ کار اور لاٹوال کیا ہو سکتا ہے؟

— روحنا، جمع اخذہ ہند شریعت الحق —



محضرو! مکمل ان فضائل الشجرہ المؤمنہ، بشا عروہ، ابکلت ت
سلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

ایضاً محمد صالح المنجد
سیکرٹری جنرل اعلیٰ تعلیم اسلامی کونسل

تسلیم دعا علیکم کبریہ رقم ۹۰۰۰ تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۷۷ء

انشو امر تم یہاں سے اپنے حکم و اتباع الخوان المسلمین بما فرزہ ابعیتنا لوجوبہ بشأن
اطاعتہ وشاریانہ واعتیادھا اقلیہ غیر الا سلامیہ

والواقع ان ذلک فصل من اللہ حیث جاء الحق وزهق الباطل ان ہذا العتق
عاشت فی الارض فسادا ونشرت رعایتہا اضلالہ زہا نفعہ وقدمین عامار سطرین عن
انکار کثیر من المسلمین، و رہا ہدایہ حیث وقعا فی شر الا سلامیہ

واسانہ اللہ تعالیٰ علی ما اصاب ہذا الاطاعتہ الضالہ من نزک وقد اقتضی امرہا
وما شہد من عواصل امر قہ بین المسلمین فی سیاستہ والجمع علی السواء ویرجع اللہ اکلہ
تقوم لہا قائمہ بعد اللہ ان ان ینہ بہ اخواننا المسلمین فی دہا شہدوا باہا التی

و مکایدها نشو ویرھا منہ السالین الحقیقین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الامین العالم محمد صالح المنجد ۱۳/ ۱۲/ ۱۴۲۹ھ

(ترجمہ) قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارے میں قومی اہل کے شاذ رائے غلطی آپ کی اور تمام مسلمانوں کی مشترکوں کی غمازی کرنے والا لکھی نام موصول ہوا۔ وحقیقت یہ ائمہ کا فعل و کرم سے کہ حق غالب ہوا اور اہل مل گیا۔ اسلئے کہ اس فرقہ مخالفانہ زمین میں نفاذ پر کار رکھا تھا اور اس کی گروہ کی صورت و صورت تقریباً ۱۵ لاکھ بھلیاتی رہی جو یہاں پر اور زیادہ ہیں بہت سے مسلمانوں کی عمریں عمری اور کج روی کا زریعہ بنی، آج ہم اس فرقہ مخالف کی روانی اور مسلمانوں میں اس کی سیاسی اور اجتماعی اور فرقہ انگیزوں اور بدلتی رویوں کی قلعی کھل جانے پر افسردہ خالی کی حمد و اکرستہ ہیں اور افسوسہ امید کرتے ہیں کہ اس کے بعد اس فرقہ کے قدم کہیں نہ چمکیں گے۔ ہمیں تو یقین ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ان لوگوں کی مانند شوں غیظہ مرم مضروبوں اور ان فریب کا یہاں پر گہری نظر رکھیں گے جو یہ لوگ سچے اور حقیقی مسلمانوں کے خلاف ہر وہ کھلائے رہت ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (ریکٹر کی جنرل رابطہ عالم اسلامی محمد صالح المنجد ۱۳/ ۱۲/ ۱۴۲۹ھ)

حضرت مولانا مفتی محمد صالح قادیانیت علماء اسلام
شیخ الحدیث قاسم العلوم ٹیلان
الحمد لله وحده وان يظنوه واسلوا
من الانبياء بعدد رطل الهم وصحبہ و
من اهل جنتہ۔

پاکستان کی پارلیمنٹ نے عقیدہ ختم نبوت کو دستور کی تحفظ دے کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یقیناً یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے، اس مسئلے میں یورپی قوم اور پاکستانی ملت اندر مل کر ایک پارلیمنٹ بنا کر اہل حق کے حق میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اراکین خصوصیت سے حق تحریک ہیں جنہوں نے نین ماہ کی فوجی جدوجہد میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل کر اور حکومت کے ہر تشدد کا نشانہ بن کر اس تحریک کو کھلیا۔ بنایا، بہت سے مقامات پر پولیس نے وحشیانہ لاشیں چار ج کیا اور ساجڑی جوتوں سمیت، غل بھر کر لگایا۔ نیت مسلمانوں پر بار اور ظلم کیا، قادیانوں میں غلامیوں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض بھلائی غرض کرشمہ واکرمی تھی ہیں کہ جن کا ذکر بھی کسی شریف انسان کے لیے ممکن نہیں، بعض مقامات پر شہیدوں نے خون کا غدا بھی پیش کیا، سیر مال جن حضرات نے بھی اس مسئلہ میں کوئی خدمت، محنت اور قربانی شہیدیت اور مظلومی سے ہوئی کہ ہے یہ سچا ہے کہ اس کی نجات اُردی کے لیے کافی ہے۔ اس مسئلہ میں بعض غیبتہ قسم کے لوگوں کے متعلق یہ سچا سچت ہے، ہوتا ہے کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کے اسی حل کا سربراہ اور

وزیر اعظم جسٹس کے سر اندھنے کی سنی باشندوں میں معروف ہیں، مسٹر جسٹس نے غلامی جہد جہد کے ساتھ
 مجبور ہو کر اس فیصلہ کی تصدیق کی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ کسلی کے اندر اور باہر انہیں کی مشکلات کا
 سامنا ہوتا ہے، جس کے بعد ہمیں یہ اختیار دیا گئے ہیں۔ ہم جب پوری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں تو ہم
 نے کبھی کبھی سے کام نہیں لیا، بلکہ پوری قوم کو انہیں اور ان کی قوم کو تسلی کیجیے، بغیر یہ کہ تحریک میں
 کیا ہے۔ نہ ہم نے اپنی جماعت کے لیے کریڈٹ لینے کی کوشش کی ہے نہ ہم اس خالص مذہبی مسئلے
 کو سیاسی دائرہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں، ہم تو صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس
 جہد جہد کو قبول فرما کر ہماری کینسرٹیک کار کو اس کا شرف دینا اور آخرت میں عطا فرمائے۔

صغیر پاک و ہند کے لوگوں نے برطانوی سامراج کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے
 آزادی کا مطالبہ کیا، جہد جہد کے آخر جہد جہد کا سیلاب ہوئی اور برطانیہ یسیر پارٹی کی گورنمنٹ و اس
 وقت کے وزیر اعظم مسٹر ڈیلے نے ہر جمہوری مطالبہ تسلیم کر کے ہمیں آزادی دی، تو کیا اس وقت
 کی آزادی کے لیے مسٹر ڈیلے اور یسیر پارٹی کی برطانوی گورنمنٹ کے نعرے لگائے جائیں یا عوام
 تحریک آزادی کو زندہ یاد کیا جائے؟

تادمہ واقعہ یہ کہ ہر اور نئے فرانس کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے بعد سات لاکھ سے
 دس لاکھ تک بھاری کافرین پیش کیا، آزاد فرانس کی حکومت کو آزادی کا غلامی کا تسلیم کر کے انگریز
 کو آزاد کرنا پڑا، تو کیا اب فرانس اور جنرل ڈیگال ہمارے ہمارے کے مستحق ہیں یا انگریز کے شہر اور بھاری
 انڈونیشی عوام نے سوئیکاروں کی زیر قیادت طویل جہد جہد کے بعد فریج قوم سے آزادی
 حاصل کی، فریج قوم نے مطالبہ کیا، اب کون مہر کیا دے گا مستحق ہے؟ فریج قوم یا انڈونیشی عوام؟

بہرحال ختم نبوت کی تحریک کے بجاہدین کے خلاف غلامی و تشدد و خونریزی اور بہت کھرم
 جس کے کھلے میں بھی پڑتا ہے کم از کم تحریک کی کامیابی کا سہرا ایسے لوگوں کے سر دیا جائے گا
 بانہ جاہا سنگا، چیلین پارٹی ان ایک ایسی پارٹی ہے جس کے ارکان نے انفرادی یا اجتماعی طور پر فریج
 کے اس حکیم، مطالبہ اور تحریک کا ساتھ نہیں دیا اور انکے مختلف دعوے ثابت کرنا کہ ان کا اس
 مطالبہ اور تحریک سے کوئی تعلق نہیں، چیلین پارٹی یا اس کے جیسے ہیں ان کو مدد ملے گا کہ
 طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟ فی الحال جواب؟

انفرنس جمہوری طور پر قوم اور اس کے نامزدوں نے ایک تاریخی فیصلہ صادر فرما کر ہندوستانی
 مائیں کے دونوں گروہوں کو فارح از اسلام قرار دیا اور انہیں پاریٹک، ہندو عیسائی

برصغیر ہندو کا ست اچھوت بھونے چاروں کی صف میں یا کھڑا کیا اور بیٹے کر لیا کر۔
(۱) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت کسی بھی شکل کسی خیال کے مطابق ملتی ہے وہ غیر مسلم ہے۔

(۲) جو شخص ایسا کسی نبوت کا اپنے لیے دعویٰ کرتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔

(۳) جو ایسے مدعی نبوت کو نبی مانتا ہے وہ بھی غیر مسلم ہے۔

(۴) جو شخص ایسے مدعی نبوت کو مذہبی مصلح مانتا ہے وہ غیر مسلم ہے یہ بھی بڑا گہرا زنا دینی بن کر جو کو مسلمان کہلائے وہ فقیر نبوت کے عقائد تبلیغ نہیں کر سکتا گا، اگر کرے گا تو مر کا مستوجب ہو گا جو دوسرا فقید یا مشقت تک ہو سکتی ہے۔

جو مرزائی اپنے کو کافر تسلیم کرے تو وہ دستور کے مطابق اپنے مذہب کی تبلیغ قانون دین اسلام کے دائرہ میں کرے گا، اگرچہ ایسے واضح غیر مسلم شخص کی تبلیغ کو کسی پر اثر پڑنے کا کوئی خاص خطہ نہیں ہے لیکن مسلمانوں کو ان فیصلوں سے خوش ہو کر عظمت نہیں بڑی چاہیے لیکن اس مسئلے سے تعلق بہت سے ذیل مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان کا حل بھی ضروری ہے۔ مختصر یہ ہیں اس مسئلے میں حکومت کے ماتحت مل کے کران چند مسائل کے حل کو تلاش کرنے کی کجیرو کو پیش کروں گا، اللہ توفیق دے۔
بظاہر ذیل مسائل یہ ہیں۔

۱۔ مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے اوقات کو حکومت اپنی تحویل میں لے تاکہ اسلام کی اشاعت کے لئے لوگوں سے جو بات چادیں وقت کی جس ان کا آمد کسی غیر اسلامی مذہب کی اشاعت پر مروت نہ ہوں۔

۲۔ رومہ میں واقع سفید زمین کو مسلمانوں میں فوراً تقسیم کر کے اسے کھلا شہر قرار دینے کی کلی صورت پیدا کی جائے۔

۳۔ مرزائیوں کے لاہوری گروہ نے ایک انجمن بنائی ہے جو کہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے موسوم ہے انہیں یہ نام قانوناً تبدیل کرنا ہو گا، اس لئے کہ یہ وہ اسلام کی اشاعت کا کام نہیں کر رہی۔

۴۔ مرزائی گاہج تبلیغ اسلام کے نام سے نہیں کر سکیں گے ان پر قانوناً پابندی عائد کرنی ہوگی جیسی کہ ان کا مذہب اب قانوناً اسلام نہیں رہا۔

۵۔ اسلام کی خصوصیات و صفات جو صرف اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کے استعمال

سے آپس کا فائدہ رکھنا ہوگا، مثلاً مسجد، ایمر المؤمنین، خطبہ، صحابی، اہم المؤمنین وغیرہ وغیرہ۔
یہ اور اس قسم کے دیگر امور ہیں جسے دستور کا فیصلہ کے لازمی نتائج ہیں جب تک ان نتائج کو
برائے کام نہیں لایا جائے دستور کا فیصلہ صرف کاغذی فیصلہ کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

اعاذنا اللہ وجميع المسلمين في بلادهم من هذه الفتنة الداهية.

حضرت علامہ ابوالخیر احمد عثمانی مدظلہ العالی حضرت مولوی
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ملتان دارالعلوم
امریکا اسلامیکم ورحمۃ اللہ
رضان کی وجہ سے جواب میں
دیر ہوئی، تاریخ ۳۰ رمضان کو

جواب دے رہا ہوں۔

(۱) قادیانی مسئلہ کا جو حل وزیراعظم پاکستان اور ان کی کابینہ نے کیا ہے میں نے اس پر زیر
وران کی کابینہ کو دلایا، کیا وہی ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے مطابق اور عام اہل اسلام کے جذبات
کو مرنافق ہے۔ جتنا کھرا اللہ خیال کرنا

(۲) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ ان کو کیدی عہدوں
سے الگ کرے۔ یہی اور انواج پاکستان سے تو بالکل الگ کئے کیونکہ مرنابا عوام احمد قادیانی کے مذہب پر
بناد مسموع ہو گیا ہے اسلئے اس کے ماننے والوں میں جذبہ جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ عام مسلمان
کو ان کے ساتھ اسلامی تعلقات نہ رکھنے چاہئیں۔ جو خود قادیانی ملت ہے وہ مرنابہ سے کسی کو شریعت
کی جہت سے نہ کر (دیکھو ان تین دعووں میں قادیانیت سے تو نہیں کرتا تو) اسے قتل کر دینا حکومت
کا فرض ہے۔ اور جو خود مرنابہ نہیں تھا بلکہ مرنہ کی اولاد ہے وہ اگر دوسروں کو مرنہ بناتا ہے تو
اس کی بھی یہی سزا ہے اور جو مرنہ بنانا ہر اس سے اسلامی تعلقات نہ رکھنے چاہئیں۔

(۳) اور جو قادیانی تو بکرا چاہے اس کی توجہ قبول کرنے کے لیے پتہ چاہے کہ وہ مرنابا عوام احمد
قادیانی کو کافر مرنہ مانے، اسی طرح جو اس کو نبی ماننے ہیں ان کو بھی کافر و مرنہ مانے۔

والسلام، ظفر احمد عثمانی، ۳۰ رمضان ۱۴۰۹ھ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان
بالفہ و صدہ داد العلوہ کو اچھے
عبداللہ و کئی و سلام علی
عبادہ الفربہ خطفی، اقامہ بعد
قادیانی مسئلہ کے حل پر مسلمانوں کے

احساسات اور جذبات ایک نئی قسم کے ہیں، مرنہ ورنہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی سچی

مسرت نصیب کی ہے میں یہ عالم اسلام کا ہر گوشہ مسرور اور شادان و فرحان تھا جب یہ اس طویل
 جدوجہد کا ایک کامیاب مرحلہ ہے جو مسلمانوں اور علما نے اسلام نے انتہائی بے سرد سامانی کے عالم
 میں شروع کی تھی۔ میرے اس قافلے کا ایک اہل رفیق رہے ہوں جو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ شاہ صاحب
 کشمیری کی قیادت میں تھوڑا دیرانیت کے صدر باب کے لیے روانہ ہوا تھا۔ مجھے وہ وقت بھی طرح
 یاد ہے جب استاد محترم حضرت شاہ صاحب اس گمراہی کے اثر و نفوذ سے ہر طرح بے چین رہتے تھے اور
 ان کے دل کو کسی طرح قرار نہیں تھا۔ انگریز کی حکومت تھی جس کی مکمل سرپرستی قادیانیوں کو حاصل
 تھی اس لیے مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ ہو گیا تھا، اور مسلمانوں کی جدوجہد کو قدم قدم پر بے رحم و حد شکن
 ملامت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب بیابانیوں کے ہتھوڑے میں کام کرنے
 کے لیے حضرت شاہ صاحب نے ہم مقدم کو بہاؤ دیوں میں جمع کیا، اور جب اس چھوٹے سے مقدمے
 میں مسلمانوں کو فتح میں ملتا ہوں تو اس وقت شکستہ دل مسلمانوں کی مسرت قابل دیدنی ہو کر اس
 مقدمے میں جیسی بار علیہ الصلوٰۃ علیہ وسلم پر فائدہ دینوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

آج اگر حضرت شاہ صاحب اور ان کے کادوان حق کے دوسرے دفاع موجود ہوتے تو ان کی
 مسرت کو کیا عالم ہوتا؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ باطل کو کبھی دیکھی سڑنگھلی ضروری ہونا پڑتا ہے
 لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام نکال دیا وقت مقرر ہوتا ہے، میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ
 یہ وقت میرے کارندگی میں آگیا اور اس قافلے کے ایک اہل قادم کو یہ مسرت ایجاں آگھوٹ سے دیکھنی
 نصیب ہو گئی۔ اللہ اللہ سکتا دینا اللہ سکتا۔

اس مسرت کے ساتھ میں ملک پاکستان کے وجود پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا کیونکہ
 اگر یہ ملک نہ بنا جتنا تو یہ کام انجام نہیں پاسکتا تھا، اللہ تعالیٰ اس ملک کو قائم و دائم رکھا اور اسے
 دینی حق کی پیش از پیش خدمت کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین

اس کامیابی کے بعد اہم ترین سوال یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کا لائحہ عمل کیا ہوں۔ چاہیے ہوں
 اس کامیابی کے لئے میں اس اہم سوال کو پس پشت ڈال دیں گے یا اس کے جواب میں تجویز کی، چونکہ
 اور غلامی میں عمل پر کاربند نہیں ہوں گے وہ اس کامیابی کے تمام اثرات پر پانی بھیر دیئے کے
 مرتکب ہوں گے۔

وعدہ ہے کہ قادیانیت کے سلسلے میں اس کامیابی سے اس اہم کام پر ایک منفی مرحلہ ملے
 ہوا ہے اس مرحلے کا مقصد یہ تھا کہ حق و باطل اور اسلام و کفر میں ایک واضح عین امتیاز قائم ہو جائے

اور دنیا پر یہ واضح ہو جائے کہ اس مذہب کا اسلام کوئی واسطہ نہیں لیکن اس مرحلے کے لیے جو جاننے کے بعد اب ثابت کام ساما باقی ہے۔

اور وہ کام سب سے پہلے یہ ہے کہ اشرک کے جرم سے راہ حق سے جنگ کرنا و انتہا کے داعی تروریہ پیچھے ہٹنے ہیں انہیں انتہائی سخت، درد مند کا دل سوزی کا وعدہ بغیرانہ دعوت و تبلیغ کے کر دینے واپس لانے کی کوشش کی جائے۔

قادیانی مذہب کے بہت سے متبعین ایسے ہیں جنہیں یہ مذہب اپنے اہل باب یا اہل سے وردے میں طلبے اور انہیں اس نا سنگین مگر ایسوں سے آگاہ کیا نہیں ہونے والا گیا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس مذہب کو ایک فرقہ دار مذہب سمجھ کر کسی ذمہ داری کی خاطر اس مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں، ایسے لوگوں کو مدد دی، اطلاع دے اور مصلحتانہ دعوت کے ذریعہ حقیقت حال سے آگاہ کرنے اور خدا کا خوف دلانے کی ضرورت ہے، ان کے سامنے اس مذہب اور اس کے باقی کی وہ باتیں نہ دی اور نہ یہ خواہی کے ساتھ چینی کر کے کی ضرورت ہے جن سے قادیانیت کی اعلیت واضح ہوتی ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام اور اس کے علوم سے ناواقفیت کے سبب واقع غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں انہیں بھی دلائل و براہین اور تبلیغ و دعوت کے ذریعے اسی مگر اسی سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر محنت، اخلاص اور کچھ جذبہ دعوت کے ساتھ یہ کام کیا گیا تو امت مسلمہ کی ذات سے امید ہے کہ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہو سکے گی، اور اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی چارہ اس دعوت کے ذریعے مذہب سے ہٹا کر دے تو اسی سے بڑھ کر ہمارے سعادت کوئی نہیں۔

یہ کام یوں تو مسلمان کے کرنے کا ہے جو شخص جہاں ہے وہ اپنے ماحول میں ایسے لوگوں پر کام کرے لیکن خاص طور سے اہل علم حضرات اور نوجوانوں اور اداروں کو اس غرض کیلئے اپنے اپنے حالات اور وسعت کے مطابق خصوصی طریقہ کار سے کرنا چاہئے۔ قادیانیت کے موضوع پر پڑھ کر کسی کو بھی نہیں لیکن ان میں سے مختلف مدارج کے لٹریچر کا انتخاب کر کے اور مزید مختصر رسالے تیار کر کے انہیں منظم طور سے شائع کرنے اور بچلانے کی ضرورت ہے جس مقام پر قادیانی زیادہ تعلیم یافتہ ہیں وہاں اس موضوع پر پڑھ کر دے حضرات تبلیغ و خور کی شکل میں ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

دوری طرف حکومت کے سامنے کا کام یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی مرکز میں برکری نکالے اور ان کی وہ تمام رعایتیں ختم کر دے جو ان میں انہوں نے ناجائز طور پر حاصل کی تھیں، اعلیٰ درجہ کے آدمی کے مناسب کو ملحوظ رکھے، انہیں بحیثیت مسلمان تبلیغ کرنے سے روکے اور غیر ملک میں سفارتکار کے ذریعے ایسا طریقہ اختیار کرے جو پارلیمنٹ کے حلیہ میں کی شریعتات پر عمل ہوتا کہ بیرونی ملک اس میں کے سفارت سے آگاہ ہو سکیں اور قادیانوں کی طرف سے اپنی نام نہاد غلطیوں کا جو پرکھنا کیا جا رہا ہے اس کو متنبہ کر دے۔ واللہ حیثیتہ و تعالیٰ ہادی انصواب۔

حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانی
 عہدہ افتخاری مولانا مولوی رفیع الحق صاحب
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 سابق شیخ الفخیر عادل اویسہ وچ مسلماً تھا واپس
 آپ کا اعلان نامہ ذیلہ اثرات

مل فیصلہ قادیان موصول ہوا۔ دور حاضر میں بعض بیوریوں کی وجہ سے جو فیصلہ حکومت نے کیا وہ نہایت مسلمانہ و جرات مندانہ اقدام ہے جس کی جرأت سابق پاکستانی حکمران نہ کر سکے، اس دور میں اس زیادہ ممکن ہی نہیں تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ۔ وکون رسول اللہ و خاتم النبیین

را۔ اسناد فقیر بنی کی صورت میں نہایت ساری کا اصلی روح ہے اور اس مہدی کے ذریعہ ان کی حقیقی تخلیق و تشکیل ہوئی ہے اس لحاظ سے غیور نہاد شناس کے لیے رحلت ششابی ایسی اصل شکل میں ملتی ہے جو ختم نبوت ہے، اگر وہ صف ختم نبوت انکار کر دے تو اس کے لیے خود رسالت کا حقیقی ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ توحید و رسالت محمدی ختم نبوت ہے۔ یہ اسلام کی ایسی تین بنیادیں گریباں ہیں جو یقینی کے درجے میں اپنے مربوط ہیں کہ ثالث کے انکار سے ثانی اور ثانی کے انکار سے اول کا معنی یقین بھی ختم ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ تجویز و لاہر کاروائی مستقبل | دنیا میں سب بڑی طاقت آواز کی طاقت ہے، قزاق کے تاج و تخت اور جبروت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ختم کیا، قصہ کسریٰ کی حکیم حکومتیں آواز کی طاقت سے بے پروا نہیں ہو سکتیں، ان کے انکار سے کسی کے راج کو لینا کا آواز نہ ختم کیا۔ مبراہول کے تحت مرزا کا ختم اور اس کے اثرات کو صرف آواز ہی ختم کر سکتا ہے، یہ یہ ممکن ہے جس کی بات بھی حکومت نے اپنا حق ادا کر دیا، اب آواز یعنی تحریری و تقریری کا تسلیف کے ذریعہ ہر سلطانی اثرات کو اخلاص کے ساتھ تبلیغ کرنے کو چاہئے اور لازم کر لے، مابراہر سے غائب، خادم ملایم سے

تغلیفات اور ہزاروں فزیری نہ انجام دے سکتیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام اور تبلیغ اسلام کے لئے اسے اہمیت کی تبلیغ کا حکم کیا جاتا تھا وہ ہے انرا وہ ہے بنیاد ہو گیا۔

(۲) اس فیصلہ کی انگریزی اور انقلاب آفرینی کے باوجود علماء کا اصرار ہی کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ گئی ہے مسٹر کا فیصلہ اگرچہ صحیح اور انتہائی سطح پر ہو گیا ہے مگر علمی اور فکری سطح پر بھی اس کو ختم کرنے کیلئے ختم نبوت کے موضوع پر بلند پایہ و درستیوں آئین سنجیدہ اور متفکرانہ اور اور مضامین کی ضرورت ہے۔ علم کے عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں اور بڑی قابل فہم اور ماضیہ کتابوں کی موجودگی میں جو اس وقت تک اضعیف ہوتا ہے اس کی ضرورت ہے۔

حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام کیے اور دہ کی درخواست کیجئے۔ (۸ ستمبر ۱۹۷۲ء)

عظیم الاسلام مولانا قادی محمد غنیب صاحب قاسمی
مفت محمد دلاور علی دہلوی

دارالعلوم دیوبند تعلیم ملک سے برہادر س پہلے
بالاتفاق علماء دیوبند پر ختم نبوت کے بنیادوں اور اسلامی عقیدہ سے انکار پر قادیانی فرقہ کو مرتد اور

خارج از اسلام قرار دے چکا ہے۔ انگریز کے پیدا کردہ اس جھوٹے نبی اور ایسے کے ذریعہ ہندو متی اسلام کے خلاف مذہبی رنگ کی اس ذلیل ترین اور خطرناک بین الاقوامی سازش کا آج بھڑاقتہ دنیا کے اسلام نے طویل جلوت احداث دینے کے بعد پردہ جاک کر دیا ہے اور ملک اسلامیہ کی اسلامی تنظیموں کے سربراہوں کی کانفرنس (منعقدہ اپریل ۱۹۷۲ء) نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا اور تاریخی اعلان کیا کہ قادیانی فرقہ غیر مشروط طریقہ پر قائم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی ختم نبوت کو ماننے اور انبیاء علیہم السلام کی توبہ کرنے کو وجہ سے قادیانی فرقہ اور تعداد از اسلام ہے۔ عالم اسلام کے اس متفقہ اور تاریخی اعلان حق نے اہل حق کو معروف قوت بخش ہے بلکہ قادیانیوں کے مرتد ہونے کے بارے میں قرآنی و حدیثی برہان اہل حق کے دینی موقوف کو عظیم مضبوطی عطا کی ہے۔

عالم اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے ملاحق اور عامہ مسلمینی متفقہ مبارکباد میں انہوں نے قادیانی فرقہ کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانان عالم کے موقوف حق کی عکسرتی سطح پر تائید و توثیق حاصل کر سہ ہیں پہلے کا ہے۔ تو قلعہ چہ کہ ویرانہ عالم اسلام کے علماء اور علماء اعلیٰ بھی متفقہ قادیانیت کے بالکلہ افساد کو اسلامی حیثیت کے تحت ہر ممکنہ تعویذ و تائید پہنچانے میں درپیش نہ کر کے عند اللہ ربور اور عند الصلیبیں مشکوہ محض گئے۔

اور ایک اپنے پاس رائے خیز کم کوزہ اور بعد از طہ و طہر روزانہ جب موقع سے تہیۃ شکر و شکر و شکر کے نیچے مختلف کتب اور طے کوزہ سے مواد حاصل کرتے رہ کر یہی اور ذات رابعہ جاری رکھیں۔
۸۔ شوال ۱۳۹۹ھ

بادشاہیہ، اسبوحانہ و تمجید خاصہ صریحہ، شجرہ لہند
حضرت مولانا میاں عزیز گنج صاحب راست برکاتہم
نورانی نامہ بابت سرگزشت نامہ، جس علی کا شکر یہ، اگرچہ میں اس کا مستحق نہیں۔

(۱) مجلس ملی نے یو کاکم یا قہل بعد آفریں ہے۔
(۲) کوکام کی ابتداء ہوئی ختم نہیں ہوا ایک کام حکومت کہتے دو مراد عا کا در عا کا کام
تعمیل حکم مجلس ملی ہے بندہ کے پاس کوئی خاص تجویز نہیں، میں نے فقط جواب دینے کی
کوشش نہیں کی، مگر جواب کے دوبارہ نوازش نامہ نے مجھ کو یہ ایسے بعض اس قابل نہیں کر
مشہر کیا جانتے۔ والد صاحب کو سلام مسنونہ عرض ہے۔ (۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء)

حضرت مولانا سید الحسن علی ندوی مدظلہ العالی
سربراہ مدوۃ المدینہ لکھنؤ
عزیزی، مرحومہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو برکاتہم
میں بعد آپ کا اہم کراچی اور دہلی کا نام دیکھ کر سرت ہوئی، انھیں ہمسایہ ملک کے دوستوں اور
بزرگوں نے غصہ قدر و حریروں کو رسی کی قفل اور کسی کسی وقت قیرہ خیال ہوتا تھا کہ شاید اب ہنگامیں
بروز ست خط و کتابت نہ ہو سکے گی۔ نہایت یہ افرصت میں یہ دو مطالب رفع رخصت دیکھ گھور رہا ہوں
وہاں کے مسلمانوں کو غلو اور کسی قدر غصہ کے سہ لوں کو مصیبت کے ساتھ رکھنا ان کے
اس جھلم سے جو سرت ہو اس کو بہتر طریق پر اس شعر کے درمیان ادا کیا جاسکتا ہے جو ایک شاعر نے بت قد
کی فتح پر پہلے اس قصیدہ میں کہا تھا جو اس نے صلاۃ الدین الاولیٰ کا خدمت میں پیش کیا تھا۔

ہذا الذی کان من ذیہ مستظرف فیوف لہ فلوام من ذیہ
ترجمہ یہ وہی لوگ موقع کے کار نامہ روز و رات سے مستظرف تھا، اب لوگ ایسی باتیں کرے
کری ہوا ہوں سے اس وقت کے لیے، وہ بھی نہیں
اس ایک قصیدہ نے فہام و تفہیم اور اہمیت ان قلب کی وہ خدمت انجام دی جو علماء کی سیکڑوں

بلاشبہ عالم اسلام کا یہ فیصلہ ادراک کی تابعدار و توشیح قادریانی فرقہ کی تمیز کا درجہ ہے
مسلمانانِ عالم کو پہلے کے ایک اہم ترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لیے عوامِ تمام صفاً ائمہ مسلمانان
ہندوپاک اور خصوصاً علماء دیوبند اسلام کے تحفظ کے اس بین الاقوامی فیصلہ کو رکنے والوں کو
اہم دی جا رہا ہے۔ چش کرتے ہیں اور کوئی گروہ کہ اللہ تعالیٰ حضورِ عظام الانبیاء والہدیین صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ہوئے اس آخری اور ابدی مہم کو زیادہ سے زیادہ غیبی نصرت و تائید
مہرمت فرماتے آئیں۔

اکابر اسلامؒ دارالعلوم دیوبند
مولانا محمد رفیع صاحب، مولانا محمد سالم قاسمی
مولانا نظیر شاہ کشمیری، مولانا محمد شریف حسینی
مولانا معراج الحق، مولانا نعیم الرحمن

محکم و مکرم مولانا یحییٰ الحق صاحب دیرپہ
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نامہ مکرم سید شہرناز فرمایا اتوار ۱۰ بہشت
کے مسئلے کے حل کے لیے ہمارا مقولہ "الحق"
کی اشاعت خاص کی افلاح سے جہاں خلیسی

مہرمت ہوئی وہیں غیر اس کی نظر سے سوچنا سبب بھی جی کو مہر سوارات مہرمت حوائات ارسال
کوئے کی ہدایت پر مشتمل مکتوب گزائی ایسے وقت میں موصول ہوا کہ جبکہ حضرت مکتوب ابراہیمؒ اسلام
حضرت مولانا قادری محمد طیب صاحب مدظلہ ہنوز ہند کے طویل سفر پر تھے اور واپس ہونے پر دو
تین روز میں اہم مصروفیات سے فارغ ہو کر فوراً ہی عازمِ بیت اللہ ہو گئے، مگر مکتوب کی ہدایت
سے ہوا ہے اس لیے داپہی ۲۰ جنوری تک متوقع ہو ہے، لیکن بروقت مکتوب گزائی کی کوئی
میں زیادہ ہی محسوس ہوا۔ مکتوب گزائی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی خدمت میں بعد واپسی پیش ہوا
کیا جائے گا، لیکن ایسا فیصلہ پر نظر کرتے ہوئے مناسب سمجھا گیا کہ یہ مکتوب حضرات اہل دارالعلوم
دیوبند کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ مکتوب گزائی کے استفسارات کے بارے میں منجانب اہل
دارالعلوم دیوبند مختصر جوابات ارسال خدمت ہیں۔

خلیسی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیوں کو قہیم دولت ناک تاریخی شکستوں کے بعد
بڑی حد تک عیسائیت کی عالمی نظامِ دنیا و ملت بخت و وقت نے گھر بڑا دل کے ہاتھوں میں دے دی
اسی قیامت کریمہ کا حق اور کہ نہ کہہ لے اگر یہ نے اپنی فطری اور جوارِ صلاحیتوں کو عقبِ اسلام سے
انتقام لینے کے محو پر گزر کر دیا، اور قوی شرافت اور انسانی اخلاقیات کی قربانی دے کر اس
اعزازِ قیامت کو اس قوم نے کوئی مہنگا سودا نہیں بچھا، چنانچہ طویل شکستِ مذہب کے بعد ملتِ اسلام

کے برعلاقہ انگیز نے اپنی اختفائی پسند سیاست کو بین الاقوامی سطح پر روزِ نر آنکھیں کھولیں۔
سے آراستہ کیا۔

(۱) پہلے منصوبہ کا محور مسلمانوں کی اجتماعی شہریت اور سیاسی وحدت کو ناخت و تارائی کرنا تھا جس کا مرکز عقائد اسلامیہ تھے اس کے لیے ترک و عرب میں انفرادی مفاد پر اجتماعی بھروسہ کو قربان کر دینے والے کس کا جعفر صادق ملاحظہ کر لیتے گئے اور علاقہ کے نظری غم سے کے طوطی پر حاصل شدہ اسلامی وحدت کو دیکھ کر اراکین فرنگ نے وطنی کمزوریوں میں تبدیل کر کے ملت کو اپنی عظمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے پر محبور کر دیا۔

(۲) دوسرے منصوبہ کا مقصد ملت اسلامیہ کی فوجی وحدت کو پارہ پارہ کرنا تھا جس کا اہمیل اختلاف مرکزی نقطہ اتحاد ہزاروں اختلافات کے باوجود عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اس قابلِ نفرت منصوبہ کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے اس منصوبہ اور قطعی عقیدہ کو اس طرح بھروسہ کرنا تھا کہ اگر وہ بالکل ختم شرعی ہو تو تہذیب و اخلاق کا نشانہ ہی کہ کم از کم نقطہ اتحاد نہ ہے۔

اس کے لیے کذاب ائمہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کی خاندانی بے فیملی اور بھائی غروشی کو جہانپہرہ انگیز بنے اسے نبی بنا کر عقیدہ ختم نبوت پر کارائی وار کیا۔

پھر جس طرح مذہبی زخا تہذیب کو انسانیت و خرافات سمجھنا سیاست کا ہدف بنانے پر تازہ رخ کا حرفِ حرف انگریزی و ملت پر گواہ رہے گا، ٹھیک اسی طرح اس نادان بل تہذیب حقیقت پر بھی تاریخ کا حرفِ حرف ہمیشہ شاہد عدل رہے گا کہ انگریزوں کی اس بد نہاد اختفائی سیاست کے دونوں منصوبوں کے اولین مرحلے پر ان کی گہرا اُصول تک پہنچے اور ان کو دوسرے فتنوں سے فی الحال کی مراد پر کو عقیدہ بساط پر دئے عمل لانے میں توفیقِ خداوندی حضرت علیہ السلام ہی نے پہلی کی اور آج سے آئینی ممالق کذاب قادیان اور اس کے پیروں کے ہاتھ میں بخیر اور خیرِ خدا کے لئے لکھنے کا فیصلہ کار علیہ دلوں سے اپنی تعبیرت دینی اور فراموش امانی سے فرمایا۔

ان مخلصین کی سامعی مشکوکوں میں ائمہ و فاضلین استجاب کی ترجیح پر وہ عالم اسلام نے یکے نہ بان کذاب اعظم مرزا کے قادیان اور اس کے حاشیہ برداروں کے بارے میں احمد فقہ شری فیصلہ کو مہینہ ہی فیصلہ بنا دیا۔

اور اس اجتماعی فیصلے کو آئینی اور دستوری حیثیت دلانے کی اہمیت کا شرف حاصل کر کے اگرچہ کلامِ اسلام اور عام المسلمین اس کو حاکم کے ساتھ مستحقِ تہنیت و تبریک ہیں کہ اللہم اعز الاسلام و المسلمین

درمانہ صم علی عدو قلیہ در عدد و صم

چونکہ یہ نبوت کا ذریعہ تحریر کے انتہائی قریب کی پیداوار تھی اس لیے اس کا اعتنا زیادہ تھا
ہیں الا تو ای مسلح پر کیا گیا تھا اس لیے اس کے اثرات کا بین الاقوامی مسلح پیر وسعت اعتبار کر لینا عجیب نہیں
تو نہیں 'بنتہ نکلا بکیر ضرور ہے۔

بسنو کی کامیابی کے بعد مذاہن و ابلاغ کی عظیم ترزومہ داریوں کا مکمل شعور و احساس بتھا خاصے
فراست و دیانت تو ہے ہی لیکن بد مقابل کے واضح اعتراف سے ہوجانے کا وجہ سے اس فرض کی ادائیگی
تھا خلد کے ضرورت و سیاست میں نہ گنہگار ہے جس میں ان تمام وسائل و ذرائع کا مشابہت و باب بنیادی
اہمیت کا محاسن ہو گیا ہے کہ جس کو فریق مخالف اپنی غلطی بھی برتری کا جائزہ اقتدار کی تاریخ الیانی :
بین الاقوامی مسلح برعکس تعارف 'موشرو نکرا و مختلف انہضیات کی تاخیر اور فکری قدرت اور وہی عظمت
کی وجہ سے اجتماعی نظم و ضبط کے ساتھ استعمال کر رہا ہے اور انہضیاتی کی وجہ سے گام۔

ابنہ اس بار سے میں داہیان باطل کے بالعمولی جہان اشد اور غیر معمولی معلوم ہوتا
ہے سادہ لوحی کی وجہ سے جتنے منزل کو جانے والوں کے سامنے 'رحمہ اللہ' کے معنی تفسیر پیش
کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری فریضہ وقت محسوس ہوتا ہے۔ عہدہ روز میں اس لیے عہدہ وین اکثریت
دعائی رہا جو بیانات خود توسیع اور برگیرہ کا غالب نہیں ہے لیکن قیصر نے شوقیت الی علم کو دفاع کے
جیسے اقدام میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان اقدام وسعت و برگیرہ کے اگر غاری ہو تو وہ ان اقدام
باقی نہیں رہتا۔

موجیم کما سو گئی مادہ مسامتہ مانہذا الزانی کہ کہ آنہم نہ گریہ

لا جو علی کی تزیین میں معافی و عزت و علا علی کو ملحوظ رکھنا، اور خارجی شہزاد و عوامل تک
اپنی رسائی کا اندازہ کرنا بہت کم نواز م ہوتا ہے، ان لیے اس بارے میں اہل خبر سے اہل مشاہد کی بصیرت
ہی زیادہ قابل اعتماد ہونی چاہیے۔ ولسندھ

گرا می محتسرم، سلام مسنون !

مولانا سیدنا زہیر شاہ قیصر
مجھے آپ کا پہلا خط نہیں ملا، دو سال پہلے ۱۲ دسمبر
آج شہرہ ۲۴ دسمبر کو ملا، پاکستانی ڈاک میں بے حد مڑا

ہے کوئی بھی خط چند روز سے پہلے نہیں پہنچا۔

آپ کے روالہ 'المختار' کے تازہ شمارہ میں اتحادیائیت کے مندرجہ پاکستانی علماء اکابر کے

تأثرات بھی پڑھے۔ اس مسئلہ پر میرزا تاشہ یہ ہے کہ یہ صرف پاکستانی عوام کو نہیں بلکہ دنیا کے اسلام کی بڑی کامیابی ہے کہ پاکستان کی حکومت نے قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قادیانی نامہ مستہین کی کہ اسلام لادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا آج ہے، اب پوری دنیا میں ان کو دیکھنا اسلام سے خارج قرار دینے میں سہولت ہوگئی، مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ایک غیر مسلم اقلیت کے حیثیت سے پاکستان میں ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی پوری حفاظت کی جائے، انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ انہیں کسی بھی اسلامی حکم میں ان کی عزت و آبرو کو ٹھہرنا حقوق پانچواں کیے جائیں۔

عملی میدان میں قادیانیت کے خلاف ثابت انداز میں کام کرنے کا اور فائدہ اب کھلا ہے، علماء کا فرض ہے کہ وہ ایسا تعمیری و ترقی پسندانہ کام کریں جس میں خود قادیانیوں کو ختم نبوت اور نزولِ مسیح وغیرہ مسائل کی حقیقت سمجانی جائے۔ دینِ باطل کا اصرار قادیانی کے تشدد و انحراف پر عقلمندانہ دعوے کو کھینچ کر کیا جائے۔ یہ تبلیغ و تحریک جتنے ثابت انداز میں اور جتنے تعمیری رنگ میں ہوگی اتنی ہی کامیاب ہوگی، خود قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جلتے اور متحرک انداز میں اسی مصداق کو قادیانیوں کو خود قادیانی قرار دینے سے اپنے فرقہ کے ارد گرد قائم کر رکھنا ہے، نرمی اور ملاحظت کے ساتھ اس فرقہ خاں کو اسلام کے قریب لایا جائے، خصوصیت سے ایک کوشش ضرور ہونی چاہیے کہ قادیانی حضرات کو ملک کے قیدی و مجبوروں سے جدا کیا جائے، انہوں نے پچھلے دنوں آپ کے ملک کو جو نقصان پہنچایا ہے اس سے آپ ناواقف نہیں ہوں گے۔ مگر بٹائے جانے والے لوگوں کو بھی قبائلی و مذہبی دھندلایا گیا مگر نا حکومت کا فرض ہوگا۔ کاش وقت میں گہنی ٹٹس ہوئی اور میں زیادہ تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات عرض کر سکتا۔ والسلام

حضرت علامہ مولانا شبیر محمد یوسف بنوری
صدر مجلس علماء

برادر محترم مولانا جمیع الحق صاحب زادہ اکرم اللہ تعالیٰ
ان کی التجر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ
معلوم نامہ رقم کب آیا وہ کہاں ہے لیکن
عزیز محمد بنوری سلمہ سے یہ مسئلہ ہوا کہ جواب کا انتظار کر رہے ہیں اور اشاعت رکھتی ہوئی ہے۔
اس لیے چند حرف کھردہ ہوں، تفصیل کی نہ حاجت نہ فرصت نہ جہت انتہاء رکھنا ان سے
عرض ہے کہ کئی فیصلہ نہایت صحیح اور با مواب ہے اگرچہ بعد از وقت سے در بعد از وقت یہاں
وزیر اعظم صاحب نے خود اقبالیات میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے

پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہو گیا ہے اور صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ پاکستان ایک فیصلہ منقول میں پاکستان ہوتا ہے ان دونوں سیاستدانوں کے اس اعلان سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور یہی کہ یہ کام کتنا عرصہ پہلے ہونا چاہیے تھا :

یہاں ہماری ذمہ داری قائم نہیں ہوئی بلکہ ان کی نیک نیتی کو جب تک عملی ماہر نہ پہتا یا جانے اس وقت تک قاعدہ قائم ہے یہ مسلمان درگزر و مسلمان درگزر کا باب ہے والا معاملہ ہوگا۔ اندوہی حکم و قانون کا کچھ رد عمل ہے وہ تذبذب ہے، بالائی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیدڑ جھکی ہے اور کچھ نہیں۔ باہر ملک میں جیسی کہ انگلستان میں بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، لیکن افریقہ کے ملک میں اس آئینی فیصلہ کی اشاعت اور عام کرنے کی بڑی ضرورت باقی ہے، حکومت کو اب بھی ان قوانین و اصولن سے بچانے کے لیے ضرورت ہے کہ عربی، انگریزی، فرانسیسی زبانوں میں اس فیصلہ کی اشاعت کر اپنے سینٹرول کے ذریعے تمام عالم میں عام کرے۔

اس وقت حکومت کی جو کچھ پالیسی ہے اس میں تمام انفاق، تذبذب، یکساں گورنمنٹ ہے اس نے عملی صورت میں کوئی اقدام نہیں کیا، نہ ان قیدیوں کو رہا کیا، نہ راجہ کو (خاصہ تحصیل کی شکل دی ہے اب ہو سکتا ہے کہ مرکز سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ کی دولتی پالیسی یا طرف داران پالیسی کا نتیجہ ہو۔ بہر حال حالات آگیا کہ اس کی نہیں تو زیادہ اسید افرامی نہیں ہیں، اس وقت زیادہ کھنے کی فرصت نہیں تفصیلات بہت کچھ ہیں۔

والسلام

برادر محترم و تاسیخ الحق صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ

کراچی نامہ موصول ہوا۔ مرزا نیت کا اقد تعالیٰ نے غافل کر دیا ہے اب ان کا معاملہ دوسرے کاموں کا طرح ہے۔ یہ سکھ پاری، پٹائی اور ہندو کی طرح ہو چکے ہیں، فلاح وغیرہ کے مسائل حل ہو گئے۔ ہمارے مسئلے پر یہ غور نہیں ہی کیوں گئے، وغیرہ وغیرہ۔ باقی مسائل کے بارے میں ہم کو امید رکھنی چاہیے کہ جلد حل ہو جائیں گے۔ میں اس بات کے سخت خلاف ہوں کہ میں خود غرضی اور اقتدار پسند افراد پر کہتے چھڑتے تھے کہ حکومت مرزائی ہو گئی ہے مرزائی لڑا ہے الیٰ ربی ہے۔ میرے بھائی : یہ کافی ہے، باقی میں بکتا ہوں کہ مرزا نیت کا مسئلہ قائم ہو گیا ہے، کم از کم اس مسئلہ کو ہم اپنی وجہ است کا مسئلہ نہیں بنا سکتے، جیسے دینی ضرورت پیش آئے گی کریں گے۔ اقد تعالیٰ توفیق بخشنے۔ فقط (۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء)

نزع و بحری الاسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
بالفہم جامعہ اسلامی پاکستان

آپ کا عنایت نامہ ملا جس میں آپ نے فتاویٰ
میں سے متعلق چند سوالات دریافت کئے ہیں، آپ کا
بہاد سوانہ ہے کہ فتاویٰ میں مسئلے کے حل پر آپ کے احکامات کیا ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس مسئلے کے حل
سے آپ کی مراد قومی اسمبلی کا عالیہ فیصلہ ہے، بلاشبہ اسمبلی اور حکومت کا یہ فیصلہ نہایت محض اور سیاسی
دنیا کے مسلمانوں کے لئے سترت انگیز ہے اور اس پر ہم جتنی بھی خوشی منائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر
اداکریں یا نکل بھاجوگا، لیکن ہماری حکومت نیشنل اسمبلی اور عامہ اسمبلیوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا
نہیں ہونا چاہیے کہ اس مسئلے میں ان کی ذمہ داری اب ختم ہو گئی ہے اور اس فیصلے سے قادیانی
مسک پر سے کاپڑا اعلیٰ ہو گیا ہے، اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف پہلا قدم ہے کہ
شیعہ محنت میں اٹھایا گیا ہے اور ابھی تک بہت سے ضروری اقدامات ایسے باقی ہیں جن کے بغیر یہ
غصہ جو ان کا توں رہے گا بیکہ قدرتشہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا خواستہ مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہو جائیں
اور ہم اس اہم فیصلے کے خلاف سے گروا نہ ہو جائیں۔ آپ کا ایک عنایت نامہ پہلے آچکا تھا، اس
یاد دہانی اور تقاضے کا وہ مزاحضہ آئے ہے جس میں آپ نے جلد جواب مانگا ہے، تو چند ضروری کئے
کے کا اجرا اس وقت ذہن میں آ رہا ہے جس وہ درج ذیل ہیں:-

(۱) شیعہ کو قومی اسمبلی نے قومی ترمیم کے علاوہ ایک قرار داد پر بھی منظور کیا ہے کہ تعزیرات پاکستان
کو دفعہ الف کے بعد ب کا اضافہ کیا جائے جس میں یہ درج ہو کہ:-

”ایک مسلمان جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خیم نبوت کے منہم سند پر اثری پاکستان
دفعہ ۱۲۸ (۱) کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف عمل یا تبلیغ کرے

وہ نااہل سزا و تعزیر ہو گا“

یہ قرار داد غالباً جملت میں مرتب اور پاس کی گئی ہے اور اس کا ابتدائی اسلامی کھلا رکھنے
کی وجہ سے اس میں ایام اور اشتہاء پیدا ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے متعلق یہ تصور نہیں
کیا جا سکتا کہ وہ اس طرح شیعہ کا مرتکب ہو گا اور مرتکب ہونے کے بعد وہ مسلمان کہلے گا مستحق وہ
کئے گا خود مستوری نہیں ہی ہے یہ طے کر دیا ہے کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گا خود وہ
مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ اس مسئلے کے اطلاق میں دشواری کا سامنا
ہو گا۔ لہذا تعزیرات پاکستان میں ایسی مجوزہ ترمیم کو واضح اور ختم نہانے اور اس کے مقصد

تشیع کو سامان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا آئینہ مسلمان (MUSLIM) ہی بنے ایک مذہبی اسلام (A PERSON PREACHING TO BE A MUSLIM) سے کیا جائے تاکہ کوئی فرد بشر مسلمان بننے کا دعویٰ کرے جسے ختم نبوت کے ستر عقیدہ و مقبول کے خلاف کسی قول و عمل کا اعتبار نہ کر سکے۔

(۲) نیشنل اسمبلی کے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے کچھ مزید قانون سازی بھی بالکل ناگزیر ہے۔ مثال کے طور پر ذاتی قوانین میں ایسی ترمیم کرنی چاہیے جس کے مطابق دوسروں کے کام میں نا ادرت کرانے وقت ہر ناجوری اور ناجوری پر قانونی یا لازم کر دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلموں کے خلاف میں مزائی یا اجنبی ٹھہرے اور ان دونوں گروہوں کو اپنے آپ کو مسلم سمجھنا لازم ہوگا جس کی کہ تم سے سراسر امتیاز ہے جو کہ یہی ہے محرومی ہوگی۔ رجسٹریشن ایکٹ کے تحت شناختی کارڈ بن رہے ہیں ان میں بھی ترمیم ہونی چاہیے جس کی رو سے شناختی کارڈ میں بھی ایسی تصریح لازم اور قطعی بنی ہو جبکہ ہر گروہ۔

۳۔ اسی طرح جہاد پر حکومت پر بھی یہ لازم کر دینا چاہیے کہ اگر وہ قادیانیوں کے دونوں گروہوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس کی باقاعدہ اطلاع اپنے حکمران کے توسط سے حکومت کو دے اور جو ایسا نہ کرے یا غلط اطلاع دے تو اسے عداوت کے لیے نااہل قرار دیا جائے یا پھانسی میں بھی اسی قسم کا اندراج اور اس کی خلاف ورزی پر سزا دو گے قانون لازم ہونی چاہیے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے بعض حکموں میں قادیانیوں کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں لیکن ان میں بعض قادیانیوں کا نام درج نہیں ہو رہا یا اندراج ہو جانے کے بعد اسے حذف کر دیا گیا ہے لیکن اس پر کسی قادیانی کے خلاف کوئی بارہا نہیں کیا جاتا کیونکہ قانون اور قواعد و ضوابط میں ایسی گنجائش موجود نہیں ہے۔

۴۔ قادیانیوں کے کس طرح سول اور بافصوص فوجی حازتوں میں مسلمانوں کے حقوق پر فساد اور ناواقف کرنا ہے اس کا تدارک اور طمانی بھی ضروری ہے۔ جس طرح صدارت اور وزیر علی کے لیے مسلمان ہونا لازمی شرط ہے اسی طرح بعض دوسرے کیڈٹ صاحب تدارکی جنسیں آف دی سٹاف عدالت ہائے عالیہ کے جج جسٹس، سینیٹور، اسپیکر، معزز، مسوئوں کے گورنر و ڈپٹی ایچ و دیگر برائے کس جنسیں کے صدر کے لیے بھی مسلمان ہونا قانونی لازم قرار دیا جائے۔ اسی طرح بعض حکومتی اداروں میں داخلے کے لیے مسلمان ہونا ضروری مسلمانوں کا کوئی ایک ایک

مقرر کیا جاتا ہے وہاں بھی قادیانی ایدواروں کے لیے اپنے مذہب کا اعلان داخلے کے وقت لازم اور صلت و رزق کو حجب مزا ہونی چاہیے۔

(۵) قادیانی یہ بات علی الاطلاق کہہ رہے ہیں کہ قومی اسمبلی کے فیصلے کے باوجود وہ مسلمان ہیں، وہ اسلام کے نام پر اپنے عقائد کو اسلامی عقائد کہہ کر ملک کے اندر اور باہر زبان کی تبلیغ و تحقیر کر رہے ہیں، مرنہ ظالم احمد کو وہ اب تک سچی، مسیح جو محمدؐ، مہدیؑ، معبودؑ اس کے بلند والوں کو صحابہ کرام اور اس کے خلیفہ کو ملحقہ نہیں کہہ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں، یہ مسئلہ بڑا سنگین اور حکومت اور عامۃ المسلمین کے لیے حدود و حد غلبہ ہے۔ یہ دستور کی بھی خلاف ورزی ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے باعث دل آزاری و اشتعال انگیزی بھی ہے۔ جس گروہ کو قانوناً اور شرعاً دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا اسے اسلامی اصطلاحات کہنے اور اسلام کا مذہبی و مستند ہونے کا کوئی حق نہیں رہیگا۔ اگر یہ لوگ اسی طرح مسلمانوں کے سینے پر ہتھکنڈے لگے تو ان کے اور مسلمانوں کے مابین کبھی صلح و آشتی کی فضا قائم نہیں رہ سکے گی اور مکران الہی کی مرکزین سے کشمیری انجمن کی سربراہیں جب تک عام مسلمانوں میں ایمان و اسلام کو رقیق بھی باقی ہے وہ ایسی نگرانیوں کو کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے۔

(۶) قادیانیوں کے با متقابل مسلمانوں نے جن بی مثال اتفاقی و اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا ہے اسے دائماً قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جزوی اختلافات اگر ہوں تو ان میں مناسب حدود کے اندر رکھنا چاہیے اور اس کے اظہار کا طریقہ علمی اور سنجیدہ رہنا چاہیے، اختلاف کو بغیر نفرت کا رنگ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہر اختلاف کو حق و باطل اور کفر و اسلام کا اختلاف نہیں بنالینا چاہیے ورنہ اس کا فائدہ قادیانیوں ہی کو پہنچے گا جیسا کہ پہلے پہچان رہا ہے۔

(۷) قادیانیوں کی دستور کی تحقیر کے بعد ایک ضروری کام کرنے کا یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کو حکمت اور موعظہ مسننہ کے اسلوب و انداز میں قادیانیت سے نا تب ہوئے اور اسلام قبول کر کے کی رحمت دی جائے جن لوگوں کے ہاتھ میں قادیانیوں کی قیادت و سیادت ہے اور جن کے عقائد ان قادیانیت سے وابستہ ہیں انکی سہ کہ وہ اسلام لائے جن تامل و تدبیر سے کام لیں اور پاکستان چھوڑ جائے کو ترجیح دیں، لیکن عام قادیانی جو عصر خلافت کے قریب نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام آبادیوں میں شیعہ ہیں ان کے سامنے اگر اسلام کی اصل تعلیمات کو صحیح طریق پر پیش کیا جائے اور قادیانیت کے حقیقی قدر و مال بھی ان پر اچھی طرح واضح کیے جائیں تو وہ افواج دائرہ اسلام میں داخلے

ہوتے ہیں پس وہ پیش نہیں کریں گے۔ ان میں بہت سے لوگ ہم نے ایسے دیکھے ہیں جو ازل
غلام احمد قادیانی اور اس کے راگروں کی بہت سی تحریروں سے واقف ہی نہیں ہیں اور جب
ان کے سامنے پہلی راہنہ وہ تحریریں آئیں تو وہ حیران و ششدر اور دم بخود ہو کر رہ گئے وہ
قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(۱۸) اس مسئلے میں حکومت سے ہمارا ایک مطالبہ یہ بھی متصل ہونا چاہیے کہ محمدیوں کو
بھی وہی شریعہ کیا جائے اور جو لوگ اس پر وٹ کر دوسرے دھرم ہیں ان کو کفر کہہ کر مار نکال دیا جائے
نہر جو یہاں رہا ہے وہی وہاں رہے اس پر وٹ کر دوسری روشنی میں ناگزیر مول ان کو فوراً قتل میں
لایا جائے۔ اگر ہماری حکومت اور عوام ان سب نے غفلت و تساہل سے کام لیا تو نہ صرف یہ
کہ اس سازشی کردہ کے ہاتھوں ہمیں مزید زخم نہ کھانے پڑ جائیں کائنات اللہ

والسلام (۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

حضرت مولانا محمد اسحاق سندھی کی مکتوب
گرامی نامہ طغوزہ جیسے بندہ زید خان کی گاتھا

آج کا دینی مرسلی پڑا جواب میں تانا کی وجہ یہ ہے کہ میں غلط ہو گیا تھا اور اب بھی غلط کی تکلیف
باقی ہے جس کی وجہ سے بہت سے کام ملتوی کئے۔ شمس العارف سے حضور انور اکرام شروع کر دیا
جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) قادیانیوں کا کافر ہونا تو مسلمات میں سے ہے حکومت تسلیم کرتی یا نہ کرتی اہمیت مسئلہ انہیں
کافر ہی سمجھتی اس اعتبار سے حکومت کے اس رویے کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے تاہم ان کی توجہ
ہے کہ حکومت نے حقیقت کا اعتراف کر لیا اور قادیانی سیاسی اعتبار سے بھی کافر سمجھے جانے لگے
مزید سرت اس کی وجہ سے کہ اب تقریباً پوری دنیا نے اسلام انہیں کافر سمجھے پرستی ہو گئی۔ اہل سنت
کے بعد یہ بھی افریقہ کے زول کو میری خوشی محدود ہے یعنی میں اتنی سرت کو کس نہیں کہ اتنی حاکم
پر لوگ محسوس کرتے ہیں۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ میں صرف اس اقدام کو مسئلہ قادیانیت کا حل
نہیں سمجھتا۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قادیانیت کی وجہ سے جو دینی و دنیاوی نقصانات امت مسلمہ کو
ہتھی رہے ہیں ان سے حفاظت ہو اس کی شکل یہی ہے کہ یہی اعتبار سے ان کے ساتھ وہی برائے
کہا جائے کہ جو غیر مسلم اقلیت کے ساتھ ہونا چاہیے، انہیں ملازمتوں وغیرہ میں ان کی آبادی کے تناسب
سے جگہ مل جائے اور عید ہی ہندو اپنی کافر قرار دیا جائے باطل کی اشاعت اور ناواقف مسلمانوں کو

معاذ اہل سنت پر مناسب لڑنے کے ساتھ مجالس وعظ و تذکرہ کا انتظام بھی ہوتا چاہیے۔ بہت اہم
نوٹ اور ضروری چیز یہ ہے کہ غلام میں ایسے افراد تیار کیے جائیں جو ان میں گھل مل کر قادیانیت کا بطلان
اور اسلام کی حقانیت ان کے ذہنی نظیص کر سکیں۔ یہی لوگ لڑنے پھر کے لیے بھی میدان پیدا کریں گے اور
وعظ و تذکرہ کے لیے بھی خطا تیار کریں گے، یہ وہ طریقہ کار ہے جس کو طرف مام طور پر چاہیے
زمانہ صوفیوں میں امر بدیہ کہ ہمارا مہاجر و ایمانہ جو تاجا پہنچے جس میں نوربہ استلال کے ساتھ
روحی نصیحت سے بھی کام لیا جائے۔ والسلام۔ (۱۰ مارچ ۱۳۵۵ھ)

حضرت مولانا محمد اشرف صاحب
مدظلہ العالی عربی اسلامیہ کالج پشاور
الحمد لله وحده وانصره وحده
الاعزاب وحده والصلوة والسلام
من کالجی بعد ۱۰/۳/۵۵

۱۔ محمدی دکنی زید محمد کلم و جہاد کم فی سبیل اللہ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
قادیانی مسئلہ کے موجودہ حل کے بارے میں چند انتقادات پیش کیے جا رہے ہیں۔
یہ سبب ہو گا کہ اہل حق نہیں لیکن حضور اور خیر الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے
تاریخ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے بارے میں چند افراطی کجانت و سعادت کا ذریعہ بن سکیں
تو رہے قسمت۔

(۱) ختم نبوت ایک مسئلہ اور متفقہ عقیدہ ہے کہ توہید کے بعد اسلام کی بنیاد ہی اس عقیدہ کی ہے قل و
فرش واضح تعبیر یہ مبنی ہے، حضور اور دروہی مذہب صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ کلمات و مذاہب کسی نہ کسی
صورت میں ختم نبوت ہی کا ثمرہ ہیں۔ آپ کی رحمت للعالمین مثلاً "عمری بعثت" دائمی رسالت آپ کی
امت کی بعثت و ختم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآنی اسکا نام کے دوام وغیرہ سب ختم نبوت ہی کے تاریخی و ظاہر
ہیں، امت سب مسئلہ کا شیرازہ ختم نبوت کی دسی سے بندھا ہوا ہے۔ "انہیں" ہی کے معنی ہیں اور پڑنا
جاوڑا ہی امت ختم نبوت ہی کا برکت سے زندہ قائم اور متوار ہے۔ اس لیے ہر دور و ہر زمانے میں
امت کے ہر طبقہ اور ہر کتبہ فکر نے اس عقیدہ کو اسلام کی روح و جان سمجھا اور ناموس ختم نبوت کے لیے
ایسا سب کچھ نثار کر کے میں اپنی فروع کو طاقی جانی اور اگر کسی رو سیہ و بد بخت نے ختم نبوت میں قدم
رکھنے کی جسارت کی تو اسے فوراً ختم کر کے رکھ دیا گیا اور امت سے کسی بھی دور میں ختم نبوت سے
بنادت اور اس جیسی سازش کو برداشت نہیں کیا چنانچہ ہم سب کے آج و ازل بیدار و عالم حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے ہر دور فراموشی سے پیشتر ہی جب چند ظالم آمرانوں نے مسلمانوں کو

اسود غصی کی صورت میں اپنے خشک یاغی کا اظہار کیا تو دریا نے نبوت نہ ان کے بچاؤ کا جڑ ایک ٹھونک سے نہ ہوئے اور شاؤ فرما دی۔

دور رسد ملی میں امت اللہ مہاراج کا بیڑا اجار اور علی اقدام ان مشین سے قابل پر تھا۔ اسی طرح میں دور میں بھی کسی کو یہ جو جس خط سوار پر امت نے اسے ختم کر کے رکھ دیا۔ یہ امر و دیکھ کہ نصیب ہمارے شامت اعلیٰ انشیزین ہی استعد و سیاست کا اشدانی ملن و غریب تھا کہ سیرل پنجاب انجمنی و غلام احمد قادری اور اس کی اہدت کو اسلامی معاشرے میں پہنچے۔ و رہائی رہے کہ انہی طرح امت میں گئی امت میں جس کے معنی میں جس طرح انگریزی استعد کا یہ جو کا شتر پورا تیرا ہوا اور پروان چڑھا اور پچھلے طرح و دھوت کو بھلیا تار باوہ تار کج اسلا کا ایک اندوہناک باب ہے۔ گو مرزا قادیانی مشورہ نبوت کے دلی کے پہلے دن ہی سے امت کے خواص و خواص اس ہجرہ خیریت کے ہنگام امت کو بچاؤ گئے تھے اور اس کے دفاع و قلع و قمع کی کوشش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن یہ زراست دیا کی اور اس کی امت نے انگریز و استعماری طاقتوں کے زیر سایہ اور ان کے ارجحیت کی حیثیت سے غلام اسلام کے یہ شور اور آگ کشی ملی (۱۹۰۵ء و ۱۹۰۶ء) کی صورت اختیار کر لی۔ برکو چک سے اگر بیکے انراج کے بعد اس بعض رہنماؤں کی کم ہو سکی اور کوہ می نے پاکستان میں ان کے لیے ایسے مواقع فراہم کر دیئے تھے کہ قادیانیت جو ایک انتہائی قلیل و حقیر اقلیت ہے ہر سید و سیاح کی ایک جی جا رہی تھی اور اپنے کفر کا اعلان کھلم کھلا کرنے لگی تھی کہ ایک ایک غیرت حق جوڑ میں آئی اور بدولت اس مشین کو سائنس پیش آگیا جو حقیقت میں قادیانی سیاست و سازش کو نہایت کامیاب و اچھوتا نظام تھا جو کفر کے جذبات و علاقہ معلوم کرنے کے لیے ۱۹۰۵ء و ۱۹۰۶ء کی حیثیت سے آواز بایا گیا تھا لیکن یہ امر و دین و ملی ان کی مکران کا سبب بن گیا۔ سوات میں ۲۹ مئی سے یکم جون ۱۹۰۷ء تک حضرت ان مستان و مراد سید محمد و مسلمانوں کی مدظلہ اعلیٰ کو ہمسفر تھا۔ غالباً ۳۰ مئی تھی کہ ہم منگورہ میں کار سے گزر رہے تھے کہ منہ نے اخبار فرمایا میں میں ربوہ کے قریب کئی سانحہ اور شتر سیدھ نیل کاغذ ملان کے طلبا پر قادیانیوں کے حمل کا ذکر تھا۔ بدوئے غلام ہندی مدظلہ کو خبر پڑا کہ رستائی حضرت مرصوف گہری سوچ و فکر میں پڑ گئے۔ مدظلہ عمل پر تیار ہو کر قریب کے بعد فرمایا۔

”کد و شتر برا تھی کہ خبر ماورائے ماہ شد

ہم تھیں ہر سے تھے کفن ہے کہ یہ واقعہ ہیں مسلمانوں کو شفق کرے اور اس فتنہ کا سد باب ہو سکے۔

کے کے قلم سد ہر چہ گھیدہ دیدہ گوید

۷۰) ان کے پیچھے کہ جملہ کتابوں، رسائل اور عبارات کو ضبط کیا جائے، پورن کی اشاعت پر پابندی رکھائی جائے جس میں انبیاء علیہم السلام اور شعائر اسلام کی ہنسک کی گئی ہے یا قرآن کے الفاظ و معنی میں تحریف یا ستم بیعت کی من مانی تفسیر کی گئی ہو۔

۷۱) نیشنل اسمبلی کی قادیانی سسٹم پر کارروائی کو مضبوط کر کے شائع کیا جائے خصوصاً اسلامی کانفرنس اور اسلامی تحریکات اسلامیکہ کا موافقت کتاب کو سرکاری طور پر عربی، انگریزی اور اردو میں شائع کیے منیر پورٹ کی طرح تمام دنیا میں پھیلایا جائے اور سفارتخانوں میں ان کی نقول بھیجی جائیں تاکہ فیصلہ کی حقانیت عالم پر ظاہر ہو۔

۷۲) قادیانیوں کا اندراج مردم شماری، شناسائی کارڈوں، پاسپورٹوں، ملازمت اور دیگر سرکاری کاغذات میں جہاں مذہب کا خانہ ہو غیر مسلم کی حیثیت سے کیا جائے۔ اگر اس سلسلہ میں غلطیائی سے کام لیں اور بعد از تحقیق اس کا غلط ہونا ثابت ہو جائے تو اسے قابل سزا جرم قرار دیا جائے جو پاسپورٹ کی دیکھ بھلی اور ملازمت سے اخراج وغیرہ کی صورت میں ہو۔

۷۳) قادیانیوں کو مسلمانوں کی سلفہ شرعی اور دینی اصطلاحات کے استعمال کرنے سے روک دیا جائے۔ ان کی عبادت گاہوں کو مسجد کہ جائے قادیانی مسجد یا کسی اور نام سے پکارا جائے، اسی طرح ان کے زیور اور زنا دی بیاہ وغیرہ اور جملہ اسلامی احکام کو ہر گوارہ کے بارے میں ہیں ان پر نافذ کیے جائیں۔ زیور کی حیثیت سے اگر وہ اپنے کو غیر مسلم اور قادیانی شہرہ کے طور پر دہنا چاہیں تو ان کے ان حقوق کی حفاظت کی جائے جو شریعت اسلام میں ذمیوں اور غیر مسلموں کے لیے ملے گئے ہیں اور اگر وہ اس حیثیت سے انکار کریں اور اپنے کو پہلے کی طرح مسلمان سمجھ کر عبادت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں تو ان کا اقداماتی اور دینی مشورتی مداخلت کیا جائے۔

۷۴) دنیا میں اعلیٰ عوامانہ ملک و مال کے سایہ میں یازن، زر زمین کے لالچ میں پھلتا ہوا اندھنہ فساد، دہل و فریب سے سادہ لوح اشخاص کو اپنے دام زد ویر میں پھنسا دیتا ہے۔ قادیانیت بھی وطن قوم کا مروج، تحریف و تلمیذ اور اہل فریبی اور وسیع کھاری کا پند ہے جو انگریزی استعمار کا ہتھیار ہے۔ آج میں پیدا ہوئی اور بچا بھولی۔ ظاہر ہے کہ بہت سے دنیا پرست یا سادہ لوح دنیا دھم مجتہد یا تعریف کے دھوکے میں اگر اس نعت کا اثر ہو گئے ہوں گے ضرورت اور امر ہے کہ پوری بزرگوں اور توجہ سے ان لوگوں کو دین حاکم اور اصل اسلام کی دعوت دی جائے اور پھر یہ ان کو تمام انہیں نصرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل کیا جائے تاکہ وہ اپنی گمراہی

تعداد نہ کی سے نااہل ہو کر تلافی باغیات کر سکیں۔ اندرونی غلب کے علاوہ غیر ممالک خصوصاً افغانستان اور
یورپ اور امریکہ کے ممالک میں برسلو ولوں کوئی تقادیر نیست کر اسلام کہہ کر گمراہ جوہت پیش کیا جس میں
اسلام کے رشتہ نشناس کو گمانا داسی فریب اور منافط سے انہیں بچانا ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے اس
سلسلے میں دعوہ و طرحیچ و گھوٹکی اور عام سطح پر تلو سلاہ کو برسنے کا دلایا جائے۔ اس بارے میں متفرقا
سے تقادیانی عملی تبدیلی ایک توٹوں آئندہ عمل ہوگا۔

خیر یہ تو مادہ لوح، لکھ کر دہ راہ تقادیانیوں کی بات ہے نہیں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ہٹ و دم
اور ہٹ غلط عقائد پر رہتے ہوئے اپنے کو مسلمانا کہتے اور بھانے پڑھتے ہیں اس نے قوی اکیلے
فیصلہ کو دل سے بدل نہیں کیا، وہ جوٹ کھلتے جوٹے سانپ کی طرح موقع کی تاک میں ہے اور ان کی
راہرو وانیوں اور سازشوں سے پاکستان خصوصاً اہل مسلمانوں کو اس میں نہیں ملتی کوئی۔ یہ
وہی خطر ہے جس کو کسی زمانے میں حسن امین صاحب اور باطنیوں سے مسلمانوں کو قتلے گواہی اور مسلمانوں
کے اس مسئلہ فیصلہ پر رونا نواہد احمد اور اس کی اُمت متعارفہ رہے۔ اور ۱۹۷۲ء کے انقلابی دور میں
زمانہ صرت کہہ دیا ہے کہ تقادیرانی سند پر قوی اہل کے فیصلہ پر خودی یا فردی سے چلنے والی جگہ نہیں
نزد کا۔ نہ ماسطہ برا صاحب کی بات کا انتظار رہے ہیں تاہم برا صاحب ورنہ کی اُمت کی نیست
رنا احمد کے اس خطبہ قہر سے، غریبی و افحی ہوئی ہے جو آؤ کشیر اہل میں تقادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت
قرار دینے کی قرارداد پر رتے ہوئے انہوں نے واس نہاد پہچانے نقصیہ جوہ میں دیا تھا۔ تقادیانی دہشت کا
ٹکاسی کے لیے اس پمٹ کے بعض اہم وجہہ اقلیمات کو منتقل کرنا ہوں۔ آؤ کشیر اہل کی قرارداد
تذکرہ کرتے ہوئے زمانہ صراحتی صاحب کہتے ہیں :-

وہ یعنی یہ کوئی ایسا ہی پاس نہیں ہوا کہ اقلیت قرارداد جاتا ہے بلکہ یہ ایک متعارفہ
ہے جو آؤ کشیر کی حکومت سے لگے ہوئے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ تاہم ان کی
مذہبی تبلیغ پر پابندی لگانی پائے اور احمدی غیر مسلم اقلیت کی صورت میں نامزد کرنا
پہنچ میں لے کر آؤ کشیر سے بعض ذمہ دار احمدیوں کو بڑایا اس وقت بھی صورت حال سے

نے ذات وقت دہری ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء سے خطہ انقبض ۱۲ اٹھی ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا پھر نکات
ماعت مزید دہشت صدر انھیں احمدیہ پاکستان دہری نے "آؤ کشیر جی کی ایک قرارداد پر تبصرہ اس
حضرت امام جی صاحب محمد ج" کہ عنوان سے خطہ دہشت کی صورت میں شائع کیا۔

نہیں آئی تھی، اگلے دن وہ میرے پاس پہنچ گئے۔ میں نے کہا دیکھیں ایک بات جو آپ کو دنیاوی ہدایت کے طور پر اچھی کہہ دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ قرار و قانون کی صورت میں منظور کی ہو جائے تو قانون یہ کہتا ہے کہ یہ وہ احمدی جو خود کو خیر مسلم سمجھتا ہے وہ اپنا نام خیر بدل کر دے، آپ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ہر احمدی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور خدا کے علم و شہر کی نگاہ میں بھی مسلمان ہے احمدیہ یہ قانون دیکھ کر نہیں ہوتا۔ ایک آدمی جرات اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے وہ غیر مسلم کی حیثیت میں نام کیسے درج کروا کر دے گا، اگر وہ ایسا کرے گا تو گویا وہ جھوٹ بول رہا ہو گا اور اسلام نے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دی۔" (پینٹڈ مذکورہ ص ۱۱)

اسی اقبال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی ذہنیت باوجود اپنے مزید کفر اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمی تفاوت کے اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور کہائے جانے پر باوجود قانون کے ٹھہرے گا۔

(۲) آگے چل کر دیکھیں کہ انداز میں ارشاد فرماتا ہے:-

"پس اگر تو یہاں بارہ آدمیوں نے اسی قسم کے قرار دیا تو خدا کی نافرمانی ہو جائے گی اور اگر آپ کا خیر ہو سکتا ہے، اس سے تیسریں جڑ فرمایاں پیدا ہو سکتی ہیں وہ یہ نہیں کہ جماعت احمدیہ خیر مسلم بن جائے گی جس جماعت کو اللہ تعالیٰ مسلمان کہے اسے کوئی نا کھ انساں خیر مسلم قرار دے تو کیا فرق پڑتا ہے اس لیے اس کا فکر نہیں آہیں نگے ہے تو اس بات کا ذکر اگر یہ فراموش استہانتہ تک پہنچ گئی تو اس قسم کے فتنہ فساد کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں ہے گا۔ اس لیے ہماری دعاؤں میں ہماری اور ہمارے اندر حب الوطنی کا یہ جذبہ جو جن کی کسی قسم کا کوئی بھی فتنہ نہ اٹھے کہ جس سے خود پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جائے۔ آخر فتنہ فساد یہی ہے کہ کچھ سرگوشی گئے، کچھ زنجی ہوں گے، کوئی ہوں گے اور کیا ہو گا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔" (ص ۱۱)

مذکورہ بالا عبارت میں خصوصاً خط کشیدہ عبارات کے بیچ اسطور میں جس قسم کی دھمکیاں دیاں ہیں وہ ہر کچھ پاکستانی کے لیے لمحہ فکریہ اور قادیانی سازشی ذہن کی عکاس ہیں جس سے ہر وقت ہر کفار و منافقوں کی ہے۔ بلکہ آگے چل کر اس سے بھی واضح الفاظ میں قطعی اور تقابلی حکومت ہے۔۔۔ پناہ خیر مزاحمت آگے چل کر فرماتے ہیں:-

(۳) نیز میں جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے تم گویا اپنی کھوسے یا ہر نکل آئے ہو

اور دیکھتے ہو کہ تمہارے پیچھے جہان سے جماعت احمدیہ کے افراد اور ہمارے گھر
نہیں جہان نہیں دیکھ گئے۔ (۱) وصال

(۲) آج ان لوگوں کو جو سلسلہ کی آڑ میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے منصوبے بنائے
ہیں مابعد طور پر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ کسی غلط فہمی میں نہ رہتا جماعت احمدیہ
کے وہ لاکھوں بالغ افراد جو پاکستان کے باشندے ہیں ان کو خدا کی راہ میں موت سے
ایسا ہی پناہ دیتا جیسا کہ ایک عاشق اپنے معشوقہ پر مستانہ وار قربانی ہونے کو تیار
کھڑا ہوتا ہے۔ پس جہاں ہمیں پیارے لوگوں کے دل چیتے کا حکم ہے وہاں ان کا
کافی قربان بھی ہے۔ اَوْدَعْنَا لَكَ نَفْسًا يٰسَيِّدِي اِنْ نَفْسًا فَكُلُوْهَا (الحجۃ ۱۰۷) وصال
(۳) ہے۔ اور خدا کا ہے اسے شکار دینا جیسا نہیں

باقی فیروں پر مہرِ ثالوت درویش اور تبار

نہ تو میری کاہنہ جاؤ گے نہ راہ کی ٹک ہاں پہنچو نہ جگتے ہمارے حق اور چھکارت ہو کر ہم
محب پر ہمارے گھر۔ ہمیں تو خدا تعالیٰ نے خیر کی برائت سے بڑھ کر حیرات عطا فرمائی
ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے خیر کے رعب سے زیادہ رعب عطا فرمایا ہے خیر کی دھماکہ
سے میٹھا مکہ بدل بنا کر کاپا اٹھتے ہیں ہمیں تو یہ وعدہ ہو گیا۔ ہمارے ہاتھ میں رعب
میسر ہو چکا۔ (۴) (۵)

(۶) - "جو تو ساری دنیا سے نہیں ڈرتے، رعب اکثر یہ سمجھتا تھا کہ اس کی دولت میرے کور
سورج غروب نہیں ہوتا، اس وقت اس نے اتر کر کے ساتھ آئے ہو گیا، وہ بد و بدست
ڈرتا ہے۔ تو اس وقت بھی ہم نہیں ڈرتے نہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا رہا ہے جب کہ
خدا تعالیٰ کے فعل سے حالات بدل گئے ہیں اور احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا
ہم سے خدا تعالیٰ کے عظیم اشیان آشیان دیکھو یہ کہ اب ہم اللہ کے سوا کسی دے
بھلاؤں کو نہیں ڈرتے؟ ہم انور میں رہتے، اسلئے غلالت میں نہ جیتنے والے ہیں اور
(بعض مسلمانوں نے) کہتے ہیں ہمیں ڈر سکتے ہیں؟ (۷) وصال

(۸) جماعت احمدیہ کو قربانیان دینی برپائی یعنی قرآن و شایعہ جانان قربانی دینی ہے
یعنی قربان کا قربانی دینی ہے یہ تو قرآن و شایعہ جانان دینی ہیں قصہ کے باعث کو بیہوش کیا گیا
ہے اس قصہ میں اللہ کا نام نہیں ہو گیا۔ (۹)

مروانا صاحب کی یہ پیشکش دیکھ کر امیر صاحب نے محمدی بیگم کی بیٹی بگلو کی بہت
 پوری ہمت پر انہیں ملکہ کی طرح بیروں سے ایک سات وایک بیروا تو ہے کہ بہت نامور صاحب کھلے بدن
 خلی میں مارنے اور بٹاک دروغ کا دعوے سے بہت ترسنا انہیں نے کہہ کر اس اور بیگم میں کو ان
 کے کو کو کو کہا جس نے ان کے اسلام سے انزین و بقا کو کاٹنے سے بدول اٹھانے یا باٹنے اور ان کی بالی
 "صفتوں" اعلیٰ آنے اسلام کو کے نکالتے دوزخوں ساز شول اور غی علی شکار کلاہی سے کئے
 انہوں نے منہ نہیں کی طرف کیا، نہاد اسلام ایک اسلامی کا جامہ اور نہاد کھلے اس کی پرہ اور خالی ہاتھ
 ان کو ذوق صلیقیقت ہے اس کو دنیا پر آشکارا کیا جائے غرض مر مر امیر احمد اس کی سنت کبھی
 بھی غرض دلا سے غوی اس کی کے فیصلہ کو نہیں ماننے کی رات، جسے مذہب کھلے مرد و واقع میں یہ نہ کہ پاکستان
 کی مسابقت کے اس میں بھی وہ دھکیلاں اور تہہ تر مکتبہ مدہ ہے ہے جس میں اس لیے عام مسئلوں و
 مسوئت کو پہلے سے زیادہ ان کی کمرہ کی اور ان کی نقل و حرکت کی زیادہ ترشت ان کی چاہیے میں اور اگر جمہا
 جسے حالات پیدا نہ کر پورے ملک کو آگ و خون میں نہ جھونک دیں

مذہب بالہ میں ان کی ارشادات سے - بات غلام ہے کہ اگر تو کی کبھی کا فیصلہ ایک عہدہ اور بھال
 ہے لیکن ابھی یہ پہلا قدم ہے ابھی عہدے کے لئے وہ تیار کیا دیا گیا فتنہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ
 نقد و بیرون ملک دینی، سیاسی و معاشی طرف سر میدان میں پورے حزم و احتیاط سے ہونی و ضبط
 سے ان کا متناظر کرنا چاہیے، حتیٰ کہ ان کو مٹا دینا، و کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا امر ان کا امر اور ان کا
 پرہیز کرنا ہے اور اگر بڑی استعداد کا یہ نوکر کا مشورہ بودا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

نظر میں جلسہ تحفہ ختم نبوت اور اس کے زیرِ مخدوم الامام ذمہ دار سید محمد یوسف بخاری و قند
 اور جلسہ کے دوسرے ذہنوں کی اور ان جملہ جماعتوں کو جنہوں نے اس دینی فریضہ اور فخریہ سبوتا
 جید انکارات ختم انہیں صریحاً بے اندہین اصل، تہذیب و سلم کی انوکھ کے لئے اپنا صاحب
 کچھ دانہ پر لٹا دیا، مختلف مذاہب و مذاہب میں کرتا ہوں کہ ان کا لقمہ و لقمہ آقا و حبیب و بوش اور فرشتہ
 بہت اس فیصلہ پر پہنچا، اور یہ مذاہب، جہاد سے لے کر ۲۰ جماعتوں کا اتحاد اس محمود نور علی علیہ السلام
 کا ہر دفعہ ہے، دشمن کھلے دیکھے ہے، مستحقان کے اس اتحاد میں رضائے کی کو مستش
 کر کے کا کاش، زمام فروری اختراعات کو غلط انداز کہ تھے جس کے ہماری طرح بیسہ پانی ہونی دیور
 کی طرح متحدہ نہیں، ان اس سجد و سجدہ کے ہر مقام پر ہے اور اس کے لئے ثابت ہا ہر بیگم بلکہ
 مجلس تحفہ ختم نبوت لا کا اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک عام القیاسی تحفہ ختم نبوت لا کا نہ ہو علیہ السلام کا

مقام اشراقیہ" کا من و عن نفاد و اجراء پر سے ملک بلکہ تمام دنیا میں نہیں کر لیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوار اور عام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر اتحاد و انجمن و ضبط و یقین و محنت سے اپنا بل و ذمہ دار بن لے کر پورا کر سکیں اور خصوصاً انکم الانبیاء و المرسلین علی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے فیض سے پورے عالم کو بقعد نور بنا سکیں۔ آمین

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب
محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکرم و محترم وقت کم اللہ تعالیٰ لا بہت و ریضاء السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوالنامہ اور پھر تحریر یا دہائی موجب منونیت ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں اسلام کے بعد کسی چیز سے بھی شاید اتنی خوشی ہوئی جتنی ۱۹۸۱ء کے ایمانی اور ایمانی فصل کے اس اعلان سے ہوئی۔ خاصیت ہستی و بعد اسلام خیر بہت اہم علاقہ اس لیے کہ۔

والفہام اس میں مسلمانوں کی شاندار کامیابی اور ارتقاء و مزائیت کی ذیل ترین شکست تھی۔
اب اس لیے پاکستان کی تاریخ میں کسی ایمانی اور اسلامی مظاہر میں ایسی صریح اور واضح کامیابی کی مثال موجود نہیں تھی۔

دعوتِ باہمی کو دیکھتے ہوئے اور خود اپنی اور قوم کے ماحول و ماحولین معاشی، تعلیمی اور انسانی کی تباہیوں میں بھی اپنے گناہ بھرے کانوں کو مار نہ ہی معاشی، اکو آٹھویں کو اس قابل سمجھا کہ وہ عزت و دنیا کی ایسی سامع نواز خبر سن سکیں گے یا اعتراض اسلام کا ایسا بڑے لطف منظر دیکھ سکیں گے۔ سبحان الحب الکبریٰ

د) اور خاص طور پر اس لیے کہ اگر فیصلہ معاذ اللہ ہم معاذ اللہ اس کے برعکس ہوتا تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں دین سے ناواقف کبھی پڑے پاکستانیوں کا ایمانی منزلوں پر جاتا، وہ قادیانوں اور لاکھوں کے کفر و ابداد میں مقرب ہوتے اور دیکھی مفاد حاصل کرنے یا دوسری تفصیلات سے بچنے کی خاطر حکومت کی بار بار دہائیے اور دنیا بھر کے علماء و فضلاء کے اجتماع کے خلاف مزاحمتوں کو مسلمان کہنے کی جہد و اجہادت کرتے اور اپنا ایمان کو کھو بیٹھے، انہی دنوں میں خود اس فیصلہ سے سب کے ایمان ٹک گئے۔

اللہ والوں کے روحانی تفصیلات، بھادراور باریک، بین علماء کی شب و روز کا نگہ و دور
میں مسلمانوں کی پیر و پادشاہی اور مخلصانہ دعاؤں سے الحمد للہ کہ عام و جمعی کے علی الرغم کیا

ہٹ گئی اور یکدم پلٹ گئی اور غیر متوقع طور پر مسلمانوں کی مدد توں کی آواز و پوری ہو گئی۔
 شکر اللہ ہے آپ ہجیرہ کے خاتمہ کی خواست اترآمد و پس انداز دہ تفتدیر پدید
 و نعوذ باللہ من الخور بعد لکھو۔

الحی بچوں مسٹر یزید مگر ہی امروز ممکن فسر دایر پیش خسلقی خوارم
دوسرے سوال آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہو گئی
 ہے یا اس فتنہ کے ہولناکی اثرات کا تباہی اور اعتبار ہماری رکھنا ہوگا؟

جولاناً عرض ہے کہ یہ فیصلہ تو قبول اسلام کا اعلان ہے اس پر اگر استقامت دہونی فتنہ
 کے تقاضوں کو پورا نہ کیا گیا بلکہ اس میں تاخیر ہوئی تو اس کا حشر عروجی دی ہو گا جو پاکستان بن جانے
 کے بعد نظر نہ پاکستان سے تغافل کا ہو کہ خود پاکستان کو دھکا لگا اور اسے دھمک ہونا پڑا، جیسا کہ
 اس عملی کا اعادہ کیا گیا تو یہ فیصلہ بھی مسلمانوں کے حق میں مفید ہو۔ فی الجائے معافانہ کائنات اور اذکار کے
 رہے زیر زمین راہ ہوا کر کے کا باعث بنے گا۔ لا خدا وھا اللہ۔

اس سلسلہ میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔
 تجویز ۱۔ فیصلہ کے تقاضوں کو بروئے کار لا یا جائے | میری مراد اس فیصلہ کے تقاضوں سے ہے
 ہے کہ اب فوری طور سے حکومتی سطح پر۔

۱۔ انی مسلمانوں کو گھیر دی آسایوں سے ہٹایا جائے۔

۲۔ اس کے اذکار حکومت کے قبضے میں نہ رہے یا نہیں۔

۳۔ ان کے اسلامی نام انجمن حمایت اسلام وغیرہ قانوناً ممنوع قرار دیئے جائیں، ایک غیر مسلم
 کا اسلام کی حریت کے نام سے کام کرنا پورے درجہ کا دھیل نہیں قرار دیا گیا ہے؟

۴۔ اسلامی شعائر اذکار، مسجد وغیرہ کا استعمال یہ غیر مسلم ہرگز نہ کر سکیں۔

۵۔ اور ان کا جو کچھ انجمنیں یا گروہیں کے قانوناً ممنوع قرار دی جائیں۔

ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مسلمانوں کا وہی اتحاد برقرار رہنا لازماً ضروری ہے جو
 ۱۹۴۷ء کا بستیہ رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کی تکمیل کا کام شروع ہو چکا ہے۔ فیصلہ نصاب
 الگ کرنے کے لیے مشیخہ ایجنسی پیش کی دیکھیں اس کا پہلا ذریعہ منعم ہوتا ہے اس کے علاوہ
 نہ معلوم انہی زمینیں کیا کیا ہو رہی ہوگا، ۱۹۵۶ء کے بعد جو بونیدی برعری اتحاد کو کسی طرح پارہ
 کر کے قوم کو بٹا دیا گیا۔

تجزیہ مجلس علم کے اجتماعات مسلسل ہوتے رہیں | میرے نزدیک اس کے لیے مجلس علم کو بڑا پر
رکھنے کے ساتھ ساتھ نظام ہی نور مسلسل اس کے اجتماعات ہوتے رہیں اور کارین مجلس علم اپنی
رومائی توقعات کو لفظ غائب میں کھینچ آئے ہیں اس کے بغیر یہ باقی قوم میں اس احمی کو بڑا رکھنا
بالکل ہے۔ و ان من ینبہ الله فانی۔

تجزیہ مجلس علم کی تاسیس آزاد ہر | ان تمام قانون کو بردار کرنے کے باوجود مجھ نے مزید
سیاسی انسان کی پشت پناہی کرتے رہیں گے اور انہیں پاکستان اور پورے مسلم اقل کو تحریک کرنے
کے لیے استعمال کرتے رہیں گے اس لیے ضرورت اس میں ہے کہ پاکستان اور پورے مسلم اقل کا
قادر باسی آزاد ہو اور حقیقتاً آزاد ہو۔ کیا آج اس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ جو ملک بھی
مغربی ملک کے تسلط سے آزاد ہیں اور وسطیٰ زمینیں اور پکی ملاک کے زیرِ دست نہیں ہیں کیا ان میں بھی
مرزاہیت کوئی مسئلہ ہے؟ آزاد قادیان باسی اپنے ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گا اور یہ قسرت
اپنی موت آپ مر گئے گا۔

تجزیہ مجلس علم کی ضرورت | مرزاہیت کا دورہ فی کنگل انسانیت آزادی کی کڑھالوں پر توجہ دینا ضرورت ہے
نہ کا کیا جائے۔

تجزیہ مجلس علم | اعلیٰ مدرس میں اور جس تو بلا کسی تاخیر کے اندھا یا ذوالفکر یا نیک قسم کی نڈلوں کو
داخل نصاب کیا جائے کم از کم دفاعی انداز میں اس کا امتحان لازمی ہو انقلاب
ادیان کے نام سے وفاق کے امتحان میں ایک پرچہ کا اضافہ ہو اور جب تک کوئی مسئلہ
کتاب اسی عنوان پر شائع ہو کر نہ کہ نصاب نہیں کر لی جاتی جس میں مرزاہیت سببیت اور
اور اسلام کے معاشی اقتصادی اور سیاسی نظام کے متعلق والے نظاموں کی اصطلاحات کو متفق
کیا گیا ہو ان کے دلائل یا ان کے عقیدے و فتنے ان کے تدارک و ترمیم کے لیے جو ان کے وقت
تک مرتب ہو کتاب (اعادہ باقی و انقلاب) کے نظام پر ان کے تدارک و ترمیم کے لیے جو ان کے وقت
تک مرتب ہو کتاب کے سبب ضرورت نہ سمجھے وفاق المدارس سے مشابہت کے لیے ان کے وقت
کیا کریں اور مدرس کے اس باب اہتمام سے قبل کریں اور طلباء و درجہ حدیث شریعت کو یہ کتاب
یا اس کو خلاصہ پر حوالہ دیا جائے۔

اس طرح محفوظ اہم نکتے اور نقطہ اسلام و فتنے اسلام کا کام چاہیے
حفاظت عقائد و فتنہ اور یہ ہے گا اور دینی نہیں انشاء اللہ صدقہ جاریہ اور ان کے بڑا۔ و ان من ینبہ الله
(۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کامیابی میں ہماری تسبیح کی پیشکش فرمایا قبول کا قدر و ثمن اے نور۔
جاریہ ملک حقیقی اور عملی طور پر اور اسلئے سمجھئے اور دنیا اس کی تعقید اور پیچیدگی پر عبور ہو۔

سوال ۱۰۰ کے متعلق یہ اجواب جو ہے کہ تعارضی مسئلوں میں حاکمات کے خدا میں طریقہ سے جو کچھ فیصلہ ہو اسے میں سمجھتا ہوں یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا صلی اور عظیم فیصلہ ہوتا ہے۔
۱۔ سے ایک طرف تو اس فتنہ کے سبب کڑی ضرب لگی و اس کے انقلابی عناصر امریلیہ میٹ ہو گئے جو آگے چل کر بہت بڑی تباہی و بربادی کا موجب بنئے اور دوسری طرف اس وقت مسلمان ایک بہت بڑے غم و غم کے سبب سے بچ گئے جس سے بے اندازہ جانی و مالی نقصان پہنچا، لہذا اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہوگا۔

سوال ۱۰۱ کے بارے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ تاریخی فتنہ کے جو اثرات پاکستان کے اندر اور اہر پہیلے ہوئے ہیں ان کو مٹانے اور ازالہ کرنے کے لیے مختلف علمی و عملی طریقوں سے بڑے بڑے اہل فتنہ اور مسئلہ کا مرکز کی ضرورت ہے۔ اجتماعی صلاح و مشورہ سے بڑے طریقے سوچنے اور ان کو عمل کے لیے لایا جائے اور مشورہ نہایت ہو سکتے ہیں اور ان کو امتیاز کرنے سے ان کو اثرات کا ازالہ اور فائز ہو سکتا ہے۔ یہ جانی کسی فتنہ کے اثرات کو مٹانے اور ختم کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ فتنہ کے وجود کے اسباب جو ہیں ان کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ ان اسباب کو کچھ دور کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے زلزلہ کے بغیر فتنہ مٹ سکتا ہے اور اس کے اثرات ختم ہو سکتے ہیں۔

سوال ۱۰۲ کے متعلق یہ کہتی تھی اور واقعی اسے بہت کوفی اس کے خدا و انہوں کو فتنہ طعنہ قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے یہ فیصلہ یونٹو اصل قصہ نہیں بلکہ اصل قصہ کا ایک درجہ ہے لہذا بہت اصل مقصد یہ اصل نہیں جو جانا مسلمانوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی۔ اصل مقصد میں سمجھتا ہوں یہ ہونا چاہیے کہ پاکستان میں کوئی ایسی واز اور کوئی ایسی محرمہ ہونی چاہیے جس سے یہ ظاہر ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نہ بھی سزا میں نہ ہو و رسول کے بعد سب کے اس نے اپنے اسلام و فرائض و حدیث کو بھی مستحق قرار دیا ہو۔ اس کے بعد اگلے منزل پر چلے جائیں گے لہذا ان کے اندر سے نہایت محمدیہ اسوایانہ سبب اس کی قوانین ختم ہو جائیں اور ان پر صرف نہایت محمدیہ کی حکمرانی ہو و اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا لازمی اقرار کیا ہے و اسلامی و جن شرائط محمدیہ کو اپنی زندگی کا دستور بنا

اور لاٹھیاں بنائیں اور اس کے سوا باقی ہر تانوں کو ٹھکرا دیں۔

سوال نمبر ۱ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جہیں کیا آئینی ذرائع اور کیا علمی و علمی طریقے اختیار کرنے چاہئیں؟ اس کا جواب کافی تفصیل طلب ہے اور خاصا مشکل بھی، لہذا نیز ذرا دیکھ بہتر یہ ہے کہ دینی اور دنیوی علوم کی سوجھ بوجھ رکھنے والے کے لیے حضرات ایک جگہ جمع ہوں اور تمام پہلوؤں پر سوچ بچار اور خود و شکر کے بعد باہمی شعور سے یہ طے کریں کہ آج جن دینی و فاضلانی اور دینی و بیرونی حالات سے ہم دوچار ہیں ان میں مذکورہ مقصد کے لیے کیا طریق کار زیادہ مفید اور موثر ثابت ہو سکتا ہے جس کو آج عملاً اختیار کیا جائے۔

بہر حال اس کے لیے جو کچھ طریق کار طے کیا جائے اس میں اس وجہ عمل کو ضرور ملحوظ رکھا جائے جو اس کے نتیجے میں ظاہر ہو سکتا ہے اندرون پاکستان بھی اور بیرونی پاکستان بھی، تاکہ نقصان کم سے کم اور فائدہ زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ اندھی بنیادیت اور انتہا پسندی سے بچنا بہر حال مفید رہے گا، جہاں تک ہو سکے عقل و شعور اور احتیاط پسندی سے کام لیا جائے۔ اللہم وفقنا لما تحب و تنفی.

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب دارالعلوم
صدرالمدینین دارالعلوم حنفیہ

انگریزوں کے زمانے میں تلمیذات مسند کا عمل نہایت مشکل تھا کیونکہ انگریزوں نے خود اس جماعت کو اپنے انراض و خواہد کی تکمیل کے لیے پیدا کیا تھا، گزشتہ زمانہ میں بھی وہ ان کی سرپرستی کر رہے تھے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ تو انگریز ہی حکم امت سے تقاضا تلمیذات کے خلاف اقلیت اور کفر کا فیصلہ ان کے مقاصد کے خلاف تھا، انگریز جرمی طور پر بعض ممالکوں میں ان کو قتل و سلب سے خارج قرار دیا گیا تھا اور ان کے بارے میں نفع نکال کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

پھر جبکہ انگریز ملک چھوڑنے لگا اور پاکستان کا نظریہ ظہور میں آیا تو چونکہ یہ نظریہ دو جزئیات پر مبنی تھا اور متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا دور دراز بھی اکثریت اور اقلیت قرار دیا گیا تو کچھ لوگوں نے جن میں مسلم لیگ پیش پیش تھے، تلمیذاتینوں کو شاہد مکی مندار کی غلط فہم مسلم ہند دیکھ دیکھ کر غلطی نہ کیا، باوجود اس کے کہ سرگزشتہ و افحی طور پر اعلان کیا تھا کہ امتی جماعت ان لوگوں کو کافر سمجھتی ہے، جو مرزا کی نبوت سے انکار کر رہے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ متعارف مسلمان نہیں ہیں اور خود مرزائیوں نے ایک تیسری قوم کی حیثیت سے انکے ریاست حاصل کرنے کی سعی کی، اگرچہ

اس وقت بعض لیڈر اور اسلام کے پی خواہ تہذیب کر سکیے تھے راہمدی جماعت اسلامیت خارج ہے
 کہ مسلمانوں میں شامل مرنا ملک و ملت دونوں کے لیے وقت بیک وقت ممکن و مفید ہو کر ان کا وادہ کو
 نظر انداز کر دیا گیا اگر وہ واقعات نے ظاہر کر دیا کہ وہ لوگ جتنی بجا تھے۔

اب بھی دو ٹوک تحریک خیریت کے خلاف رہے نہیں تو نے ان کو مسلمانوں میں شامل کیا تھا وہ
 میں مستور کیا گیا تھا کہ یہ مسلمانوں کے خیالات کو بدلنا چاہا اور لوگ جتنی اسلامیت اس تحریک کو بنا کر
 بنا کر چاہتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ۲۵ سال تک ہر وقت یاد رہتے ہوئے انگریز کے اس غور و فکر سے
 بیہودہ ہے۔ وہ مارکسین کی پوری سفاقت کی۔ عام مسلمانوں پر ظہر دیکھتے ہیں کہ وہ زلف جماعت و
 رسوم و عادات کے پابندی میں اور مرزا کی مذہب کے حوالہ و فروع میں قویٰ انصوص و راہدہ کے
 بعد توثیق اسلام کے کرتے ہیں مگر یہ تحریکات اور عقائد میں رد و بدل ہوا ہے کہ عایدان فہم سے باخبر
 ہے لہذا عوام ان کو ان کے ظاہر ہی اعمال کی بنا پر راستہ میں شامل سمجھتے تھے اور ان کے مفہم
 تبصرہ کا قویٰ مولویانہ فہم یا احمقانہ سیاست جانتے تھے۔

انھوں نے کفر و کفر کی کافور و قابل کے بعد اس مسئلہ اور مسئلہ میں پیش کیا کہ ایک جماعت
 تو دین کے مسلمانوں کے تشکیب کے مستحق ہوئے اور خیریت کے ساتھ صحیح شغف اور لڑائی کا
 کے ساتھ قطعی محبت کا ثبوت دیا، اور دوسری طرف ان لوگوں کے خیالات کا فہم اور شبہات
 باطل کو غور کر دیا جو کہ اس تحریک کو اتنا نہ سہارے اور مولویانہ ہٹ و دھرم یا کفر ساز کی
 تہذیب سمجھتے تھے۔

لیکن مرزا کی جماعت رہنے سے اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمنی اور ایک زمانہ سے
 یہ خواہ وہ دیکھ رہے تھے کہ کسی وقت وہ پاکستان پر قبضہ کر لیں گے اور جو مسلمان یا عبادان کے
 خلاف تحریک چلا رہے تھے اور چلا رہے ہیں ان کو بوجہ بلا لائی دے کر مرزا کی بنا میں نے ایوان
 کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ان حالات اور خیالات سے واضح ہو چکا ہے کہ کسی غلط فہمی نے
 اعلیٰ قریبی ہدویں پر قبضہ کر لیا ہے۔ تہذیب کوئی اور جوانی قریبی کے اندر وہ میں آدھرت ان کی
 سوال و جواب کے کلیدی مناسب ان۔ کہ انھیں ہیں ایرونی ملک میں حکومت کے وسائل سے
 ایوان میں رہ چکا کہ وہ ہیں مسلمانوں کے خلاف یا حق و ان کوئی اور فہم استعمال کر رہے ہیں انھیں
 وسائل اور بروٹھ سے کام لے رہے ہیں۔ یہ وہ بدترین ہونا وہاں ہر قسم کا مسلمانوں کے زوال
 اتوازی حکومت قائم رہا وغیرہ وغیرہ، یہ وہ بدترین صورتوں کی نشان دہی ہے جس میں انھیں

ان کے خلاف قوی اسٹیبل کا فیصلہ بھی صادر ہو گیا ہے تو ہر مسلمان کو بہت زیادہ عطا رہنا ہو گا کہ ان کا جد پر انتقام اور مسلمانوں کی عداوت کا جذبہ تہ تیغ جسے تیز تر بنانا ہو گا، حالات حاضرہ اس کے شاہد ہیں پھر بہت سے نام کے مسلمان ان کے جھرومے میں ہیں جو کہ ان کی سرگرمیوں کو جان تو بچتے ہیں۔

تو ایسی صورت میں ہم مسلمانوں کا غونا اور پاکستانی مسلمانوں کا قصہ صاف فرغ ہے کہ قوم د ملک اور دین کی حفاظت کے لیے پہلے سے زیادہ بے لوث ہو جائیں اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں تو آج کا دن ہم مٹا سکتے ہیں پر عمل کریں اور حکومت سے بھی مطالبہ کریں کہ مسلمانوں کے درپیش مطالبہ سند پر حلائے جملہ مل کرے اور قوم و ملک کو فتنہ سے بچانے کے لیے اپنا فرض ادا کرے۔ **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

حضرت مولانا محمد فرید صاحب
مفتی و مدرس دارالعلوم حقانیہ
ہونا تمام عوام اور تشیعیت فتنہ پروردہ کو نشان کی طرح واضح ہو گیا، اس سچائی کے جو فیصلہ پرست

ہوئے اور مجبوراً وہ اس سچائی میں تسلیم کریں گے، اس فیصلہ سے ان کی تسلیت و اشاعت اور عوام کو بھلائے کے چھکنڈے کافی حد تک برکار اور ختم ہو جائیں گے۔

(۲) یہ مسئلہ اگرچہ کاغذی طور پر تو حل ہو گیا ہے لیکن عملی طور پر ابھی تک حل طلب ہے کیونکہ قادیانیوں نے ابھی تک اسے تسلیم نہیں کیا۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکومت سے اس فیصلے کو عمل نافذ کریں ورنہ دنیا اور آخرت میں انتقام کے خطرات درپیش ہیں۔

(۳) قادیانیوں کے اثرات ختم کرنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس فیصلہ کی ہر زبان اور ہر حکومت میں اشاعت کی جائے اور ہر مسلمان حکومت ان کو قادیانی مورخین غیر مسلم ذرائع اور اسلامی حاکم کے مشترکہ و خود غیر مسلم حکومتوں کو خبردار کریں اور انہیں مسلمانوں سے بدگمان حقوق دینے کا مطالبہ کریں۔

حضرت مولانا عبید اللہ نور
حفت روزہ خدام الترمذیہ لاہور
کرمی و محرمی اور علیکم السلام روزنامہ و برکات
امید ہے وہ اچھے بھیر ہو گا۔ اسی اور وصول
ہوائیں آفسوس کہ بے پناہ مصروفیات کی وجہ

سے آپ کی خواہش کے مطابق قادیانیوں پر نہ دے سکا، امید ہے مندرست قبول فرمائیں گے۔
آپ کے سوالات کے جوابات کافی تفصیل طلب ہیں تاہم آپ کا سوال اور غلطی کے پیش نظر

فوراً خود پر فتنہ برائیاں تحریر کر دیاں ہوں۔

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ اتحادیانی مسئلہ کے اسی حل پر آپ کے احساسات و جذبات ادا اثرات کیا ہیں؟

(۱) ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی منتقلی آپ کے اس فیصلے پر مجھے اسی طرح خوشی اور مسرت ہوئی ہے جس طرح تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ہوئی ہے۔ لیکن میں کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار بھی نہیں ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تو بحالیہ کام کی ابتدا ہوئی ہے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو عموماً اور پاکستان کے مسلمانوں کو خصوصاً اب بھی اسی اتحاد و یکجہتی کی ضرورت ہے جس کا عملی مظاہرہ انہوں نے تحریک مجاہدین کے دوران کیا ہے۔

میری دریاغذرا ندرت ہے، ہے کہ میں جو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہو رہی ہے وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد، اجتماعی فکر، بے لوث اور بے غلطی جدوجہد، اس پائیدار لگن اور شکر پر بیٹھا فارم کی رہنمائی منت ہے۔ اگر غلط خواستہ ہونے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی نظر انداز کر دیا تو ہمارا انتہائی خطرناک اور عیاں رکھنے اس سے فائدہ اٹھا کر حاکم عظیم اسلام کی عظیم قربانیوں پر مبنی ہے بلکہ کوششوں اور عیاں پر ختم قوت کے خون شہادت کو بے نتیجہ بنانے کی کوشش کرے گا۔

(۲) برا خیال ہے کہ اتحادیانی فتنہ کچھ دینی، سیاسی اثرات مانگے نہیں، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ چھٹی شعلہ کی بدولت اتحادیوں نے بعض ملکوں کو دنیا بھی حاصل کی ہیں لیکن پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد اندرون ملک اور بیرون ملک ان کی کمر لوث گئی ہے، مگر ابھی مغرب صلیحہ کی شدید ضرورت ہے تاکہ ان کی رہی ہوئی قوت کو بھی توڑا جاسکے۔

(۳) مسلمانوں کی ذمہ داری کسی فتنہ کی ماری اور وقتی بیخ کنی تک محدود نہیں، جب تک فتنہ مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے اس وقت تک گلیں و ایشیا، کوشش وسیعی اور اتحاد و فکر و عمل کی انتہائی ضرورت ہے، ذمہ داری اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک فتنہ کا کچھ بھی نشان باقی ہے بلکہ میں تو یہ کہہ چکا کہ اس کے بعد بھی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی، کیونکہ مسلمان اسلام کا محافظ ہے اور محافظ کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے، خواہ اس میں ہوا جنگ، دشمن اور دھوکہ پرستہ نہیں ہوتا کہ وہ کب اور کس وقت حملہ کرے؟ اس لیے ذمہ داری کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۱۴) کہہ کے چوتھے سوال کا جواب میرے مذکورہ جوابات کے ضمن میں آ گیا ہے۔
 ۱۵) اب رہا یہ سوال کہ اس کا طریق کار اور رائج عمل کیا ہونا چاہیے؟ تو گذارش یہ ہے کہ در
 بختل پہلی کے فیصلے کے بعد ذمہ داران طواغی سنی سے بڑے کوششیں سنی کے پھیل جاتی
 ہیں، عوام کا کام یہ ہے کہ وہ غیر اس رہتے ہوئے اس تحریک کو اپنے آخری اور قطعی نتائج تک
 پہنچانے کے لیے ہر قسم کی مالی، جانی اور ذہنی قربانیاں کو باری رکھیں، علماء و حضما اور سیاسی
 و مذہبی رہنمائوں کی بھارتیہ کامیابی کے آخری مراحل تک پشت قدمی جاری رکھیں اور معمولی نقصان
 کی دلوں میں بوجھ فٹیں مائل ہیں اس کو دور کرنے کے لیے اجتماعی صمیمیتوں کو بروئے کار لائیں
 اور ان ملک میں جہاں قادیانی زیر سرپرستی کہ چکا ہے وہاں تبلیغی مہم بھی جائیں وہاں کے
 لوگوں کو قادیانی فتنہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور عالم اسلام کے متعلق غلط فہمیاں عوامیت
 کا گھر کریں۔

حکومت کو پابندی ہے کہ وہ سفارتی سطح پر تمام دوسرے ممالک کو اس خطرناک تحریک کے نتائج و
 عواقب اور مضمرات سے باخبر کرے اور تمام اسلامی ممالک سے سفارتی کرے کہ وہ قادیانیوں کو اپنے
 ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور ان کی سرگرمیوں پر نگہری نظر رکھیں۔ اندرون ملک حکومت کی
 سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اسلام کے نام پر قادیانیوں کی کافرانہ تبلیغ کو
 سد باب کرے ان کو شعائر اسلامی اور محظومات اسلامی کے استعمال سے روک رہے اور
 ان کے زیر دہ اور ملک اور پوچھ کو ضبط کر کے علماء کا ایک بورڈ بنائے جو قادیانیوں کے مزید
 کے فاسد اثرات کو ختم کرنے کے لیے عوام کے لیے اسلامی تعلیمات کا حامل بیچ بچا کرے اور
 اس مزید پھر کو شائع کرے ان دنوں ملک اور بیرون ملک بھیجا جائے، اس کے علاوہ دستور میں
 جہاں بدعت ہے نہ ایک سخاں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معبود ہندو جہاں
 بکتی و فتنہ شقیت کے خلاف عقیدہ کا اعلان کرے یا اس کے خلاف تبلیغ کرے وہ
 قادیانیوں کو تہذیب و تمدن و ان اس میں فقط ایک سلطان کی ایک شخص کا لفظ ہی کیا ہے
 کیونکہ ایک مسلمان کے متعلق تو یہ سچا بھی نہیں جاسکتا کہ وہ ایسے لغو اور بیوقوف شخص
 کا اعلان یا پرچار کرے گا اور جو شخص اس لفظ کو نہ مانتا ہے اس سے اس کی موجودگی
 میں اثر کوئی معنی اسلام یا کوئی چیز بدعت ایسا کرے گا تو وہ مستوجب سزا و عقوبت
 ہوگا۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب
ناظم اداۃ دعوت و ارشاد چنیوٹ
کافی دنوں سے گزری اور موصول ہے
رہی تو باگوں مرویات کی وجہ سے جلد
تھیں حکم ذکر حکامیں کی وجہ سے
معذرت خواہ ہوں۔

۱۱۔ اس سوال کا تفصیلی جواب تو بڑا طویل ہے۔ مختصراً میرے احساسات اور جذبات یہ ہیں
کہ اس وقت اقم اپنی عمر کی خستہ کتھن میں گزر چکے ہیں، اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی
خوشیاں نصیب فرمائی ہیں، عیدیں بھی آئیں، شادی بھی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی دیئے،
حرمین شریفین کی زیارت سے بھی یادداشت فرمایا، قادریانوں سے بار بار مناظرے ہوئے
ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے کامیابی نصیب فرمائی، مرزا شیرعلی محمود کو جو مبارک کہ جس نے دہشت
اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور سرخروئی نصیب فرمائی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی بھر
کی تمام خوشیاں بھی اگر جمع کر دی جائیں تو وہ اس خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو خوشی، ستمبر، ۱۹۷۹ء
کو قادریانوں کے مشفق قوی اسماعیل سے فیصلہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اقم خوشی کے ان احساسات کو
اپنے الفاظ کے قالب میں ٹھکان کر دینے سے قاصر ہے۔ قادریانوں کے متعلق یہ بات کہی کہ
اس صدی کا اہم فیصلہ اور عظیم کارنامہ شمار ہوگا۔

۱۲۔ یہ بالکل بجا ہے کہ "قادریانہ نشہ" کے دہی اور سیاسی اثرات ملک اور بیرون ملک پھیلی
دنیا میں پھیل چکے ہیں لیکن اب یہ اثرات اللہ کے فضل سے کم ہونے شروع ہو چکے ہیں اب تو
اللہ پہلے درپہلے ضربات ملک رہی ہیں یہی ضرب تو آزاد کشمیر اسماعیل کی قرار داد سے لگی، دوسری سخت
ضرب انہیں خیمہ بھل کر دیا وہ ان کے خلاف رابطہ عالم اسلامی کی قرار دادی ہیں، اب جو کسر باقی رہ
تھی وہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے "مادر تخی فیصلہ" نے نکال دی ہے۔

یہ دردی کشیا کو جو وہ اسلام اور پاکستان کے نام سے دھوکہ دے رہے تھے لکھ رہے
اب اس کا پردہ چاک ہو گیا ہے۔

۱۳۔ جب تک اس خطرناک اور ہلکے فتنہ کا بالکل خاتمہ نہیں ہوگا تا مسلمانوں کی ذمہ داری ختم
نہیں ہوتی، لیکن اب آئین میں ترجمہ ہو جانے کے بعد برصغیر عوام کے حکومت کی ذمہ داری بڑھ
گئی ہے کہ وہ آئین کے تقاضے پورے کر کے آئین کے احترام کو برقرار رکھے، قوم نے تحریک کے
دوران قادریانوں سے بچاؤ اور آئین میں اتحاد کا جو بے نظیر مظاہرہ کیا ہے مجلس ملی کی سرپرستی میں

نہ دو کامیاب ہتھیاروں کا استعمال اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب تک کہ انہی ترمیم کے تقاضے مکمل طور پر پورے نہیں ہو جاتے۔

بیرون ممالک میں ان کے تعاقب اور احتساب کے لیے فروری ہے کہ جنہیں مل کی طرف سے ایک معزز وفد اس فیصلے کے پس منظر اور تضیقات کی وضاحت کرنے کے لیے فوری طور پر روانہ کرے کیونکہ مقررہ انداز دیگر ممبروں اور قادیانی بیرون ملک اہمال نظر ناک اور زہریلے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں اس کا تذکرہ اندر ضروری ہے۔

مولانا ظفر احمد انصاری صاحب کہہ این اے کراچی | انکری اسلام علیکم رقعۃ اللہ
برکاتہ ۱

آپ کا ایک گرامی نام پہنچے ملا تھا، دسرا پیرسوں ملا، جواب میں بوجہ تاخیر ہوئی جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

جہاں تک قادیانی مسئلے کے حل کے متعلق میرے تاثرات اور امتیاطی تدابیر و اقدامات کے بارے میں تجاویز کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جن اکابر نے ارباب اقتدار سے گفت و شنید اور مداخلت کے نتیجے میں یہ فارغالات کیا دیے، اس بات کے نتیجہ اہل ہیں کہ اس کے مالک و ماحیط پر روشنی ڈالیں اور آئندہ کے لیے تدابیر و اقدامات بھی تجویز فرمائیں۔ فارغوں سے میں درج شدہ دفعات جس حد تک ممکن ہو دفعہ و دفعہ واضح ہو چکے گا، میرا اس مرحلے پر کچھ عرض کرنا ہے، عمل معلوم ہوتا ہے بلکہ سکتا ہی انسیب نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا صاحب اکوڑہ خٹک میں تشریف رکھتے ہوں تو میرا سلام عرض کر دیجئے گا۔ (۲۳ نومبر ۱۹۷۷ء)

شاعر اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری اللہ محمد | کہم فرما مولانا سید الحق صاحب

ستمبر ملا، مطالعہ میں آیا ہے، آپ کا مکتوب بھی ملا، جو کہ جواب طلب ہے اس لیے تعمیل کر رہا ہوں۔ آپ کے مکتوب میں چند اہم سوالات ہیں جن کا تعلق قادیانی مسئلے کے اس حل کے بارے میں ہے جو کہ استمرک شام "اسلامی پاکستان" کی قانون ساز اسمبلی میں سے منتخب عام انتخابات کی صورت پر متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا گیا اور اس کا اعلان موجودہ علامی حکومت کے محترم وزیر اعظم مشرف ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا۔

مولانا اگر آپ کے نزدیک بھی یہ قادیانی مسئلہ کا ایسا حل ہے جس پر خوشیاں منانے اور

معنی ہو کر نہیں جی ہاں کہوں اور اس میں فتنہ باطنیہ کو دفن ہو چکنے والا سمجھ کر آپ سب کے ساتھ نشاطی ہو جاؤں تو مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا کرنے سے قطعاً معذور ہوں۔ میں لڑتا ہوں اور جانتا ہوں کہ چاہے صبیحِ امتحان ہی کیوں نہ ہوں وہ حق اُسی آواز کو قزلباشی سمجھے جو خردان کے فیصلے کو آمید میں اللہ کے گوشہ نشین کر آئے۔ لیکن اس وجہ سے شاید قزلباشی میں آپ کے سوالات کے جواب میں چُپ رہنا اختیار کر لیتا لیکن جو امرا و استرا ام ہی نہیں ہم عقیدتی آپ سے اور دولا نا جو ملحقِ عدلیہ سے ہے اس کی وجہ سے جواب نہ دے سکتی خلافتِ آداب تعلقات ہے اس لیے یہ سطور بھیجیں لکھ رہا ہوں۔

(۱) آپ کے ادارہ کا آئین مکمل قوی و مکمل کے فیصلے ہمارے ہی اسلامی فیصلہ بتاتا ہے اس کو آپ نے عظیم دربار کی فیصلہ قرار دیا۔ ہے۔

میر حسن دیکھ یہ قادیانی مننے کا وہ عمل نہیں ہے جو حلِ قرآن کریم و حکیمِ خدیجی سے کر رکھا ہے، ثابت یہ ایک فیصلہ ہے جو اسلام کی قرآنی عدالت سے نہیں انگریز کی مسلط کردہ جمہوری عدالت نے دیا۔

جمہوری عدالت قاضی نہیں ہے اس لیے کہ جو کچھ آپ علماءِ صابان نے غلبہ کیا وہی آپ کو مل گیا۔ اس لیے کہ جس طرح قادیانی فتنہ کے خلاف آپ نے کئیوں کو حاضرِ اسلحہ کرانے والے رہم لوگوں کو ملایا اور ان کے لیے اتحاد کی دعوت دی تھی، اسی طرح حکومتِ پاکستان کے اس فیصلے پر آپ نے خوش ہو کر تشریف منانے کی صورت بھی پیدا کر دی۔ چہنچہنِ ملی مسئلہ کا جوش نہیں بکھڑکا کے اس مطالبے کا جوش ہے جو انتہائی طور پر محمد و محمدی تھا اور غیر مالِ اندیش نہ تھی۔ اور اس لیے کہ آپ فتنہ قادیانی پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کے اسلام کو تباہ و برباد کرانے کے لیے پہلے سے پہلے مضبوط ہو کر جو چاہے گا کرے گا۔

سرزمینِ پاکستان کے سینے میں جھنڈا لگا کر ہے ہوئے ایمان سے دھتے دھتے ہیرویت کے اصل ہر اول دونوں گروہ لاہوری جہن پار یا ہی کیا اپنے مقاصدِ طعنہ زنی باز آج نہیں گئے؟ آپ کے پاس اب کوئی نساہت ہے جو ان کے حربوں کو ناکل کرنے کیلئے آپ استعمال کر لیتے؟ آپ مطمئن ہو گئے، ملت کو آپ نے مطمئن بنا دیا، آپ کی نیت درست ہے، بجا ہے، لیکن حق سستی شناسی نئی دیگر خطا میں جا سکتی

ہندو سوارات کے جوابات فی الحال بے فائدہ ہیں ہاں میں نے یہ سطور انتہائی ادب سے

کھی ہیں۔ میں نے ان قادیانیوں کو پورے شتر پکس سے جاننا شروع کیا تھا، ان کا پہلی قسم
لفظ شتر قادیانی پورہ دینی میرے دیوار پر دیوار پر برسوں پڑوسی رہ چکے اہل دین ان۔ ان کے طریق
تبلیغ ایسا کہ وہ ہر رہا ہوں۔ اس لیے اب ایک مفضل کتاب کی کھول کا۔ اور مجھے یقین ہے کہ
اگر بعد کی بتیل مسکا رو دیا جائی گا۔ (۱۵۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

مولانا ماسرا نقادری صاحب
میریداد، دہلی، ان کے کما چیت

جناب مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
گرامی نامہ مل۔ یاد آوری کا یہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے
سوال یہ ہے کہ :

۱۔ قادیانی مسلک کے سر حل یہ آپ کے اصنامات، عہد بات اور شرافات کہا ہیں !
جواب : انکو جہ کے قادیانی "کاذب اور رافضی زل" سے اصنامات کا بلند درجہ سے
بنیاد و شرافت کا تیراں ہے۔ اس مسلک کے حل ہو جانے سے ملک بہت بڑے سبھریں اور
سے محفوظ ہو گیا اور یہ ختم نبوت کے مستند مسلمانوں کے جذبات و تقیہ ہو گئے تھے اور یہ
الہیہ راسخہ کے غلط ہونے سے شک آپکے تھے۔ اور اب استبداد کا یہ حال ہے کہ وہ اس
مسئلہ کا رٹ بھی لیتا پاتے ہیں اور اس کا ذکر بھی نہیں زیادہ پسند نہیں ہے نیز انکا کفر
والا معاملہ ہے۔

(۲) قادیانی قسٹ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک و بیرون ملک پوری دنیا میں پیل چکے ہیں
اہل سنت کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہو گئی اس مسئلہ
کے ہلکے اثرات کے تعاقب و احتساب ہمارے رکھنا ہوگا !

جواب : مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ چکی ہے قادیانیوں میں شیخ کرنے کا یہ
بہترین موقع ہے۔ ان پر اخلاق و عہد اور محدودی کے جذبہ کے ساتھ کام کیا جائے اور خاص طور
مرزا قادیانی کی تحریریں انہیں پڑھونی چاہئیں کہ یہ تو کیا کسی شریعت آدمی کے برابر نہیں ایسی
متضاد و داخل ہے جو باقی مل سکتی ہیں ؟ اقلیت کے مستحق کی کا تحفظ اپنی ملک ایک تہیت
ہے سر مولانا احمد دودی کہ بقول حکومت نے مناسب کو، ٹی سے مار کر اسے جھوٹا دیا جاو
چوٹ لکھا جائے اسانپ پر خط لاک ہوا ہے۔ قادیانی یہ ہے مارے غور پر مسلم دینی کہہ
جینیت ہے پاکستان میں امن و امان کے ساتھ رہ سکتے ہیں مگر پاکستان اور ملت اسلامیہ کے
خلاف کسی قسم کی سازش برداشت نہیں کھاسکتی۔ یہ مسلک ہی بہت اہم اور خاص طور سے قابل غور

ہے کہ مسلمانوں کی حکومت اور مسلم معاشرے میں نئی کاذب کی بھوٹی نبوت کی دعوت نہیں دی جا سکتی۔ یہود و نصاریٰ اور زندقہ و کفر اور کاذب نبی کی نعت کا مؤقف ایک ایسا نہیں ہے۔ یہ وہ گھر ہے جس کی تیغ مسلمانوں میں قاتل و مسموم ہوتی جا چکے ہیں جس طرح مسیحیہ کذاب کے نام کے ساتھ حضرت اور علیہ السلام کے انقباب گویا نہیں کئے جاسکتے اسی طرح مرزا غلام احمد قادری کے نام کے ساتھ مکرم و تعظیم و احترام کے انقباب برداشت نہیں کیے جاسکتے۔ ابو جہل اور ابولہب کافر تھے، منکر نبوت تھے، معصی علی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے حریف اور مدعی متعال نہیں تھے مرزا غلام احمد قادری جو کہ مدعی نبوت ہے اس لیے اس کا نبوت منصور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حریف کا نبوت ہے۔

(استغفر واللہ) (۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ)

مولانا عبد القدوس ہاشمی صاحب | مرزا غلام احمد کو منکر و فحکم اللہ یاد اور غماہ
ادارۂ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد | دیکھ کر اسلام و ممت اللہ و برکاتہ
گرامی نام نشان ۲۲۲ نمبر ۲۹ اکتوبر

۱۹۹۴ء میں ہوا: آپ نے گرامی نام میں جو سوالات کیے ہیں ان کے سلسلہ میں حسب ذیل طور پر ہیں۔
(۱) قادری مسئلہ کو جس طرح اہل نے حل کیا ہے وہ براہین قابل ستائش ہے، اللہ تعالیٰ کو تمام حضرت کو جو انے خیر فرمے ہیں انے اس سے بے سعی فرمائی ہے۔ علمائے کرام اور دیندار مسلمان تو ان کے لئے قاریا نیست ہی نہ ان لوگوں کو دین و دنیا دونوں کے لیے عظیم نفع قرار دے کر ان کو فارغ از دنیا اسلام کہتے چلے آتے تھے۔ مقام شکر ہے کہ دیگر اہل کلام کی کو بھی اللہ تعالیٰ نے حق کی طرف راہنمائی فرمائی۔ میں نے آپ کی کافیلہ شکر و شکر ادا کی۔

(۲) قادری نبیوں نے دشمنان اسلام کی حمایت اور اعانت سے مذکور دنیا تو نہیں مگر جہت سے ملوث ہیں اپنے اثرات کا دہر پھیلا رہا ہے اب ضرورت اس امر کے ہے کہ ہم بھی اس زہر کا تریاق بیکر مختلف ملکوں میں پھیل جائیں اور ان کے دینی اور سیاسی زہر کا مقابلہ کریں۔ میرے خیال میں کسے کا یہ ایک ضروری کام ہے، افریقہ کے دو ملکوں کو اس تریاق کی تہذیب و تربیت ہے ایک ناہنجیر یا اور دوسرا مشرقی افریقہ، اسی طرح جنوب مشرقی ایشیا کے دو ملک بھارت کی طرف تو فوری توجہ کی تہذیب و تربیت ہے۔

دوسرے اقلیتوں کی حفاظت اور ان سے ملوثی حقوق کی حیانت کا یہ مطلب ہو کہ ان کو ہم ان

لوگوں کو کھلی جھڑی دے دیں جو نہ تو وطن کے وفادار ہیں اور نہ دین حق کے مسلمانوں سے زیادہ
 انیسویں کے حق میں نرم آدمی، وسیع الصدر و دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں ہے، لیکن کسی حاکمیت کو
 یہ حق نہیں دیا یا سکتا کہ وہ نقد اختلاف پیدا کرے اور مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کے خلاف
 دشمنانِ دین سے مل کر سازشیں کرتے رہے۔ اور نہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ ملک کے کسی
 حصہ میں اپنی الگ آبادی پسند استواری حکومت قائم کرے یا بعض دین سے ناواقف مسلمان کی
 ملیجیات سے نظم حکومت و معیشت کو متاثر کرتے رہے۔

ہمارا یہ مذہبی فیصلہ ہے کہ ہم ان تمام گڑبٹ ہونے والیات کی اصلاح کریں اور اس طرح سے
 اصلاح کریں کہ قادیانیوں کو مسلمان بن کر ریٹ دیں انہوں سے باز رکھنے کی ہر مناسب تدبیر اختیار کر لیں
 ان کے ساتھ سختی کارڈوں پر ان کا دین واضح طور پر رکھ دیا جائے اور ان کے پاس پورے نوں پر بھی ان کا
 دین ظاہر کر دیا جائے تاکہ تپس و انتہا پسند کا سد باب ہو سکے۔

۳۔ مسلمانوں کو کوئی بھی غافل نہیں ہونا چاہیے، ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے، پاکستان میں قادیانیوں
 کے اندر سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر تبلیغ دینی کا وسیع انتظام کیا جائے۔ انشاء اللہ اس سے بہت
 سے قادیانی مسلمان بن سکتے تو یہاں ہر جا میں گئے، ان بچاروں کو بھولتے نہ کی ضرورت نہیں ہے
 وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کام یہی کے دیگر مسلمانوں کی طرح یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ اور سب دور
 باز ہیں گئے کہ یہ اس کام نہیں بلکہ ایک باہر کل منحصر دین و مذہب ہے تو امید ہے کہ بہت سے
 قادیانی نائب ہو کر ایمان لے آئیں گے، اور اس سے بہتر کیا ہوگا کہ کوئی بھٹکا ہو یا مسلمان دین کو پر
 آجائے اور یہی عمل دوسرے ملک میں بھی جاری کیا جائے تو اللہ، اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج
 برآمد ہوں گے۔ (۳۰۔ ستمبر ۱۹۷۷ء)

جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پریس رفرنس | عزمی زاد نوید کم اسلام آباد

یہاں دو کام سے ڈاک کی شکل ہر سال دی اس لیے آپ کا ۱۰ نومبر کو خطاب منوعہ میں آیا
 ہے، شکریہ گزار ہوں۔ مجھے قادیانیت سے کبھی اتنی جھڑپیں نہ ہوئی کہ اس کے متعلق کوئی خصوصیت
 یا کتاب ہی پڑھوں۔

یونکہ دیندار لوگوں نے اللہ کے خلاف تنہا من و دھن سے کام لیا ہے اس لیے اچھا ہی ہو
 گا، خدا انہیں اجر عظیم دے۔

مگر عالمِ اسلامی میں دوسرے مسائل کی جلی بکری جو اس سے کم اہم نہیں بلکہ شاید اہم تر ہی ہیں۔
 ہتھیار کی جنگ سے قتل اور زبردستی سے ہتھیار خریدنے پر ہر ایک تک فائدہ نہیں ہے؛ اکثریت
 اور اتحاد کے مقابلے میں کب تک موتے رہیں گے!

میں یہاں اپنی حقیر ملاجعت کے مطابق دوسری قسم کے علمی کاموں میں مصروف بلکہ غرق ہوں
 کاش احباب اس میں عاریق نہ ہوں۔
 اس مختصر کارساز آیا کرتا ہے، ممنون ہوں۔

جناب ڈاکٹر برید فیض حسین معصومی، اسلام آباد | جناب یحییٰ: ڈیٹر صاحب
 ماہنامہ اتحاف اکوٹہ خشک

اسلام علیکم! آپ کے استفسار کے جواب میں یہ چند سطریں ارسال ہیں۔
 (۱) قادری سنیہ کے بارے میں حکومت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ تنہا ہی عہدہ اور مناسب مل عوام اور
 خصوصاً علماء کرام کے مقابلے کے مطابق سے پاس کر لیا، اس مل سے اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو
 خاص طور پر اور عام مسلمانوں کو عام طور پر ضروری خطا کی غرض سے تو یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کی ختم نبوت کا حقیقہ دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لاکھ لاکھ ملک پر ہے کہ حکومت نے اس حقیقت کی
 حرمت کو قائم رکھتے ہیں مگر کوشش کی ہے اور اس حقد سے کہ مخالفین کو دشمن اسلام قرار دیا
 (۲) جو حکومت بانی ختمیہ بارہ کتب عام میں چھل چکا ہے اسلئے اس کے ذہنی اور سیاسی اثرات دور
 کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم احمدی یا قادری حکومت کے شناختی کارڈ، پاپوش اور دو سائیل
 سرٹیفکیٹ پر قادری یا احمدی ہونے کا برہان اظہار کرے، انکو ایسی تدبیر اختیار نہ کی جی تو یہ لوگ
 اتفاقاً آمیزہ کر کے اور حلفیہ اپنے کو مسلمان اور ختم نبوت کا مستند قرار دے کر مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا
 دینے کی کوشش کریں گے اور پھر اندرون و بیرون ملک میں نسبت مسلامیہ کو نقصان پہنچانے سے
 کسی طرح باز نہ آئیں گے۔

۳۱ غرض اس مسئلہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت پاکستان کو ان ایکٹ پاس کر کے ہر
 احمدی اور قادری کو اپنے عقیدے کا اظہار کرنے پر مجبور کرے۔ جب ان کو تاثر و مضحکہ منہ پر آمیزہ قرار دیا
 جائے گا تو ان کی تعداد کی مناسبت سے ان کو حقوق دینے یا نہیں اور یہ شیعہ میں اسی مناسبت سے
 ان کے حقوق کی تجدید ثابت نہ جائے۔

دہلی میں متحدہ ختم نبوت کے راجھن اس وقت بھی مسرت عیسیٰ کی مکتے پر ایک حکومت پاکستان

اپنے علی اقدام سے دنیا پر واضح کر دے کہ اہل نفاق احمدی و قادیانی اور صحیح عقیدہ مسلمانوں میں امتیاز و فرق نمایاں ہے، یا خود حکومت کے الفاظ میں بعض غیر مسلموں کو مسلمانوں کے حقوق امتیاز نہیں دینے چاہیے ہیں۔

اہل علم حضرات اسی وقت ایمان کی سانس لے سکتے ہیں جبکہ اہل نفاق صحیح عقیدہ پر توبہ کئے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو جائیں، ان میں گھل مل کر رہیں، ان کی مسجدوں میں آئیں اور اہل و محبت سے زندگی گزاریں۔ (۵۷: کنز بر ۱۹، ۲۰)

جناب محترم مولانا سر سید عبداللہ صاحب
صدر شہزادہ معارف اسلامیہ بنیاب یونیورسٹی لاہور
کاویا بیرون کے بارے میں تقریباً
فیصلہ ہو چکا ہے، اس طرح علماء
کی وہ حدود و حدود کا بیاب ہوئی جس
کے لیے وہ تقریباً ایک سو سال بھر پور لڑتے رہے۔ اور مجھے یہ کچھ دیکھ کر تنہا
لڑتے رہے۔

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑائی تنہا علماء نے لڑی تو بالکل حقیقت بیان کر رہا ہوں علماء کے علاوہ جو جیسے بیان موجود ہیں ان کی بہت سی تحریریں بطور شہادت پیش کی جاسکتی ہیں لڑائی فقط منظر العام علماء کے موقف کے خلاف اور قادیانیوں کے حق میں رہا ہے، اور اسی میں بڑے بڑے اکابر کے نام لے جاسکتے ہیں۔

تو مقصد گفتگو یہ ہے کہ یہ علماء کے موقف کی حیرت ہے جس میں کسی سہاٹی عقائد مصلحت کو دخل نہیں اور اب جبکہ علماء عقیدہ کی اس جنگ میں کا بیاب و احرار اور فرخ و ہر کہ باہر آدھے ہیں تو یہ بھر علماء ہی کا فرض ہے کہ اس فیصلے کے بعد جو نتیجے نکل سکتے ہیں ان کے بارے میں اپنے ذہن کو صاف کریں اور ایک تنظیم اور قوت مجتمعہ سالانہ فرائض کے لیے خود کو کمر بستہ نہ کر سکتے ہیں جو اس مسئلے میں ان پر عائد ہو سکتے ہیں کیونکہ بالآخر دین کی خدمت علماء ہی کریں گے اور وہی کر سکتے ہیں کیونکہ دین کی خاطر دہ کر سیاست اور معاملات دنیوی کی خاطر آگے نہ آنے کی اصولی صلاحیت علماء ہی کے پاس ہے۔

اقتنی فیصلے سے علماء پر یہ روشن ہو جاتا ہے کہ اس ملک میں دین کے دنیا کے ہر ملک میں دین اسلام کی برکت اسی صورت میں ہر کسی پر واضح ہو سکتی ہے کہ علمائے امت میں اصولیات میں اتحاد ہو۔

آج تک اسلام کے بارے میں بے حسی اور بے رونق حقیقتی بھی موجود ہے اس کا ایک بڑا سبب علما کا باہمی اختلاف ہے۔

ہم کہنے کو تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ پاکستان اور عالم اسلام میں اسلام کا قانون اور اسلامی طرز زندگی رائج ہو لیکن ہمیشہ دیکھتے ہیں یہ آیا ہے کہ اسلامی قانون کی فروعات کو دیکھ کر اس کا اختلاف کا بار بار کر رہے ہیں اور عام مسلمان شہری کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ کس کے اسلام پر عمل کیا جائے بلکہ اس پریشان خیالی سے بچنے کے لیے عام لوگ ایسے کہتے ہیں کہ بھائی ان لوگوں کے پاس جب کوئی متفقہ طریقہ کار اور دستور العمل ہی نہیں تو اس پریشان خیالی میں پڑنے کا ضرورت ہی کیلئے ہے؟

راقم الحروف دیکھ اسلام میں کچھ اختلاف اور کھلبلی اور مللے کڑملے کا منظرہ اور عروج ہے لہذا ان باتوں کو تھیں یا بے خیالی پر مبنی نہ کیا جائے۔ یہ باتیں عام تعلیم یافتہ طبقہ کے علاوہ مہتمم علم الہی پر مبنی طبقے میں بھی پھیل چکی ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان پر غصہ سے دل سے غور ہو تاکہ لوگوں کی بے خبری اور ان کا منقلب اعتقاد دور ہو۔

یہ درست ہے کہ جماعت قدیم دینی ارباب میں اختلاف فقہاء اپنی ایک مصلحت رکھتا تھا اور مصلحت دینی کو دین حق کی آخری بڑھک تھی۔ یہ سمجھ کر کہ خدا خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کاشفاد اس باب میں کیا تھا۔ یہ بھائی اور حق کی تلاش تھی اور مضافاً اس میں اس نے تھا۔

اہم مسئلہ یہ اس کا بڑا اثر پر پڑا تھا اور کسی کے گمراہ حوصلہ کا اندیشہ نہ تھا۔ کوئی اسلام پر مسلک ہی اختیار کر کے بہر حال دین سے اس کا تشک فیہ متروک تھا۔

مگر اب صورتحال بدل چکا ہے اب طوفان مغرب عقائد کی عمارت کو ڈھچکا ہے دنیا داران غالباً آچکی ہے اور عیسائی مادہ پر درماتیں نے شکوک و شبہات کے بیجا کھڑے کر دیئے ہیں۔

لیجے میں ماہر لا عقلوں کی بجائے ماہر الاشترک پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ علماء کے کھانے اس ملک میں بہت سے اہم مسائل ہیں ان کی خاطر علماء کا آپس میں اتحاد اور بڑے مسئلے کے بارے میں کم و بیش متفقہ یا سفاہتی دستور العمل تیار ہونا چاہیے تاکہ عام لوگوں کو اس کے قبول کرنے یا اختیار کرنے میں پریشانی نہ ہو۔

علمائے کرام ابھی طرح باخبر ہیں کہ اس وقت اسلام کے مسئلے دو عظیم خطرے میں آ رہے ہیں۔ مغرب کے انکار اور طرز معاشرت کا خطرہ اور دوسرا خطرہ ہے اشتراکیت (کھوڑا) اشتراکیت اور یہ دونوں ہتھیار قادیانی ہتھیار کے لیے کم خطرناک نہیں۔

اب جب علماء اپنی فرست سے باخبر ہو چکے ہیں اور یہ بھی جان چکے ہیں کہ ان کی اصل طاقت کتنا
ہیں۔ ہے۔ ان پر یہ غریبہ عائد ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آپس
میں متحد ہو جائیں۔

ہمارے ملک کے بہت سے علماء ان مغربی فتنوں کی مغزیت کو اس لیے کم اور معمول
سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچیدہ نظام عقائد سے باخبر نہیں، اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان مذہبی
معتدلوں کے ہر حرکت میں کتنے کتنے خطرناک سوچات آباد ہیں تو انہیں خوب اس احساس ہو کہ
ان کا مقابلہ کرنا امرت ضروری ہی نہیں بلکہ فرض میں ہے۔

لہذا علماء کرام پر واجب ہے کہ ان فتنوں کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچائیں
اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد ہو جائیں۔ بے خبری کی صورت میں ان خطرناک فتنوں اور
معتدلوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

قادیانی فیصلے کے بعد تعلیم یافتہ لوگوں میں تین چار قسم کے فتنے بڑی کثرت اور شدت کے
ساتھ پھیل رہے ہیں یا پھیلنے جارہے ہیں، ایک خیالی پھیل رہا ہے کہ قادیانیوں کے بعد اب
شیعوں اور دوسرے چھوٹے فرقوں کی باری آئے گی اور جی غور سے سمجھیں اور سیاسی طور سے بھی
ایک مخالفہ بھی پھیل رہا ہے کہ غیر اسلامی ملکوں میں تقویٰ بہت اسلام کا کام آتا یا نہیں
دریہ اور ان کے توسط سے چرچا ہو رہا تھا۔

اس فیصلے کے بعد جب تک ان ملکوں میں کوئی متبادل نظام اور ماحول نہیں ملے گا جو موجودہ
ہوں گے اس وقت تک اس قسم کا چرچا اب نہ رہے گا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علماء اپنے
موجودہ اکتاہٹ کے ساتھ ان ممالک میں تبلیغ کی اہمیت نہیں رکھتے۔ اور غیر قادیانی تعلیم یافتہ
مطلقاً تباہ ہے کہ اسے وہیں کے حالات سے کوئی دلچسپی ہی نہیں۔ بلکہ ان خیالی پھیلنے
جارہے کہ اس سے آخر کار اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔

میرپور میں یہ مثال ملے گی علماء کے لیے بہر حال یہ پہلو بھی قابل غور ہے اور قادیانیوں
کے قابل ہے۔

ایک خیالی یہ بھی پھیلا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کا صحیح طرز معاشرت قادیانی کھانوں میں بہت
ورنہ عام تعلیم یافتہ مسلمان تو اس معاشرت سے بیزاری نظر کرتے ہیں تعلیم یافتہ غیر قادیانی
نوجوانوں میں روجہ داری، عیاداری، جمعہ اور جماعت کی پابندی بلکہ خود نماز کا التزام، قرآن مجید

تعلق (فصل خواندنی وغیرہ کی سزا تک میں) اس بات کو بھی منظور ہے۔

سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اسلامی معاشرتی طریقوں کا پابند ناواقف یا غیر پابستہ طریقہ کار کی تعلیمات
لوگوں پر ضرر کیا تکلیفیں دے گا خود اپنے ملک میں بھی کیا راہ وہ یا اثر نہ ہوگا اسلام کے بنیادی مہربان
سے ثقافت۔ پھر یہ سب مفہوم اسلام ہے تو پھر اسلام ہی کا نام کیوں نہ جائے اس کا
کے لئے ہے اور اس کے ذریعے۔ پس سزا کامل ہو سکتا ہے۔ اس خیال کی تائید کے لئے بہت
تنظیم درکار ہے۔

دوسرا مسئلہ معاشی و معاشرتی ہے، کچھ تو یہ ہے کہ علم کا کلام بعض عقیدے پر اتنا زور
دیتے ہیں کہ معاشی و معاشرتی مفہوم غائب ہو جاتا ہے۔ آج کے معاشی و معاشی کو ترقی دینا اور
مدد و نفع کے حق میں اور معاشی برائیوں کے خلاف واضح پروگرام بنانا اور اس کے پائے
ورہ نہ نہایت یہ منظر پیش کر دیتے ہیں کہ علماء معاشی انصاف اور مہربانی کے مفاد کے مخالف ہیں۔
معاشرہ کی صورت پر ناخوشی و کربانی اور مہربانیت کے خلاف تنظیم کا کرنے کی ضرورت ہے معاشرہ
اسی کے نظام پابند ہے جس کے عدلیہ و غور و نظر پر استوار ہے اس کے فتنہ اشتعال سے اس کی
ابتدائی جاسکتی ہے۔

دینی تعلیم کے تعلیمات اور نصب العین پر دوبارہ غور ہونا چاہیے، ان احوال و وجوہ خلاف سے
مخلع مگر سبیلانی کو غلط سے غیر مشکل ہیں، غیر حاکم میں اسلام کی تبلیغ کے یہ علماء کو رہنے چھوڑنا
کے سبب ہو کہ کام کرنا چاہیے۔

تعلیم نفس و تزکیہ قلوب کے بارے میں نظام کو اور فروغ دینا کہنا چاہیے تاکہ افراد میں روحانیت
پاک ہو سکیں۔

انسانی فطرت کے بعد اس بات پر نظر رکھی جائے کہ کوئی فرقہ جو کجی کی روڈ لاری یا کجی کی
قائدانہ اٹھائے، اور سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ علماء خود کو اس طرح آباد کریں کہ کسی
سیاسی مفاد کے آگے نہ ہٹیں۔ دانستہ

اسلام دین فطرت ہے جس کی تکمیل
حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری
اعظم کراچی دین مجلس تحفظ ختم نبوت (الہامی)
اسی اہل علم و علم کی نشانی تھی پھر
نئی عہدہ دہی مل اللہ علیہ وسلم نے جہاں امت مسلمہ کے لیے اندرونی و بیرونی فتنوں کی نشاندہی فرمائی

یا نچوال بنیادی اور مضبوطی رکھ رہے ہیں کے بغیر اسلام کی حفاظت ہونے نہیں سکتی۔ اسی لیے اس کے بارے میں ارشادِ وحانی ہے کہ **الْحَبَا جِہادِ جِنِّی** یعنی جہادِ قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی منسوخ یا مغلط نہ ہوگا۔ وہ جانتا تھا کہ انگریز مسلمانوں کے جہاد میں شہید ہو گا اور جانی و مالی نقصان اٹھانے کے بعد اس سے جو بے ایمانی و ترسناں ہے۔ اور اس کا بے اس تہ تمام اہلِ باطل کو بڑے ہاتھ اور ہتھیار تک پہنچا دینا کی وجہ سے کہ یہ آلائش جہاد میں۔ اسی لیے مزائے مرتد نے گزشتہ سے اپنی وفاداری اور موجودیت کو کوئی نئی نہ ہونے کی بجائے وہاں نہ ہونے کے مستحکم کیا۔ اس لیے ہر مرتد کی تادیب جو اس کی نبوت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بھی پر خدا اور قربت جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا اور اگر یہ کاری درغیب دہی کے لیے شریک ہو گا تو اس کے قرآنِ واحد کو مان کر سے گا۔ چونکہ ہماری فوج محض یوہدی کی جماعت ہے اس لیے اس میں سے جملہ مرتد جہاد میں خلوت کر دینا چاہیے۔

(۲) مرتد کے بعد سے قرآن مجید میں بظلم و بکفر بیانات کے یہ تعریف بھی کی تھی کہ میری نبوت کے پیش نظر کوئی سچا امین میرے جہادِ اسلام سے بھی کر گئی تھی جس کا ذکر جو الہ انجیل قرآن مجید میں اس طرح وارد ہے **مَنْشَرًا بِرَسُولِهِ أَنْ يَقُولُوا لِلْعَدُوِّ سَلَامٌ** یعنی سچا امین میرے کو لفظِ عدو نے اپنے احمد نام کے ایک رسول کے آتے کی بشارت دینے والا بنا یا۔ مرتد کہتا تھا کہ وہ احمد میں ہیں۔ اور ان حضرات علی المرتضیٰ و مسلم و حبيب و سید قرآن محمد میں۔ حالانکہ کوئی پوچھتا کہ تم احمد کہہ ہو تم تو غلام احمد ہو اور غلام بھی عیارِ دہ ہے وفاق۔ اسی مرتد کی خرافات کی یہ بڑی اس کے تبیین اپنے و احمدی کہتے ہیں مرتد یا تادیبی نہیں کہتے، اس لیے میں ان کی مشابہت اور اسی کے کفر کی تائید سے بچنے کے لیے انہیں ہرگز احمدی نہیں کہنا چاہیے بلکہ بڑی تادیبی کی کہنا چاہیے اس کی غیر قرآن مجید میں بھی ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُعَذِّبُكُمْ اللَّهُ ظُلُمَاتٍ لَكُمْ أُولَئِكَ يَرْجُونَ عَذَابَ اللَّهِ** یعنی اے ایمان والو! تم ان حضرات علی المرتضیٰ و مسلم کو مخاطب کرنے کے لیے منافقتیں کی طرح نہ بولنا کہ تم کو بظلم کہہ رہا ہے کہ مرعہ سے ادب و تعظیم کا کلمہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری بھی رعایت فرمائیے اور اس ضرورت کے لیے تم **اَنْظُرْنَا** کہہ کر جو جس کے معنی میں ہم پر بھی نظر فرمائیے۔ منافقتیں و دیو و راجنا کے کلمہ کو اتنا کہتے تھے کہ وہ راجنا ہم پر ہاتھ پٹے اس ہماری کبر پرورد کے چرما ہے۔ نیز اگر وہ کلمہ کو کہتے تھے تو اس کو راجنا کا مادی بتاتے تھے ہر عزت سے بے شقی ہے اور اس کے معنی ہم پرورد اس کے روحانی مرتد میں ہونا کے معنی میں تھے۔

اے فکیر و مفکر۔ اور خوشین جب خطاب کے لیے ان کی تعلیم میں داخلہ کہتے تھے تو وہ یہ کہہ کر بہت خوش ہوتے تھے کہ تم نے آپ کے جان نثاروں سے بھی آپ کو ہی کالی دلوادی جرم دیتے ہیں۔
 (۳) اسلام میں دنیاوی کاموں کی سرکاری ملازمت کفار اہل ذمہ کو دینا منع نہیں، ان حدیثات ان کو نہیں دی جاتی ہیں کسی طرح دیں سے تعلق ہوگا، پھر نہ کہ لرحی و لرحی چہاڑی لو کر چی سے اس لیے کوئی فیہ مسلم اس کا اہل نہیں۔

(۴) بارہ ہزار وقت خالص کفرستان پہنچے ہی عام پاکستانی شہروں کی طرح ہر پاکستانی کو سکونت کے لیے عام ہونا چاہیے، بلکہ اسے ان کے دروازوں کی ایک سے نکال لینا چاہیے، پہلی ملک سے ملاحظہ فرمادے کہ اٹھ سے یہ پورا خطہ لاکھ کوٹریوں کے سہول ان کے ہاتھ فروخت کر کے پاکستان میں ایک کمرستان بنوادیا تھا، اس لیے پاتواس خطہ کی سابقہ قیمت ان کو واپس کر کے اس پر قبضہ کر کے اسے ہر پاکستانی میں شامل کر لینا چاہیے یا اسی طرح طاقیت سے لینا چاہیے جس طرح وینڈروں اور عالمی راول کی زائرین اور کارخانے مفت سے لیے گئے حالانکہ اسلام میں کسی کے سرمایہ یا جائیداد کی کوئی پابندی نہیں۔ چنانچہ خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب سعوہ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کر دے تھے اور بعض صحابہ اتنے سہل سمجھتے تھے کہ انہیں جو کی روٹی کی بھی وسعت نہ تھی اور وہ کھجور کے باغوں کی بری ہو کر کسی کھجور کے گندہ پر کھاتے تھے۔ ایسے ہی ایک سہل و غیر صحابی کی ایک صاحب وسعت صحابی نے کچھ خدمت کرتا پای تھا انہوں نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ تم میری جنت کی نعمتیں کم کرنا چاہتے ہو۔
 سب کچھ کے مقدار سرمایہ و جائیداد پر اسلام نے کوئی پابندی نہیں لگائی بشرطیکہ وہ شرعی اور جائز طریقے سے حاصل کی جائے تو اسلام کی دھڑلار حکومت کو بھی اس پر پابندی نہیں لگانا چاہیے، قرآن مجید میں ہے کہ، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْزَنْ حَوْلَ آيَاتِ اللَّهِ تَكُونُ لَكُمْ أَعْيُنٌ عَلَىٰ آلِهَاتِهِمْ**۔ اے ایمانی لوگو! ان چیزوں کو حرام نہ کہو جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔

و ما علينا الذم السبل الخ۔ والسلام علی من اتبع الهدی، و آتھم اللہ تعالیٰ۔

جناب محترم از پیدائے تسلیہی صاحب (دلا ہوا) | مکتوبی و مکتوبی جناب مولانا محمد تقی صاحب |
 اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

معاف فرمائیے، جواب میں تاخیر ہو گئی، آپ کا رسالہ بہت شوق سے پڑھا، مولانا سے علم کا خزانہ سمجھا، مولانا سے میری دشواری زندگی اسی تمنا میں گذری کہ دینی مسئلے کے بارے میں مسلمان

پہلے ذمہ داری سے عہدہ برائے ہوئے۔ دراصل اتحادیانی انفر انگریزوں کی جنگوں کی مخالفت میں پروان چڑھا
 کئی آزاد مسلم معاشیت میں اس کا پختہ ناما ممکن تھا۔ اس کا مقصد اسلام کی تعلیمات کو مستحکم کرنا تھا۔ اور
 مغرب میں اس مذہب مقصد کے حصول کا ایک ہی ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ حضرت امام الفیہم علیہ السلام کی تعلیم و علوم
 کی ذات و اصلاحات کو لکھا جائے۔ چنانچہ وہاں صدیوں بتنا پڑا ہے کہ اسلام کے مذہب بنوا ہے
 اس میں اسلامی عقائد کو اس قدر ہدف تنقید نہیں بنایا گیا جتنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت
 اور غریبوں نے اس بات کا وسیع اندازہ کر لیا کہ مسلمانوں کا عہد رسالت ہے اگر مسلمانوں میں اس کا
 مرتبہ، لغوی باشد، اگر وہ جائے یا غریبوں کی نظروں میں اسے نہ دیکھا جائے تو اسلام کے مذہب کا نقص
 ہے۔ یہ بڑا قادیانی کے دہلی نبوت کا قوی مقصد تو ہندوستان میں وقار و مسلمانوں کا ایک قول پیدا
 کرنا تھا لیکن اس کا اصل مقصد اپنے اسلام کو ترویج دینا تھا جس کا دار و مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ذات، تقدس پر نہ ہے اور جس میں حسبِ مشائخہ قسم کا عقیدہ شامل کیا جاسکے۔ چنانچہ قادیانی ہزم
 پر غیر مسلم بھڑا اسلام دشمن مکتوبت کو بھی قبول ہو گا۔ جب تک انگریزوں کو اس دہلی قادیانی کے کا
 مشرعل مسلمانوں کی دسترس سے باہر تھا۔ انگریزوں نے سکھوں کو تو غیر مطالبے کے ہندوؤں سے الگ
 اقلیت قرار دیا یہ لیکن قادیانیوں کے بارے میں علامہ تہائی کے مطالبہ پر نور محمد اصفہانی بھڑا
 لیکن رادوی اور تحفیت پاکستان کے بعد اس صوبہ شمال کا کوئی جواز نہ رہا تھا تو قادیانی پرست مسلمانوں
 کے ایک جزوئی ملک کے درجے پر متفق رہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ
 کھنڈہ ٹوٹا خدا کا رکے

اب زندگ میں ایک پاکیزگی محسوس ہوتی ہے۔ اور درود شریف پڑھنے سے ایک گونا
 گونا نیت تعب حاصل ہوتا ہے۔

قرآن مائیں کی باتوں میں لیکن میرے خیال میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ مکتبہ تعلیم اسلام کا ہے
 نیچے نہیں ہے کہ پختہ کی پائنت کے فیصلے کا پوری دنیا براہِ راست ہو گا اور اسلام کے طالبِ علم تعلیم
 کی طرف رجوع کریں گے لیکن پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس مسئلہ کو قادیانیوں کیلئے کھلا دھجی
 روپ و اف پیسے میں ان کو نہ کئی پائوں جتا ہے ہو سکے ہیں اور ان میں نہ کئی حاجی نظر و نظر کا کار
 ہونا اور ان کا سہم نہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کی تلاش میں جو توفیق دیا تو متبعِ حق اپنے مشن کی
 موجودگی کی وجہ سے قائمہ و اشیا سکنا ہے خاص طور پر جب وہ غایر ملک میں مسلمانوں کی طرف
 جرح کرتے ہیں یہ ہرگز تھا، قادیانی کی نبوت کا اس سے کوئی تعلق نہ ہوا اس سے ان کی غرض اپنی جرات

کو مضبوط کرنا ہونا ہے۔ مکمل سب آدمی ایک دفعہ ان کے مسلحہ کے جال میں پھنس جاتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ ایسی کم غمی و کم غمی کی بنا ہے۔ ان کا ہم خیالی ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے خیر میں تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ خصوصاً آج کل جیسے مندرجہ افکار کے زوال اور رائج کیونست افکار کے عمل اسانہ پیش کش تاکہ غلبہ میں جسٹس مونسٹ کے بعد عالمی اقتصاد اسلام کے غلبہ کی سبیل بناد ہو رہی ہے اور دنیا میں مسلمانوں کے لیے اعزاز حاصل کرنے کے لئے اس کے سوا اور سچاں ہو گیا ہے کہ وہ اس اسلام کا مفہوم پیش کریں ؟

میں اسی کام پر تبلیغ کو اتنا اہم سمجھتا ہوں کہ میری تجویز یہ ہے کہ مسلم دنیا تک تبلیغ اسلام کو اپنی قاریہ محبت عمل کا ایک جز و قرار دیں اور ایمانی طور پر اس غریبہ کی ادائیگی میں جھڑپیں پیدا کھنڈ کہ کتب و رسم کی کامیابی کا راستہ کیونست پر ایمان سے ہے۔ ہموار کیا تھا۔ اذعان اور قلوب پر غلبہ کی سبیل کا سب سے بڑا اتحاد اہل عہد ہے۔ اُس مسلمان اسلام کی نگرانی اقلیت و اضعاف میں کیا باب ہو باقی خود دنیا کی محنتوں اور طاقتوں کے مانند خود بخود ان کے تعزرت میں آجائیں گئے۔

(۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء)



مطالبہ اقلیت کا ایک سرسری جائزہ

حضرت مولانا یحییٰ الحق صاحب مدظلہ

پاکستان کے نشے و سحر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت خاتم البقین بطور آخری نبی کے ایک حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اس دستور کی تحلیل کے تیرہ مہینے بعد شیر کی دادوں سے ایک روح پرورد آواز اٹھی اور سارے فضا نے بسیط میں پھیل گئی، پاکستان کی سرزمین اس آواز حق سے گونج اٹھی، باطن کے در و دیوار لرز اٹھے، کفر تھرا گیا اور جہل نبوت کے غلامتکدوں کی تار بگی اور بڑھ گئی۔ یہ آواز کو شیر کی امان کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ حرارت ایمانی اور حقیقت ناموس رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ تھا جس میں قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان ہی کیا گیا تھا۔ اس خبر کے پھیلنے ہی اسامیانی پاکستان میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس جرات مندانہ اور سومانہ فیصلہ پر آؤ کشمیر، کشمیر اور صدر آؤ۔ کشمیر سر در عبد القیوم خان کو ہے، پناہ خراج تحسین پیش کیا گیا کہ ایسا کرنا ایمان کا تقاضا تھا۔ مگر جس کے دل اس روشنی سے محروم تھے اور جن کا باطن ناموس رسالت پر مرنے کے جذبات سے ماری تھا اور جو آنکھوں کے نہیں لگدوئی کے اندھے تھے۔ ان کے خرمی و جلی و تلبیس پر یہ قرار دو ایک علامت بن کر گری۔ ان کی سازشوں کا سلسلہ تیز سے تیز تر اور گہرا ہوتا چلا گیا۔ آؤ کشمیر کی حکومت اس "جرم" کی پاداش میں معزول کی جا چکی ہوئی اگر قیامت مسئلہ کا جہت نہ ثابت اور ناموس رسالت پر مرنے والے عزائم اس منصوبہ کے آٹے نہ بنائے۔

جن لوگوں کو یہ فیصلہ ناگوار لگا رہا ہے ان کی حقیقت سر در عبد القیوم خان ہی کے ان الفاظ سے معلوم کی جا سکتی ہے جو ان نے مکرانی دہریہ واقعہ خان عبد القیوم خان کے

نام ایک تفصیلی مکتوب میں لکھے اور کہا کہ ”در اصل بابت میرے خلاف الزامات کی نہیں بلکہ آپ حضرت کو تکلیف اس امر کی ہے کہ میں بیان آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ تیزی سے کیوں کر ہا ہوں۔ اور قادیانوں کو غیر مسلم قرار دینے کی توفیق کا مجھ سے مطالبہ ہو رہا ہے۔ غالباً قادیانوں کی بھی آپ کو اتنی پریشانی نہیں جتنی اسلامی نظام کے نفاذ کی ہے۔“

یہ حال یہ مسئلہ صرف آزاد کشمیر کا نہیں صرف برصغیر کا نہیں بلکہ صرف عالم اسلام کا ہے بلکہ دوسرے زمین پر بسنے والے ہر عربی کے ہر نام بیواہی اور دربار رسالت کی پوکھٹ سے نسبت رکھنے والے ہر آدمی سے ادنیٰ غلام کا ہے ”قادیانی مسلم نزارع“ جتنا بھی دینی طور پر دیا دیا جائے گا۔ اتنا ہی شدت سے یہ امت کے اساسی تصور یا بیان اور تصویر رسالت کی دہر سے مسلمانوں کو دھوکہ دینا رہے گا۔ اسلام کے قطعی مقصدات قرآن و سنت کی متواتر تعلیمات اپنی کریمت عشق و محبت اور نبی عربی کے سبب غلامی، اصلاح کے اجماعی فیصلے اور ملی اتحاد و یکجہتی کی مفاہمت اور اس طرح کے ہزاروں ملی دینی سیاسی اور دھارنی تعلیمات ہمیں مجبور کریں گے کہ ہم ایک بار اٹھ کر اس ”نبوت کا دہرہ“ کے سامنے نشانات ایک ایک کر کے مٹا دیں۔ اسلامی لیبارہ اور دھوکہ دینا میں پھیلنے والے اس دجالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا جائے گا قادیانیت پوری امت کے لئے ایک چیلنج بنی رہے گی، اور محمد عربی کی پوری امت اپنے محبوب بنیہ کے سامنے فرود نہیں ہو سکے گی۔ قرآن ہمیں ایسے معاملات میں وقت و جدوجہد خالی نہ تھوڑے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم دینا ہے۔ جو لوگ اس بارہ میں رواداری اور وسیع نظری کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو ایسی باتوں کو رنگ نظری اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں وہ ایمان کی تحقیقت سے کوسوں دور ہیں اور بزار اور بخاری ایمان و اسلام کے باوجود خدا کی نگاہ میں ان کی وقعت سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل وحشی کے پیشاب کے قطرے کے برابر

بڑا بھی نہیں جس نے نیا کریم کی ولایت داری کا کفارہ اپنے دقت کے بعض حصے مدعی نبوت
سید کذاب کو تبلیغ کرنے کی شکل میں دیا اور جب تک اس ملعون کو نہ ہم پر سجدہ نہ کیا
اس دقت تک خدا کی رحمت و مغفرت کے امیدوار نہ بن سکے۔

تقصیب ہے کہ بعض لوگ قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کے مطابق
انٹلیٹ پر بھی چین بھین ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں سُننے کے بغیر اسلام کا نہیں اسلام اور
ارتداد کا خدا اور پروری اسلامی تاریخ میں ایسے لوگوں کی سزا قتل سے کم ہرگز نہ تھی اسے مسلمانوں
کی وفاداری کہنے یا بلوریاں کر دہ قادیانیوں کے بارہ میں انہیں اقلیت قرار دینے کا گناہ
درجہ مطالبہ کرتے ہیں۔

نو: چنے اجم اس اقلیت کے مطالبہ کا ایک سرسری جائزہ ہیں۔۔۔ جہاں تک
اقلیت کا مسئلہ ہے۔

دین و دنیا کے ہر شعبے میں علیحدہ امت ہونے کا اعلان قادیانیوں کا بحیثیت ایک

ایک الگ اور متوازی امت ہونے کے یہ نہ صرف ایک بدترین حقارت ہے بلکہ خود
مرزا ہیئت اپنی تمام تبلیغات و اعمال میں نہ صرف ایک متوازی امت ہونے کا اعتراف
کرتی ہے بلکہ اپنے پیروؤں کو عبادات معاملات معاشرت دین و دنیا ہر شعبہ زندگی میں
اس علیحدہ جدا گانہ تشخص کی تلقین و تاکید کرتا رہا ہے۔ اور اس دائرہ سے باہر تمام
غیر مرزا مسلمانوں کو ایک علیحدہ امت اور الگ گروہ سمجھنے اور سمجھنے کے ہزاروں شواہد یہاں سے
پاس موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے
مجھے قبول نہ کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔۔۔ (تشیع الاولیٰ جلد ۱ ص ۱۳۵) اور کہا
کہ میری بیعت میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے (قادیانی قرآن و فہم ویاس ہفتی ص ۱۷۱)

ان کے خلیفہ نے ایک مقدمہ گمہ برسر کر بیان تک اعلان کیا کہ۔۔۔ مرزا کی دعوت قبول کر کے وہ اسے خورہ انہوں نے مرزا کا نام تک ہی نہ سنا جو کافر اور زانرہ مسلمہ سے غرض میں باعث۔ ان کے تکار سر حسب غصب انہی اور کفر کے واسطے، ایسے لوگ خدا اور ان کے ائمہ مان و جہت میں ہیں (مصلحت) چنے، ماننے والوں و مرزا کیستے پانچہ "انقلاب سے فوائد رکھتا ہے۔ کل مضمون بتائیں ان کی۔۔۔ نہ اندھا۔۔۔ میرے مخالفت جنگلوں کے خورہ جو کشتہ ان کی خود میں نہیں۔۔۔ بے باز گئیں و رسم احمدی حدیث ہمارا نتیجہ کا تاخیر نہ ہوئے والا لولہ النوا۔۔۔ اب اعلان نہ نہیں۔۔۔

مرزا کے خلیفہ و رفیقہ احمد نے قادیانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے گورہ ہوا کی مدالت میں کہا اسی ایک ہی کا انکار ہی کفر ہے (اس لئے) تہہ (انہی کا کفر میں) افضل ۱۹۰۲ قادیانیت کے حامی نہ جہان نظر اللہ مان کا عمل جناح عامب کے ساز جہازہ کا انکار کس کو جہاد نہیں، اور جب پوچھا گیا تو نظر اللہ نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان مسلمان سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر مذہب۔۔۔ مسٹر جناح سے بہت پیچیدہ سی نظر اللہ نے اپنے ایک اور حسن بر نفس صہیں کے جہازہ سے بھی بے سلوک کیا، اور وہ دوزخ و دھوکوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے (قادیانیوں و فعل مسلم) یہی نہیں بلکہ شب بھی مرزا کیوں کے موقع کی ترجمانی کی ضرورت نہ ہوئی، نظر اللہ نے مدالت میں بھی اس شریعت کی تائید کی کہ وہ غیر امتد یوں کو کافر کہتے ہیں۔ (مصلحت)

ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قادیانہ حمد کے مقدمہ میں مرزا انہوں کے اسی موات کو برسر ہی موعظائی سے دہرایا اور جہازہ کے مسلمہ میں نظر اللہ کے موقف کی بھی تصویب کی۔۔۔ مسلمانوں کے بارہ میں مرزا انہوں کا یہ موقف آنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۲ء کی منیرہ لکھنؤ آری سنہ بھی مرزا بد دیا حق اور جانبدارہ رویہ کے باوجود اپنی پورٹ میں لکھا ہے

کہ۔ ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بے شمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لئے اس کی کوئی توجیہ برائے۔ اس کے ممکن نہیں کہ مرزا کے زمانے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں (ریپورٹ صفحہ ۲۱)

یہ تو مسلمانوں کے بارہ ہیں ان کا اصولی طریق عمل جو کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ الگ جدا گانہ امت سمجھنے لگے آگے اس اصولی موقف کو قائم رکھنے کے لئے دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس میں مرزائیوں نے مسلمانوں سے الگ تشخص قائم کرنے کی تحقیق نہ کی ہو۔

عیادت کیا گیا کہ مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت منور ہے اس لئے گرفتار کو دعائے مغفرت جائز نہیں (فتاویٰ قول و فعل صفحہ ۳۲) غیر احمدی کا جنازہ گرز

جائز نہیں (صفحہ ۱۶) ایسے لوگوں کے معصوم بچوں کا جنازہ بھی جائز نہیں (صفحہ ۲۹) مرزا نے اپنے ایک بیٹے کا جنازہ اس لئے جنازہ نہ پڑھا کہ وہ غیر احمدی (مسلمان) تھا (صفحہ ۲۳) کسی غیر احمدی کے نیچے نماز پڑھنا تو کیا کسی احمدی نے ایسا کیا تو اس کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ (صفحہ ۲۱)

معاشرتی معاملات یہ تو عیادت کا حکم تھا، معاشرتی معاملات کو دیکھئے، مرزا کا اتنی حکم ہے کہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کو لوگوں کی نہ دے (صفحہ ۲۱)

البتہ ان کی لوگوں کو بیاہ سکتا ہے جس طرح یہودی اور عیسائی لوگوں کو (صفحہ ۲۱) خود خلیفہ مرزا کے الفاظ میں۔۔۔ دینی تعلیمات، نماز وغیرہ ذہنی تعلقات، رشتہ نامہ وغیرہ کے بعد ابا کیسا ہے کہ ہمارے لئے ان کے ساتھ ناگوار گناہ جائز ہو سلام کہنا بھی جائز نہیں (صفحہ ۲۱) مرزا ساری عمر غیر احمدیوں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے نہ ان کو اپنا ممبر بنایا نہ ان کو چھو دیا (صفحہ ۲۱) مرزائیوں سے اختلاف کو قبولی اور حتمی قرار دینے والے بے حیرت مسلمانوں کے لئے ہر

خود مرزبانوں نے اپنا غلط فہم اس طرت مارا ہے کہ وہ بر ملا کہتے ہیں، ”یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے، مائیک ذاتِ رسول کریمؐ قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کو آپ سے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“ خطبہ بڑا بشیر الہی ہے۔ (انفصل سورہ بقرہ ۱۹۳)

اسلامی اصطلاحات اور شعائر کا استعمال | وزرائی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر مرزا نے خود اس دعوے کی قلمی اس خراج کھول دی ہے کہ ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ہے۔
 (ایضاً سورہ بقرہ ۱۹۱)

مسلمانوں سے دین اور معاشرت میں لحاظ سے جھگڑگی کی تلقین کے بعد اپنی جدا گانہ تشخص کی کن طریقوں سے بحیثیت ایک الگ امت کے قائم کی گئی اس کی تفصیل دیکھئے۔

- ۱۔ اپنے پیروں کو میری امت سے تعبیر کیا گیا۔ ۲۔ رفقاء کو صابریہ کرم کا نام دیا۔ ۳۔ پیروں کو امہات المؤمنین اور سیدۃ النساء کی اصطلاح سے نوازا۔ ۴۔ مرزا اس کے مدعی کو نبی خضر کے شاہنشاہ ٹھہرایا۔ ۵۔ قادیان کو مکہ اور مدینہ کے برابر ٹھہرایا۔ ۶۔ قادیان کے فکرو غلطی جج کا لقب دیا۔ ۷۔ سندھ پجری کے علاوہ نئی تقسیم کی بنیاد ڈالی۔ غرض کہیں دین اور امت کے لوازمات اور مناسبات کو ایک ایک کر کے اختیار کرنے کی گئی، اپنے مقاصد امت محمدیہ کو سیاسی سطح پر جس طرح برصغیر اور پوری دنیا میں شائع کی گئیں اور کی جا رہی ہیں وہ آج کی فرصت کا موضوع نہیں، ہمیں آئندہ اس پھنس گشتِ مرگی انشاء اللہ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے جب بھی مسلمانوں کی طرف سے آواز اٹھی کہ انہیں اقلیت قرار دیا جائے تو سارے مسلمانوں کو کافر اور جہمی کہنے والوں کی ”وگ سلاچیت“

پھرتا اٹھتی ہے اور وہ دیوار پر جاتا ہے کہ اس طرح وہ سلامی آبادہ میں مارا کستیں بن کر مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور سماجی مغالوت سے محروم ہو جائیں گے اور بدلتی سے اس انگڑی کی پیداکردہ "امت" کو انگریز ہی کی دہی ذریت کی کشمکش میں پھرتی ہی مل جاتے ہیں۔

مسلمان اور کلمہ کو ہونے کی حقیقت | اب کے مرزاؤں نے ہونا سلسلہ شروع کیا ہے وہ اپنے ایمان اور اسلام

اور سلطان اور کلمہ کو ہونے کا یہ گھر گھرا لیتے پھنٹ اور درمائل بنیادیں بناتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ بلکہ ان کو مسلمان سمجھتے ہیں حضور کو خاتم النبیین جانتے ہیں کلمہ کو ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ اس طرح بہت سی باتوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دہی کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں ہم ایسے لوگوں کا بھی سرسری جائزہ فردنی لکھتے ہیں۔

۱۔ وہ حضور کو ہزار بار خاتم النبیین کہیں مگر اس سے ان کا مراد امت کا مشفقہ مفہوم آخرت ہی نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہی ہیں کی ہم (خاتم النبیین) امت کو نبی بنا دے مرزا محمود احمد دوسرے خلیفہ نے عزت میں میدان دیا کہ امت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کسی کو نہیں رکھے۔ (وعدت کو رد اسپرور میں بیان شائع کردہ) ان احمد پلا پور نے

۲۔ ہر مرزا کی اکثر ایسی باتیں ان کتابچوں میں پیش کی جاتی ہیں جو اس کے دعویٰ عزت سلسلہ سے قبل کہیں گئی ہیں۔ جبکہ اس زمانہ میں خود مرزا امت کے حویداروں کو کادب، کافر، بدعت، دشمن قرآن، بدعتی اور کابکا کچھ قرار دیتے تھے۔

۳۔ مدظلہ ہر مانی فیصد ۵۰ فیصد رسالت جلد ۲ ص ۲۳۲ (غیر) "گرتیب" نمونہ کا دورہ چڑھ گیا تو مذہب ان، بلکہ حقیقی نبی (حقیقت النبوة ص ۱۶) رسول ذوالفعلیہ ۱۱-۱۲

مجتہدی اور تلمذہ الفضل ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۹۱ھ تمام دنیا سے افس ورتین
ہیں گئے۔

۳۱- مرزائی اپنے آپ کو کلمہ گو کہتے ہیں کہ ہمارا کلمہ ثبات ایک ہی ہے۔ اس کی
یقینیت بھی سنئے۔ مرزائیوں کے نزدیک اس کلمے مراد مرزا کی عزت کی تعدیق اور
مرزا کی ذات ہوتی ہے وہ اگر کلمہ گو ہیں تو مرزائی کے ذکر و ثناء کا عاید سلام کہے۔
اس لئے کہ مرزا کہتے ہیں کہ محمد اور رسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ
خدا اسے مجھے کہا ہے (الفضل ۵ جولائی ۱۲۹۱ھ) احمد سے مراد مرزا ہیں۔
(الفضل ۱۹ اگست ۱۲۹۱ھ) قرآن میں آپ ہی کی بشارت کا ذکر ہے۔
اب دعا تم بد میں محمد اور رسول اللہ کو بھی مرزا کہنے لیا ان کے بغیر چارہ نہ تھا۔
(بینہ ص ۱۱۲) اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔
زمین پر رسالت جلد وصل (اس لئے مرزائیوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ۔ میں
سنئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود رسول کریم سے الگ
کوئی چیز نہیں وہ مرزا، خود محمد رسول اللہ ہے۔ اس سے بہ کوئے
کلمہ کی ضرورت نہیں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ اور آتا تو ضرورت ہوتی۔
رکن الفضل رسالہ پوزیٹفہ ربیع الثانی ۱۲۹۱ھ)

۳۲- دودا بنی موجودہ تحریرات میں مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ مذکور بالا دوا بنیوں سے
آپ کو اس کے خداوند معلوم ہو چکا تو لیتے اس تقیہ اور جملہ تمبیہ کی بقیہت بھی
خود مرزائیوں سے سنئے۔ مرزا الشیرازی محمد و سنے خود و محمد بنیوں سے کہ ہم
غیر احمدیوں کو مسلمان سے موزوم کرتے ہیں تو غرض اس لئے کہ وہ مسلمان کے
نام سے پکارے جاتے ہیں اس غلط کے بغیر بد نہیں پس سنا کر

خدا کے نزدیک مسلمان نہیں، انہیں شے مہرے سے مسلمان کرنا ہوگا۔
 (مرزا یحییٰ احمد ص ۱۱۷)

۱۰۔ وہ اگر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو مرزا کی اصطلاح میں ان کا مسلمانوں کا اسلام
 اور ہے اور ہمارا اور!

۱۱۔ امتیں انبیاء سے بنتی ہیں | اگر ایک شخص ہزار بار یگور کو بکلائے کفر بدعت
 کر شہزادہ دود و دنیا لے کر دین کے کسی

تعلیق عقیدہ یا ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا منکر ہو تو تمام امت
 کے نزدیک بالاجل کافر ہو جاتا ہے۔ یہی غرضیں مرزا محمد احمد نے خیر قادیانی
 یعنی مسلمانوں کے بارہ میں اختیار کیا ان سے روچھا گیا کہ یہ لوگ کفر کو نہیں کر
 آپ انہیں کافر کہتے ہیں مرزا نے جواب دیا۔ بے شک وہ کفر ہے مگر مسلم
 کے لئے تو حیدر نامہ انبیاء، مانا کہ کتب سادہ پر ایمان الانا ضروری ہے اور
 جہاں ہیں۔ سے ایک کام کو جو حد سے نو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خیر احمدی
 مرزا کی موت سے شکر ہو کر کفار میں شامل ہوئے والفضل جلد ۱۲ ص ۱۲۸
 نور مرزا اسے کہے، نو کفر کو جواب دیا کہ موم و مصلوہ کا باندہ شخص بھی اگر کسی ایک حکم
 کو نہ مانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اگر نہ آیا ہو تو کو جان کہ وہ کافر کافر ہو جاتا
 ہے۔ (المہر ۶۶، ج ۱ ص ۱۹۳)

۱۲۔ میں ٹھیکہ بھی مؤلف مسلمانوں کا مرزا نبیوں کے بارہ میں ہے اگر کوئی شخص اسلام
 قرآن حدیث اور کابین اسلام مشعا اور اسلام نبی کریم کی بدعت و تفسیر سے دھڑکے و تفر
 پھر دے مگر وہ ضرور تہا بہدین کے بعد کسی بھی شخص کو کسی ہم کا نبی تسلیم کرنا ہے بکارت
 کافر اور وہ انہیں جیسا تو وہ اسلام کے تعلیق فیصلہ کی رد سے کافر اور بدعت ہوگا۔ اس لئے کہ

امیوں انبیاء سے بنتی ہیں۔ عیسائی حضرت موسیٰ کی نبوت تو رات اور دن ہمہ احوال کو تسلیم کرتے ہوئے یہودیوں کے نزدیک اس نئے نبی است ٹھہرے کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت تسلیم کر لیں۔ مسلمان حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ ان کی کتابوں ان کے دین اور ان کی تعلیمات کی ہزاروں وجہ سے تصدیق کرتے ہیں۔ مگر وہ عیسائی اور یہودی نہیں بلکہ محمدؐ ہی اس لئے کہلاتے ہیں کہ وہ حضورؐ کی نبوت پر ایمان لائے تھے نبیؐ نے تعلیم نہ کیا وہ عیسائی اور یہودی رہے اس طرح مرزا کی حضورؐ کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی تمام تعلیمات کو تسلیم کرنے سے ہونے بھی مرزا غلام احمد سے: دینی را بعد از تعلق قائم رکھنے پر بھی اسلامی اور محمدی امت ہی سے غمزدہ ہو نہ سکتے ہیں۔

”پس اگر آج یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ انہیں مسلمانوں سے ایک انگہ دور جدا کر دینا اور یہ قرار دے دیا جائے تو یہ دونوں جماعتوں، مسلمانوں اور مرزائیوں کے مفقودات کا لازمی نتیجہ ہے۔ مگر مرزائی مسلمانوں کے اندر وہ کرسیاں، معاشی اور معاشرتی مفادات کی خاطر، نفاق کا بارہ اور جھٹھے چھوئے ہیں کہ اس طرح دینی پردے میں وہ قاتل مسلح کے اٹھنا پر ضرب کاری بھی لگا سکیں گئے اور مفادات بھی حاصل ہوتے رہیں گے۔“

مگر حالات جو بھی ہوں جو برسے آگے، وہ اور پورے عالم اسلام کے نفع یا بن محمدؐ پر مبنی اور پوری امت اسلامی کا بھی مطالبہ رہے گا، جسے آج سے کافی عرصہ قبل مفکر اسلام علامہ اقبالؒ نے: ”انگریزی حکومت کو یہ خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ میں پیش کیا تھا کہ:-

”ہمیں انڈیانوں کی حکمت عمل اور دنیا کے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ جب قادیانی مذہبی اور

معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گذرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں ورید کر رہی ہے۔ کیونکہ اسی قادیانی اس قابل نہیں کہ پوچھی جماعت کی حیثیت سے برائے نام اکثریت کو مزید پہنچا سکیں۔

(انٹیمین کے نام خط ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

مقامہ اقبال نے حکومت وقت کے طرز عمل کو بے بنیاد ٹھٹھے ہوئے مزید منسرایا۔

”اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس کی خدمات کا حاصل لینے کی بروہی طرح جواز ہے۔ لیکن اس ملت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث غمخوار ہے۔“

انھیں آج بھی مسلمانوں کا یہی مطالبہ ہے کہ مرزا قادیان کے جلیلہ جیسی کو ہندو سکھ عیسائیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہیں تمام کلیدی مناصب سے ہٹا دیا جائے ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور حضور علیہ السلام کے بعد کسی نوع کا دعویٰ نبوت اور کسی ایسے مدعی کی تصدیق و تائید کی سزا مرگ کی سزا سے ہرگز کم نہ ہو۔ (ج ۸ صفحہ ۹ جہادی الاول ۱۳۹۳ھ جون ۱۹۷۳ء)



قادیانیت اور مکہ معظمہ کی اجماعی قرارداد

[حضرت مولانا سید محمد صاحب]

قادیانیت کے بارے میں عالم دین میں مکہ معظمہ سے عاصی اسلامی ملکوں کی مختلف قراردادوں کی شکل میں جو ادارہ اٹھی ہے۔ وہ قادیانیت کہہ کر ہمیں گمراہی پرست عالم اسلام کے نقشہ اور تازہ اجماع کی حیثیت رکھتی ہے۔ مآخذ شریعت قرآن و سنت اور اجماع اس کی رو سے کبھی بھی قادیانیوں کا لازم ہوا اور خارج از اسلام ہونا کوئی تکرار مضامین نہیں رہی اور اس وجہ سے کالہد و مستغاکرو سے جو ثابت گمراہی میں ہماری روایت الاول سے ہے کہ وہ مکہ معظمہ میں جاری ہے والی تمام دنیا کی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس کی صحت قادیانیت سے اس فرقہ پرست کے بارے میں گویا پروردگار سے عالم اسلام کی اجماعی طور پر بھی اجماع کی ایک ضرورت ظاہر ہو گئی۔

اس کانفرنس کی یہ قرارداد علت مسئلہ کے لئے حقیقی ہم ہے بدلتی سے عام خیالات کی وجہ سے ہمارے ملک میں اسے انتہائی خطرناک قرار دیا گیا تاکہ وہ اللہ کی چوکھٹ سے وابستہ اسلامیان پاکستان ان کی خبر سے باخبر نہ ہو سکیں۔ یہیں کوئی حربہ کہہ پرزوں سے اس قرارداد اور کانفرنس کی تنقیدات کا علم نہ لائیں اس قرارداد کا اصل مقصد اور اس کا مقصد شائع کرتے ہوئے علوم صحت پاکستان اور عالم اسلام کے مسلمانوں اور مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس قرارداد کے مندرجہ ذیل پر ایک جگہ ہونے کی ضرورت اور عالم اسلام کو کوئی جتن نہ قادیانیت اور اس کی سازشوں سے بچانے کی اجماعی اور اسلامی باتیں یہ ادارہ صاف پھر یوں سے چند ہوتی۔ اور ہم اس کے ایک ایک طرف سے ملتی ہی نہیں بلکہ اسے اپنے دلوں کی دھڑکی بجھتے ہیں اور ناموس کی تہ نہوت۔ کہہ رہے ہیں کہ یہ امر مسلم دین

راجہ عالم، سناہر شہزادہ کا طرفین کو اندر بالخصوص غزوہ الحرمین الشریفین غلبہ فیصلہ کرنا بیت
خلوص سے راجہ نجیب پیش کرتے ہیں۔

دیع اردوں کے ساتھ سلطان محمد اور اہل سنت کے شہزادہ کو کدھر کر کے مقدس فضاؤں اور
بیت اللہ الحرام کے سایہ میں دنیا بھر کے ایک سو چوبیس ملکی اور اسلامی تنظیموں کا انعقاد
شہر دہلی میں یہ سہ ماہی سے لے کر لٹریچر ڈسکس۔ مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع جس میں
اسلامی جماعتوں اور تنظیموں کے سربراہوں، دانشوروں، علم و فضل کے علاوہ دین سے دنیا سے اسلام
کے مشاہیر علماء، اوریاد صحافی اور اعلیٰ قلم و ادب کے نمائندے اور اسلام کے مسائل
کے علاوہ علمی اور دینی لحاظ سے اتحاد اور اتحاد کی تحریکوں اور تنظیموں کو بھی موجود بحث بنایا۔
قادیانیت، جمہوریت، بنیائیت، فوری میں اور اس کی مختلف نظریات، اسلامی مشنریاں، کیونڈہ
وہریت، معتدیت، اور اعلیٰ و غیرہ کے انسداد پر غور ہوا۔ ان غیر اسلامی و باطل فتنوں میں
سرفہریت قادیانیت کا مسئلہ تھا۔ جواب کچھ اندازوں کے لئے بھی لکھ کر میرٹھ ہار باپے
اور سعودی عرب کے شاہ فیصل اور ابوالعزیز عالم اسلامی کے مساعی اس سلسلہ میں مناسب طور
قابل تحسین ہیں۔

بظاہر غائب کے بارے میں غور و ادب میں مرتب کرنے والے میں کے پیچیدہ ملازمہ
لے قرار، اور پیش کرنے سے قبل قادیانی فتنہ کا منسلق تدارک کو یاد اس کے آپس کے
۔ حمانی لوازمات اور غیر اسلامی انکار و انادہ عالم اسلام، درحقیقت مسئلہ کے صورت میں یوں
کے چاہی کہ، سازشوں اور مصلحتوں کو خشت از با مہیا، قادیانی اور دیگر فتنہا ملت مسئلہ
سکھ اتحاد کے سنگ پیریں دنیا میں ایک نہ ب کا رہی ہوئی ہے کہ اس منظر پر اس کرنے کے
بعد قادیانی رہنما رہنما و دشمن سے منظر پر لگتی۔ قرآن و احادیث کے حکم و نصوص سے معاملہ
بھی کیا گیا تھا کہ صورت یہ کہ ممبران میں سے ہر ممبر کے ہم تعاون و مبادرت کیا جاتا ہے، بلکہ

انہیں کسی بھی اہم بحیرہ فیضیہ پر فائز ہونے کی جرات نہ دی بلکہ ۔

دنیا بھر سے آنے والے مسلمان مندوبین میں سے یہ تہذیبی اور عقیدتی مرآت پاکستان کے ایک مندوب ٹی۔ ایچ۔ شمی کے حصہ میں آئی جس نے قرارداد کے اس حصے پر بغیر تائیداری اختیار کر کے حق و باطل کے اس معرکہ میں ایک عالمی شیخ پر پاکستان کیلئے دولت و رسوائی کا سامان فراہم کیا جو پاکستان کو رسوا کرنے والے اس شخص کی ذمہ داری نہ سہہ کرتے ہیں بلکہ اس کے اس غمرونگ رویہ پر محض صحیحہ بغیر نہیں رہ سکتے اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کو کسی بین الاقوامی اجتماع کا مندوب منتخب کرنے پر ذمہ داران حکومت سے احتجاج کرتے ہوئے یہ پرچہ بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس طرح مٹھی بھر تادیبوں اور پوزیشنوں کو خوش کر کے پھر اسے عالم اسلام کے شہادت اور عداوتوں میں دینا اور ویلے کے عرب کے اسلامی جذبات اخوت کو حرج و مرج کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے ؟

بہر حال ٹی۔ ایچ۔ شمی قسم کے دینی حیثیت سے عاری صرف ایک شخص کے بغیر تائیداری سے قرارداد کی تائید اور جماعتی حیثیت اور جمعی ٹھکر کر سکتے تھے جس سے کہ علماء کی کتابوں اہل فکر کے مضامین، خطبات کے خطبوں، اہل تحقیق کی تصانیف، مفتیوں کے فتوؤں، عدالت کے ججوں، اور بعض اسمبلیوں کی قراردادوں کے بعد اب مرکز اسلام آباد اسلامی مکتبہ فقہ میں برسنے والی اور دنیا بھر کے اسلامی مفکر و فکر کی نمائندگی کرنے والی کانفرنس کا نگاہوں میں بھی تادیب پرست قطع نظر، دجل و تبلیس اور اسلام اور عالم اسلام کے مذاہب و مذہبوں اور مسلمانوں کی کھینچ لی ایک اسلام دشمن تحریک ہے۔ یہ دیکھتے اب اس اجتماع کے بارے میں مرزا نیوں کے انداز غلطیوں کی بات ہے ؟ مگر اس سے قطع نظر اسلام آباد اس کے ذمہ دار افراد کو یہ مسئلہ سے اٹھنے والی یہ آواز چھوڑ رہی ہے کہ تاجدارِ مدینہ کی عصمتِ عذبت ختم نہ ہو کر تادم کرنے کی سعی ناکام کرنے والے ذلیل و خوار کاتب

دیا۔ اُسے اسلام کی غیرت کو لٹکانے دیں گئے۔

اس تاریخی قسطنطنیہ اور آرمینیا کا عربی تہن لکھے اور اُسے میں قادیانیت کو عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا اور بدترین خطرہ قرار دیا گیا ہے اور سب سے کاغذ قسطنطنیہ کے ایجنڈے میں پہلے نمبر پر جسٹس دی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔

قرار داد

قادیانیت ایک اعلیٰ فرقہ ہے جو اسلام کا لہرہ اور نوکر اپنے غرض غیبت کی تکمیل میں مصروف ہے اسلام کے قطعی اصولوں سے اس کی مخالفت ان باتوں سے واضح ہے۔

الف۔۔۔ اس کے اپنی کارہوائی نیت کو

ب۔۔۔ خرابی کلمات میں قرار دیتا

ج۔۔۔ بھادو کے باطل ہونے کے قیاس پر بنا۔

قادیانیت کی تاریخ ذیل برطانوی سامراج نے لکھی اور اس نے اسے پرمعان چڑھایا وہ سامراج کی سرپرستی میں گمراہ عمل ہے۔ قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا متحدہ دستہ کڑھانوں کے مفادات سے قیاس کرتے ہیں اور ان خاندانوں کی مدد سے اسلام کے پیادوں کو قتل و غارت میں کر پٹ و تہمت میں اور بیخ کنی کے لئے کئی جھگڑات سے استعمال کرتے ہیں جسٹس الف۔۔۔ دیکھا میں مساجد کے نام پر اسلام دشمن خاندانوں کی گفت و گو سے اندازہ کرے اور اسے قائل کرے۔

ب۔۔۔ دوسرے مکتوب میں خانوں نے اندلی کی کچھوں کے نام پر غیر مسلم قوتوں کی مدد سے ان کے مقاصد کی تکمیل۔

ج :- دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخوں کی اشاعت وغیرہ۔
ان نظرات کے پیش نظر کانفرنس میں متفقہ طور پر طے پایا گیا کہ :-

(۱) دنیا بھر کی ہر اسلامی تنظیم اور جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ تقادیریت اور اس کی تحریک کی سلامتی میں سرگرمیوں کی ان کے معاہدہ مراکز انجمن خانوں وغیرہ میں کڑی نگرانی کریں اور ان کے تمام دیرورہ سیاسی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں۔ اور اس کے بعد ان کے پھیلنے سے جو کسے جاننا، منصوبوں، سازشوں سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے انہیں یوزری طرح سے نقاب کیا جائے۔ نیز

(۲) اس گروہ کے کافر اور شاریق اذ اسلام سے نہ کسے کا اعلان کیا جائے اور یہ کہ اس وجہ سے انہیں تعلقات مختلفہ میں وغیرہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکے گی۔۔

(۳) مسلمان ان لوگوں سے کسی قسم کا سہارا نہیں کریں گے، اقتصادی، معاشرتی، اجتماعی، عائلی وغیرہ میدان میں ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ان سے شادی بیاہ کے ناجائز نہیں کئے جائیں گے۔ نہ مسلمانوں کے مقبروں میں انہیں دفنایا جائے گا بغرض ہر طرح ان کے ساتھ کافروں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

(۴) کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ تقادیریت کی تحریک میں سرگرمیوں پر پابندی لگائیں ان کے تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے۔ اور کسی تقادیریت کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی قیود وازادہ عہدہ نہ دیا جائے۔

(۵) قرآن مجید میں تقادیریتوں کی تحریکات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے اور ان کے تمام تر اہم قرآن کا شمار اور نشاندہی کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان کو تحریک کی تردید کا اہلہ اور کیا جائے۔

اسم اہم قرار واربر ایک بار پھر ملاقات الکتب فیصلہ العظماء رابطہ عالم اسلامی مکتبہ مدبر اور

کافر نس کے نام شرمکار اور مسند چین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اور عالم اسلام ہاں تو اس
اپنی حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس شرمناک واد کو یہاں کے جہت ملاؤں کی برقرار
رہنے کی ہمت اس کی ایست اور دبی اور دہرائی پر فوراً کرتے ہوئے سب سے پہلے اس
اور پریکٹیکس۔ (۲۲ مئی، ج ۹، سش ۶۔ مئی ۹، ۹، ریح اشلی ۱۳۹۳ھ)

”الابطء عالم اسلامی کی قرارداد کا عربی متن“

”نداء من مكة المكرمة تناوي المسلمين“
ہو من الاسلام شفاء

الستراة من منها الخبيثة | برزوغا لانتها لاسان م۔

رو | اد عا دوعيمه النيو۔

وب | تصريف التصوص القرانية۔

رج | ابلهم للجهاد۔

الغاونية ربية الاستعمار العوي في ولا نظروا الى ظل حمايتهم ...

تكون انصارية قضى الامة الاسلامية ووقف موالاة باله عمار وانصارية

تناون انصارية مع اقوى الناحضة الاسلام وتنفذها هذه القوى تاجدة

لتحطيم العقيدة الاسلامية وتحريرها وذلك بما ياتي.

اب | انشاء ساجد لخدمتها اقوى انصارية وفتحها التيشير بانفكر

انقادوا بالانصارية۔

ب۔ فتح مدارس ودعاهد وملاحي التايم وفتح جميعا مدارس انصارية

شاهها انصاري بحساب القوى للانصارية الاسلام۔

ج۔ تقوم انصارية بتشرعيات معروفة المعاني القرآن الكريم مختلف اللغات

التي لا تلتزم بالحيثيات الحدية بإمكانية القبول الهداية ولا وفاءات هذا النشاط
لا تلتزم من خلال السلام يقتصر ما يأتي -

١- تقدم كل هيئة إسلامية يعبر النشاط القاديا في مساهمةهم ومدارهم وملازمهم
وكل (الامكنة التي يمارسون فيها نشاطهم الهدايم في منطقتها وكشفها لقاديا حيين
والتي تلتزم بهم علماء الإسلام في تمامها لتتوقع في حياتهم -

٢- إعلان حقوقهم في الطائفة وأخرى على أن السلام وهي هذا الجمع من دخول
إلى الحققة -

٣- عدم التعامل معهم ومناقشتهم اقتصاديا واجتماعيا وكاماليا وعدم التزوج منهم
فستعز في مقاس الإسلام وهي وما لتمرهم كرامة -

٤- معاملة الحكومات الإسلامية بمصاوم كل نشاط هذه الجهات وتسلية المسلمين
الخفيفين - عدم توليد استاذة إلى أو التمازج مع هذه سداى عمل -

٥- نشر مصورات كل التفرقات القديانية في التفرار التكريم مع خصم الترحبات
الهداية المعاني القرون والتبعية عليها - والتدوية التكرية - ويرى التكرار



بہائیت

دنیا میں جو کچھ فتنہ، غریب دینے کے لیے پیدا ہوا ہے اسے اپنے ساتھ
 کئے اور سب فتنوں کو کچھ جیم دیا ہے۔ فتنہ یعنی (شیعت) نے جب دنیا
 میں قدم رکھا تو اس کے کو کچھ سید کئے تھے پیدا ہوئے جن میں ایک
 فتنہ بہائیت کا بھی ہے، اسے سادہ کلمہ گروہ نے مسلمانوں کے عقائد کو
 خراب کرنے اور ان کو نفقات پہنچانے میں کوششیں کرتے نہیں جاتے
 کیا۔ نہایت کے اس تحریر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم نے
 اس فتنے کے اہلیت اور اس کے عناصر پر نہایت دلچسپ پہلے ہیں
 رد شمس قرانی ہے "باب الفرق" کے ساتھ مزید بہت کے ساتھ "پرتکلف حق"
 میں شامل کیا جا رہا ہے۔ (مترجم)

کاہرہ سے عرب ایک نے اسرائیلی سے بر خیز زندگی میں لگاؤ کے اداروں

مکہ متب والمقاطعة العربية لاسرائیل۔ کی طرف سے اپنی ایک نہایت اہم
 اور قابل توجہ قرارداد شریک ہے جو عمارت اسلامی ملک کی خودی توجہ کی منتھی ہے۔

غیسرا اسلامی | قرارداد میں کہا گیا ہے کہ بہائی فرقہ کے بارے میں ایسے قطعی
 مبہوتی فساد | شواہد مل چکے ہیں کہ وہ درپردہ عالم عرب اور مسلمانوں کے خلاف

اسرائیل اور یہودیوں کا آکر کا ہے اور اسرائیلی میں تمام گروہ اپنے مرکز کے ذریعے پارت عالم عرب
 میں سازشوں کا جال بچھا رہا ہے۔ یہ لوگ اسرائیل کی مالی مدد بھی کرتے ہیں قرارداد میں بہائیت
 کو قطعی طور اسلامی مہر کی طرف قرارداد دیتے ہوئے بلیک لسٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور عرب
 ملک میں اس کی تمام سرگرمیوں پر پابندی لگنے کا کہا گیا ہے۔ عرب پر نہیں اور مل و سپاہی
 شخصیتوں نے اس قرارداد کا بخاطر پر زبردست خیر مقدم کیا ہے۔ سعودی عرب اور الجزائر عالم اسلامی
 نے اس بدولت تنظیم پر عرب ایک کے جنرل سیکرٹری اور برسر پیکار عرب اور ول کعبہ کے بار

وہی ہے۔ اس سے قبل پچھلے سال مکہ مکرمہ میں دنیا بھر کے اسلامی تنظیموں نے بھی اپنے اجلاس اپریل ۱۹۷۴ء میں بہائیت کے بارہ میں ایسی ہی واضح اور غیر مبہم قراردادیں مسلمانوں سے مطالبہ کیا تھا کہ بہائی تنظیم کے تمام مراکز، لشکر، مجاہدین، سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ اس اجلاس میں تلبیانوں کو غیر مسلم اقلیت اور ان سے کلی مقاطعہ کرنے کی وہ تادیبی قرارداد بھی پاس ہوئی تھی جو بعد میں تلبیانی تحریک کے دوران مسلمانوں کے کان کو تقریریں پہنچانے کا باعث، جی حرب پر اس بہائیت کے بارہ میں اس قرارداد پر سخت کرتے ہوئے اس فرقہ کی بہت سی سیہونی اور اسلام دشمن سرگرمیوں سے پردہ اٹھا رہی ہے۔

مذہب سے زیادہ | اور حقیقت یہی ہے کہ بہائی فرقہ ایک مذہب اور فرقہ
سیہونی یا جہالت | ہے بھی نہیں بلکہ اصل میں اسلام اور عالم اسلام کے
خلاف جہونی پردہ کو لٹاتے اور سامراجی ویسوی منصوبوں کی تکمیل ہی کی ایک اہم کڑی ہے یہی
منصوبہ ہیں جو ایک طرف تو عالمی تنظیم فری میسن لٹری کلب، لائسنس کلب، غیر مسلم شریعہ لائسنس
فوش صبی لٹریچر اور استثنائی و تحقیق کے نام پر ہندو اوروں کی شکل میں مسلمانوں میں انسانی اور
اخلاقی تہذیب کی تباہی، انکری انتشار و اختلاف، سیاسی فتنہ و اضمحلال برپا کرنے میں معروف
ہیں تو دوسری طرف بہائیت، تقادینیت اور اس طرح کے کسی ایک فرقوں اور جماعتوں کے لیاہ
میں ملنے ملنے پر شب خون کا کام کرتے ہیں۔ بہائیت کے آغاز، محرکات، عقائد و اعمال اور
سرگرمیوں میں گئے بغیر ایک علمی نظر سے بھی اس کے اصل ہر اہم اور عقائد کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

بہائیت کا | بہائیت نے شیعیت سے جنم لیا اور اس کے بانی عزرا علی
مشرقیہ اور عقائد | باب خیرازی (۱۸۷۱ء) نے شیعہ طوہمت اور اعتقاد کی آڑ
لے کر اس مذہب کو فروغ دیا اور عقائد و اعمال، ادیان و مذاہب کا ایک ایسا مجموعہ مرکب
تیار کر کے پیش کیا جسے اسلام سے تو کسی کسی بھی آسمانی مذہب کے بخیردار نظام بہائیت و اشتاد
سے دور کا بھی تعلق نہ رہا۔ چونکہ اس کی تاسیس ہی درحقیقت مذہب کی آڑ میں مسلمانوں کی

عداوت پر رکھی گئی تھی تو اس کے علمبرداروں نے بھی کسی اخلاقی مجدد و مرفعت انسانی اقدار شرافت اقدال و فکر کی پہنکی، نتیجہ و عمل کی اصابت کا لانا نہ کئے بغیر اس مغرب میں ہر وہ مفسر شامل کر دیا جو کسی نہ کسی طرح بھی اخلاقی و مذہبی اقدار سے باطنی ایماست زدہ انسانوں کے لئے باعث کشش بن سکے۔ اس سلسلہ میں حیا شرافت، حلال و حرام، جائز و ناجائز، حقیقہ و ادیان، محل اور وحدت کا کرنی سوال نہ تھا۔ ایماست کے مار سہ ہوتے یہود و نصاریٰ نے اسے اپنی کنگلی کا طالع اور کبھی نہایت و استعجاب نے اسے مسلمانوں کے نکالات شرفناک مناصب کی تکمیل کا ذریعہ سمجھا اور لائبرٹن و فریب کے یہود و نصاریٰ کے مشرق کی محوسی اور بعض دینیتوں کا مرکز نظر میں لیا۔ اہل یورپ اس میں دھڑا دھڑا شامل ہونے لگے۔

مشہور مشرقی گولڈن سیبر کا اعتراف ہے کہ:-

ہر یکہ میں قائم ہونے والی علمی اور ادبی انجمنوں نے اس کے اصول و ضوابط کے استحکام فروغ میں نہایت بھرپور حصہ لیا۔ انہی اصول و ضوابط کے استحکام نے ہمارے ہاں دہلوی کلب اور لائبرٹن کلب عیسائی انجمنوں کا روپ دھار لیا۔ واقعہ طبعی طور پر جہانیت ایسے سرپرستیوں کے دل میں اصرار کے در افتادہ علاقوں تک پھیل گئی اور شکاگو کوہر کر بنایا گیا۔ (طبعیہ و انٹرنیشنل ۱۲) استعماری حاکم کا انکار پہلے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی استعمار کو عالم اسلام کی بیداری سے غفلت ملتی ہوئی اور تشکیک ہی زمانہ دنیا میں جہانیت کے فروغ اور ترویج کے لئے نہایت سادہ گناہ ثابت ہوا۔ کافی عرصہ قبل جب حکومت مصر کے سامنے اس فرقہ کی غیر اسلامی، غیر انسانی اور صہیونی تصویر آگئی تو وہاں کے حکمرانوں نے یہاں تک کہ پابلیکیت اور عزت و انصاف سے بھی اس فرقہ کو پر امن اور مسلمان شہریوں کے حقوق دینے سے انکار کر دیا۔

اسلامی حکومتوں کا فرض اب جبکہ عالم عرب کی نہایت اہم کمان عرب لیگ نے اتنی ذمہ داری سے جہانیت سے عرب ممالک کو متنبہ کر لیا ہے تو اس کے پاس قطعی اور کھلے مشاہدوں کے۔ گنجائش ہوئی تو ہم خود بھی اس کی نصف کٹائیں میں تفصیل میں جاتے،

تو نہ صرف تمام غریب بلکہ تمام اسلامی حکومتوں کی غیبت علیٰ جمہیت دینی اور قومی و سیاسی حق و صداقت کا تقاضا ہے کہ اس قرارداد پر لکھ لکھتے ہوئے یہاں بیت کی تمام حقوق، تعلقہ و ایسی سرگرمیوں کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا جائے۔

فری مین روٹری | عرب پر لیب میں اس قرارداد کے ساتھ فری مین روٹری اور لاؤٹنز کلب | لاؤٹنز کلب کا بھی ذکر کر رہا ہے اور قادیانیت کی ریشہ دانیوں کا بھی۔ اول الذکر پر پاکستان میں رکن، ودقا فونی پابندی لگ چکی ہے۔ گواس کی سرگرمیاں اب تک جاری اور مشتعل ہیں۔ روٹری اور لاؤٹنز کلب کا مسئلہ بھی ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قرارداد کے ضمن میں زیر بحث آیا تو حکومت نے انہیں علیٰ اور تعلقہ ادارے قرارداد دیتے ہوئے ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے لاس کا اظہار کیا، لکھا کہ جبکہ ان اداروں اور فرقوں کی سرگرمیاں پورے عالم اسلام کے لئے لبرل فکریہ بن چکی ہیں تو حکومت کو بھی نہایت رافضی دینی سے ان اداروں کے بارے میں نظر ثانی کرنی چاہیے۔ یہ قسمتی سے ہمارا ملک ان تمام ملت کسٹ عناصر کے لئے نہایت زیر غیر ثابت ہو رہا ہے اور یہاں فرقہ بھی منظم شکل میں اپنی کوششوں میں مصروف ہے۔ ملک کے چاروں طرف شہرہاں میں اس کے مرکز ہیں اور پھر پھر پیچھے ہوتا رہا ہے۔ گواس، لاہور، لاکھنؤ میں اس کی تبلیغی سرگرمیاں زور و زلف پر ہیں۔ اب حکومت اور تمام اسلامی ممالک کا فرض ہے کہ ایسے تمام ہر کار کا قلع قمع کر دے جو ماندا آئینہ کی سر ملک و ملت کی بڑائی کا ستے میں مصروف ہیں۔



فِتنہ رُفُض و انکارِ صحابہ

اشترِ بَطْنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جان نثار جماعت
 رسماً ہر کام رضوان اللہ علیہا جمعین کا انتخاب کیا جو اپنے جان و مال کے
 اسلام کے خاطر لٹنے کے لیے ہر وقت و ہر وقت تیار رہتے تھے، اس حدیث
 عامہ نے رجولتِ اشترِ بطنی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ الطہر کو کس بختِ عالمی
 میں نہیں چھوڑا، اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو دھڑکے
 کے لیے سو خادارِ عیاد قرار دیتے ہوئے قرأتِ پاک میں ارشاد فرمایا: اَلْمَسْئُورِ
 کَا اَحَبِّ اِلَیَّ النَّاسِ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں شہد
 بیہودیت جہیز بندہ بن سارنے اور اس کے بعد اس کے دو حافی و تہ بندے
 صحابہ کرامؓ کے تقدس اور کعبہ کے گویا مالک کرنے کے کوشش کے۔ علمائے
 ہر زمانہ میں سیافِ فتنہ کے انتِ تباہی کا ہر مزامنہ کا بھرپور حاقب کر رہے ہوئے۔
 حضرت امیرِ کرامؓ کے ناموس کے جنگ لڑنے۔ اس سلسلہ کے ایک
 حضرت سیدنا صبحِ الحق صاحبِ خطہ کا زین کا یہ بیرون بکے ہے جو انہوں نے
 کے تریمانِ تابناک الحنٰیؓ کیسے شائع ہوا۔ فتاوے حقانید کے بابِ الفرق
 کے ساتھ مناسبت کے دھڑے ہلنے اضافہ عام شامل کیا جاتا ہے۔ (موسیٰ)

تقدیس میں بدادہ ہیں ہے | قدوسیوں کی اس جماعتِ معانی کی تقدیس اور تعدیل ہر پارہ سے
 انکار و نظریات ہمارے قرآن، ہمارے سنت اور ہمارے تمام اسلامی نظام کا مدار ہے جو دین
 اور شریعت کی اساس ہیں۔ وہ ہمارے قرآن کی صداقت اور ہمارے پیغمبر کی حقانیت کے گواہ ہیں
 غیر تو فیہ راہوں میں سے ہیں اگر کوئی انہوں کو ان ستونوں کو گراتا ہے، ان کی حدالہ بردار کرتے کی
 مذہم سمجھتا ہے۔ ان کی عظمت اور تقدس کو انکار کرنا جانتا ہے تو ہم اسے مٹی توڑ مٹی اور اپنے
 دین اور اپنے پیغمبر اپنی شریعت سے دشمن بن سکیں گے اور پوری غیر خالہ ہی مافطان اور فساد مسمی

سے اس بات پر اس علم پر اس پر ہونے کو دیکھنے کو کوشش کریں گے کہ اگر وہیں کے یہاں وہیں محفوظ
 (خانہ بدین) محافظ، مسلمان، مسلمان، پائیکس، خود وطن یا اقربا پرورد و معارف اللہ عام و نظام تھے
 تو جو زمین اور شریعت اور کتب و سنت ان کے نزدیک ہم تک پہنچی، اور جس پروں کی علامت
 کھڑی ہوئی۔ یہ ساری علامت اور سارا ڈھانچہ خود بخود و عظام سے گر پڑے گا۔ صحابہ کرام کی
 تقدس و عظمت اور تعدد کا مسئلہ صرف جذبات اور نرمی عقیدت کا مسئلہ نہیں اور نہ اسے حسب
 اور جزا ہی پر محمول کرنا چاہئے۔ یہ پوری شریعت اور غیر اسلام کی علامات اور حمایت کا
 سوال ہے جس میں لوگوں کی بالمشائی، انخلاص، علم و حس، ایثار و جہاد کی بدست آج ہم مسلمان ہیں
 اگر ہم علم و تحقیق یا عقائد و مقصد کا تیشہ ان ہی پر چلائے لیں تو اس سے بڑھ کر ناشکری اور
 کیا ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں بقول امام شافعی (جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ
 میں نقل کیا) ہم یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ثابت ہوں گے اور یہود و نصاریٰ ہمارے عقائد
 میں زیادہ تر بدعتیں اور قدر دان کہ جب ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں زیادہ بہتر
 کون لوگ ہیں؟ تو یہود نے کہا حضرت موسیٰ کے ساتھی اور عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ
 کے حواری، صحابہؓ اور ایک ہم ہیں کہ اپنے رسول کے صحابہ کو بدترین امت نہایت کرنے
 لگے۔ کیا ہم نے کسی کو دیکھا کہ اس طوفان فساد و فتنہ میں ہمارا ہر ایک اور زمین و شریعت
 تو ہمیں ڈوب رہا۔ اور ہماری تہمتیں و انگشتوں کی کھالہ می سے قہراً عام میں شگاف تو
 نہیں پڑ رہے۔ ﴿وَاللَّهُ ذَالِقٌ خَائِدُونَ﴾ (آیات اولیٰ تا ثانیہ)

عظمت صحابہ اور شان عدالت پر حملے

صحابہ کرامؓ ہمارے دین کے سرکاری گواہ ہیں جن کی عدالت اور صفائی خود بخود ذکر کر لیے اور
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی قرآن و سنت اور حرم و شریعت کے نام سے جو کچھ
 بھی ہمارے پاس ہے۔ وہ اسی تقدس و صفات جماعت کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے ان

گئے۔ وطن کے معروف اور اہم ذوق المصنفین کے آگے بڑھان میں پچھلے ماہ کی پیشین قطب ندین نے خلافتِ راشدہ کے ضمن میں حضرت امیر معاویہؓ کے بارہ بی بیات و سوز سرزنی کی یکساں صوفی طور پر ہر عدالتِ صحابہؓ کی بھی نہایت تحریف انداز میں طبع آزمائی کی۔ ذوق المصنفین ہمارا ہی ایک قابلِ فخر افتخاری ادارہ ہے، پھر اس کے مدیر بھی مولانا سعید احمد کیرا بادی تو خود ایک ثقہ، متدین اور خوش صلاحیت قلم اور خوب بند سے وابستہ نبیہ عالمہ ہیں۔ ایسے پرچہ میں اس قسم کا مضحکہ نمانہیت نامہ است اور بھرت کی بات تھی۔ پتا لکھ دیر برسات کو توجہ دلائی گئی جو ان دنوں علی گڑھ یونیورسٹی کے اساتذہٴ دین کے صدر اور دہلی میں تھیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ توقع کے مطابق مولانا سعید احمد کیرا نے اپنے جوبی گرامی نامہ میں اس ضمن سے اپنی اور ان کے طرف سے برأت ظاہر فرمائی اور برساتوں میں بہت جلد اس کی تلافی فرمانے کا بھی وعدہ کیا۔

دفاع صحابہؓ اور ہمارا فرض

تو یہ ایک بہت ہی ناخکام، باہمی رواداری اور اتحاد و اتفاق کی ضرورت و اہمیت سے کس باطن شخص کو انکار ہو سکتا ہے، جس لوگوں کے ہاتھ میں خزانِ اقتدار ہے، ان کی طرف سے بھی ملکی سالمیت کی خاطر تو یہ ایک بہت ہی باہمی اتحاد اور حسن معاشرت پر زور دیا جا رہا ہے۔ اس ملک کی غالب اکثریت اہل سنت و الجماعت کی ہے جس کے دیشہ ریشہ میں ہماری کرام کی عظمت و اقتدار کے ساتھ ساتھ اہل بیتؓ اور ائمہؓ کی محبت بھی چڑھی بسی ہے۔

دفعہ صحابہؓ کی مسالوں کا نسخہ لینی ہے

ایک ایسی اکثریت اگر اپنے اسامی نظریات و بی مضمرات و مفادات کے تحفظ اور دفاع کے لئے کسی اقلیتِ فرقہ کی ان

سرگرمیوں میں تداخل کرتی ہے جس کی زور دینی عظمت و تقدس اور دینی انکار و نظریات پر بڑی اہمیت ہے۔ ان میں سے ان کے اسلوب و انداز کے ان لوگوں کی عظمت بھرت ہوتی ہے۔ جن کا وہ دورِ پیر میں اختیار تھا اور اسلوب کا دفاع رکھے۔ تو ایک اسلامی اور مجاہد کی حکمت ہیں

اسے بہرہ و اختصار پتہ ہی اس قدر تھا انگریزوں پر مشورہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس انقلابی سیاسی مہم پر اثر
 دینی اعتقاد کے باوجود یہاں کی اکثریت ایسے قومی یکہ متبہنی اور ملکی انتظام کی خاطر ریاستی دینی
 اقدار و مسلمات سے غفلت اور پیچیدگی کی وجہ سے (الفلسفہ طبعیوں سے جس بدادارانی یا مسادات
 اور جس سلوک کا مظاہرہ کرتی تھیں) چاہیے تو یہ تین کہ اس میں سماسرت اور فرضدلی کا خیر مقدم
 کیا جاتا۔ اپنے دل کو رستہ خدا کے اپنے ملک محمد و رکھنا جاتا، شریک پرست ملک کے
 سوا اعظم پر اپنے حاضرانہ و دائم اور انوسیم اور اسے نافذ کرانے کی سعی کی جاتی اور اس کے لئے
 درخش اختیار کی جاتی جو تو پاکستان کی حمایت اور بنیادی اصول سے پرہیز کھانے اور نہ اکثریت کا
 مسئلہ نہ ہے۔ اسے نہ کر سکتے۔

اہل اہل و اقوام
 کی جین و زین | ایک مذہبی انداز کو پرستہ ملک کے اعتقادات اور پاکستان کے سیاسی
 نظریہ اسلام کو نافذ کیا ہے۔ اسے دین اور مذہب کے ایک ایک متون گرانے اور اسلام کے
 پوسٹہ نگرسی نظام کو نافذ کرانے کی کھلی جھوٹ ہے۔ وہ قسطنطنیہ کی چوت علم و شجاعت اور مدد و خالق
 مسجد و کتب و درس و تدریس و احیاء و اصلاح اور شاہ و تربیت و عرض اسلام کی ترجمانی کرنے والے
 تمام قہر و اذکار اور شخصیتوں کو توت فطرتی طریق مشائخ کی تبلیغ کرتا ہے۔ چند افراد کا ایک گروہ
 جہاد اور دشمن خیالی کے پندار میں پورے ہیں فطرت اسلام کو ملکی ترقی کے لئے تیار رہیں گے
 سے اور اسلام کی ترجمانی کرنے والے تمام علماء حق کو تائید و حمایت کے تمام پر پائے حقوق و مصلحت
 کرنے کے لئے ہر سے دے رہے ہیں۔ امام احمد رضا و غفرلہ اگر ت ۱۹۶۷ء ایک شخص (علامہ محمد علی
 اعظمی) کو اسلام کے پورے تصدیقی و غیرہ اور غیر کی تشریحی مشیت پر باقاعدہ صاف کرتا ہے مگر اس
 قلم کار نے ہرگز نہیں ہی غیر انقلابی اور تاریخی تحریر و تقریر کو قومی یکہ متبہنی کے خلاف اور اکثریت کی
 دائرہ داری اور نہیں کیا تاکہ اسلام کی حقیقت و باریک بینی کے نام پر اس اسلام دشمنی اور سیکرولوازی
 کی جو ضد انقلابی کی جاتی ہے۔ اگر اس فہم و انزاعی کے خلاف اکثریت کو ابھارا جائے تو

ان اے انٹرنیشنل اور تقریر انگیز کچھ لیا جاتا ہے۔

نبوت کا ذریعہ پر غور | اصلی نبوت کی علامت واد ایک جماعت (جسے پوری اسلامی دنیا پورا
اول سے کافر، مرتد اور خارج اسلام سمجھتی ہے) بلا روک ٹوک اپنی نبوت کا دیکھ کر چار چار طریقوں
کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساریت کو تسلیم کرتی ہے۔ مکی
زر مبادلہ سے تبلیغ کے نام پر دہلیس دہلیس میں اس کی خدمات اسلام مساعی جاری ہیں۔ اس کا
امیر پور سے طبرانی اور شان بان سے اسلام کائنات مسلمانوں کا خلیفہ اور پاکستان کا مذہبی طاقتور
بن کر ایڑھ کے مرکز دہلی اور عوامی محافل میں پیش قدمی ہے۔ عالم اسلام کے بدترین دشمن
اسرائیل تک میں اس جماعت کے سختی قائم ہیں جس کا اعلان وہ بدقسمت مجک کے اپنے گھوڑوں
میں کر رہی ہے۔ مگر انداز کی اس ہم کو نہ تو قومی یک جہتی کے مثالی سمجھا جاتا ہے اور مسلمانوں
کے عزیز ترین اختفادات کھدے سے پہنچ چکے اس ملک کی اکثریت کو اپنے دین اور پیغمبر سے
جذباتی اور ذہنی تلک دے۔

شیعہ معتقدات کا تسویر | اہل سنت والجماعہ (دوسرے الفاظ میں پاکستان کی غالب اکثریت)
کی نزاع کو مسلکی سے غلط فہم اور اٹھانے کی کوشش ہمارے ضعیف
حضرات نے بھی کچھ عرصہ سے شروع کر رکھی ہے، ان کے ایک بڑے گروہ کی جانچ سے
۱۔ شیعہ مسلمانوں کے لئے الگ نصاب تعلیم و تربیت بنا ہے۔

۲۔ مراد ازہی (دوسرے الفاظ میں تیز اور صابر کے سب دشمن) کے چوبیسوں کو ہر قسم کی پابندی
سے آزاد کرانے۔

۳۔ اور شیعوں کے لئے ایک الگ اوقات اور قائم کرنے کے مطالبات پیش کیے جا رہے ہیں
ان مطالبات کی خاطر مریدان کر ملائی یاد تازہ کرنے تک کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ سب تک
بکھر جی طبقہ کے ملی و منفرد عقول نے ان انٹرنیشنل انگیز باتوں کو درخور اعتنا نہیں دیکھا مگر مکی
احکام اور فقہاء کو ترغیب کرنے والی ان تقریر انگیز باتوں پر غور کرنے کا قصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

میں کی ہلاکت آؤ جس کا ٹیوٹر اس نے خبردار اور سنجیدہ معلقوں کو اپنی احساس ہو گا کہ رنگ قندک
رہتے فایا ماس اور علیحدگی کی یہ حدود ہندو آکر یہ حرکت تک کی مالیت پر کب کا دی غائب
ہے تو دوسری طرف خلیفہ ائمہ کے درمیان کی غلطی میں خود شعیر کے لئے یہ انداز انشراح بے شمار
مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ علیحدگی کے ان رجحانات کا رد عملی تہذیب اور اوقات تک محدود
نہ ہونے بلکہ کسی دیگر ایسے امور میں اس کا ظہور ہو سکتا ہے۔ جس کا تصور بھی ممکن و حتمی کے
یہی خواہ ہنسین کر سکتے۔

<p>ان وجوہات سے اہل سنت ان مطالبات کو اپنا نہیں کرنا چاہتے۔ رہے مگر یہ قسمی سے اوجہی سطح پر بعض ایسی باتیں ظاہر ہوتے ہیں جس سے اہل سنت کی خوشنہی اوجہی سطح پر خط ثابت ہوتے لگا۔ مثال کے طور پر یہ لٹاکہ خبر کہ کرمی عوام کے لٹاکہ مطالبات میں سے خلافت راشدہ کا عنوان حذف</p>	<p>سرکاری لٹاکہ سے خلافت راشدہ کا اختراع</p>
---	--

کہ یہ گویا ہے۔ بلکہ دیگر سکولوں کو کبیک سر کر کہ در لکھ سیدنا ابوبکرؓ سیدنا عمرؓ سیدنا عثمانؓ جیسے
معاذ ان اسلام کے احوال و سوانح کی تعلیم سے پاک دیا گیا ہے۔ (جس کی سوانح یورپ کی بعض
یونیورسٹیوں کے کتاب میں شامل اور ان کے لئے مشعل راہ ہے) جن کی پاکیزہ معیار کی سیرت
ملک اور معاشرہ کی ترقی کے لئے رنگ میں کی یقینیت رکھتی ہے۔ دوسری وجوہات یہ ہیں کہ مغربی
پاکستان کی طرف سے شیعو مطالبات پر غور کے لئے یورپ کی نامزدگی کی ضرورت نہیں۔ ان امور سے
یہ خاطر پر اہل سنت کو کچھ لگا رہا ہے اور یہ ضرورت اس سے ملک کے لئے فائدہ مند نہیں چکی ہیں۔ ایک
ایسے تحریک جس کے نتیجہ میں ملک و ملت ہمیشہ کے لئے دو گروہوں میں بٹ جائے اور نہ ختم ہونے
والے اختلاف کا مسئلہ شروع ہو۔ کوئی معمولی سا اختلاف نہیں جس سے اہل سنت اور ملک کے واسطے
خیر خواہ صرف نظر کر سکیں۔

مسئہ کشمیر | اس مسئلہ میں پچھلے دنوں ممالک میں خلیفہ اہل سنت کی طرف سے
مسئہ کشمیر کا اقدار وقت کی اہم ضرورت اور ہر لحاظ سے موزوں اقدام ہے۔ اس مسئلہ میں پورے

مقرر پاکستان کے مختلف دینی عناصر نے بھاری قیاد میں شریعت کی اور مسکن کے جملہ پہلوؤں پر غور کے بعد چند قراردادیں پاس کیں جن میں ان امور کا مختص سے محاسبہ کیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں باہمی فائدہ و فتنہ و فساد و فحش اور فتنہ و فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس ضمن میں اہل سنت کے مختلف مکاتب فکر سے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے باہمی اتحاد و اتفاق کی اپیل اور شعبوں کے ملازمین و ملازمین کے ملازمین اور صحابہ کو ائمہ کی بے غرضی اور گشتی پر پابندی کا مطالبہ اور انصاف میں غلطی و دستبرد کی نیرت لگنے کی سازش و فتنہ اور ہر شایہ اعتدال کیا گیا ہے۔ یہاں ان تمام قراردادوں پر تفصیل بحث کی گئی فحش نہیں۔ یہ قراردادیں ملک کی تعمیر و ترقی، دین کے تحفظ اور قومی شرفیت کی ترجمان ہیں اور ہر لحاظ سے تائید کی شائق۔ ظاہر ہے کہ تو ایک شخص بھر جہالت کی ظاہر ملک و ملت اس آشفتگی اور باہمی تعمیر کی تحمل ہے اور نہ اہل سنت اپنے ان بزرگوں اور مقدس اسلام کی کلمہ کھلا ہے سرسبز، سب و شہر اور تیز بازی یا معاندانہ سلوک کو گوارا کر سکتے ہیں نہیں خلیفہ راشدین یا صحابہ کو ائمہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سنی سرادق عظیم پر صریح زیادتیاں

توبہ ہے کہ ایک طرف تو ملک کی اکثریت سے لاء اینڈ کوڈز قائم کیے ہیں تو دوسری طرف تو ایسی چیزوں کا تحفظ کر دیا جاتا ہے اور انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ اپنے وحشی نظریات، اعتقادات اور فطرتی مسلمات کی سربراہ تو ہیں اور تحقیر برداشت کرتے جائیں، مگر کسی قسم کا عزت و شرافت مذاہن یا فتنہ پرست لائیں کہ اس سے دیگر فرقوں کا تحفظ مجبور ہو گا۔ مگر دوسری طرف فراخ دلی اور دوداداری کا عجیب مظاہرہ ہو رہا ہے۔ ایسی فرقوں کو پورا حق ہے کہ وہ مخالفوں کے ایسی عقیدہ ختم ہونے پر کچھ ٹوسی چلائیں۔ انہیں اور صلواتی است کے بارہ میں نہایت گستاخانہ بات اور شکاٹات کا پرچار کریں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو گھبرائی اور جنگل بھری کی لالچ بھیں۔ لیکن محمدیہ کے تمام اہل ایمان اور خصوصیات کو ایک ایک کر کے نشانیں

اسلامی اصطلاحات اور شرائط کا اپنی غنت اور است کو مصداق قرار دیں۔ ان لوگوں کو انڈیا سے
 ہے کہ حضور اقدسؐ کی اہل بیت سے انکار کی برطاؤت دیں۔ حضورؐ کی تقریری میں شیعہ کا ذکر
 بدین مذاق اثر نہیں۔ اطاعت خدا و رسول کو منائی مسمیٰ بنائیں۔ انہیں مکمل بصورت ہو کر دینی نبوت
 جبرئیلؑ کی جو چاہیں تاویل کریں۔ معراج جسمانی اور عقیدہ رفیع یہ کہ کو انسانہ کھیں۔ شراب جہاد و خود
 ملال قرار دیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج جیسے اہل اسلام کی خدائیں کی پیش کریں اور چاہیں تو
 دیکھ لیں کہ اسلام کو کیوں نرم یا ہوشیار کیا یادہ بنائیں۔ انہیں تو بلا خوف، اعتقاد یہ حق
 حاصل ہو کہ مسلمانوں کے لئے مقررہ چیزوں کو ہمارے کرام اور قلائد شدہ ہمہ قسم کی دست درازی
 کریں۔ مگر نہ تو ان لوگوں سے کوئی باز پرس ہو اور نہ ایسی حرکات سے ملک و ملت کو انتشار و
 اتقاق کا خطرہ لاحق ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس ملک کے اہل سنت و اہل اہل سنت کی
 فیکہ اکثریت کے یا تو کوئی متحدہ مذہبی نہیں اور اگر ہیں تو یہ تمامہ مذہب و مروج ہوتے ہیں اور نہ
 ان پر غلبہ کی دست اندازیوں کی کوئی ذر پڑتی ہے۔ یہ اگر آپ نہیں تو کیا اس ملک کے
 اہل اعظم کے دینی معتقدات اور مسلمات کی تحفظ اور احترام کے لائق نہیں ہیں؟ اگر حالات و
 واقعات نے یہ صورت اختیار کر لی ہے تو یہ اس ملک کے ان تمام مسلمانوں کے ساتھ ظلم
 ہو گا جنہوں نے اپنے دین و شریعت اور اپنے جو سہ معتقدات کی حفاظت و ترویج اور
 باطل کی ہر کوئی ہی کے لئے تاریخ کی لامتناہی قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا۔ اگر ان کے
 دین اور اعتقاد کو کسی غیر مسلم غالب اکثریت کے دھم و کرم پر رہنا تھا تو انہیں آگ اور خون
 کے دبا بخود کر کے لے کیا ضرورت تھی؟ دین اور دینی اقدار کے خن ہو جانے کا یہ ہونا ک
 نظارہ وہ کسی سیکولر شیعہ میں بھی دیکھ سکتے تھے۔ — پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے
 اس کی اساس کتاب و سنت اور ان کی وہی تشریح و تعبیر ہے جو چودہ سو سال سے مسلمانوں
 کے دلی سند قبول و تسلیم پانچویں ہے۔ پس کیا ایک ایسا نظریہ مملکت کے لئے بیڑہ
 کی جڑی اور مرکز ثقل کی حیثیت رکھتا ہو اس طرح حضورؐ کے اس کے مانتے والوں

کو تو جہ دست و پا بہا دیا جائے اور اس کی اینٹ سے اینٹ سبائے والوں کو لکھی جیٹ
دی جائے بلکہ ان کے تحفظ اور مدافعت کا انتظام ہو۔ ایسی صورت حال سے کسی قوم یا کسی
نفر باغی ملک کے کہ دو چار توانا بصیرت اور تدبیر کی موت، ناواقفیت، اندیشی کا یقین ثروت و فراہم نسیم
سے محرومی کی علامت ہے اور ہمارا حق ہے کہ ملک و ملت کی خیر خواہی، دینی و سرکاری اور
اور سہارے اساسی غرضیات سے وفاداری کی بنا پر اس المناک صورت حال کا حاکمہ لینے رہیں۔

اختلافی معتقدات پر مبنی کلمہ اسلام

ملک میں شیعہ مبنی نصاب کی علیحدگی کا مسئلہ اٹھا کر ہم نے بار بار اس فیصلے کے
قوی دلی خطرناک عواقب پر ارباب اختیار کو متنبہ کیا، جمہوریتوں نے اضطراب اور تشویش ظاہر
کی، اہل میں آواز اٹھائی گئی، غریب سب کچھ معاہدات ثابت ہوئے اور شیعہ اور علویہ علیحدہ نصابوں کے
ذریعہ میں تفریق و انتشار کی خبر دوائی گئی اور اب دلی کچھ مسئلے آئے گا جس کا خطرہ تھا، دینی
نصاب کو متصادم نیالائے اور نظریات کا مندرجہ بنا دیا گیا اور ایک خاص ترویج کے معتقدات کو سوا و عظیم
کے سرحد سے کاغذ پر لایا گیا۔ قوی ادارہ نصاب و درسی کتب وزارت تعلیم و سربانی رابطہ اسلام آباد
کی سطح حد کتاب دیکھا ہے اساتذہ اسلامیات، جماعت نسیم و دہم سکولوں میں آئی، مبنی مسلمانوں اور علماء
کو بھی فوراً پر مشتمل تشویش ہوئی کہ کتب کے حصہ میں ہیں کلمہ اسلام تک کہ
سنہ ۱۴۱۰ھ میں پایا، شیعہ مضامین سے متعلق اس باب میں علی ولی اللہ دہی، رسول اللہ اور خلیفہ
بلا فصل کے ذریعہ امامت و خلافت کے متعلق دلی کو کلمہ اسلام کا جوڑ دیا گیا، اور اسی پر اکتفا
نہیں بلکہ ایسے ہی کلمہ کو اسلام کا معیار قرار دیا گیا ہے اور ان قہودوں کو ذریعہ ایمان و سہام
ملاحظہ ہو، دہم ۳، مسلک و مشرب کے امتیاز کے لئے اگر یہ لکھ دیا جائے کہ معیار اسلام کلمہ علیہ یہی
ہے مگر شیعہ معتقدات میں امامت و خلافت بلا فصل کو مبنی اٹھا دیا جائے تب یہی کلمہ بات دہی

مکریباں ان اختلافی معتقدات پر مبنی مسائل کو کلمہ اسلام قرار دینا اور یہ کہ اس کے بٹھانے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ نہ عقلاً اور نہ کلاماً صحیح ہے نہ ملک کے سوا اور اعظم کو تحت السطوہ اور اشارات و تمیحات میں کافر قرار دینا ملک و ملت کی خیر خواہی ہے۔ ان حضرات کو خود بھی معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں داعلہ اسلام کی علامت صرف کلمہ طیبہ رہا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کلمہ طیبہ ہی کلمہ اسلام سمجھا جاتا رہا۔ خود شیعوں کو اس بات بھی اس باب میں پیشہ نظر

ہیں۔ اس لئے ایک ایسی بات کو جو امت مسلمہ کی تعلیم اشریت کے ہاں نزاعی اور ناقابل تسلیم ہے ایک ایسے نصاب میں شامل کر دینا تو اکثر جتنی ملت کے سامنے بھی مجھ و گمراہ رکھا جاتا ہے۔ نہایت ناقصت افروشی ہے، ملک میں جو کلمہ گمراہی میں مسئلہ پر بے چینی کی لہروں اٹھ رہی ہیں۔ لاہور میں ایک عدالت کے سامنے بھی یہ مسئلہ رکھ دیا گیا ہے۔ پھر الٰہی میں تو کشیدگی کی حد تو گئی ہے کہ مسجد اقدس میں مجروح کر کے پولیس نے داخل ہو کر تازیوں پر ظلم کیا۔ مست از عالم تافہی ظہر حسن صاحب اور دیگر لوگ گرفتار کر لئے گئے ہیں تو فی اہل میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحی صاحب پکوال کے واقعہ کے ضمن میں ان مسئلہ کے غمراہات پر غمراہ اتواہیش کر چکے ہیں حکومت کو چاہیے کہ وہ نصاب دینیات کی شکل میں جو لوگ ملک اٹھ رہے خدا را ملک و ملت کی سالمیت کی خاطر اس کے خطرناک حوزہ کو سوچے اور اس کے ہمارک جاننے سے پہلے اسے سمجھا دینے کے اقدامات کرے! (دارچ عظمیٰ)



مٹوئے آج ورن اور ملت اسلام پر بشرفوں کرنے واسطے یلغار کر رہے ہیں۔ اس کی تباہی سن
 نفاطلان جگہ رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت اور اس کے تقاضوں منصب سے انکار خدا اور
 اس کی حق سے انکار ہے۔ وہی کتاب کہتی ہے کہ رسول کی زبان خدا کی زبان ہے۔ اس کا ہتھ
 خدا کا ہتھ۔ اس کا قول خدا کی وحی۔ اس کا عمل خدا کا عمل اور اس کا فیصلہ خدا کے فیصلے کے برابر
 کا اہل قلم بن جاتا ہے۔

پھر آج وہ لوگوں کی نفسانی خواہشوں اور فطری کچھڑیوں کا نام کن الفاظ سے لیا جائے
 جو قرآن کا نام لئے رسول اور نبی و آخرین سے یہ سارے مناصب و احکام ہیں جنہیں لینا
 چاہتے ہیں۔ مگر کچھ ہے کہ باطلہ میں ہے۔ رسول کی اپنی تخلیق کچھ بھی نہیں، نہ اس کے
 ارشادات اور نہ نجات قرآن کو تشریعت کا حق قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ اس میں
 مسلمانوں کے قانون کا نام نہ سمجھا جاسکتا ہے۔ سالانہ سنت کا ذکر آیا خدا تعالیٰ
 اور *OF COURSE*۔ پھر نے پھر حکم کرام سے ہے۔ راجح ایک وقت ملکا اجازت
 چلا آ رہا ہے۔ مگر اسلام میں سنت کو بقدر اہم قرار دیا اور سامی حیثیت دینی گئی ہے۔
 اسلام اور رسول۔ اسلام کی نواب اقدس سے ملنا اور کئے واسطے منافقین اور مجرمین نے
 سنت کی تشریح میں مہینہ گشت گشت میں آنا ہی ضرور لگا یا ہے کہ تب رسول کی تشریح اور
 تفسیر کو قرآن کریم کے احکام اور ملازمات سے الگ کر دیا جائے گا، تو اسلام اور قرآن کی
 من مانی تاویل بلکہ تحریف کے لئے راستہ کھل جائے گا تو مطلق باطلیہ متولدہ خورج اور اس
 طرن کے لئے شرار فتن باطلہ میں یہ چیز آپ کو تدبیر شکن کے طور پر ملے گی۔ خواہ۔ لوگ
 دعویٰ مذہب پر عمل کرنے کا راستہ دے یا اعلامیہ انکار۔

سنت رسول اور مذہب۔ درجہ ذیل درجہ ذیل مجموعی دو صدیوں سے یورپ کے مشرکین اور
 مسلمانوں کے جہد و جدوجہدوں کے سماجی کاموں میں زیادہ تر سنت رسول کی رہائی کے لئے

ان الفاظ میں اسے نشانہ تحقیق بنایا گیا اور کبھی منافق اور لہو، اور جو کہ سنت کی نفی یا بغیر اہل سنت کے کسی کی شکل میں جہاد سے ہاں کے بعد مذکورہ حضرات پر نہ تو اپنی ملی و فکری قوتوں کو نہاد اور سوال کی مرضیات پر مجبور دینا چاہتے ہیں۔ اور نہ مجبور ہی اور قسروں کی وجہ سے واضح طور پر اس سے ان ایمان سے انکار کر سکتے ہیں۔ ان کے مسائل کا تعلق بھی زیادہ تر سنت رسول کی اکثریتی مشیت کو نقصان پہنچانے سے ہے۔ ایسے لوگ جن کی ساری ملی محتاج اپنے پیشرو غیر مسلم مفسر ہی اسناد کی تحقیق و تیسرے ہے، ہمیشہ سنت نبویؐ کے مصداق اور اس کی اہمیت و استنادی مشیت کو مجبور و اندر شکوک کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے غلام محمد پرہیز اور اس کی جماعت کو کھلے بندوں احمادیت رسولؐ سے انکار کی ذلت دیتی ہے۔

سنت اور حدیث کے بارہ میں منافق اور لہو اور کچھ لوگ علانیہ انکار کئے بغیر بہت اور حدیث کو اپنی علوانہ اغراض کی بنا پر ایسے معانی پہنچا دیتے ہیں جس سے سنت کی حقیقت کو مسخ ہو کر رہ جائے، مگر انکا حدیث کے الزام سے بھی ان وہاں بچ جاتے۔ اس طرز تحقیق کا سہرا کوانے عالم یہودی مستشرقین بدو غیر یہود نے شاخت کئے تھے یہ ہے، اور ہمارے ہاں اس نظریہ کے فروغ و شاعت کا اثر یہ ان کے وفادار شاگرد ڈاکٹر فضل الرحمن اور ان کی جماعت جماعت بہا الدین ہے۔ پہلی جماعت اپنی فاسد اغراض اور خواہشات کی راہ میں سنت رسولؐ کو گمراہی کے کدو سے ہٹا دینا چاہتی ہے۔

نظریہ سنت جہاد پر غیر جہاد پر | مگر ڈاکٹر فضل الرحمن کا نظریہ "سنت جہاد پر غیر جہاد پر" وہ عیارانہ حربہ ہے جسے ہاتھ میں سے کر آپ پیرسہ کی رہدی اور بخاری پر تنقید نے اپنا پامانی کاغذات پر دھماکیں گئے۔ اس نظریہ کا خلاصہ فضل الرحمن صاحب کے الفاظ ہی میں یہ ہے کہ "سنت و حقیقت ایک متبادل اصطلاح ہے جس کی تشکیل از ادھی واسے سے ہوتی ہے۔ اور عوام الناس یا عامیہ عامہ کے قول پر لینے کے بعد وہی چیز "سنت"

اور کفر و مرتد کا راستہ چھوڑ کر ان کے طرح کفائی اور تابعیوں کا راستہ اختیار کر کے قرآن ہی سے دوزخ کی کتب تک کو لے کر لے سکتے ہیں۔ پھر ان دونوں کتابوں میں میدان الحاد و تمیید کی سیادت و قیادت کا ہندو بھی کار فرما ہے جو انہیں ایک دوسرے کا قریب اور عزیز بنا کر رکھتا ہے۔ ورنہ شرق و اطلہ کے عیسائی متاعہ اور ارشاد نبویؐ کی روشنی میں اصل اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں سب ایک ہیں، طریق کار و انداز بیان اور تعبیرات میں فرق ہے۔

آزاد اجماع وہ شخص جس نے اجماع چھوڑ دیا ہے کہ اجماع مردہ ہو گیا ہے اور اس کا اقتدار سے قرب کے لئے مشترکین پر رعب و ہراس کے اہل تہمتہ اور سلام کے آئینہ ہو رہا ہے۔ FINE CONSTRUCTION کے لوگوں پر اس کو ممانعت اور مذہب کا بیع مانا ہے اور ان کی تہمتیں قریب بھائی ہے کہ جس نے وہ عوام کی مشیت اور دین سے عوام سے غیر جانہ ان کی خواہشات اور فہموں کو دین میں سنت جاریہ آزاد اجماع انسانی اجتہاد وغیرہ کے نام سے نبوت اور اجماع کا تمام دے دیا پھر وہی کہ جو فوجی اور خواتین میں قطعی حرام تھے کسی طرح وہ ایک عام انسان کے اپنے لئے سے جائز اور حلال بلکہ قانون درمست کار و عوام حاصل کر سکتے ہیں۔

عوام قریب کہہ سکتے ہیں کہ آزاد اجماع اور انسانی راستے کو اجماع شریعت کا ٹھکانہ اور سنت جاریہ مان لیا جائے اور پھر کئی جے جو مانا جائے چرچا کی کفائی ہووے گا کہ جو انگریزوں کے تمام احوالی حاکمان اور ان کے دینی مسائل کو اسلام سے مخالفت کہہ سکے، کئی بزرگ آزاد اجماعی راستے سے تشکیل پائی ہوئی "سنت جاریہ" کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے، ہر سو کی گمراہی میں لے کر اور کچھ عہدہ و خان اور اس کی ذاتی جوئی کی برقی تہذیب کہہ سکے کہ اسے قرآن میں سے بہ چیز کو غیب نبویؐ کا تمام حاصل ہو جائے گا۔ سنا عباد باذنہ ۔

نہ اور گہرائی میں جلسے و تجمعات کے لحاظ سے شہت اور حدیث سے متاعب اور
متغیر کرنے والی دونوں جماعتیں اس نکتہ پر کافی ہوجاتی ہیں کہ "اطاعت یوں" اور شریعت
کی بجائے ہر دور کے عوام کے فیصلوں کو وہی حیثیت دے دے وہ خود حوالہ اس کی
شہت کو حاصل ہے۔ ماہیت پروری کی کتاب فکر میں اس کی تصویر کو ثابت کرنے نام سے کجباتی
سب اور تصدیق کے لئے اس "نہ اور حدیث شہت" سے اور کجی "نہ اور حدیث شہت" اور "اجتہاد" کی اثر
میں عوام پر ان کی منتخب کرو یا پارلیمنٹ و مقننہ۔ اگر اسے اسلامی نقطہ نظر سے متنبہ کیا جائے تو
جو کہ تقسیم کے فیصلوں کا حق دیا جاتا ہے۔ خواہ ان فیصلوں کا مقصد کتاب و سنت اور اس
میں مخصوص احکام کو رد و رد کرنا ہی کیوں نہ ہو اور اس مورد سے متنبہ (امام) سے امت سے
بچنے کا نام پرانی مسائل کا رد و رد نہیں نہ ہو سکتا۔

یہودیہ و عیسائی کے بارے میں عبدالمجید کے "مذہب و عیسائیت" اور
نقطہ نظر سے متنبہ کیا گیا ہے کہ "نہ اور حدیث شہت" سے متنبہ کیا گیا ہے کہ "نہ اور حدیث شہت" سے
ہمارے قابل توجہ احکام و احکامات تک اس نقطہ پر سے متنبہ نظر آئے ہیں۔ اسی کتاب
"نہ اور حدیث شہت" کے کیا ہوئی باب "نہ اور حدیث شہت" میں انہوں نے "اجتہاد"
کے اسلامی مفہوم کو اپنا کو عمل بنانا چاہا ہے۔ اور جو کہ انہوں نے اور "نہ اور حدیث شہت" کی تشکیلات میں
سہارا دیا ہے کہ اس کو اہم ترین مقام حاصل ہے۔ اس نے ظاہر ہے کہ کجی نقطہ پر وہ ملک کی
قانون سازی کو پسندیدہ سمجھتے تھے جس کے اثرات سے مستقبل میں ہمارے ملک کے
مسلمان اکثریت کا متاثر ہونا لازمی تھا۔ اجماع کا وہ تصور جو اسلاف نے کتاب و سنت
کا رہنما بنایا ہے اس میں دیا گیا ہے کہ اس کے لئے تورات اور صلاحت طوطا کی تھی
عوام کو کیا اس دور کے خواہ امت تک میں اس کو پایا یا مشکل ہے۔ بعد از ہم کے
میں وقت کے بعد کو یہی حال کی تعلیم جن کا رد و رد نہیں تھی سے آتی ہو پر انہوں نے اس کے نام
سے متنبہ کیا تھا۔

خیال میں ایسے جماع سے جمہور کی خدمتوں کی یا مالی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ قانون و شریعت پر علماء یا دینی علوم سے وابستہ کن خاص گروہ کی اجارہ داری ناجائز سمجھتے ہیں اور قرآن ہدایت میں اجماع کا عندنی قانون ساز اداروں کی رائے کی کو قرار دیتے ہیں۔

ملائیت یا اہمیت نہیں | علما کا ظاہر ہے کہ اسلام میں ”علماء اور ملا“ کسی خاص رنگ و نسل یا کسی مخصوص پیشہ یا کسی خاص قوم و نسب سے نسبت رکھنے والی جماعت کا نام نہیں، نہ اسلام میں اس پاپائیت اور برتنتیت کی گنجائش ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے ہر طبقہ میں سے جو بھی چاہے جلاقیار رنگ و نسل اور بلا تفریق قوم و پیشہ، کتاب و سنت و اسلامی علوم کا صحیح علم و فہم حاصل کر کے امام بن کر منصب و رامت نبوت پر فائز ہو سکتا ہے، رنگ و نسل کا اعتبار تو کیا دین کی ترجمانی کا یہ منصب جلیل مسلمانوں کی عورتوں اور غلاموں تک کو نصیب ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس معاملہ ”ملا“ کی اجارہ داری کا کیا رہ جاتا ہے؟ اس صورت میں اگر ہم ”ملا“ کا نام لے کر دین کی اجارہ داری اور تفسیر و ترجمانی میں اپنے آپ کو شریک کرنا چاہیں تو درحقیقت ہم شریعت اور قانون سازی کے لئے کتاب و سنت کی بالادستی اور اجارہ داری کے روادار نہیں ہوں گے۔

جمہور کی رائے اور جمہوریت کی کہان ”تک اہمیت“ ہے | بیشک اسلام نے جمہوریت اور مسلمانوں کے عمومی پسند اور انتخاب کی اہمیت تسلیم کی ہے۔ یہاں تک کہ اسے اجتماع، استحسان، عزت اور عقلاً اہمیت کے نام سے اسلامی قانون کا ایک اہم رکن قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس نے یہ بھی لازم کر دیا ہے کہ جمہور کا کوئی فیصلہ نہ تو کتاب و سنت اور خدا و رسول کی مرضی اور دین کے اصول و مزارع سے متصادم ہو اور نہ کسی چیز کو بدلنے میں تلاشی پرستی، نفس پروری اور دین سے گریز کا ذریعہ شامل ہو۔

اجارہ داری نہیں مگر اہمیت شریعت ہے | جمہوریت کے نام سے دین اور شریعت میں عوام

عقبرہ کی شخصیتیں ہوں۔ ان کا کوئی فیصلہ تقصیب، تخریب، عداوت، جہل، خود غرضی اور غلو پر مشتمل انسانی
پرہیزی نہ ہو اور پھر ان کے فیصلے کے لئے اللہ و رسول اور عہدِ مہمجاؤد، انہیں سے کوئی
قویٰ سند بھی موجود ہو۔ ایسے ہی لوگ اجتہاد و استنباط کے اہل ہوں گے اور ایسے
ہی تلم، بزرگوں کا اتفاق، اجماع، قرابہ پاسے گا۔ ممکن تھا کہ آج بھی ان شرطوں و تالیفوں
کے ساتھ اجتہاد کا دروازہ کھولا جاسکتا۔ مگر انہوں نے اگر وہ تعالیٰ دنیا میں صدیاں ہو گئیں
وہ بھی گم ہو چکی ہے جسے کر ابو حنیفہ، اور شافعی، احمد بن حنبل اور مالک رحمہم اللہ تعالیٰ
جیسے اساطیرِ علم و فضل پر دروازہ کھولا کرتے تھے۔

اب انہیں دھونڈ پڑا رخ نسیم زربانیکر

خلاصہ بحث | بہر تقدیر اسلام کی نظر میں اصل افاعت اللہ اور اس کے رسول اور
اصل مقام کتاب و سنت اور اس سے مستنبط احکام و اصول کا ہے۔ اگر امت کی اکثریت
یا مسلمانوں کی منتخب کردہ کوئی پارلیمنٹ کسی غیر شرعی فیصلہ یا کسی گمراہی پر متفق ہو بھی جائے
تب بھی امت میں ایک مضبوط جماعت، مہمجاؤیسی باقی جائے گی جو اس "اجماعِ عظامت"
کی ذمہ داری افاعت بلکہ حق کی اعلانی و اشاعت کرتی رہے گی۔ مجموعی امت گمراہی پر حسب
بشارت نبوی (لا یتبع علیٰ اقتراح) ہم گمراہ متفق نہیں ہو سکتی، بنا بریں مذکور کیفیت
یا قوتِ حاکم کو اعانت رسول سمجھا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہم یورپ کے اسلام دشمن ہیروں
نصاری سے دور آدھندہ نظریات کو سندھیت جاریہ کہہ سکتے ہیں اور نہ ناباؤزاد جیسے
مصریح ناصح کو قانونی حیثیت دینے پر اتفاق کرنے والی پارلیمنٹ کے فیصلوں کو "اجماع"
قرار دیا جاسکتا ہے۔ بلکہ کسی طرح دیگر دینی اصطلاحات، صلوٰۃ، صوم، حج، زکوٰۃ قربانی وغیرہ کا
ایک ضائع شرعی مجموعہ ہے۔ جسے نہ تو بالا جاسکتا ہے نہ ان میں توسیع اور ترمیم ہو سکتی ہے
اور جس طرح کتاب نے سادہ ہی قرآن ہو گا جسے امت، اب تک متواتر آسمانی صحیفہ

ماثق چلی آ رہی ہے۔ اس کی حرج سنت، اجتماع، ورد و تہاؤ کے وہی معنی قابل نہیں ہوں گے جو عہدِ صحابہ سے سے قراب تک متواتر چلے آ رہے ہیں اور جس طرح کتابہ، دق، نبوت، رسالت وغیرہ الفاظ کے شرعی معنی و احوال اور اس میں تحریریت و تہذیب اور نئی پروردی کی تفسیق احادیث کفریہ وارد ہو رہے ہیں۔ اس طرح اسلام کے اصول و ہر بعد کتاب و سنت و جماع و اجتماع کو اپنے اس معانی سے الگ کرنا اور اسے اپنے من مانی معانی پہنا کر تحریک فی الدین اور دین سے مکذوب اور مذاق ہی سمجھا جائے گا۔ جس سے امت کا عمومی و جمعی مزاج قیامت تک بد اثرات نہیں رہے گا۔



فتنۃ انکار حدیث

شریعت مقدسہ کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی عظمت و
ہمہ گیر یامیت کو کم کرنے کے لئے دن کوئی نہ کوئی فتنہ ساز اٹھاتا رہتا ہے
کوئی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے کہ جسے بخدا کی ناپاک ہمتوں سے کہہ سکتے تو ان کوئی
قرآن مجید کے آیات میں دھت خیر منکر حدیث و سنت کو نہجیت کا انکار کر بیٹھتا
ہے، معر جعفر کے احسن فتنہ ساز حدیث ام کاسر عیض غلام، حمد پر مدینہ عتہ،
بعض دانشور اور اہل قلم بھت پرویز کے قرآن فہم سے صحت اندیشی
حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ نے دینت فرمایا کہ ہوسے دلاؤم خفا
کے ترجمان ماہانہ الحق میں اسے فتنہ کا بھر پور تعاقب کیا۔ ذیل کے یہ فیروز
بھت الحق میں پھر مرصہ پہلے شائع ہوئے تھے جس کے اہمیت و جامعیت
کے بچھ نظر اقاؤ عام کے لئے فغانی حقایق میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(میں تیس)

منکرین حدیث کی سب جاوکالت

نابک کے شہر اویس، شام و رومی جناب شورش کا خمیری کو یکا یک کیا سو بھی کوسو منی
کے چٹان بھی باختر نے اس ملک میں فتنہ انکار حدیث کے مرتبہ جناب غلام احمد پرویز کے سرچھٹی
زور و کالت کا بڑا اظہار اور اس زور و شور سے کہ پرویز کو انکار اسلام کی کہ باہیں جیسی قافلہ کی
آواز اور قرآن مجید کی آیات داخل خمیری سے قرآن حدیث ہوتے انہیں بارگاہ رسالت کی سرخروئی اور
فتنہ سے امت کی صحت میں بگاڑ پانے کی نشان دہی نہیں دیں مزید کہ اگر جو کام رسائی امت کے علماء
کے میں کاغذ تمام پرویز نے وہ کر دکھایا اور اسلام کے دامن سے بھی مگر جھگڑا پرویز کی
ایک کتاب کا صرف ایک باب چڑھ کر انہوں نے ان کے بارہ میں ایک خوشگوار قہر علی العیسیٰ

کی اور پھر اس کے بغیر میں امت کے تمام مکاتب فکر کے ہزاروں علماء و مشائخ اصحاب علم و تقویٰ اور ارباب تحقیق و فتویٰ کو شہرہ و بارگاہ پوزیٹو اصل حقیقت مجھ پر منکشف ہو گئی اس لئے تمام علماء کو پاپیتے کر دیا کہ یہ بڑے خلاف فتویٰ واپس لے لیں۔ اور طریقہ نشانہ یہ ہے کہ اسلام کے بارہ میں شورش صاحب پر یہ چودہ مبنی کتاب کا صرف چودھواں باب چڑھ کر روشنی ہو گئے معلوم نہیں ساری کتاب پڑھنے کے بعد معاملہ کہاں تک جا پہنچتا۔

جہاں تک شورش صاحب کا تعلق ہے ان سے بے شمار اختلافات اور آئے دن ان کے سیاسی اور غیر سیاسی موقف میں تبدیلیوں کے باوجود ہم بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو شورش کی حرکات و سہمت اور بالخصوص تقاریراتوں کے بارہ میں ان کے سومانہ بہاد اور جرأت مندانہ کردار کی وجہ سے اپنے دل میں ان کے لئے محبت اور تحسین کے جذبات پالتے ہیں اور ملک کے ناموں اہل علم اور دینی حلقے اس جذبیہ کی وجہ سے ان نئیات سے درگزر کئے ہوئے ان کے حسرت کو قابل قدر سمجھتے ہیں۔

حیرت تو یہ ہے کہ یہ رائے شورش صاحب نے ایک ایسے شخص کی ایک کتاب کے کچھ صفحے پڑھ کر قائم کی جو صرف شیعہ مشکوک نہیں بلکہ اہلین امت تمام اہل علم کے دل کا نور و سرمد ہے اور ایسے لوگوں کے تمام نظریات اور مخصوص آراء سے صرف نظر کر کے کسی ایک کتاب کی اچھائی سے رائے تبدیل نہیں کی جاتی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی با ایں ہمدجل و تجسس قرآن و سنت میں خرافات و غروت سے بغاوت کے باوجود اس کی ہر ایک ایسی کتابوں کو پڑھ کر کل کوئی غلام امت کو اس کے بارہ میں اپنا موقف بدلنے کا شہرہ دے اور ان کے پیچھے ایسے قصائد اور اشعار یا مسامحیں اور کچھوں کو پڑھ کر اسے اسلام اور غلامانہ کا بھاتا اور ترغیب دے جس میں غرض رسول اور محبت اسلام کا اظہار کیا گیا ہے، تو کیا شورش صاحب کسی کو ایب کر کے کائنات سے مکیں گے۔

اعرض شورش صاحب کی جذبات اور جذبات کتنے ہی قابل قدر کیوں نہ ہوں منکرین ہدایت

کی اس مذکورہ غور سے برتر بہائی ملکیت ایسی بات نہیں کہ اہل علم کی کوئی مسلمان بھی اس سے صورت نظر کر کے اس لئے کہ یہ بالواسطہ وہیں کے قطعی اور طے شدہ مسلمات میں دست اندازی کا وہ خود اپنے ہاتھوں میں ناموس و ثروت کو تارتا دکر نہنے کی ظالمانہ حیثیت ہے جس کی حفاظت اور اس کی خاطر شورش صاحب سرحدوں کی بازی لگانے کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اس ہندو اور غرضکار انقلاب میں مسلمانوں کا نہیں غور کیا صاحب کامیاب و عیال ہے۔ اس لئے ہم ان سے خیر خواہی ہزار نصیحت اور دینی مسئولیت کی بنا پر یہ اتہا کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ دین۔ — اور حمید کے کی دنیا میں خدا کی ذیلی میں اس پر عیاں دیا نہ نہیں جو اپنے ہی ہاتھوں اپنے سارے کئے کر لئے ہیں پانی پھر دیتا ہے۔ طالع الفاضل حضرت محمد بن عبد قویۃ السلام۔

دین و عقیدہ کی راہ میں ہر بھی بری و اڑی میں جھکتے رہنا ان شرابی کی ملکیت ہے جنہیں اللہ نے ایمان اور خوش رسول کی دولت سے محروم کیا ہوتا ہے مگر شورش صاحب تو ختم ثروت کے فوائد میں مسکنی و محبت سے ہوتے ہیں تو یہ کس بد قسمتی اور مسرت کی بات ہوگی کہ وہ کج ملکیت والے شعراء و عظیم الفاضل و اہم شعراء و اہل علم کے ہاں جمعیت و بقوت مالا یعطون۔ — کا مصداق بن جائیں۔

دینی مسئولیت اور خدا کی بیگنی کا احساس نہ ہوتا تو ہم اس معاملہ میں سکوت اختیار کرتے اس لئے کہ شورش صاحب کا قادیانیوں سے عین حالت جنگ میں اپنے آپ سے ملک کے تمام دینی و ملی طبقوں اور ناموس و رسالت سے سرشار مسلمانوں کو ناخوش کرنا ان کے حق میں بھی منہ نہ تھا اور خدا سے ادا کا کس نہ لیتا تھا۔ مگر افسوس یہ سامان انہوں نے خود فراموش کیا اور دنیا و دنیاست سے برسرِ بیکار تظار بہت برسوں کی نفروں میں کندہ اور غیر موثر ہو گئی اور آج وہ اہل حق بھی بد قسمتی سے شورش کے اس نئے وقت پر وہاں سے گئے بغیر نہیں رہ سکتے جسے مرزا کی تعاقب و امتیضات کی دھڑ سے قادیانی بریں چٹان کا ہم سفر قرار دے دیا ہے اور اہل قادیانی رسائل و جرائد کے سب و ختم پر داشتہ کہنے میں چٹان کا برابر کا شریک ہے۔

فقہ الزکاء حدیث | لیکن اس مجمع فرائض کی اولین ہیر جہاں ان تمام دینی و علمی باتوں کو اپنی
 نقاب حساب سے ہر نگار حدیث اور اس فقہ کے۔ براہ غلام محمد پرویز کی حقیقت سمجھ کر اسے اپنی ہی
 ناموس رسالت اور اسلام کے لئے نضر پاک سمجھتے ہیں جتنا کہ یہ نذر خوش رخی صاحب ایکس
 دوسرے غلام محمد کہ انصافانی فقہ کو امام کے لئے نہ چاہوں سمیت ہی ۱۰۰۰ جے کے نبوت کے
 مقام و منصب سے بغاوت کے لہذا سے انکار حدیث کی تاریخ تحریکات و داعی اور عوامل پر نظر آتے
 اور بالکل ان میں اس فقرہ کے تلخ دار چہ ویز نے پورے طریقہ اور خیالات کو نگاہ میں رکھ کر ہوتا اور
 اسلام اور مذہب نبوت و رسالت کے قحاحوں اور حقیقت پر پیدہ بنی قطعہ فکر کو پرکھا ہوتا تو
 یہ حقیقت ان پر بھی شکست پر چکی ہوتی کہ یہ فقہ اپنی فقہ سامانوں کے لحاظ سے اسلام کے لئے
 ان فقہوں سے کسی طرح کم نہیں ہوتا میرا کہے سرور میں اعلیٰ و زندگانی اور پھر سمجھنے
 مدعیان نبوت سے منصب نبوت میں وجہ و تمہید کوئی اسلام کے خلاف کھڑے نہ کئے۔

اور یہ ان تمام کئی ملامتوں سے بڑھ کر علمی ملکہ نبوی سازش ہے جس کو اسلام کے
 مؤرخ دنیا سے نبالت کا کارڈ ٹاٹ اپن مشورتنی مناسب پرویز کو اسے دیتے ہیں۔ برکس ہند
 نام نہانی کا غور علمی ملامتوں کی تاریخ آفر شریعت کی نگاہ میں ہونی تو انہیں اس قدر عجیب کہ ہر
 صوفیہ برسر میں اور ہر دالنگار حدیث کی کہ فرائض چالیس فقراتیں، قواعد، باطنیہ و خارج مستزاد مجسود
 معطلہ، مخرجین قرآن، منکرین صحابہ اور ایسے کئے لوگ تھے جنہوں نے ہر دور میں سنت میں اس کے
 خلاف لشکر و شہادت اٹھا کر اپنی اسلام دشمنی ملامتوں کے ستارے زمین ہموار کی تعمیر اس مذہب پر
 عظمت اور جہت کو خوار و خاک و تفلک اور زندہ و کائنات پر لایا۔ یہ تو اسلامی لہذا و ڈیڑھ کر سنت اور
 حدیث کو نشانہ بنائے والوں کا حال تھا۔

فقہ اشتقاق | اسلام کے بدترین دشمن یہود و نصاریٰ جنہیں صلیبی جنگوں میں شکست کے
 بعد اپنے دین عہدہ اور ملیت اور اس سے بڑھ کر سیاسی استعماری اور سامراجی عزائم نے مجبور
 کر دیا کہ وہ اسلام کے خلاف فیلڈ کمینڈر کے لئے اپنی ندایہ اور منصوبہ منظم کر لیں تو انہوں نے

مسلمانوں کے علمی و فکری محاذ پر سب سے اہم حربہ مستشرقین اور اشتراک کے نام سے استعمال کیا جس کا دلالتیں مقصد یہ ہے کہ اسلام اور رسول اسلام کے بارہ ہیں مہر اس چیز میں شک، بدعتی اور ربیب و فتنہ، پیدا کیا جائے جس کی نسبت کسی طرح بھی اسلام کی طرف جو یا کسی دور پر میں بھی اسلام کی عزت و انتخا میں اعتقاد گذر لیں جو خواہ یہ چیز خود دستور کی ذات اودان کی میریت بھی یا ان کی تعلیمات احادیث آثار و اجتہاد اور مسلمانوں کے علمی و اعتقادی نظام کے لئے سرچشمہ قانون و آئین نقد خواہ وہ قرآن محتایا حدیث رسول اس مقصد کے لئے حضور کی آئین اور شریعت کو کھردر کر کرنا چاہا۔ مسنت کے دواہوں کی وہ مقدس جماعت جو طوطا بنانا نہیں کیوں شامل بدعتی۔ انہیں علم و تشیع کا نشانہ بنایا۔ راوی پر کھنڈ ہیں ہوئی۔ حدیث کے آئین مدوہ ہیں کہ اگر کو شک ہے کیا کیا چنانچہ مستشرقین کے سب سے بڑے گرو گولڈزیہرٹ مستقل طور پر اپنا ہر پٹا کی ذات اور حدیث کے مدون اول امام زہری کی شخصیت کو دھنڈا دینا نے کی معنی نامشور کی اسلام کے قابل غرض شریعت کے خلاف پوچھنا کا نام ذوال مستشرقین ہی نے اٹھایا۔ ایک پاکیزہ مثال حاشیہ کی ایک بھی ایک تصویر بھیجی۔

الغرض اسلام دای اسلام اور مسلمانوں سے جس چیز کو بھی کچھ نسبت تھی اسے شق تحقیق پاکیزہ اظہار اور صیوب کرنا چاہا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کے بنیادی اصول و مآخذ قانون و شریعت مسنت اور حدیث کی تشریحی اور آئینی حیثیت کو خاص طور سے نشانہ بنایا۔ اسلام کے خلاف دیر کا دیوں اور اسلامی تحقیق کے پرو سے ہیں ذہن و تلبیس کے اسی میدان میں دشمنان اسلام کے ہاں۔ گولڈزیہرٹ، مارگولڈ، رٹنشت، اور اس جیسے کسی آزمائش والی دالہ کے نام تہری حروف میں لکھے گئے ہیں۔ منکر یہ حدیث کی ترجمانی کرنے والوں نے مستشرقین اور اعدان اسلام کے دواہن الیہا و عظم علی منصب ہوں اور اس کے محرکات اور لڈا واکار کا گہرا مطالعہ کیے ہو تا تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح ان پر میان ہو جاتی کہ مزاحمت کی طرح نقد انکار حدیث بھی سامراجی مسئولوں اور صہونی سازشوں ہی کا ایک حصہ ہے۔ اگرچہ اپنے ان متبدلین، دوش خیالی، نام نہاد ارتقی پسند اور ملکرین حدیث کے انکار و نظریات کے سرخیوں کا صحیح کھوج لگاتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ یہ لوگ اسلام کے

خلافت وہی تھے چاہت چاہت کر بھرتے ہیں بڑے سامراجی اور اشتراکی کئے علی تحقیق اور مشرق وسطیٰ کے بارہ میں پچھلے روزمرہ و مہینوں سے اگلے سب سے یہ اپنے طور پر کچھ بھی نئی بات نہیں کرتے۔ یہ قودہ ساز لگی اور طبعیت سے ہیں جس کی ہر ہر کسی جوہر کے ہاتھوں کی مرہون ہوئی ہے۔

انکارِ حدیث اور انکارِ ختمِ نبوت میں باہمی مماثلت

حقیقت یہ ہے کہ انکارِ ختمِ نبوت، جو یا انکارِ حدیث، دونوں یکساں طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب و مقامِ نبوت اور ان کے لائے ہوئے دین و شریعت کے خلاف ایسی کھلی بیعت ہیں کہ دونوں میں کسی طرح اعتدال نہ ہو، بلکہ بالکل سر جھانبا ہے۔ دونوں کے درمیان وجوہِ مماثلت پر ذرا بھی غور کیجئے تو ان میں غلام احمدؒ، دیوبند اور مرزا غلام احمدؒ کے ایک دوسرے کے ٹخن اور برادرِ معلوم ہوں گے۔

دفعہ اول بحارِ شریعت میں دو تو کہ رقیب آدو پر سیدِ نبوت ان میں دو تو اور تاریخِ دارالکتابان میں ایسا معلوم ہو گا کہ تاریخی و حوالی کی بہرہ ور اور روحِ پنجاب کے درباروں میں کھینک ہوئی اپنے ہی ایک ہر نام و گروہ میں غلام احمدؒ پر دین کے غیظ و آفتاب میں دوبارہ نمودار ہو گئی۔ — آئیے خدا و لوں کے درمیان ان دو جڑوں کی مماثلت کا کچھ جائزہ لیں۔

۱۔ مرزا غلام احمدؒ نے حضورِ اکرمؐ کی نبوت اور اس کی تشریحی حیثیت کا نہ ذاتی انحراف کرتے ہوئے بھی اپنے لئے نہ تو کوئی حیثیت کا دروازہ کھولا یا تو۔

غلام احمدؒ پر دین کے تصور کی تشریح اللہ کی توفیق سے یہ ہے کہ وہ صاحبِ کرم و دیا گھر کر ملت اور مرکز کی حکومت کے خلاف کے نام سے ہر ایم، بری حکومت کو اپنے باطن سے دیا گیا کہ وہ نہ رسولِ فی الحوائج، مابعد اللہی، متابع، اقتدار اور ماسی، یہ تمام چیزیں رسولِ فی نہیں مرکزِ ملت کی اصالت کا سطل لہ کرتی ہیں۔ یہ کہ اولوالامر سے افسرانِ مالا مالا ہیں۔

۲۔ غلام احمدؒ کو یہ نبوت کو خود ساختہ عجیب و غریب مطالبات پہناتے اور غفل اور

برداری گو کہ چندوں میں ایک قلعی وضع اور بدیہی حقیقت کو عیاں ہونے کے عقیدہ تخلیق کی طرح ایک علم بنادیا۔ غلام احمد پروردگار نے رسالت محمدیہ ماننے کا وہ عمل کیا، مگر حقیقت خاکش بدیہی صرف ایک ڈاکٹر کی تسلیم اور ختم نبوت کو صحت الفاظ میں یہ مطلب لی کہ اس انسان کو اپنے پیچھے آپ ہی کرنے ہوں گے اور یہ کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے باوجود نہیں تصورات اور اشخاص کی بجاۓ نظام کے اہمیتوں میں ہوا رہے گی۔ — دیکھئے مسلم کے نام پر دیہ کا خط ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء کو یا یہ تصورات اشتراک اور لادینی کیوں نہ ہوں اور نظام کا دل باز کس اور لیکن کا کیوں نہ ہو سب کچھ ختم نبوت کے کہتے ہیں بنائے گا۔

۴۔ غلام احمد مرزا اور اس کے ساتھیوں نے اپنی جغرافیہ نبوت کے اثبات کے لئے خود قرآن اور حضور کی ذات کا سہارا لیا تو۔

غلام احمد پروردگار نے جو کتاب اللہ اور قرآن اٹائے کہ قرآن اور سنت اور خدا اور رسول کا باہمی تعلق کاٹنے کی سعی کی اور قرآن ہی کو اس سلسلہ میں اپنا حربہ بنایا۔

۵۔ غلام احمد غنیمی نے نئی نبوت کا فقرہ کھڑا کر کے مسلمانوں کی ایک قطعی ایمانی عقیدہ میں بڑھ اندازی کی اور اسے سنت کا شیرازہ اتار دیکھنے کا ذریعہ بنایا تو۔

غلام احمد پروردگار نے سنت کی آئینی حیثیت سے انکار کر کے ایک ایسے منطقی طرح ایمانی مسئلہ میں بڑھ اندازی کرنا چاہی جو ختم نبوت کی طرح ہمہ صحابہ سے ملے کر آج تک پوری امت کے ہاں سے شدہ مسلمات ہیں سے تھا۔

۶۔ غلام احمد قدیانی اور اس کا ٹولہ اپنے نبی کے لئے راستہ صاف کرنے کی خاطر بنیادی عیب جوئی اور کس ختم سے بچو گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ کی ذات میں نقص لگانے سے بھی گریز نہ ہوا غلام احمد پروردگار اس کے ہمتا بھی اپنے نظام اجتماعی اور حکومت کا راستہ

تلاوت قرآن عباد و مشترکے در کی نشانی ہے۔ (مجھے احادیث القرآن رسالہ قرآن و قرآنی فیصلے وغیرہ)

۸۔ غلام احمد خدایانی نے اپنے متبعین کے علاوہ سارے مسلمانوں کی تکفیر کی۔

غلام احمد پر دینے کا کہ اس وقت دین کے ہر گوشے میں شریعت ہو چکی ہے۔ (قرآنی فیصلے ص ۶۳) اور اب قرآن کے دوسے سارے مسلمان کافر ہو چکے ہیں۔ (ایم کے نام خط، ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء تا ۲۹ جولائی ۱۹۰۷ء) سوچو وہ مسلمان تو میرے عوامی مسلمان ہیں۔ (اسلم کے نام خط، ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء)

۹۔ غلام احمد خدایانی کی نئی شریعت میں حلال ہیں۔ ہر حرام بھی یعنی یہ حق اسے حاصل ہے کہ جسے چاہے حلال کہہ دے جسے چاہے حرام۔ غلام احمد پر دین کی نگاہ میں ہیں حلال ہر حرام کی جو طوائفی نوہرتیں ہیں وہ سب انسانوں کے خود ساختہ ہیں اور پر دین کی شریعت میں صرف چار چیزیں حرام ہیں۔ (معلوم اسلام، ص ۵۲ء ص ۶۹)

۱۰۔ غلام احمد کی دعویٰ اور انہام۔ "میں ولہ میں قسم کے ہدایات سے بھر پور ہے تو غلام احمد پر دین کے تفسیری نکات ہیں آپ کو دیکھنا بیٹا علی الجہنم۔ کامطلب بریلہ ارادہ معاشی نظام یعنی قرآن و ان جیسے شاہکار میں گئے۔ حدیث حسنہ و عذرا۔"

اس وقت ہم مصنفات کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ان چند مثالوں سے دونوں کی باہمی مماثلت و مشابہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مکررین حدیث کی ککالت کرنے والوں یا مقصود شورش صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیسا جذبہ ناموس رسالت و اہمیت دینی ہے اور ایسا کیوں ہے کہ ایک غلام احمد کے بارے میں تو آپ کی رائے بالکل صحیح و بخیر اختیار کرتی ہے مگر دوسرے میں آپ کو تمہیں کی مظلومیت اور فضیلت سے حسرت کی غیریت نظر آنے لگتی ہے۔

جہاں تک کسی حدیث کا لفظ پر قرآن سے مخالفت یا اثر حدیث امام بخاری و مسلم و غیرہ کا لاکھوں حدیث سے چند ہزار کا انتخاب لا رہا ہے ایسی دیگر باتوں کا تعلق ہے تو نہ صرف یہ بلکہ حدیث کی جمع تدوین کی نیت و حیرہ اور اس سے متعلقہ تمام مباحث اس حد تک علماء

امت کے ذریعہ منع ہو چکے ہیں کہ اس پر مزید اضافہ ممکن نہیں۔ علم و تحقیق کی یہ باتیں شورشِ صاحب نہ ہی پیڑیں تو بہتر ہے اور اگر نوحہ خواہ شوقِ سخن ہے تو طواریح میں اس کا نہایت سہل و آسان سے صدیوں قبل فیض کر چکے ہیں۔ ایک نظر اس پر ڈال کر اس میں اثریں اسلامی لٹریچر میں اب حجتِ حدیث، ایک مستقل علم بن چکا ہے اور ہندی نثر اور پرویز تو کیا یورپ کے مستشرقین تک کے چمکے پھڑا دیئے گئے ہیں۔

اصولی طور پر شورشِ صاحب پر ویز کا نئی کریم کے مقام و منصب اور تشریحِ نبییت کے بارہ میں بے لاگ لگی لچنی کیے بغیر خیالات معلوم کر لیں اس کے بعد معاملہ صاف ہو جائے گا۔

رسول کا تشریحی منصب | قرآن تو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بادیار رسول کی ان تمام حیثیتوں کو متعین کر رہا ہے۔ یہاں ہم اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔

- رسولِ نبییتِ علم و مربی۔ (البقرہ آیت ۱۲۹۔ ۱۵۱ آل عمران ۱۶۴ و غیرہ)
- رسول کتب اللہ کا شائع ہے وہ قرآن کی قمیصیں پر مامور ہے (نمل آیت ۴۴)
- رسولِ پوری امت کے لئے پیشوا مقتدا، نمونہ، اسوہ اور واجب الاتباع ہیں (آل عمران آیت ۵۴)
- رسولِ خدا کی طرح شارب (LEADER) ہیں۔ (اعراف، آیت ۱۵۰، حشر آیت ۲۲)
- رسولِ قاضی اور فیصلہ کن اعتمادی ہیں۔ (النساء ۵۸، النور ۵۱، النساء ۶۵)
- رسولِ اکرمؐ نبیؐ کی حیثیت سے اللہ کے مقرر شدہ ماکم اور فرماندار ہیں۔ (النساء ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

الفتح ۱۰، محمد ۵۱

الغرض سنت اور اہل سنت کے بارے میں پرویز کا اصول موقع کیا ہے جس کے مافوق و معذور قانون ہر نے پر امت کا اجماع ہو چکا ہے اور ممکن اتباع و اطاعت لیان کی اور لیون شرط ہے

اس بارہ میں امت کے واضح اور اجماعی طرز عمل قرآن کریم کی مریخ ہدایت نبی کریم کے کلمے اور احکامات کے ہوتے ہوئے کسی منکر و بدعت کے بارے میں شورشِ صاحب کو منصب کے (علم میں یہ

حق نہ کہتے ہیں کہ ہر کتب خانہ کجنامی فتویٰ کو واپس لینے کا مشورہ دے سکیں بلکہ یہ حق اہمیت کے
 کسی بڑے سے بڑے عالم اور دنیا کو بھی حاصل نہیں تو پھر کیا شورش صاحب افلاص و غیر خواہی پر صلیتی
 ان موضوعات پر غور کرتے ہوئے اپنے نئے خوشگوار موقف پر نظر ثانی فرمادیں گے۔ خدا اکبر وہ
 اپنی جذباتی طبیعت پر بھی اس موقف سے بدلہ ہی بدجور فرمائیں۔ (امدادی لاٹن سلا ۹ ص ۷)



فتنہ تجدد والحاد

تجدد و اصلاح کے نعروں کی اہل حقیقت

مکرّم سے ہم بدستغیر ہیں جب تک اسلام کی تعلیمات ہیں جن کے فوائد سے
 رد و بدلہ کرنے کے کوششیں کرتے ہیں تو دین کا درد رکھنے والے اپنے علم حضرت سید
 اہل حق کا بھرپور تعاقب کیا اور اس کے اصلیت کو دین پر واضح کر کے ایک نظریہ
 یا کتاب کے ماہیت سے منسلک محمدیہ باب خان کے سر پر کرتے ہیں جو د اور اللہ کا لائق
 تحقیق و درپیر کے نام پر دے خود و خود سے شروع ہوا اور اسلام میں تحریف
 کر کے اسے "بدیہ اسلام" کے طور پر عام کے سامنے نہیں کر کے کوشش کرتے ہیں کہ اسے
 موقع پر دیگر ملحد حق کے طرح حضرت مولانا بیچ الحق صاحب نے بھی اس فتنے کے
 خلاف قلم اٹھایا اور اس کے حقیقت کو واضح کیا، تاریخ ہند کے مطالعہ سے پتہ چلتا
 ہے کہ خلق فریاد والوں میں سے کبیرا و شاہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔
 حضرت مولانا بیچ الحق صاحب نے مولانا یوسف خان کے کوکھ سے منہ لینے والے اس
 فتنے کے تعاقب کے ساتھ ساتھ اکبر کے اہل دین کو بھی اپنے ایک معترف میں دعوت
 کے ساتھ ان کو اس کے سامنے پہنچایا ہے، ماہنامہ الحق نے "اکبر و حق" کے نام
 عنوان سے شائع بھی کیا۔ اب اس معترف کو افادہ عام کے لیے قادیانی خطیہ
 میں شامل کیا جا رہا ہے۔ (زنجو شیب)

اکبر دی گریٹ کا ماڈرن اسلام

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

آمین بنی اللہ! کہ قافلہ اسلام منزل بہ منزل کو برو کو پہنچا۔ عداوت نبوت سے میکرب تک وہاں وہاں ہے۔ اسلام کی وہ نعمت جو حضور سرور کائنات صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دی کی۔ اسلام نے اس امانت کو جان سے زیادہ عزیز سمجھ کر اسے سینے سے لگائے رکھا اور ہم تک پہنچایا۔ ہدایت و نلاج کا یہ کبریت اتم کج بھی اپنا اصل غدو خاں میں موجود ہے۔ اسلام کی اس امانت کی حفاظت کے لئے کیا کچھ کرنا پڑا؟ یہ داستان کچھ عجیب و غریب ہے۔ ہماری تاریخ جو دلت و عجزیت اور جہاد و قربانی کی ایک داستانِ مسلمان ہے، اس سے بھری پڑی ہے۔ ادب و اخلاص و وفا کو گھس اس راہ میں آگ اور خون سے گزند پڑا تو کبھی صرصر دموم کی تندہ تیر لبوں کا سامنا کرنا پڑا جو اللہ تعالیٰ کی اس روشنی کو بجھانے کے لئے ہنستے رہے۔ بار بار اٹھارو زندگی تیار کھجیوں نے دینِ یحییٰ کے رخِ زیبا کو چھپانے کی سعی کی۔ کفر اور گمراہی کے ظام ہاتھوں نے خدا کی اس روشنی کو کانا چاہا۔ مگر یہ اسلام کی سخت جانی غنی اور وعدہ خداوندی حفاظت دین کا نظیر و گاہن ہی خلتوں سے روشنی کی کرن نمودار ہو جاتی۔ غفلت اور اندھیریت چھٹ جاتے۔ اسلام کا آفتاب میر آج بھی دمک دم ہے۔ نجات کا راستہ اب بھی ایسا ہی صاف اور کھلا ہے۔

بیدار آئین عہدِ سعادت میں رہا۔ المسحۃ، ایضاً، نیلہا کنہار۔

دین کی عزت ۱ اس سرزمین (برصغیر پاک و ہند) میں اسلام اور مسلمانوں پر
کا لبرتناک زمانہ ۲ نازک سے نازک گھڑی دسویں صدی ہجری کے مثل تاجدار

سلطان جلال الدین اکبر (۹۵۹ھ تا ۱۰۱۴ھ) کے عہد میں ہوئی۔ یہ پچاس سالہ
 اکبر گجرات وین کی غربت اہل دین کی بے کسی اور شاعر اسلام کی تباہی اور بربادی کا
 عبرتناک نمائندہ ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو بہرائی ہے۔ اگر عہد اکبری کی اس داستان
 سرائی میں دین اور دینی اقدار کو مٹانے والوں کے لئے کچھ سبق ہے تو یہ اہل دین کے
 لئے نصیحت اور تسلی کا سامان بھی کہ رحمت خداوندی کا ظہور مایوسیوں کے حد تک تک
 پہنچنے میں ہوتا ہے اور یہ کہ دین متین کو دبا یا نہیں جاسکتا۔ نہ اس کی حفاظت توپ و
 تفنگ ہمہ گیر تحریکات منظم پرہیزگار اور جہانوں کی رہن منت ہے۔۔۔ آج کی فرصت
 میں ہم اکبر کے دین، انہی کا ایک اہل خاکریش کرنا چاہتے ہیں جس سے اکبر کے خدا والی
 پر کچھ مدنی پڑ سکے

بے دینوں کے سبب دین تر جان | اور اسلام کے بارے میں ان لوگوں کے عزائم، یعنی لاکھ اندازہ لگانا
 جس کے جو اس وقت مثل لپٹا کر کے اس کا خوف کیا کرنا کام بعد انڈیا کی پیش کرتے ہیں کہ جا رہا ہے کہ

”اکبر بادشاہ اور اس کے عہد کے علماء کے درمیان مناقشات رونما
 ہونے کی بنیادی وجہ مذہبی جذبات کی بنا پر علماء کا اپنے آپ کو طاقتور بنانا
 تھا جو مذہب کی آڑ میں ہر جہاں سے اس لئے دخل دینا چاہتے تھے کہ
 ان کا دسوخ بڑھ سکے۔ حکومت ان سے مرعوب ہو اور وہ حقیقی معنوں میں
 پشت پناہ تخت میں جائیں۔ علماء کے اس ہوس اقتدار کی تائید میں خود اکبر
 کا یہ قول بھی پیش کیا جاتا رہا ہے کہ علماء خواہند کہ نہ انرواں و کار گزاری شریک
 بادشاہی باشند علماء چاہتے ہیں کہ نہ انرواں اور حکومت میں ہمارے شریک
 ہوں جائیں۔۔۔ (تذکرہ مراد آباد ص ۴۴۴ و ۴۴۵)

گویا کئی ہندوں اکبر کو حق بجانب قرار دے کر اہل حق کی ان صرف و شبیوں اور قربانیوں
 بنا اٹی تیار کیا جا رہا ہے۔ جس کا مظاہرہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرحدی غار دہلی اور ان کے

ہستہ اہل حق نے احیائے دین اور اسلام کے نشاۃ ثانیہ کے لئے کیا عہدہ بکری کی اس سیاہ
 تصویر سے ان لوگوں کے نظریات و عقائد کا بھانڈا بھی پھوٹ جاتے گا کہ یہ لوگ کبھی اکبر
 اور کبھی مصطفیٰ کمال کا نام لے کر یہاں کس قسم کے مسلام کو زندہ کرنے کے آئندہ مندر ہیں۔ وہ کیا
 حالات تھے جس نے عداوت اور اہل حق کو تڑپا کر انہیں اکبر اور اس کے لادینی نظریات کے
 مقابلہ میں لڑ کھڑا کیا۔ کیا حکومت و عزیمت تجدد و احیائے دین کے میدان میں ان کی
 سرافروشی اور جان نثاری بالذکر اہل حق کی سنت، ائمہ اور دعوت جاریہ کا خوبور بخایا افتادہ کی ہوگی
 عہدہ بکری کے یہ سیاہ تصویر تہذیب و تمدن کے صفات میں محفوظ ہے، ہم نے اپنے مضمون میں عہدہ بکری
 کے ایک نہایت اٹھ دیندار عالم بے رنگ اور مستند مؤرخ علامہ عبدالقادر بدایونی (مستطاب) کی
 ان قیمتی صفحات کو نقل کیا ہے۔ جو انہوں نے "طیغہ حیدر" کے بعد اپنی کتاب "مختار التواریخ" میں
 نقل کر ایسے ہیں جسے ہمارے ذہن کے ایک ایسا نازگفتہ حاضر و ناظر ملنا مشکل ہے۔ گویا ان مرحوم نے
 مذکورہ کتاب کے چار صفحات سے نکاح کر کے اپنے مقالہ اعلیٰ ثانی کا تجدیدی کا نامزد میں بیٹ

دیا ہے۔ منتخب التواریخ کے حوالوں کے بارے میں ہمارا اعتماد مولانا مرحوم کے مضمون پر ہے
 نقیب کے علاوہ عہدہ بکری کے یہ سیاہ نقوش و لہجہ اور خود اکبر کے فرزند جہانگیر کی
 ترک جہانگیری میں بھی پائے جاتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی جیسے مستند نقیب (ابن امام جمیل
 کے مکتوبات سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے۔

آئندہ تفصیل سے معلوم ہو گا کہ ایک سوچے سمجھے پروگرام اور تہذیبی و فرائض اکبری ہوں
 کہ اس کے نظام ارتقا تک پہنچایا گیا اور اجتہاد، امت و تشریح اور عقول سازی کے خاصیت
 گزرتے ہوئے باقراکبر اس مقام تک پہنچا جو اس سے امامت و نبوت تو کیا معاذ اللہ اوریت
 تک رسائی ہو جاتی ہے۔

منصب اجنبی: | سب سے پہلے اکبر نے منصب اجنبی اور سردار و رئیس، علامہ بارک
 ناگوری اور ان کے دونوں بیٹوں ابو الفضل اور فیض نے ایک مشترکہ سرحد کی جس میں اکبر کو

جسٹس اور جی سٹیکس میں بھی آؤں گی، اس کی سہاٹی اور بیوی کے ہاتھوں کے مد نظر کسی ایک پہلو کو ترجیح دے اور دوسرے کو ساتھ کرنے کا حق دیا جائے گا اور یہ کہ عوام پر ان فیصلوں اور احکام کی پابندی لازمی ہو۔ اس کی مخالفت وغیرہ اور دینی برہادی کا موجب ہوئی۔ اس محضر نامہ میں بادشاہ کو گویا "مروکھت قرار دیتے ہوئے کہا جائے گا کہ خدا کے نزدیک سلطان کا درجہ جوتبدیک کے درجہ سے زیادہ ہے۔" (ملاحظہ ہو: "مکتوب التوازیخ ص ۲۷۲")

سلطنت کی بے رحمی | آؤں گے منسوب آجہاد پر نادر مونس کے یہ اندر مصلحت اور محبت میں اس کی برسرِ طاقت میں تختہ کشی جائے گی۔ ان پر تفسیر کو "خدا کا اندازہ و نشانہ سے انھیں بند کرنے والے ہمارے ہمارے منسوب ہونے کی جھڑپاں کسی نہایت لگیں۔ دربارِ انگریزی کا یہ نادر مصلحت" ابو الفضل لکھا کہ اور خیر نامہ اس کے لکھنے سے پہلے کہ شکر اور نیکانوں کو ان کی کشش (دور اور خلاص) مجاہد فروش کی باتیں کیسے مانوں۔ (نائب ص ۲۷۲)

صوبہ کی بے وفائی | اس وقت کو بہرحقی اور مستزہدوں کی اس جرأت نے بڑھتے بڑھتے سب سے انتہا اور مقدس ترین جماعت صحابہ کرام (جن پر ماسخ زمین کی عمارت مکرزی ہے) کو بھی اٹھایا۔ اور ان کی عظمت و حرمت و بول سے لگاں جہانے کی۔ ان میں صوبہ سے خلفائہ نشانہ (ابو بکر) عمر عثمان رضی اللہ عنہم کی شان میں ایسی باتیں لکھنے لگیں جن کو زبان پر نہیں لایا جاسکتا (مکتوب) شان رسالت پر۔ "نادر مونس" اسے فاکم بہرحقی شان رسالت (علی صاحب) اہل بیت (علیہ السلام) کی باری ختمی۔ حریم قدس نبوت پر دست اندازی سے پہلے ضروری تھا کہ حضور کے واسطے جوئے الکلام و تعلیمات اور احکام کے اس ارکان کو عزت و شان تک کو روک دیا جائے۔ اس سے بے جواز، نامناسب اور فرسودہ قرار دیا جائے اور اس طرح بالواسطہ اسلامی تعلیمات و شعائر سے محک کر اسٹیل کا ہر ٹراس کے لانے والے کو غیرت سے بھی محک کر دیا جائے۔

چنانچہ صحابہ کرام، آؤں ہیں اور ملت مسلمین کی اتباع اور تقلید جو روایت پرستی کی شخصیت پروردگی

اور قدامت پسندی قرار دینے کے بعد اسلام کے سارے آثار پر یہ کہہ کر ہاتھ صاف کر لیا گیا کہ الیاذکر
بلائہ امت اسلامی کا سارا سرمایہ خداوند اور نامعقول ہے۔ اس کے بنانے والے پرستار نفس بدست
ہو مولا اللہ سب کے صیغہ ہوا کو امت مار گئے۔ ارکان اسلام کا یہ حال کہ مولا حج، مکتوبہ حج
مناظرہ مکے کے دربارہ ۲۱۵۔ کسی کی خیالی نہ تھی کہ اکبر کے دربار میں عسائیر غازی پڑھنے کے بعد ۳۱۵

روحانی خیال کے نام پر دین سے مذاق | اس طرف زمین اور دین کے تمام شعار کو عقیدہ امت
کہا جانے لگا۔ یعنی غیر معقول باتیں، مادیات، پسندیدہ اور دنیاوی نعمت ایک شور برپا کیا کہ
خارویہ غفلت پر ہے نہ کہ عقل پر۔ حالانکہ کسی شخص اس کی دینی اور شرعی حیثیت پیش کر دی جانی
تو اعلیٰ ثانی کا یہ عروت اعلیٰ یہ کہہ کر تھک دینا کہ — یہ ملاؤں کی باتیں ہیں۔ مجھ سے تو ان
جیزوں کا دربارت کرو جن کا تعلق عقل و حکمت سے ہو۔ ۳۸۸

تمام دینی سرمایہ اور اسلامی آثار کے بدلہ میں جموں اور برہم پوتہ، ان اور بدھ مت کے بعد
ایک ایک کر کے اسلام کے ان تمام اصول و فروع پر تشکیک و تحقیق چھایا جانے لگا جس پر خداوندی
دین اسلام کی ساری ضمانت اسے تھوڑھائی۔ لیکن ملا علی قاری، بابائے فاضلہ — ارکان دین کے ہر
رکن اور اسلامی قاعدہ کے ہر عقیدہ کے متعلق خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے، قائلانہوت
مسئلہ کلام، روایت، مابعدی، انسان کا تکلف ہونا، حکومتی، عالم مشرور و مشرور خیرہ کے فتنہ اور ہر تہذیب
ہونے لگا۔ ۴۰۲ — چونکہ وہ دین اسلام کی حقیقتات کو دشمنی محض بنا کر ایک ایک مسئلہ
اور شعار کے بارے میں فقہ و شہادت پیدا کرتے جاتے، دوسرے مذاہب کا ہر مذہب کو دشمنی محض
اسلام کا ٹوڑنا اسے بے اثر قاطع، قطعی دلیل اور اسلام کی تمام باتوں کو بے اعتبار و ناقص، نو پیدا
عرب کے غلطوں کی کٹھنری چیز میں خیال کی جاتا تھا ۴۱۵

نہوت اور انبیاء و عیسیٰ سے انکار | مصلحت و شریعت اور مصلحت اسلام نہوت، کبریٰ علی
صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور دعا کو بوجہ کوٹ کی یہ نہوت کو کششیں پر صحت دین اور
بالآخر تہذیب و اہمیت کا یہ وعید و مصلحت نہوت کی غلامی اور اسلام کی نشتر لگی حیثیت ماننے سے بھی

مکرم والد بادشاہ نے دلی کے حوالے پر امر ندر شروع کیا۔ غیب اور عالم غیب کے بارے میں محمدؐ رسالت علیہ السلام کے اخبار کو جھٹکا کر جن درشتے معجزات، نوادر متعلق اور اس کے کلام نفاذ دی ہوئے۔ بحث بعد الموت، مراد کتب، ثواب و عذاب کا کھلے جھڑل انکار کرنے لگا۔ ص ۲۵۳۔

معجزات سے استہزاء | معجزات نبوت سے نہ صرف انکار بلکہ بادشاہ کی جہالت اور شہیدہ مہر کی انتہا تھی کہ میرے دربار میں کیف مانگ پر کھڑے ہو کر معجزہ رسولؐ کی پیش لڑائی لگا اور کہتا کہ جب میں دوسری ٹانگ اٹھا کر کھڑا نہیں ہو سکتا تو راتوں رات ایک شخص مجھے آسمانوں سے اوپر پھینک گیا۔ اندازے پاتیں کیں اور جب واپس ہوئے تو ان کا بستر گرم تھا۔۔۔ سنی مذاہب کا یہی حال شیخ الفخر اور دیگر معجزات کے بارے میں بھی تھا ص ۲۵۴

شان رسالت میں شبہ حسرت | اس گستاخ نے اس پر انگڑا دی، بلکہ مسلمانوں کا تعلق ان کے ہرگز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توڑنے کی خاطر اس نے درباریوں کے وہ ٹانگ بدل ڈالے جس میں احمد اور مصطفیٰ شامل ہوتا۔ بدایانی لکھتے ہیں کہ یہ نام ان پر شائق گورسنے لگے تھے ص ۲۵۵ |۔۔۔ یہاں تک کہ غیرت و حمیت سے عادی اس منفل افعم کے دربار میں عباسی مغربی کے پادریوں نے سرعام شان رسالت میں وہ یہودہ کلمات استعمال کئے جس کے سننے پر طیش برپا ہوا۔ مگر اکبر نے ان کی ہر طرح سے ملامت افزائی کی، اعزاز و احترام سے نوازا اور اپنے ایک شہزادہ کو حکم دیا کہ تبرکاً ان سے چند سویرے پڑھ لو ص ۲۵۶

اکبر منصب رسالت پر دعوای اللہ | اپنے زعم باطل میں دین محمدؐ کی تحریف، فحشاء اسلامی کے انحراف اور رسالت و وحدہ رسالت سے مسلمانوں کا تعلق کمزور کرنے کے بعد اکبر نے اپنے غرضی خاکہ تشریح اور مذاہن سازی کا منصب اب خود سنبھال لیا اور پڑائے دین کے من مایہ پر جو اس کے خیال میں اپنی عمر کے ہزار سال پورے کر چکا تھا ایک نئے دین و ملت اور ترقی یافتہ نظام کی علامت اٹھائے کہ تحریف کے بعد ترقی کے راستے کھلے تھے۔ امامت تو کیا نبوت اور اہمیت تک

اس تحقیقاتی ٹیکسال میں ابو الفضل کے کئی شاگرد اور مکار بھی تجدیدیوں کے کام میں شریک تھے اور اہل حق
مستحق التوازیج صرف ایک شاگرد نے اسلامی بلادت کے متعلق اعتراض اور مخبرگی کے پیرا میں
کئی دسات صیغہ کے اندر جس نے شامی بارگاہ میں بڑی مقبولیت پائی ۲۵۸

تاریخ کی تعلیم | ان مدنی خیال اور آؤاد بیروچ کے شعبہ داروں کے ایک گروہ کو حکم دیا
گی کہ تاریخ الحق کے نام سے اسلام کے ہر سالہ وعد کی ایک تاریخ مرتب کی جائے جو دوسری
تمام تواریخ کی تاریخ ہو اور جس میں سن ہجری کی بجائے سن ولادت کو غارت بنایا گیا ہو ۲۵۹
اس کا مقصد بظہر نزع کل کی اصطلاح میں یہ تھا کہ اسلامی تاریخ پر بھی اثرات دینی تفسیر

تعلیق اور نفسی مجہود کے جہاں بول چھا گئے ہیں۔ ان آمرشوں سے اسلامی تاریخ نہایت ہرجائے کر
عزت تاریخ پر کیا خضر پر اسلامی نظام اور اپنی سربراہ ان کے نزدیک تحریک و تجلیس کا شمار کر
نا قابل انفرادہم کیا تھا ابوالفضل اور بعض کے والد حامد بارک ناگوری یا شاہ کے سامنے ہندوؤں کو
کتا پتھر کہہ دے دین کی طرح ہمارے دین میں بھی تحریف ہوئی ۲۶۰ گویا بھی سادہ سنی قدامت
اور توکم پرستی سے اس پورے آثار کو نابال کل اور بے معتمد بنا دیا ہے۔ اسلام کے مقابلہ میں دیگر
غرائب اور سب سے زیادہ سوسم ہدایت کی جہن میں تاریقیوں سے حوصلہ افزائی کی گئی ان سے حقیقت
کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ تمام بد و اوی اور وسیع ایجابی امرش ان نظریات و مذہب اور
خیانات سے تھی جن سے اسلام کے کسی حکم کا توڑ ہوتا۔ ۲۶۱

اکیڑ کی رد واری کی تہذیب | ہمارے اسلامی ملت کے کراچ کے خیاب میں اس غریب اپنی کی
سادی باتیں ہیں، نامستقل، فوجی اور عربی خصلوں کی گھڑی ہوتی خلیں۔ یہ تو دار اور کچر جسم کو بھی
اپنے اعتقاد اور سیر پر پورے پائے وہ واجب الفضل اور رانہ و درگاہ چہ نہا اور اسے فقیر (مرا) کا نام
دیکھ دیا جاتا ہے ۲۶۲۔ اسلام کے مخالفین دیگر مذاہب سے تہ اور اس کی جو ہمیشہ سے ملاد اور گواہی

سے مغربی مذہب کے مرفیل نظام احمد پوریز اور نام نہاد دانشور اور تجدیدی مسیحی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔

کا مبداء اور سر شریک ہونا ہے۔ افساد و ارباب اور آزادی رائے کا یہ اثر تھا کہ انگریز فرنگیوں کی عیسائی شہزادیوں کو حکم دیا کہ بھر سے دہانہ میں انجیل اور عیسائیوں کے عقیدہ شریعت اور تعزیرات کو بدعنوانی بیان کریں اور بالوالفضل کو حکم دیا گیا کہ ان پادریوں کی مدد سے انجیل کا ترجمہ کر دیا جائے۔

فرنگی طاقت اور کلچر | فرنگیوں کی مدد سے شروع ہوئی اور بعض عقلی اعتقادات بادشاہ نے ان سے حاصل کئے۔ ملا علی قزوینی اور یحییٰ عقلی و دانش اور مودودی کے نام سے یورپ سے درآمد شدہ لغت کی پہلی کاپی جس کے نتیجے میں سلطنت کو صدیوں غلام دینا پڑا۔ یہی دانش فرنگ ہے جو آج مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا اور مذکور ترین سکر بنا ہوا ہے۔ — حبش نو مودر میں فرنگی بھی شریک ہوتے جو پانچو اور چار سو تہم بجا بجا کر اپنے ثقافت اور کلچر کا مظاہرہ کرتے اور انگریزی دار و ستد کے سخت ہونے سے۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ مجدد)

اس دہائی کے مظاہرے دنیا کے دیگر ممالک مذاہب سے بھی کئے گئے۔ — انٹرنیشنل نے اگر نہ دشتی دین کی حقیقت بیان کی تھی۔ — پھر کیر و رستم اس وسیع نظریہ روشن خیال بادشاہ نے ان کی طرف سے لئے شہر کی تعلیمات میں دینی رات آگ روشن رکھنے کا حکم دیا۔

سیاست یا لانا | ہندوؤں اور ان کے مذاہب اور غیر نظریہ راج کے ساتھ انگریزوں نے جس مدد و اداری کا معاملہ کیا وہ تو ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی سے اسلام کا زلفہ اتارے گا یہ ملادھونگ جیپ ان کی دلجوئی کی خاطر چلایا گیا تھا تو ظاہر ہے کہ وہ ہندو مت کے ساتھ انگریز فرارح و صلیبوں کا کیا عالم ہوگا؟

ہندوؤں کے ہوا پر قہر لگانا، برہمنوں کے ہاتھ بڑا ٹوڈی بندھوانا، بھجین چڑھنا اور چڑھوانا، یہاں تک کہ اپنی والدہ کی وفات پر ملادھونگ ہندوؤں کی رسم کرنا، پرہیز یا گیا، سر اڑھنی موچھیں منڈوا کر ماتھی لباس پہنا اور بادشاہ کی تقلید میں ہزاروں لوگ ان رسومات میں شریک ہونے اور دھرمی مسیحیت، بولہ ترک، بنو غیری، ازولانا، موریان، ایتروں سے یہ دیا دلی انگریز کے لئے ایک عام بات تھی، خواہ اسے آپ انگریز کی آزادی ذہنیت کا نتیجہ قرار دیں یا سیاست و مصلحت کا

خوشنما نام درس -

ملت جدیدہ یا ماڈرن اسلام | غرض اکیہ کی تیروداد بیان اند اسلام در دیگر مذاہب سے کما
آلودہ سائنٹفک مطالعہ اور روشن خیالیوں کی ضیاء روزیے دھم دہرے لاکھ دیرسج کے نتیجہ میں
سرزمین ہند پر ایک نئے ماڈرن اسلام اور ملت جدیدہ کا ظہور ہوا جس نے غنائد رتلاق میاست و
معاشرت، تہذیب و تمدن، احکام و مسائل عرفی قدیم اسلام کے ایک ایک شعبہ جزئی سے جزئی
مسئلہ اور حکم میں وہ وہ جویت طر ازیاں کیں کہ اگلائی الخبطہ ہندوستان کے اسی تہذیب گہری نے بزم
خود ملت اسلامی پر نہیں ہلا ڈالیں اور جس کی نزویچہ کے لئے قوت و سطوت، دولت اور قزاقوں کے
تمام دروازے پر پے کھول دیئے گئے تھے۔

حلف وقادری | اس دین میں داخل ہوتے وقت جو کلمہ شہادت پڑھنا ہوتا مومن کی
ذہنی وہ "لا الہ الا اللہ العلیہ" ہوتا اور نہ صرف مریدوں کو بلکہ عام رعایا کو بھی اس کا ایک
شہادۃ کا مکتبہ پڑھنا چاہئے۔ یہ تو مذہب ان الفاظ سے صحت و فاداری اٹھاتے ہیں
دلی شوق سے رعایا دین اور باپ دادوں کے تعلیم کی مذہب کو چھوڑ کر اکیہ ہی میں داخل
ہوتا ہوں ص ۱

تغی | اور اس طرح یہ روشن خیالی یا اپنی الوقت فرسودہ روایات کے خوں کو توڑ
آزاد فضا اور نئی روشنی میں اُجھانے اور دین ملت کی متاع حویز اکیہ کے قدیموں پر نشانہ کر کے
در بادہاویں سے حجرہ کے نام سے ایک تہذیب حاصل کر بیٹے۔

دینے فرد مقتد و چہ از ان فرد مقتد

یہ تہذیب قبولیت بھی بقول مولانا گیلانی صاحبان جمہور کیلئے باعث رشک ہے۔ بادشاہ کی
ایک تصویر ان دنوں خاندانوں کو دے دی جاتی ہے وہ ایک ہر صبح ہر روز نگاہ خلعت میں رکھ کر
اپنی دستاویز پر لگائے رکھتے ص ۱۲ (کیا مغرب کی تصویر پرست تہذیب کو میسوی صدی
میں بھی یہ عہدست ہو گئی ہے۔ اپنی بات تصویر کی نقاب کشائی اور لاشوں تک ہی رہے)۔

بادشاہ سلامت ہر صبح ایک گھوڑہ کے ساتھ رخصت کرتے۔ پڑاوت سے نکلتے ہی ہزاروں لوگ اپنے اس
معبود اور نذائیکر کے سامنے سراجوں سے سجائے ہوئے ۳۶۷ اس تہذیب مجیدہ میں ہر اہم مقامات کے وقت
اس عظیم حکیم کی بجائے آئندہ انگریزوں اور عربیوں کا تبادلہ ہوتا رہتا ۳۶۸

انگریزوں کی ان اطمینان اور انگریزوں کی اپنی پیمائش کا طریقہ اور اصولی نگاہ دیکھنے کے بعد ہم
نسبیت سمجھنے میں کہ دین انگریزوں کے بعض مفادات اور معاشقہ اور اخلاقی زبان میں اس کی راجح نہیں ہوں
اور خارجی احکام و فروع میں اس کی دست اندازیوں کی ایک کئی سی جھگڑا بھی نہیں کریں۔ شاید ہی کے
اضطلاح انداز کے اس آئینہ میں جھانک کر تاریک سے برکت لینے وقت کچھ برکت حاصل کر سکیں
ان صفات کے کوئی من کاں نہ ملے۔ اسی طرح دھوسیدہ کرچنگ اس میں ایک سیمت
ہے۔ جتنے اور سمجھنا والوں کے لئے ہے۔

تو خود عدیث منقولہ ہزاروں میں بمثل

انگریزوں کا مفاد و عبادت انگریزوں کی نگاہ میں الہیت اور نبوت کا جو مقام تھا اس کا موازنہ دیکھ
چکا وہ نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو خدائی منصب اور مقام نبوت پر نامزد سمجھنے لگا بلکہ اپنے عبادات کو ماننے
کے ساتھ ساتھ تمام مقام نبوت آگ، پانی، درخت حتیٰ کہ گائے اور گائے کے گوبر تک کو پوجنے لگا
۳۶۹ آفتاب کی عبادت لازمی طور پر وہی میں چادر بند کرتے آفتاب کے ایک ہزار ایک ناموں
کا ذکر فرماتا ۳۷۰ طور آفتاب کے وقت اقرار کیا جاتا ۳۷۱ اور یہ فرمان جاری کیا کہ آفتاب
کا ذکر آئینہ پر محبت قدر نہ اس کی تہذیب بہت بڑی ہے، کہا جاتا ہے نہ صرف یہ کہ آفتاب کی
عبادت ہر سنی جی جگہ کائنات کی ولایت میں بھی اسے شریک قرار دیا گیا ۳۷۲ کو ایک پرستی بھی
کی جانتی تھی اور یہاں تک کہ معاذ اللہ اسے تک کو خدا کا نظیر قرار دیا گیا کہ وہ اس میں غلط ہو چکا ہے
۳۷۳ عطا، حضرت جبریل علیہ السلام سے اذکار کر کے ہندوؤں نے عقیدہ تبارک پر ایمان لایا ۳۷۴
اپنے معر میں پروردگار قرار دیا کہ ضعیف اور بڑا خدا حق جو جس کے وقت کھڑے ہو کر نصیحت سجالا کریں۔
۳۷۵ آتش پرستی کے لئے ایک الگ آتش کہہ دیا رہتا ۳۷۶ کو خدا کی نشانی اور نور قرار دیا ۳۷۷

یہ اس مذہب کے عقائدات اور اس تحقیقی علم الکلام و العقائد کے چند مشہور پارے ہیں جنہیں
 یونان کے ہندو نام مذہبی کاؤڈہ توحید الہی کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ وجہ اور روشن خیالی کے اس
 کھیل سے اخلاق کو اور معاشرہ اور تمدن کے میدان میں وہ گل کھلے کہ عقل و دانش اور دیانت و فروتنی
 کی دنیا سرسبز کر دی گئی۔ ششے نونہ اور خوراک سے جس کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

دیس کو رس اور نقادی سرو کی حطنت | سود اور بڑا حلال قرضہ دیا گیا۔ شاہی خزانہ سے
 سودی قرضہ دیا جانے لگا۔ قمار کیلئے شاہی دربار میں ایک الگ بڑا گھر دیا گیا جس پر قائم کیا گیا کہ
 شراب حلال ہے | دربار انگریزی سے فتویٰ جاری کیا گیا کہ غلبی طور پر بدن کی اصلاح و
 تقویت کے لئے شراب حلال ہے۔ البتہ پی کر مڑکوں پر نل چبانہ کہ تالور و انگارہ منوع ہے۔
نکر انگاری | ایک ندرت کی نگارانی میں شراب خروشی کی کیا کان دور ہلکے سار میں قائم کی
 گئی۔ نرغ و پیو نرغ کو مست مقرر کوئی ص۔

جام صحت | تقریبات اور مجالس میں جام پر جام چڑھا جاتے، شراب سے
 ایک دوسرے کے جام صحت تجویز ہوتے۔ دربار انگریزی میں مجدد اور روشن خیالی کے ایک ممتاز
 لیڈر فصیح ایک جام حلال کے تعصب اور مجبور کے نام پر تجویز کرتے۔

سشیو | اس ترقی یافتہ مذہب میں شراب کے بعد زیادہ مذہور و اڑھی مذہور ہونے
 پر دیا جاتا اور شیو کے بارہ میں عقلی و فطری و لائق کا طویل یاد رکھا جاتا۔

عسل جراثیم منور | جوین جوید کا ایک مسئلہ یہ تھا کہ پیاستہ واجب نہیں کہ سنی سے
 ایک ٹوک پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ہم بشری سے پہلے عسل کیا جاتے، بڑا کچھ مختلف
 نملی صحت مزیدہ موانع منقولہ کمال

مائل قوانین کی اصلاح | فلاح و طلاق کے متعلق بھی مسلمانوں کے پر نل لاریں اور بدین
 کیا گیا۔ سنے خانی قوانین کی بعض وضاحت یہ تھیں۔

اب چچہ نولہار مامل نولہار سے نکل کر مل کم شوہر اب ایسی تہذیب ہے کہ وہی کا لڑکا کہ

ہیکڑوں کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ ۲۔ مولانا سے پہلے لڑکوں اور چودہ سال سے پہلے لڑکیوں کا نکاح ممنوع قرار دیا گیا اور ہر عینی کہ فریاد ضعیف نہ شود۔ گویا جو چیز بعد میں "سادا ایکٹ" کے نام سے منظور ہوئی۔ وہ دراصل علیٰ اعظم آجٹ کے کہانے کی تسق تھی۔ ۳۔ یہ کہہ کر خدا ایک دوزخ کے ایک سے زائد شاہیوں پر پابندی لگا دی گئی، گویا اسلامی دنیا میں ملکہ تعدد اندراج کا جو غلط ہے اس کا کرٹہ بھی اکبر اعظم ہی کا خاص ہے۔ — عامل آؤ من نفس کی مزید بعض دفعات یہ نظریں۔

۴۔ انکسورست (سین کی ماہوار کی بند مہم) نکاح بندی کر رہے گی۔ ۵۔ سرد سے بارہ سال بڑی عورت سے ہم بستری ممنوع ہوگی۔ ۶۔ شاہی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کو کاکل کے کو کوئی کے ساتھ پیش ہو کر شادی تھا کہ وہ عمر و خیرہ کی تصویر کی تصویر کے ساتھ عبادت نامہ دے اور ریشم لٹیں جو سکے۔ ۷۔ کوئی مبتدع عورت اگر سلطان جو کہ کسی سلطان سے شادی کرے تو اسے جبراً گھر والوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ (مستغیب اتوا ریخ)

آزادی نسواں | پردہ منسوخ قرار دیا گیا۔ زمانہ شاہی تھا کہ باہر نکلنے وقت عورتیں چہرہ کھلا رکھیں اور اگر برقعہ ہو تو چہرہ کھول دیا کریں۔ ۳۹۱

مخلوط کلیہ | زمانہ غنائشی کی تدریج | ایک طرف دوسری شادی پر پابندی عائد کی گئی دوسری طرف نیز نکاح کے ذمہ کی حکم کھلا ایمانیت دی گئی۔ مسودہ رائج کر دیا گیا اور بقول منتخب التوا ریخ شہر سے باہر خطرات چارہ کے نام سے ایک مستقل ہادی بنائی گئی جہاں باقاعدہ کا قلعہ پولیس اور دارومدار ہوتا۔ جس کا بھی پڑنا اگر باہمی رہنا اور عینت سے جو جہاں است و رہے جہاں ساتھ ساتھ آئے۔ گویا یہ ذرا لڑائی کا ایک مخلوط کلیہ جو تاجہاں سے رشتہ نہیں دستیاب ہوتی۔ گریہ فریڈ کی ایک دنیا آباد ہوتی۔ — کسی تبدیلی کی تدبیر یا تبدیلی اپنی جوت پرنا ہے۔ — کیا صدیوں کی بھی ہوتی تدریجی تدریجی روشنی کھلا ہے کی سختی ہے۔ ان تدریجی بہر حال تدریجی ہے۔ یہ سو ہی صدیوں کی ہوتا

عبدالعزیز کی۔ — الملتزم الملتزم الملتزم الملتزم

دیگر اصلاحات | میت کے گلے سے تمام تدبیر کی انیشیں بندھ کر اسے پانی میں بہا دیا

جاتا۔ اپنی زندگی کا قیام دیا جائے یا پھر کسی دھت سے اسے بڑھایا۔ اگر نہیں ہوتی تو کچھ عورتیں بھی لگاتے کہ وہ بڑی مغرب کی جانب اور مغرب شرق کی جانب ہو۔ ۳۵ یہ ویدہ ورنہ تیل کی تڑپیں اور مسلمانوں کے دلوں سے کہیں زیادہ کی عظمت لگاتے کی ایک صورت تھی۔ چنانچہ اس نے غور اپنی ڈرائیو بھی اسی طرح بتائی تھی۔

تقریر پر پابندی | بارہ سال سے پہلے حق ذکر نے میری زندگی لگائی مگر ۳۵ اور پچھلی عرصہ کے بعد پچھلی کوئی اس سنت پر عمل کرنے پر آمادہ ہو سکتا۔

موت اور دھرم | مراد کے لئے سوئے اور دھرم کا استعوان نہ صرف جائز بلکہ لازمی واجب قرار دیا گیا۔

سورہ کتوں سے دلچسپی | بڑے اسلام سورا اور کتوں کی نجاست کو شروع قرار دے کر اپنے کس میں ان کی سکونت کا انتظام کر لیا۔ یہاں تک کہ سیر میری سالی کا دیکھنا عبادت سمجھا جاتا۔ ۳۵ — استاد تو بارہ روشن خیال نہیں کاماں یہ تھا کہ سفر میں بھی چند کتے ساتھ رکھتا تھا اور ان کی کتوں کے ساتھ کھانا کھاتا۔ بعض شہر و کتوں کی زبان تک اپنے من میں سے لیے۔ ۳۵ ملک پرست تہذیب۔ آج مغرب تہذیب کے کتوں سے شیشی اور دالہ بابت محبت کو نفی قرار دیا ہے۔ کتوں کے نام عاید ہیں و تلف ہو رہی ہیں۔ گویا اس ملک پرست تہذیب کی ذرا ذیل بھی انگریزوں سے پہلے دین اپنی کے انھوں والی گئی۔

ذکر گناہ پر پابندی | کتوں سے اختلاف اور تعلق کے ساتھ کتے بندوں کی خصوصیت کی خاطر گناہے۔ میں ہمیں کتوں کا کشت رام قرار دیا گیا تھا۔ اگر کوئی شخص تمھاری کے ساتھ کھانا کھا لیتا تھا اس کی یون کیوں نہ ہوتی، تمھارے اس کا کتہ کاٹ دیا جائے۔

ملازمین اور مدرس | یہ صوبہ کچھ ان بلند بانگ دعووں کے ماخوذ کہ کسی مذہب کو دھرم دینیہ چھوڑ دے۔ یہ ترجمہ نہ ہو گی گراں و اقصاء نے ثابت کیا کہ سارا احمد ملک عرب غریب اسلام کے لئے رہا یا گیا تھا۔ ارد گرد نے مسلمانوں کی نام نہاد دینی اقدار و تمدنی عفت

کو ٹیک ٹیک کر کے مسخ کرنے کی کوشش کی۔ اکبر کی اہل لہ پند طبیعت نے صرف اس پر زحمت نہ کی بلکہ اوروہ کیا کہ مجھ سے کہنے اسلام اور اسلامی ورثہ سے مسلمانوں کا رشتہ کاٹ دیا جائے۔

اس منصوبہ کے لئے اکبر نے دین و دہان چین کو نشانہ بنایا۔ ان دینی صحابہ اور اسلامی مدارس پر دست اندازی کی جو قرآن و سنت اور تعلیمات دہانی کے سرچشمہ تھے۔ ان خاندانوں پر طعنے ڈالا جہاں سے مسلمانوں کی برہمنی تربیت اور تہذیب کا کام دہا ہے تھا۔ عربی زبان اسلامی علوم جو اسلام کے علمائوں کی عالمگیری کا ایک معنوی طوق لایہ تھا۔ اکبر نے رشتہ رشتہ ان سب چیزوں پر اپنی گرفت محنت کر دی۔

عربی زبان اور عربی ثقافت کے ساتھ اس کا معاملہ بالکل ایسا تھا جیسے کہ پچھلے دنوں ترکی کے معطلی لنگل کا رہا۔۔۔ اکبر کی دور میں عربی زبان کے اٹھنا ل اسلامی علوم اور دہان دین کی طرف اور بے کسی بہ دینی صحابہ کی زبانوں محال اور شعار اسلامی کی بربادی اور تباہی پر بھی ایک نگاہ حسرت پر عبرت ڈالنے چاہیے۔۔۔ قرآن زبان کو ملک بد کرنے کی خاطر عربی پرست اور اہل اسلام عیب دار بن گیا۔

عربی زبان سے دشمنی | دوسرا حکم یہ تھا کہ ایسے حروف جو عربی زبان کے ساتھ تعلق تھے مثلاً ث، ح، ح، ص، ص، ظ، ظ، ان کو مقامی بولی چال سے بادشاہ نے باہر کر دیا مثلاً عبداللہ کو ابواللہ اور احمدی کو ابدی کہنا۔ عربی ناموں کی ترکیب ہندی سے بدل دی گئی (تذکرہ مجدد مرتبہ مولانا منظور نعمانی)

اسلامی علوم کی گھمبیری | اسلامیات اور دینیات سے سرکاری سرپرستی اٹھائی گئی۔ فقہ فقیر اور حدیث پڑھنے والے موقوفہ موقوفان غمبار بن گئے۔ ۱۵۷۴ء کہ شاہد اکبر کے خیال میں ایسے لوگ بے کار، قوم پر بار اور معاشی میدان اور مادی کا رخاڑے کے لیے کارا اٹھاتے تھے اور ان کی اصلاحات

اور تہذیبیات میں کئے گئے تھے ان کی فائدتہ نہ تھے اور ان کی زبان میں ان کا کام کی فائدتہ نہ تھی اور ان کی تہذیبیات میں اکبر کے ترقیاتی پروگرام میں روڑے اٹکاتے تھے اور وقار نہ دیتے۔ آٹھویں صدی کے ہزار سال پہلے کی باتیں کرتے تھے۔۔۔ اسلامی علوم کی جگہ مدارس میں اس وقت کے ترقی یافتہ علوم اور سائنسی فنون، نجوم، طب، حکمت، حساب وغیرہ تاریخ افسانہ رائج و معروف رہ چکے تھے۔

ایک شاہی سرکردہ سی کیا گیا اور قوم عربی علوم کو چھوڑ کر علومِ نادرہ طریقہ نجوم سب طیب حفظ پڑھا کرستے۔ ص ۲۹۹۔ الغلاب تقسیم کے سی تطہیر و اصلاح کے ساتھ ساتھ ایجنی کام یہ بھی کیا گیا کہ ہندی تہذیب و تمدن اور ہندوؤں کے روحانی بزرگوں کے کتابی ذخائر فارسی میں ترجمہ کئے جاتے گئے ان کتابوں کی اشاعت و ترویج کے لئے باقاعدہ دفتر قائم کئے گئے۔ ص ۳۲۰

دینی اصلاح پر پابندیاں | علم دین اور اہل علم کو سرکاری تعلیم اداروں سے لٹکانا چھینکے کے بعد اب ضرور اس کا حکم کے دیگر شعبوں کی بھی ان سے تطہیر ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا معاشی و اقتصادی بہرہ ور سے بند کر دیا جائے۔

مکتبہ تھاکر خاٹر | بقول حضرت مجددِ عالم عیدالرحمۃ اسلامی شاعریں سے اسلامی کتابوں کو تاشی مقرر کرنا ہے جو قرآنِ اکبر میں ملا دیا گیا۔ حکومت ص ۹۵۔ تصفا اور حکومت نو بڑی بات بعد بعد میں اور اسلامی تقریبات کو کامرہی اکبر نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

دینتِ حال کیلین | عید کے پانچ دن اختلاف ہو رہا تھا شرعی ثبوت سے پہلے جبرئیل کا اعلان کر کے کوئی کہ روزے نہ پڑاؤں تاکہ زندہ۔ ص ۹۴۔ ایسے ہی ایک موقع پر ام الفضل حضرت مجددِ اہل ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجددِ روزت سے تھے اور افضل نے روزہ نہ کھولنے کی وجہ پوچھی۔ حضرت مجددِ اہل ثانی فرمائی: نے نسب پایا: بادشاہ ایسے دین سے اعتبار سے نہ رہا۔

اداکت سرکردہ سی تجویزیں | علماء و مشائخ آئمہ اور ضعیفہ کے نام جو جاگیریں صدیوں سے اہل حق میں آ رہی تھیں ان کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا۔ (ص ۹۵) اسلامی علوم اور اہل علم کے اس منسل کا نتیجہ ظاہر ایوان کے افغانیوں کی ظاہر ہو چکا تھا کہ مدرسہ و مسجد ویران اور اکثر علماء بطلان کر دیئے گئے۔ (مختار لہوری ص ۱۰۰)

حضرت مجدد کی شعل | دین اور شہادتوں کی یہ عزت اور بے گنی کو کیا ایک دمت میں دمت حق کا ظہور | حق جو عرض میں آئی۔ ان حالات نے سیدنا امام ناصر سے تادم

یہ محنت ابراہیمؑ مجتہدین و دین اللہ کا روشن چراغ، اللہ کے شہنشاہوں پر سب سے پہلے سلام حلف بدر لایا
 ابو البرکات محمد بن عبد الوہاب ثانیؒ، شیخ احمد غلامیؒ کی پکیزہ اور محاسن کو توڑ پایا۔ دعوت و عزت
 کے وہ جلیل القدر امام تین کی ساری زندگی وہ دو اضطراب، سوز و ساز، جہاد و تہذیب، عزت و ادب و نور،
 دعوت و اصلاح کے مداح و احوال اور کارناموں سے گریز نہیں ہے۔ یہ لکھا ہے فیروز ہے نواگر انعام ملکوت
 عزیمت کا تاجدار تھا اوطاف اس شان سے اٹھا کہ

جہان نے راہِ گویا کو ایک مرد سے نوازا ہے

اہل حق اور ظالم راہی کے مرید سرخسین دین ابراہیمی اور ملت محمدی کی اس بچی پر قربان ہو سکتے
 تھے۔ دوسرے پہلی تک کہ ان کے جگر پاش نالہ و شیون سے زمین لرز اٹھی، آسمان کھرا گئے
 خواب یہ خمیر جاگ اٹھے۔

دین کی بچی کا نام احمدی جہاد و دعوت کے پر تابناک فتوح ان کے مکتوبات کے ایک
 ایک صفحہ پر نقش ہیں وہ چیتے ہیں۔۔۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے نور کو
 بدعات کے اندھیروں سے چھپا دیا ہے اور ملتِ معطوفی کی رونق کو ان نواہید باتوں کی مدور تین
 نے پر باد کر دیا ہے۔ (مقتوب ۳۲۱، دوزخ ۱۱۳) انگریزی دور میں عربوں کی عینیں کا گننہ میرا ملک
 نقشہ پیش فرماتے ہیں۔

عزیمت اسلام نزدیکی بریک قریب ہے	ایک قرن میں اسلام کی عزت اس اندھ کو بھی کڑی کفر
قرار دیتا ہے کہ اہل کفر بجز اچھے حکام	حرف اس پر راضی نہیں ہیں کہ حق کفر کے حکام کا ہے
کفر بر ملا در بلاد اسلام راضی نے خود سے	اسلامی بلاد میں ہر اچھا ہے وہ نہ یہاں جاتے ہیں کہ
خواب پر کا حکام اسلام میرا لیکر نازل گوئے	اسلامی حکام کا لکھ کر دینے جائیں اور اسلام بر مسلمان
نہایت در مسلمان و مسلمان پر اللہ کا تاباں	کا کوئی شر باقی نہ رہے۔ بات یہاں تک پہنچتی گئی
موجود رہا یہ نہ کہ اگر مسلمان نے لٹھا	ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسلام کے شہد کا لہجہ کرتا
اسلام انہماک و غایت پر نقل شدہ	ہے تو اس کو قتل کے انجام تک پہنچایا جاتا ہے۔

تجدد و اصلاح کے نعروں کی اصل حقیقت

• اور پندرہویں صدی اسلامی و مغربی • اور وہ تحقیقات اسلامیہ اور ڈاکٹر فضل الرحمن



پچھلے نعت و ادب نے بھی میں اور وہ تحقیقات اسلامیہ کے زیرِ ہتھام ایک ہیں الا تو انی لہم السلام کے منقہ ہوئی ہیں کی بعض تقریبات دیکھنے کا راقم کو بھی آئندہ ہوا۔ مختلف اسلامی ممالک کے علماء اور دانشوروں کے مابین پاکستان کے دیگر علماء و محققین کو بھی اس میں شرکت کا موقع دیا گیا تھا۔ عالم اسلام کے مختلف حصوں کے علماء اور قدیم و جدید طبقات کا باہمی تبادلہ خیالی اور عالم اسلام کو درپیش مسائل پر غور و بحث مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور اتفاق کی ضرورت کا احساس ایسے امور ہیں جن کے لحاظ سے اس کا مغربیوں کا اجماع قابلِ تحسین قرار پایا ہے مگر تصویر کا دوسرا رخ وہ ہے جسے اور وہ تحقیقات اور اس کے کامیاب انداز کی ذہنی ممانعت نظریات اور تحقیقی ”شاہکاروں“ کے پس منظر میں ہم دیکھ سکتے ہیں۔ انتہائی اجداس میں منتقلیوں نے اس کا مغربیوں کے اعتقاد سے اپنی جن ترغیبات کے وابستہ ہونے کا اظہار کیا اس سے بھی یہ حقیقت ایک بار پھر کھل کر سامنے آئی۔ جس کا اظہار دین کو نئے نعنائوں کے سانچے میں ڈھانسنے اور معاملات کے مطابق بنانے وغیرہ لحاظ سے بدرجہا کیا جا رہا ہے۔ عالم اسلام میں قدیم و جدید کا معرکہ اس وقت تقریباً تمام مسلمان ممالک ایک خوبی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ جن کو ہم اسلامی افکار و اقدار اور مغربی تہذیب و اقدار کے معرکہ یا ناموس سے کہتے ہیں۔ برطانیہ، متحدہ اور مغربی افکار و اقدار کا حامل ہے۔ اگر اس کی اس تمام فزائیکی اور کاوش کا مقصد صرف یہ ہوتا کہ مغربی تہذیب کی اخلاقی اور روحانی خرابیوں سے پہلو

پہلے ہوئے لڑائی و شنت اور اسلامی اقدار کو مضبوطی سے ختم کر موجودہ عصری علوم، اور سائنسی ترقیات سے استفادہ کیا جائے۔ اور عصر حاضر کے درجہ سائنس کی شریعت اسلامیہ کی روشنی میں شرعی حیثیت واضح کی جائے۔ اگر وہ سائنس اور نظریات اسلام کی اساس سے متصادم نہ ہوں انہیں اپنا لیا جائے۔

مغرب کے بارہویں صحت دلائل راستہ | اور نئی تہذیب کی جو باتیں شریعت اسلامیہ سے میل نہ کھائیں انہیں بالائے اقل کسے غیر ہاد کہہ دیا جائے۔ تو اس عقیدہ کی غوی میں کسی عالم اور متعلم مسلمان کی دورائی نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اسلام نے ہر دور اور ہر زمانہ کی اچھی باتوں کو اپنانے کا تمام غما سب سے زیادہ اہتمام کیا ہے۔ انسان کو اللہ کا خلیفہ اور ہر چیز کا مالک قرار دیتا ہے۔ اس نے انسان کو کائنات اور عناصر کی تمام جوہری قوتوں کی تسخیر کی دولت سے نوازا ہے۔ اسلام جائزہ محدود سے اندر انسان کی ضروریات کی تکمیل اور قوی، ملکی اور ملی منہادات کی حفاظت و دفاع کے لئے ترقیات زمانہ سے استفادہ اور حصول علوم و فنون کے لئے دوسری اقوام کے شانہ بشانہ پہلے سے ہرگز نہیں روکتا۔ جو طبقہ اسلامی علوم و فنون اور اسلامی اقدار کا علمبردار ہے اس کی طرف سے ادا یہ پیسلج دیا جا چکا ہے کہ اسلام کے اور ظہر یا علماء حق کے کسی گروہ کی تعلیمات میں عصری اور تجرباتی علوم میں ترقی اور اضافہ سے منع کرنے کی کوئی مثال اگر موجود ہو تو اسے ہمیشہ گزدیا جائے۔

تہذیب و اصلاح کے علمبرداروں کے اصل عزائم | الغرض تہذیب و اصلاح مذہب کے نفسے بلند کرنے والوں کے عزائم اور مقاصد اگر صرف یہی ہوتے تو اختلافات کی کوئی صورت نہ پیدا نہ ہوتی۔ مگر اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کو نئے نئے تقاضوں کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں ان کی ذہنی سائنس تعلیم و تربیت، ذاتی و سیاسی مصالح معنوی تہذیب و تمدن میں سرکھانے، استغراق اور جہنم پریشانیوں سے ان کے نظریات کی آبیاری ہو رہی

ہے اور اسلام پر تحقیق درمیرج کے جو فتوے نئے نئے مسلمانوں کے سامنے آ رہے ہیں۔ ان سب چیزوں سے یہ حقیقت مسلمہ کھل کر سامنے آچکی ہے کہ دراصل ان لوگوں کا مقصد بد دینے اسلامی معاشرہ کو مغربی تہذیب و تمدن اور لادینی افکار و خیالات میں ڈھالنا اور اسلامی ممالک کو مغربی ممالک کے نقش قدم پر چلانا ہے۔ اس راہ میں جو بھی دینی تعصبات اور ضوابط و قوانین اور دینی اقدار و دیات عامل ہو سکتے ہوں ان میں حرمہ و ضعیف کی جائے بالستہ کیجئے تا ان کو اسلام کے دائرہ میں لایا جائے۔

آوازِ تجدید و انقلاب فرنگی اور مختصر آئہ کہ اس طرح حقیقی ضد و خیال سے مردم پر کرکٹ و محافروہ کو مفریت کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے رکاوٹ نہ بنے یہی وہ المناک صورت حال ہے جس سے تہذیب و اصلاح کے خوشنما نام سے اسلام اور اس کے فقیدہ مسلمان دوچار ہیں۔ تجدید کے نام پر مغربی تہذیب و افکار لائی گئی وہ اندھی تقلید ہے جس کا نہ فائدہ اقبالؒ رو چکے ہیں۔

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازِ تجدید مشرق میں سے تقلید فرنگی کا بہانہ ملے اور مسلمانوں کی تشویش اُٹھ جائے وہ تشویشناک صورت حال ہے جس نے دینی اقدار و افکار پر ہر گزے وائے علماء اور مفتور مسلمانوں کو شدید اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور وہ کی حال میں بھی اسلام کو یورپ کی اخلاقی اور رد و حال اقدار سے ماری نظام کی بھینٹ پڑ جانے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ اور اس سہ میں وہ بے خطر ہر میدان میں سنگساروں کا سامنا کر رہے ہیں۔ جس کا کچھ مظاہرہ راولپنڈی کا نفرین میں لادینی نظریات پر پیش ہر سند پر معجزی کے سوا عظیم کا شدید نفرت اور بیزاری ظاہر کرنے کی شکل میں ہوا۔

اہلِ تجدید اور مغرب زدہ ہمت کے اس نئے تقاضوں اور حالات کا سامنا کرنے اور مذہب کے ترقی پذیر ہونے کا مطلب کسے الفاظ میں یہ ہے کہ مذہب کو حالات کا تابع بنا دیا

جہلے مذہبات اور مذاہب کے مطابق بتایا جائے۔

طبرستان کے تفسیر اور اسلام | جہاں تک عہد جدید تا اعلیٰ ہے ہم چمن ہیں کہ
آخر وہ کون سے تفسیر ہیں جن کا مذہب کو سنا کرنا پڑا ہے اور اسلام اپنی موجودہ
شکل میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اگر انسان پیدل چلتے اور میں گاڑی کے بجائے
جیٹ فائبر اور تفلن پہناؤں میں اٹھنے لگا۔ مگر کچھ کچھ چلانے کی بجائے ایئر کونڈیشنر
استعمال کرنے لگا۔ دستکاری کی جگہ بھارتی بھر کم شیشوں اور کارخانوں نے منہاں لی۔ وہ
دال روٹی کی بجائے کیک، کوست اور سینڈویچ کھائے گا۔ برت اور ٹھنڈے پانی
کی بجائے کولہ، کولہ مشروب، دروازہ پھر پڑے کے شراب استعمال کرنے لگے۔ کچے
مکانات کی بجائے ٹکٹ بوس مقاماتوں میں۔ بانس ہونے لگی۔ لوگ میز میوں کی بجائے ٹیبلٹ
سے چڑھنے لگا۔ انسان تیر وستان کی بجائے ٹوپ و تنگ اور بندوق دروازوں کی بجائے
اقم و میر کل بننا اور ہندو تو آخر مذہب کا وہ کون سا اصول بہتہ جو تہذیبوں اور غیرت
سے جوڑ نہیں کھاتا؟ بیشک کھائے پیتے۔ رہتے بٹھتے اور مال و جان کی حفاظت کی شکل میں
انسان کو بوجہ ضروریات میں ضروریات میں ضروریات میں ضروریات میں ضروریات میں ضروریات میں
زمانہ کا طبعی رنج و ملال۔ مذہب نے پہلے بھی چند نمایاں اور خاصوں سے شر و طہ کر کے
ان ضروریات کی تفصیل و تکمیل کی اجازت دی۔ اور آج بھی مذہب مسلمانوں کو ان تقاضوں
کے اندر رکھ کر ان مادی ضروریات کے حصول اور استفادہ کی پوری اجازت
دیتا ہے۔

مغربی رشتہوں پر عصر حاضر کا تقاضا نہیں کی جا سکتا | اس امر نے تقاضوں اور عصری ضروریات
سے عورت سائنسی ترقیات اور تھریاتی علوم و فنون میں بڑی بڑی تہذیب سے جس
میں آج یورپ مبتلا ہے اور جو ایک نہایت سچاں اور ٹھیکہ جرم کی شکل میں پوری انسانیت

کا حجم کھائے جا رہی ہے۔ اور آپ اسلام کا محور اس مغربی فکری معاشرے سے نکالنا چاہتے ہیں۔ جس کا تعصب نہیں ہے اور وہی راجستانی انارک، مصر و محرومت کا تہذیبی میل عداپ کلہوں کی زندگی، اکاکٹیں پارٹیاں، سودا خراب، عینا خاں حسن، بیہول میرج، ڈگر اور بوسے خربند، الغرض تمام اخلاقی اور دینی حدود و اصول سے بغاوت ہے۔

اسلام کا محور دو تعصب | تو یقیناً یہاں ہے کہ اسلام اس بارہ میں قطعی جامد اور متعصب ہے اس میں ہر گز کھمبہ صبر کے ان بیچ نقانوں کے ساتھ چلنے کی سکت نہیں اور وہ ایک پیل کے لئے ایسے "ترقی یافتہ" اور "مہذب" لوگوں کے ساتھ نہیں دے سکتا۔ اسلام کا یہ محور اور تعصب خود نجات دہندوں پر ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے اسلام کو اپنی خواہشات کے تابع بنائے اور اس کا مہذب دلیل اپنے ساتھ حال میں پہنچائے رکھنے کی بجائے برائے مذاہبات کو یہ ہے کہ اسے خیر یا کجہ دیکھے۔ آپ بے شک ان نئے تانوں کو اپنا نیچے مذاہب سے چاے کو مشق ستم نہ بنا لیں۔ یہ فدا کی آخری نعمت ہے۔ دینی دنیا ملک انسانیت کے فخری قلاع و مہبود کا اسی کھنڈ خرابہ انحصار ہے۔ اگر عصر حاضر کی عظمت صبح برپا کی ہے اور اس کا مزاج اسلام ہے جو نہیں کھاتا۔ تو اسے والی سلوں کو اس فساد و ذلت سے کھوں جو دہرے کھنے کی کوشش کی جائے۔ اپنی نفس پرستی، شکر پروری اور خواہشات کی پرستش کے لئے اتنی بڑی نعمت کے ساتھ یہ تعصب اور شہزاد اور یہ تعصب و عناد ایک ایسی بدترین ناکہری ہوگی جس کی تعمیر و تباہی تاریخ میں مشکل سے مل سکے گی۔

تعمیق و اصلاح کا اصل پیرا ہے | اگر آپ دل سے جانتے ہیں کہ اسلام کی فزیت ہر زمانہ پر رہے۔ اور آپ کا واقعی مقصد ہے کہ قرآن اور اسلام میں ہر زمانہ کے لوازل و لوازل کا حل موجود ہے۔ اور مغربی تہذیب نے جو اجماع معاشرتی اور معاشی مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ اسلام ان سب کا تہا دل حل پیش کر سکتا ہے۔ تو آپ کی تعمیق اور اصلاح کا ہدف

ہر نہ ہونا چاہیے کہ یورپ کے حرام طور پر بنوں کو جائز ثابت کرانے کے لئے اسلام کے عزائم کو محال قرار دیں۔ بلکہ اپنی تحقیق کا محور یہ بنائے کہ یورپ کی ان غلط اور حرام چیزوں کی بجائے کمن ہنر اور محال صورتوں سے نظر زمانہ کی ضرورت سمجھوری ہو سکتی ہے۔ جنگلک نظام اور سود پر بحث کیجئے مگر اس کو محال ثابت کرانے کے لئے نہیں بلکہ اس کے متبادل محال صورتوں، معاشرت و مشارکت و غیرہ کو زیر بحث لائیے۔ اندر انہیں آزمائیے۔ شراب سے پرہیزگی اور مخلوط معاشرت کو کھینچ تان کر اسے اسلام میں داخل کرانے کی بجائے معاشرہ کو صحیح نریات سے بلکھانے کے لئے ان خرابیوں سے بچنے کی تدابیر سوچئیے۔

معاشرتی حقوق کی انسانی، من تملنی اور ظلم و تعدی سے بچانے کے لئے اسلامی معاشرہ برپا کرنے اور ظلم کے اسباب کے نازک پر غور کریں۔ نہ کہ آپ تعداد اور علاج پر پابندی لگائیں۔ یاد رکھیں معاشرتی مسائل ملاتی، حدت و غیرہ میں توڑ موڑ شروع کریں۔ معاشی تفاوت غیر منصفانہ تقسیم دولت اور طبقاتی کشمکش ختم کرنے کے لئے اسے اسلام کے نظام اقتصاد و اعتدال کو سامنے لاکر آزمائیں نہ کہ اسلام کا رشتہ اور جوڑ بوشلارم، ماکسزم یا سرمایہ دارانہ نظام سے جوڑ دیں۔ نئے حوادث اور مسائل کی قرآنی روشنی اور آثار معارف اور فتوے ملت کی روشنی میں مخصوص شرائط اور حدود میں رہتے ہوئے حل نکالئے نہ کہ آپ عقل کو شریعت پر ترجیح دے کر عقل کے نردوار کو کھلی چھوٹ دے دیں کہ وہ پوری شہ بیت اور منسو ساج شریعت کو جھٹی "دیو" کر کے عقل کو شریعت کے دائرہ میں رہنے کا ذریعہ بنائیے نہ کہ شریعت سے نزار لایا آپ سائنس اور ٹیکنالوجی میں بے شک ترقی کریں۔ مادی آسائش کی راہیں تلاش کریں۔ مگر اس کا یہ مطلب یہ نہ ہوگا کہ دیگر مادی افرام کی طرح ان چیزوں کو ہی علم ہو گشت سمجھ بیٹیں۔ تفسیر کائنات با قاطع و دیگر مشکم پر مبنی کی تفسیروں کو ہی قرآنی تعلیمات کا خلاصہ یا پیویر کی تعلیمات کا پھر تہ تعیناتی انسانی کا مقصد اور قرآن کے ذریعہ فکر و تدبیر کا محور سمجھ بیٹیں۔ اور

تعلیمات فرائی کے متبعی کا مقصد عدلیہ میں توازن و برابری کا حصول و مقررہ ضابطہ الہی اور فطری حُرمت کو
عمومی حیثیت دے دینا۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ اسلام کو بعض ایک، دئی نظام
و دشمن پروردگار کی شکل دینا چاہتے ہیں جس کا مقصد سرمایہ داری یا کمیونزم کی طرح صرف
جسم اور ہیئت کی پرورش نہ رہ جائے اور تمام اعتدال اور رد و معالیٰ نادریں یا ٹھکانے سر جائیں جس کا
نتیجہ یہ ہو کہ اس طرح آپ مذہب کا نام بھی سے کیسے لگے۔ اور اس کے تمام مخالفانہ سے
بھی بچ جائیں گے۔ مذہب عالم کی تاریخ میں مذہب کے ساتھ خاص عیسائی تختہ اور استبداد
کی مثال پیش کر لی گئی۔

ہمارے محدثات کی آمد اسلام نے مذہب کے مجدد و اصلاح کی ان کو مشنوں کے
بارہ میں جن محدثات کا اہتمام کیا۔ اہل نجد و نجدینا سے سو وطن، ہماری ملک نظریہ وحدت پسندی
قرودہیں گے۔ جیسا کہ ان الزامات کو کھیلے دلوں ادارہ تحقیقات اور اس کے سربراہ
ڈاکٹر فضل الرحمن کے لغات پر مشتمل متن اخباری، فہرست میں بار بار درج آیا گیا۔ ادارہ تحقیقات
اسلام کے قاضی ڈاکٹر محمد فضل الرحمن صاحب کا وجود اس ملک میں تحریک مجدد اور
اور مغربیت کا سب سے واضح نشان ہے۔ اس لئے ہم ڈاکٹر صاحب کو صرف اس وقت کے
”تحقیقی شاہکار“ بلکہ خود اپنے تئیں کے سامنے رکھ کر فیصلہ نہیں پر چھوڑتے کہ ہم ان
محدثات اور بے چینی و اضطراب میں کیاں تک حق بجانب ہیں اور نئے تقاضوں کے سانچے
میں دھال کر کرن ما اسلام تصنیف کیا جائے۔ جے میر تمام ”جو دہرہ“ سننے اور تحقیقات
کے ترجمان بلکہ فکر و نظر میں ان کے مطابق یا پھر ان کی تازہ ترین ”تصنیف“ ”اسلام“
معبودہ و تصنیفینہ انگلینڈ لندن ۱۹۶۶ء سے اخذ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ:

ذکر فضل الرحمن کے بعض ملحوظہ خیالات

- ۱۔ قرآن کریم کے احکام ابدی نہیں بلکہ اس کے مصل اور مفاد ابدی ہیں یعنی نماز روزہ حج، زکوٰۃ بجائے خود لازمی نہیں بلکہ ان کے مفاد ابدی ہیں خواہ وہ جس شکل میں بھی ظاہر ہوں، اب تک اس تحقیق کی دو مثالیں بھی سامنے آچکی ہیں۔ آگے مزید صفحہ ۵۷ میں بھی اسی اصول سے تربیت و تہذیب کی راہ کھلی ہے۔
- الف۔ زکوٰۃ عبادت نہیں بلکہ مسکن ہے اور اگر مرد و عورت و نابالغ سے مفاد حاصل نہ ہو سکے تو حکومت اس میں کمی بیشی کر سکتی ہے۔
- ب۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر تھی بہر وقت عورتیں تعلیم یافتہ ہیں اور ایک عورت کی شہادت بھی مرد کے برابر ہے۔
- ۲۔ شہادت باعنا میں غیر معدن، مگریر اور ابدی نہیں۔
- ۳۔ دی وحی مقبول ہے جو عقل و بصیرت کے معیار پر پوری اترے۔
- ۴۔ وحی الہی اور رسول و دونوں حالات اور زمانہ سے متاثر ہوتے بغیر نہیں رہ سکتے۔
- ۵۔ قرآن کریم کے فیصلے اور مفاد کی امارت و ثقل قطعی قوانین نہیں، زیادہ سے زیادہ ایک اصول نمونہ اور مثال ہیں۔
- ۶۔ قرآن و سنت کے اکثر احکام خاص حالات سے وابستہ تھے۔ اور وقتی اور ہنگامی حیثیت رکھتے ہیں۔
- ۷۔ اجتماع و ازداء ہر وقت کھلتا ہے۔ اور قرآنی احکام بھی اجتہاد کے زیر اثر ہیں۔ جن میں تغیر و تبدل کیا جاسکتا ہے۔

- ۸۔ دینی ایک وارداتِ قلبی اور وحی کے شعور کی آواز ہے۔
- ۹۔ جبرائیل علیہ السلام کا کوئی خارجی وجود نہ تھا۔ یہ سب خیالات دوسری میری حد کی پسید اور ہیں۔
- ۱۰۔ حضورؐ کی جہنیت صرف ایک اخلاقی مصلح کی تھی۔
- ۱۱۔ پیغمبر ایک عرب قوم کی تشکیل میں مصروف رہے اور قوانین بنانے کے لئے انہیں فرصت نہ مل سکی۔
- ۱۲۔ سراج ایک انسان ہے جو زمانہ مابعد میں نازل ہوا اور قیدہ و رفعِ مسیح سے مستعار لیا گیا۔
- ۱۳۔ قرآنی قصصِ نبی سے بنیاد کیا گیا ہے۔
- ۱۴۔ حدیث کا بیشتر ذخیرہ خود ساختہ اور موضوعی ہے۔
- ۱۵۔ اسلامی قانون میں حدیث کو حجت نہیں بنایا جاسکتا۔
- ۱۶۔ صحیفہ نے پنجگانہ نمازوں اور ان کے احکام کی کوئی واضح تعلیم نہیں دی، بخودتِ مسلمان حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے زمانہ تک رائج نہ تھی، اور بعد کی اختراع ہے۔
- ۱۷۔ سنتِ نبویؐ کا اکثر حصہ قبل از اسلام کی رسومات پر مشتمل ہے۔ اور فقہاء نے دوسم، پیران اور یہود کی روایات لے کر سنت میں داخل کر دی ہیں۔
- رواکٹر صاحب کے نزدیک سنت ان تمام فقہی قوانین سے عبارت ہے جو ان کے مذہم میں مذکورہ اقوام اور ان کے قواہم سے مستعار ہیں۔
- ۱۸۔ عہدِ جاہلیت میں جو سوراخ فحشاء و فحاشی ہے مطلقاً حرام نہیں۔
- ۱۹۔ صرف گھور سے تیار کی گئی شربِ حرام ہے اس کے علاوہ غیر و غیر تمام اقسام۔

حلال ہیں۔

۲۰۔ نزول عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں نے منہار ہے۔

۲۱۔ یہی حال شفاعت اور غرورِ ہمدی کے عقیدہ کا ہے۔

۲۲۔ اسلام کا خلا و غریب کی۔ جسمانی سے پرہیز کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے نظریات کے یہ چند نمونے ہیں جن کا نام بالمشترقیوں یورپ

کی تحقیقات سے نیا رہا ہے۔ اور پھر وہ مسلمانوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

اور یہ ہے وہ اسلام میں کابوئی سرستہ احمد خان کے پھریت و سید امیر علی اور علامہ حسین کے

اظہارِ معذرت و عزت شاعت اور گولڈنہیر کی شکلیک و تلیس (اور غریب و مسعد و ہمدی)

کے نقشے کے مطابق اسلام کی منصورہ جیسے عناصر سے تشکیل پا کر مسلمانوں کے سامنے مجتہد

اصلاح کے دعووں کے ساتھ پیش ہو رہا ہے۔ اور اگر انہی حق علماء کی طرف سے کوئی آواز

اٹھتی ہے۔ تو وہ فکر نظر و اعتماد پسند و متعصب اور گردن زدنی قرار پاتے ہیں۔

فَاِنَّا لَنَظُنُّكَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْمُسْلِمِينَ - اَلْمُحَقِّقَاتِ

نَسْتَأْذِنُكَ اَلْاَشْيَاءَ وَالْاِسْتِقَامَةَ وَالْاِتِّفَاقَ وَالْاِسْدَادَ وَالْعَافِيَةَ -

وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ يَعْلَمُ اَلْاَشْيَاءَ

ماڈرن ازم یا باطنیت کا نیاروپ

حضرت مولانا سیدنا محمد صاحب مدظلہ

اسلام کو ماڈرن بنانے اور اسے زمانہ وراثہ کی بنیاد پر ثابت کے ساتھ جاننے کے لئے اس میں تحریف و ترمیم کرنے والوں کی ایک خاص تکنیک یہ بھی ہے کہ قرآن^۱ سنت کے اضافہ و اصلاحات کے جو معانی اور مفہیم خود شارح معنی نے بیان کئے ہیں اور جن کے خلاف بعد عصر فلسفہ میں تو آزاد و مسلسل سے پلے آ رہے ہیں۔ ان نفس اور ابدی معانی کا اپنے اضافہ و اصلاحات سے تعلق اور وابستہ کاٹ دیا جائے۔ اور پھر نبوت و رسالت، سنت و اجتہاد، اجماع و قیاس، مسئلہ و رد کوہ و غیر شرعی اصطلاحات کی جو مافی التشریع دل میں آئے وہ اختیار کی جائے اور ان میں اتنی توسیع (EXTENSION) کر دی جائے کہ یورپ کی دنیا کی تہذیب و تمدن کے تمام مسائل و مسائل سوری بشکریہ، تقاریری و قص و محدود، ثقافت و کچھ، زنا کاری، غمرب نشی، بے پردگی، مخلوط تفسیر، اور مساوات مرد و زن وغیرہ یہ اسلام کا ٹھنڈا یا جلنے کے، اسلام کے فکری و عقلی نظام کو تہ و بالا کرنے کے لئے عصر حاضر کے نام نہاد متجددین اور عقیدہ ای حرب آزمایہ ہیں۔ اب تک جو نمونے اسس تجلیس و تحریف کے سامنے آچکے ہیں۔ ان میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

۱) قرآن کی صریح عقل قایات ابدی ہیں۔ احکام میں ہر سے ہوئے حالات کے تحت تصرف کیا جاسکتا ہے۔

۲) سنت کا معنی کسی بھی فرد یا جماعت کی شخصی رائے ہے اور ان کا نمونہ و نام حاصل کرنا اجتناب ہے۔

مؤتمراً المصنفین دارالعلوم حقانیہ کی ایک پیش کش

وَبِذَلِكَ يُقَاتِلُ الْكُفْرَ الَّذِي يَبْتَغِي مُنَافَعَهُ الْبُحْتِ بَيْنَ

الوارق

جلد اول

ہم دارالعلوم حقانیہ کے اس بزم مستنار نے، ذکر حضرت مولانا دارالافتاء حقانیہ
کی خطبات اور اعلیٰ کلام کا جس کو مشیخ الاسلام حضرت مولانا امجد علی دہلوی نے خطبات
کی ایک جگہ الولد سربراہیہ کا ایک نور علوم و معارف کا ذخیرہ تحفہ خطبات
در علمی دارینی اور لاج مولانا کا ایک سبب مرتبہ، از دل غسر و جود لہرینہ کا
مجموعہ حسانی مسماست اور جو محنت میں لگی مثال آپ ہے، خطباء و محققین مصنفین
اور مصنفی مکتوب میں یکساں ہے۔

مرتب

○ حافظ سلمان الحق حقانی

مؤتمراً المصنفین دارالعلوم حقانیہ لکھنؤ خٹک ضلع نوشہرہ

حدیث کبیرہ کا شریعتی فقہانہ بحث حضرت مولانا عبدالحق پانی پتی، موسس دارالعلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک کے علمی و عملی کمالات و سیرت و سوانح پر مشتمل عظیم درجہ کی کتاب ہے۔

عبدالحق کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نمبر

ایک عمدہ ایک تحریک اور ایک تاریخ

اس نمبر کے نگہ والوں میں ہمارے علمائے دین و اہل علم و مشائخ کبار، معروف و نامعلوم
کے درجہ بہت روایوں، روایت کے پیر اور مہتممین ملک و ہندوان ملک کے عظیم
مراکز، محققین، مصنفین و شیوخ حدیث، متعدد مورخین و ادباء، ہمدانی ایڈیٹرز، مسالہ و
موجودہ تحریکوں کے اعترافیہ عظمت پر جنس تقریریں اور تحریک سیاست دانوں کا
خراج عقیدت اور متعدد سماج کے مفصل بیانات۔ غرض اسے مولفوں درجہ بہت کے
اقتدار سے یہ ایک مکانی ثابکار ہے۔ یہ ... سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۰۰۰ روپے پاس اشک
میں موجود ہے۔ پھر یہ کتاب ”مذہب و جماعت“، ”شیور و افکار“، ”عسکری بعد ماہار“، ”الحق“
کے مستحق قارئین اور سنے والے خرید رہا کیسے؟ 33% فی صد کی خصوصی رعایت

پر دستیاب ہے۔ قیمت ۶۵۰ روپے

ناشر: موقر العصفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ٹوبہ ٹھہرہ

﴿ رابطہ کے لئے ﴾

دفتر ماہنامہ ”الحق“ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ٹوبہ ٹھہرہ

علماء حقیقا، علماء اور صحابہ کراموں کی طرح انسان

☆ سرخوش تپری ☆

اگرچہ یہ کتاب عوامی ہے مگر اس کی نگارش اور تصنیف کے لیے

دعواتِ حق

(کتاب نمبر ۱۰۰)

یہ کتاب دعوتِ حق پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب دعوتِ حق پر مشتمل ہے۔

بکریاتِ حق

یہ کتاب دعوتِ حق پر مشتمل ہے۔

بکریاتِ حق

یہ کتاب دعوتِ حق پر مشتمل ہے۔

بکریاتِ حق

یہ کتاب دعوتِ حق پر مشتمل ہے۔

نور اللغات: علامہ اقبال کی علمی و ادبی خدمات

یہ کتاب دعوتِ حق پر مشتمل ہے۔

بکریاتِ حق: علامہ اقبال کی علمی و ادبی خدمات

فہرست مطبوعات

مؤتمراً المصنفین، جامعہ دارالعلوم مقانیہ، لاہور، ٹیک (دومبر)

حقائق السنن جامع السنن ^(جدولہ) احادیث، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مولانا
سیرت کی جیلز اقدار کتاب جامع ترمذی کے موطا اور
مدلل شرح، حضرت شیخ الحدیث کے جامع ترمذی کے متنس تقاریر و احادیث درس کا مجموعہ۔
دعوات حق (۲ جلد) | فیض و ترتیب، مولانا سید الحق مدظلہ۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
کے خطبات و رسالات کا عظیم نشان مجموعہ، دین و شریعت، اخلاق و معاشرت
میں عمل، ضرورت و انسانی نعمت و رسالت و شریعت و حقیقت کے ہر پہلو پر عادی کتاب۔

قومی اسبلی میں اسلام کا معرکہ | ضبط و ترتیب، مولانا سید الحق مدظلہ۔ قومی اسبلی میں شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق صاحب کی جو بی و مل مسائل پر تقریریں اور بحث تقاریر
نہیں کہ اسلامی اور مجتہد بنائے کہ جدید جہد کے مستند نشان، ایک سچائی، انسانی و تاریخی دستاویز۔
جلاوت و جلیبیت | شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی تقاریر کا مجموعہ، ائمہ کبار کے آداب اعداوت کی
حکایتیں، نکات، انتہائی کی عظمت و محبوبیت اور دیگر موضوعات پر مولانا کتاب۔

مسئلہ خلافت و شہادت | مولانا سید الحق مدظلہ۔ تبدیل مجاہد و جلیبیت، شیخ الحدیث مولانا
عبدالحق صاحب کے موطا پر، مولانا سید الحق مدظلہ کی تحقیقات اور حوائج کے ساتھ

اسلام اور عصر حاضر | از مولانا سید الحق مدظلہ۔ عصر حاضر کے تمدنی و مادی، اخلاقی، سیاسی
اور تعلیمی اور معاشی مسائل میں اسلام کا موقف، عصر حاضر کے علمی و دینی
تخلو اور فنی باطل کا تعاقب، بیسویں صدی کے کاروباری و باطن میں اسلام کی بالادستی کی ایک نیاں افروز
جنگ اور مغرب تہذیب کا تجزیہ۔ پیش فقط، مولانا سید الحق مدظلہ علی ندوی صاحب مدظلہ

قرآن حکیم اور توحید | از مولانا سید الحق مدظلہ۔ توحید و اخلاق، اصلاح معاشرہ و تہذیب نفس میں
قرآن و حکیم کا معتد لانا انداز و حکیم و معر عمل، جہاد کا پہلو۔

